خزینہ ذوقِ عبرت کا ہے گنجِ شوقِ حسرت ہے
عجب کچھ منظرِ دلکش طلسمِ جزر و فطرت ہے

تاریخ اودھ

(حصۂ اول)

جسمین

میر محمد امین المخاطب بہ برہان الملک نواب سعادت خان بانی سلطنت اودھ سے لیکر مرزا محمد مقیم المخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کی زندگی تک کے حالات اور برہان الملک کا نسبنامہ ۔ اودھ کی حقیقت لکھنؤ کی آبادی اور شیخ زادے حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب قدس سرہ کا حال دربار دہلی مین سادات بارہہ کا قابو انکا عروج و زوال خاندان بنگش کے انقلابات مرہٹون کے کارنامے ۔ نادرشاہی حملے ۔ نواب سید علی محمد خان بہادر و نواب سید سعد اللہ خان بہادر روہیلون کے سوانحات ۔ احمد شاہ ابدالی کی آمد کے حالات یعنی ۱۱۳۲ھ ہجری سے ۱۱۶۱ھ تک کے جزو کل تمام واقعات محمد شاہی دربار کی عبرت خیز و حیرت انگیز روداد ۔ ارکان دولت و کارپردازان سلطنت کے عیوب و نقائص اور باہمی کورنمکی و خودغرضی و زرکشی و غیرون سے طلب امداد کے دلچسپ و دلکش سین نہایت شرح و بسط کے ساتھ کھینچے گئے ہین جو ہر طرح سے عبرت و حیرت کا ایک بے بہا مرقع ہے

مصنفہٗ

جناب مولانا مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری مدظلہ اللہ القوی مصنف کتب متعددہ

باہتمام

کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۱۹ء

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپکر شائع ہوئی

Vol. I and II

T. Tarikh-i-Oudh

Najmul Ghani

Pub. [illegible]

Nawal Kishore

[illegible]

[illegible]



مولانا محمد نجم الغنی صاحب مصنف کتاب ہذا

No. 9/III-528.

GENERAL ADMINISTRATION DEPARTMENT:

Dated Allahabad, the 4th January 1910

Office Memorandum.

The undersigned is directed to acknowledge with thanks the receipt of the two books in Vernacular, entitled "The History of the Rohilla Pathans" and "the History of Lucknow" P I compiled by him.

UNDER-SECRETARY TO GOVERNMENT,

United Provinces.

To

M. MUHAMMAD NAJM-UL-GHANI,

HEAD MOULVI, MAHARANA'S HIGH SCHOOL,

Udaipur.

No. $\frac{703}{XII-181}$ of 1910.

MISCELLANEOUS DEPARTMEN[T]

Lated Naini Tal, the 14th May [illegible]

Office Memorandum.

In continuation of office memo. No. 9/III-528, dated the [illegible] January 1910, the undersigned is directed to inform Munshi Mu[ham]mad Najm-ul-Ghani, that the Government of the United Province[s will] be glad to purchase one copy of the book entitled "History o[f the] Rohilla Pathans" and fourteen copies of the book, entitled "Hist[ory of] Lucknow" Part I, on condition that certain misprints which app[ear in] them are corrected. The bill for the books should be sent t[o the] Under Secretary to Government in the Miscellaneous Departmen[t for] payment.

REGISTRAR,

for Under-Secretary to Governmen[t]

United Prov[inces]

To

M. MUHAMMAD NAJM-UL-GHANI,

HEAD MOULVI, MAHARANA'S HIGH SCHOOL,

Udaipur.



مضمون متعلق حاشیہ صفحہ ۶ حصۂ اول تاریخ اودھ

یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ یہ روایت سینہ بسینہ چلی آتی ہے کہ شیخ مبارک
[illegible]زادہ تھا۔

ابو الفضل کی زندگی کے واقعات سے بھی اس پر اشارہ ہوتا ہے۔

(۱)۔ خافی خان کہتا ہے کہ لوگوں کو ان کے نسب مین کچھ طعن تھا۔

(۲)۔ ابوالفضل اور فیضی کے ایک خط کے جواب میں شیخ مبارک نے لوگوں کی باتوں کو دھونا چاہا ہے اور انھیں تسلّی دی ہے۔

بابا ے من! از فضلاے این عہد کہ ہمہ جو فروش و گندم نما اند و دین را بدُنیا [فرو]ختہ تہمت آن بر ما بستہ اند۔ از گفتۂ آنہا نباید رنجید۔ و از انکہ از طرف نجابت ما گفتگو [کنند] از اندرون پُر تشویش نباید نمود۔ در زمانے کہ والد من تفویض ودیعت حیات نمود من بحد [تم]یز نہ رسیدہ بودم۔ والدۂ من مرا در سایۂ عواطف یکی از سادات ذوی الاحترام در کمال عسرت [پ]رورش می داد او در تربیت من از طرف درس علمی و دیگر تادیب کمال سعی بکار می برد۔ [چن]انکہ پدرم مرا حسب فرمودۂ بزرگی موسوم بہ مبارک ساختہ بود روزے یکے از ہمسایہای [سی]د پیشیہ آن سید والا نژاد کہ غم خواری و تیمار داری ما بکیسان می نمود مادرم را بکلمات [د]رشت رنجانیدہ مرا بعدم نجابت مطعون نمود۔ والدہ ام گریہ کنان نزد آن سید والا مقام [ا]ز نسب و حسب پدرم اطلاع داشت رفتہ نالش تعدی او نمود و آن سید او را زجر و [تو]بیخ تمام نمود۔

آگے اور مضمون ہے۔ غرضکہ لوگون کو اُسوقت اُن کے نجیب الطرفین ہونے مین





پہلے ایڈیشن پر انشاپردازون کی رائین

اخبار ہمدرد دہلی ۳۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی اشاعت مین لکھتا ہے

یہ کتاب مولانا حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری مُدرّس اعلیٰ مہارانا ہائی اسکول اودیپور نے بعض مستند تواریخی کتابون کی مدد سے مُرتب کی ہے اور بہت تفصیل کے ساتھ ہر واقعہ کا حال دیا ہے۔ کتاب مذکور ۴ جلدون پر مشتمل ہے۔

"دربار لاہور ۳۰ جنوری ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

یہ ایک پُردرد واقعات کی دلچسپ کتاب ہے جس مین نواب سعادت خان بُرہان الملک بانی سلطنت اودھ سے تاجانعالم واجد علی شاہ کے متعلق تمام تحقیقی اور مستند واقعات دیے گئے ہین۔ مصنف نے واقعی اس کتاب کے مُرتب کرنے مین کافی غور و خوض سے کام لیا ہے۔

"الخلیل" بجنور ۸ فروری ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

"تاریخ اودھ کی یہ پہلی جلد ہے جو ۱۹۰ صفحات کی ضخامت رکھتی ہے جناب مولانا حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے اسّی سے زیادہ کتب تواریخ و رسالجات وغیرہ سے

ضرور کلام تھا۔ ؎

تانباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

فی زماننا نواب مرزا خان داغ کے معتقد بھی جہان حسب و نسب کا ذکر آتا ہے
تو گول ہو جاتے ہین۔

چنانچہ ابو الفضل نے آئین اکبری کے خاتمے مین اپنے خاندان کی بابت کچھ
لکھا ہے۔ مگر وہ بھی دبی زبان سے۔ اپنا وطن یمن بتایا ہے۔ نوین صدی مین
علاقۂ سندھ کے قصبۂ ریل مین آئے اور پھر وہان سے ناگور مین آکر سکونت
اختیار کی۔ شیخ موسٰی و شیخ خضر کو دادا پردادا لکھا ہے۔ مگر باپ کا نام ظاہر
نہین ہوتا کہ کیا تھا وغیرہ وغیرہ ۱۲

۔۔رکا آغاز اور ریشہ دوانیان مسلمانون کی باہمی نااتفاقیان ۔ خود غرضیان
اور تباہی اور دربار دہلی کی کمزوری کے عجیب عبرتناک سبق آموز سین ہین ۔

"وطن لاہور ۱۳ فروری ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

مولوی محمد نجم الغنی خانصاحب اعلیٰ مدرس فارسی مہارانا ہائی اسکول ریاست
۔۔دیپور نے جو بہت سی مختلف علوم کی کتابون کے مؤلف ہین اس کتاب مین نواب
سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ کے حالات سے لیکر جانعالم
۔۔جد علی شاہ آخری سلطان اودھ کے عہد تک کے جملہ حالات تحقیق و روایت کے ساتھ
۔۔رج کیے ہین اور کوئی قابل ذکر واقعہ چھوڑا نہین ہے قابل دید کتاب ہے ۔

وکیل امرتسر ۴ افروری و ۳۰ مئی و ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

(تاریخ اودھ) مولوی حکیم نجم الغنی خانصاحب مدرس اعلیٰ مہارانا ہائی اسکول اودیپور
نے بعض مستند کتب تاریخ کی مدد سے یہ دلچسپ اور مدلل کتاب مرتب کی ہے

(ایضاً) اس کتاب مین نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ سے
لیکر جانعالم واجد علی شاہ تک کے تمام حالات و واقعات نہایت تحقیق و تدقیق سے
دلچسپ پیرائے مین تحریر کیے گئے ہین مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے
یہ اعلیٰ تالیف شائع کرکے ملک پر بہت بڑا احسان کیا ہے ۔

(ایضاً) اسکے مؤلف مولوی حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے اول سے
آخر تک صحیح واقعات کی فراہمی مین قابل داد کوششون سے کام لیا ہے ۔

سول اینڈ ملیٹری نیوز لدھیانہ

(۲۳ فروری ۱۹۱۴ء) حکمران لکھنؤ کے حالات مین برہان الملک نواب سعادت علیخان کے

مدد لیکر اسکو نہایت قابلیت کے ساتھ روایتون کے باہم فرق دکھلاکر تالیف کیا ہے شروع مین لائق مصنف کی تصویر بھی ہے۔ چونکہ یہ جلد اوّل ہے اسلیے اس مین نواب سعادت خان برہان الملک سے لیکر مرزا مقیم مخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ تک کی زندگی کے حالات کے ساتھ دربار دہلی مین سادات بارہہ کا قابو اُن کا عروج وانحطاط۔ خاندان بنگش کے انقلابات مرہٹون کے کارنامے دہلی مین نادر شاہی روہیلون کے سوانح احمد شاہ ابدالی کی آمد کے حالات بھی درج ہین گویا ۱۱۳۱ھ ہجری سے ۱۱۶۷ھ ہجری تک کے تمام واقعات اور محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ دربار کی مفصل سازشین ارکان دولت اور وزرا کا نفاق باہمی جنگ اور صوبتین غیرون سے امداد اور انکی قوت سلطنت کی بربادیان کُشت وخون دغا اور فریب نمک حلالی اور کور نمکی بیدردی تباہی خود غرضی اور زرکشی کے سین ایسی اچھی ترتیب اور سلسلے سے دکھلائے گئے ہین جس سے مؤلف کی داد دینا پڑتی ہے امید ہے کہ اسکی آیندہ جلدین اور بھی دلچسپ ہونگی۔

"الخلیل بجنور یکم مارچ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

(تاریخ اودھ حصۂ دوم) ہمنے ایک گذشتہ پرچۂ الخلیل مین تاریخ اودھ کے حصۂ اوّل کا ریویو کیا تھا کہ قابل مصنف نے کثیر التعداد کتب تواریخ وغیرہ کی مدد سے نہایت عرقریزی کے ساتھ اسکو تالیف کیا ہے یہ اُسی کا دوسرا حصہ ۲۰۰ صفحہ کا ہے نواب شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے نواب آصف الدولہ کے عہد حکومت اور نواب وزیر علی خان کے عزل ونصب تک کا حال ہے اور نہایت دلچسپ ہے اور نہ صرف اس صوبہ بلکہ دہلی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ بنگالہ کی اُس وقت کی پالٹیکس کا تمام نقشہ سامنے آجاتا ہے انگریزون کے

رعایا دونون ہاتھون سے دولت سمیٹ رہی تھی اور ہر شخص بجائے خویش خود مختار و آزاد تھا غرض بلحاظ واقعات تاریخ اودھ ہندوستان کی تاریخ کا ایک نہایت دلچسپ و سبق آموز حصہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک اردو زبان مین اودھ کی کوئی ایسی جامع و مستقل تاریخ تیار نہین ہوئی جو تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے اور نقد روایات و واقعات مین کوشش کرنیکے علاوہ طرز بیان مین کسی لحاظ سے دلچسپی سے خالی نہو۔

ہم مشکور ہین جناب مولانا نجم الغنی خانصاحب رامپوری کے کہ انھون نے اس ضرورت کو خاص طور پر محسوس کیا اور عرصۂ دراز کی محنت کے بعد تاریخ اودھ کا ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جو حقیقت مین اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک نہایت کار آمد و مفید شئے ہے۔ یہ ضخیم کتاب تاریخ چار جلدون مین ترتیب دی گئی ہے جسکا مجموعی حجم تخمیناً پونے نوسو صفحات ہین۔ پہلی جلد مین مصنف کی ہاف ٹون تصویر بھی لگائی گئی ہے مصنف نے تمہید کے بعد برہان الملک نواب سعادت خان بانی سلطنت اودھ کا نسب نامہ انکے خاندان کے تفصیلی حالات اور ہندوستان مین اُن کے آنیکا پورا واقعہ لکھا ہے اسکے بعد ہندوستان مین برہان الملک کی مختلف خدمات کا تذکرہ وضاحت سے کیا گیا ہے اور وہ تمام واقعات جو برہان الملک کو ابتدائے سلسلۂ ملازمت شاہی سے لیکر آخر عہد تک پیش آئے اور جو کارنمایان انجام دیے سب تحقیقات اور خوبی سے لکھے گئے ہین۔ برہان الملک کے بعد صفدر جنگ کی زندگی پر پوری نظر ڈالی گئی ہے روہیلون سے صفدر جنگ کی کش مکش اور نواب قائم خان والی فرخ آباد سے معرکہ آرائیان اس قدر تفصیل سے دکھائی گئی ہین کہ روہیلکھنڈ اور فرخ آباد کے

تذکرے سے شروع کر کے صفدر جنگ کے حالات تک تاریخ اودھ کی پہلی جلد جناب مولانا مولوی حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری مدرس اعلی مہارانا ہائی اسکول اودیپور نے مستند کتب تواریخی سے ماخوذ کر کے تالیف کی ہے یہ کتاب قابل دید ہے۔ کتاب عمدہ ہے"

تھوڑا سا دوسری جلد کے متعلق لکھ کر تیسری جلد کے متعلق ۲۸ جولائی سنہ کو لکھا ہے کہ:-

اس مین نواب سعادت علیخان و نواب غازی الدین حیدر خان کے تمام حالات جلوس سے انتقال تک درج ہین اور نواب غازی الدین حیدر کے بادشاہ بننے اور شاہ زمن لقب اختیار کرنے اور اُنکے وزراء کی چالاکیون اور سلطنت کی بدنظمیونکا حال شاہ نصیر الدین حیدر کی تخت نشینی اور اُن کا زنانہ ین مرثیہ گوئی کی کیفیت اور زچہ بننے کا عجیب حال۔ بادشاہ کی بیگمات کا حال و خزانہ کا برباد ہونا اسراف کے بدنتیجے بدانتظامی مُلک کی بابت سرکار کمپنی کا سمجھانا اور مداخلت کرنا نواب نصیر الدین حیدر کے انتقال تک کی تمام باتین مندرج ہین اس تاریخ کے مطالعہ سے عجیب عجیب حالات حکمرانان اودھ کے معلوم ہوتے ہین۔

"اخبار مدینہ بجنور یکم مارچ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

اودھ کو برطانیہ کے قبضہ ہندوستان سے پہلے ہندوستان مین جو اقتدار حاصل رہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہین ہے اودھ کی حکومت اگرچہ نوابی کہلاتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بجائے خویش ایک شاہی تھی اور جو بات بادشاہون کو اپنی حکومت مین حاصل نہو سکی وہ اودھ کو نوابی مین حاصل تھی اور وہی ہندوستان مین ایک ایسا مقام تھا کہ اگر ایک وقت اُسکی حکومت میدان جنگ بنی ہوئی تھی اور رعایا متواتر ظلم و ستم اور جنگون سے تنگ آگئی تھی تو ایک زمانہ مین اُسکی بزم نشاط و تفریح سے

۔ کو قبول کرتے کرتے اس قدر اُن کے مطیع ہوے کہ بہت سا علاقہ اور روپیہ اُنکو دیکر
پناہ مددگار خصوصی بنا لیا۔ انگریز ابتداءً ملک گیری کی خواہش نرکھتے تھے لیکن
شجاع الدولہ کی سخت گیری و حکمت عملی نے اُنھین یہ سبق پڑھایا اور وہ بھی مملکت
ہند کے حصص پر قبضہ کرنے کی فکر مین لگ گئے شجاع الدولہ سے انگریزون کے
جو تعلقات رہے ہین اُنپر تاریخ مین تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ نجیب آباد۔ بریلی
اور رامپور مین شجاع الدولہ کے مظالم کی عبرتناک تصویر بھی نہایت اچھی طرح دکھائی
گئی ہے شجاع الدولہ و آصف الدولہ سے انگریزون کے معاہدون پر بحث و تنقید
کی گئی ہے اور اس موقع کی تمام روایات صدق و کذب کی خوبی سے تحقیقات کی گئی
ہے۔ اس جلد مین روہیلکھنڈ کی تاریخ اور دردناک مناظر ظلم و ستم دیکھنے کے قابل ہین
میرا خیال ہے کہ مؤلف نے کوئی بات بیان کرنے سے چھوڑی نہین اور کوئی واقعہ
ایسا نہین رہا جو بیان مین نہ آگیا ہو۔ تیسری جلد مین نواب سعادت علی خان۔
غازی الدین حیدر خان۔ نصیر الدین حیدر خان۔ رفیع الدین حیدر کے زمانے کے
واقعات ہین۔ نواب سعادت علی خان کے زمانے مین زیادہ تر انگریزی مداخلت اور
معاہدون کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ غازی الدین کے حالات بھی تمام و کمال دکھلائے
گئے ہین جو زیادہ تر ذاتی زندگی سے متعلق ہین کیونکہ اُن کے زمانے مین حکومت کا نظام
اُن غیرون کی رائے پر تھا اور لوگ اُنھین اپنے نفع کے لیے عیش و عشرت مین مبتلا
کیے ہوے تھے۔ نصیر الدین حیدر کی مذہبی زندگی کے واقعات دیکھنے کے لائق ہین۔
شخص غم شہداے کربلا مین عجیب و غریب مصارف اور طرح طرح کے کھیل تماشے کرتا
تھا۔ آئمہ اطہار کے لیے اچھوتیان بناتا اور خود تعزیہ اُٹھاتا اور مرثیہ پڑھتا تھا ذاتی

کم و بیش تمام واقعات کی ایک مستند تاریخ بھی اس مین شامل ہوگئی ہے اس تاریخ مین
یہ خوبی ہے کہ جن واقعات کا تعلق براہ راست دوسرے مقامات سے ہے
اُن کا سلسلہ بھی خوبی سے قائم رکھا ہے چنانچہ حکومت دہلی کے وہ تمام واقعات
تفصیل کے ساتھ اس مین ذکر کیئے گئے ہین جو حکومت دہلی کو صفدرجنگ وغیرہ
نوابان اودھ کی وزارت کے متعلق پیش آئے ہین۔ اس سلسلے مین احمد شاہ ابدالی کا
دہلی پر حملہ کرنا اور نادر شاہ وغیرہ کی جنگین سب تفصیل کے ساتھ نظر آتی ہین۔ اسی طرح
مرہٹون کی تاخت وتاراج کے تمام واقعات مکمّل طور پر موجود ہین۔ پہلی جلد مین برہان الملک
اور صفدرجنگ کے زمانے کے وہ تمام حالات ہین جو اودھ۔ روہیلکھنڈ اور دہلی مین
سیاسی و انتظامی سلسلے مین پیش آئے جن کا تعلق براہ راست نوابان اودھ سے ہے۔
دوسری جلد مین شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کی زندگی کے واقعات مذکور ہین۔
شجاع الدولہ نوابان اودھ مین بہت زیادہ سخت گیر اور ظالم مانا گیا ہے۔ چنانچہ
واقعات اسکی کافی شہادت ہین۔ شجاع الدولہ نے جہان اپنی زندگی مین سلطنت اودھ
کے رقبے کو ظلم وستم اختیار کر کے وسعت دی وہان سلطنت کو اس قدر کمزور بھی بنالیا
کہ پھر اسکو تقویت حاصل نہوسکی اس موضوع پر تاریخ اودھ مین نہایت خوبی سے
واقعات کو فراہم کیا گیا ہے۔ روہیلون کا استیصال نواب شجاع الدولہ ہی کے
عہد مین ہوا۔ رام پور بریلی اور نجیب آباد وغیرہ کی ریاستین شجاع الدولہ ہی کا شکار
ہوئین۔ اور ان علاقون کے حصول مین شجاع الدولہ نے جن مظالم کو روا رکھا ہے انکا
تصور ہی جسم پر لرزہ پیدا کرتا ہے۔ شاہ عالم شاہ دہلی کی ذلت شجاع الدولہ کے
ہاتھون عمل مین آئی۔ انگریزون سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اور پھر بتدریج انگریزون کے

سین محمد علی شاہ کی تخت نشینی سے آخر انتزاع سلطنت تک کے واقعات ہین۔ قابل مصنف کا
مذاق تاریخ سچا اور اچھا ہے۔ طرز بیان عمدہ پیچیدہ واقعات کے سُلجھانے اور صاف
کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس تصنیف کے لیے انھون نے پوری وسیع النظری پیدا کی
ہے۔ قریب قریب اودھ کی تمام تاریخون پر نظر ڈالی ہے اور جو کام کیا ہے اچھی طرح
تیار ہو کے کیا ہے۔ حکومت اودھ اور خوانین روہیلکھنڈ کے درمیان مین جو افسوسناک
واقعات پیش آئے اُس مین مصنف حکومت اودھ ہی کو ملزم ٹھہراتے ہین اور اسمین
ذرا شک نہین کہ اُس عہد کے دیکھتے حکمران اودھ کی یہ اتنی بڑی پولیٹیکل غلطی تھی
ناقابل معافی نہین لیکن ہم پوچھتے ہین کہ مسلمانون نے اپنے زوال کے زمانے مین
معافی کے قابل کونسا کام کیا تھا جو اسکو کہا جائے؟ اس داستان حسرت کے
ہر ہر ٹکڑے کو سوا اسکے کہ "شدنی" کہہ کے اپنے آپ کو سمجھائین اور کس طرح اپنے دلکو
تسلی دے سکتے ہین۔
اس تاریخ مین حکمرانان اودھ کی بُری تصویر دکھائی گئی ہے جسمین اُن رپورٹون نے
بڑی مدد دی ہے جو لکھنؤ کے رزیڈنٹ تیار اور مرتب کر کے بھیجا کرتے تھے مگر ہم مصنف سے
عرض کرتے ہین ع

"عیب او جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو"

انھین بدنام فرمانرواؤن کے ہاتھون نے بہت سے اچھے کام بھی کیے ہین۔
حکومت اودھ کی قلمرو مین اُن دنون اگرچہ چند مظلوم تھے جن کے حالات دُنیا کے سامنے
پیش کر دیے گئے ہین تو اُسی حدود مین اُن دنون مرفہ الحالی بھی ایسی تھی کہ پھر کبھی نہ نصیب
ہوئی انگریز رپورٹون اور مورخون کا یہ عام مقولہ ہے کہ شہر والے گلچھڑے اُڑا رہے تھے

زندگی کے لحاظ سے بھی اُسکے واقعات نہایت کیک ہین۔ چوتھی جلد مین مرزا محمد علیخان امجد علی شاہ۔ اور واجد علی شاہ کے حالات ہین اور خصوصیت کے ساتھ واجد علیشاہ کے حالات بھی قابل دید ہین۔ محقق مؤلف نے اِس عیش پرست بادشاہ کے حالات ایک ایک کرکے نہایت تفصیل سے لکھے ہین اور کوئی چھوٹا سا چھوٹا واقعہ بھی نہین چھوڑا ہے۔ عجیب پُرلطف حالات ہین۔ اس تاریخ مین سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طرز بیان ایسا دلکش وپسندیدہ ہے کہ کتاب شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔

دلگداز فروری ۱۹۱۴ء مین جناب مولوی عبد الحلیم صاحب شرر تحریر فرماتے ہین

(تاریخ اودھ) مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے یہ تاریخ بڑی محنت جستجو اور قابلیت سے تصنیف فرمائی ہے اور ہمارے قدیم کرم فرما مالک اخبار نیّر اعظم مراد آباد نے اسے شائع کیا ہے یہ بیش بہا کتاب چار جلدون مین ختم ہوئی ہے۔ پہلی جلد ۱۹۰ صفحون پر ہے جس مین آغاز سے آخر عہد نواب صفدر جنگ تک کے حالات ہین۔ دوسری جلد ۲۹۶ صفحون پر ختم ہوئی ہے جس مین نواب شجاع الدولہ بہادر کی مسند نشینی سے نواب وزیر علی خان کے معزول اور خارج کیے جانے تک کے حالات تیسری جلد ۴۲۲ صفحون مین تکمیل کو پہونچی ہے اور اُس مین نواب سعادت علی خان کی مسند نشینی سے مُنا جان ابن نصیر الدین حیدر کے معزول اور چنار گڑھ بھیجے جانے تک کے واقعات ہین اور چوتھی جلد ۱۲۴۴ صفحہ مین پوری ہوگئی ہے،

انقلابی لہرین۔ زمانے کے اُتار چڑھاؤ اور خزان کے بعد بہار مزے مزے کی داستانین تاریخ اودھ ہی مین پائی جاتی ہین۔ تاریخ اودھ چار حصص مین منقسم ہے۔

کانپور گزٹ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ چار حصون مین منقسم ہے۔ اودھ کے فرمان رواؤن کے مکمل و مستند حالات ایک دلچسپ پیرایے مین اس کتاب مین درج کیے گئے ہین جن سے بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ نواب سعادت خان صاحب برہان الملک بانی سلطنت اودھ کی زندگی کا فوٹو و مشہور جانعالم واجد علی شاہ کے دوران حکومت کے دلچسپ و پُراسرار واقعات کا نظارہ جن اصحاب کو دیکھنا ہو وہ اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرماوین اسمین شبہہ نہین کہ اس کتاب کو مطالعہ کرنے والے اصحاب بے اختیار کہہ اُٹھینگے۔ ع

زمین چمن گُل کھِلاتی ہے کیا   بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا   مِٹے نامیون کے نِشان کیسے کیسے

طبیب دہلی ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ مرتبہ مولانا حکیم محمد نجم الغنی صاحب رامپوری مین نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ سے لیکر نواب واجد علی شاہ تک کے حالات بہ تفصیل بیان کیے گئے ہین تاریخی واقعات سے دلچسپی رکھنے والے اس کتاب مین ازدیاد معلومات کا خاصہ ذخیرہ پائینگے اکثر جگہ ماخذ کے حوالے بھی دیے گئے ہین۔

مخبر دکن مدراس ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ مولانا حکیم محمد نجم الغنی صاحب نے تصنیف فرمائی ہے جو چار جلدون مین ختم ہوئی ہے۔ اس مین شک نہین کہ لائق مصنف نے اِس کتاب کے لیے بڑی محنت

مگر گانوٗن ویران اور تباہ تھے۔ مگر ہمین اتفاقاً جتنے گانوٗن ملے سب ایسے ہی ملے کہ اُن دنون نہایت آباد اور بارونق تھے اوراب حد سے زیادہ ویران وخراب ہین لکھنؤ مین بے شک وہ تمام عیوب پیدا ہوگئے تھے جو عیش پرستی کی وجہ سے دُنیا کے ہر مشہور شہر مین پیدا ہو جایا کیے ہین لیکن لکھنؤ ہی نے ایک ایسا شایستہ تمدن پیدا کردیا تھا اور ایسی نکھری سوسائٹی نمایان کردی تھی جسنے لکھنؤ کو ہندوستان کا پیرس مشہور کیا تھا اور جس کی یاد مدتون نہین بھوٗلے گی اِس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ ایشیائی تہذیب کا آخری گہوارہ لکھنؤ کا گم شدہ دربار تھا اور اِس گہوارے مین پڑکے ہماری اصلی تہذیب ایسی موت کی نیند سوئی کہ قیامت تک نہ جاگے گی اور افسوس تو یہ ہے کہ اپنی ذاتی تہذیب کو کھو کے ہم کسی دوسری تہذیب کے چاہے نقال بن جائین مگر مالک قیامت تک نہ بن سکینگے۔ تاہم ہمین اعتراف ہے کہ مصنف صاحب نے یہ تاریخ بڑی قابلیت اور تکمیل کے ساتھ لکھی ہے جسکے لیے ہم اُنکے نہایت شکرگذار ہین لیکن آخر مین معلوم ہوتا ہے کہ جناب مصنف صاحب لکھتے لکھتے اُکتا گئے تھے اور اِسکے درپے تھے کہ اس بلا کو کسی طرح ٹالین چنانچہ پچھلی جلد جسمین بہت زیادہ واقعات ہونا چاہیے تھے صرف ۱۳۴ صفحون مین ختم ہوگئی ہے محمد علی شاہ۔ امجد علی شاہ۔ اور واجد علیشاہ کے حالات کے تشنہ رہنے کے علاوہ مرزا برجیس قدر اور غدر کے حالات ناگوار اختصار کے ساتھ ٹال دیے گئے ہین۔

اخبار عام لاہور ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ کیا ہے بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات کا بعینہٖ انکشاف ہے نواب سعادت خان صاحب برہان الملک بانی سلطنت اودھ کی زندگی کا اصلی فوٹو خاتم السلاطین جانعالم واجد علی شاہ کی تحقیق ومستند واقعات دیکھنا چاہو تو تاریخ اودھ کا مطالعہ کرو

افغان پشاور مطبوعہ ۱۹ مئی ۱۹۱۴ء

تاریخ اودھ مؤلفہ مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری کیسی کتاب ہے اسکا اندازہ صرف اِس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے تقریباً ایک سو کتابون کے مطالعہ کے بعد یہ کتاب مرتب کی ہے اور ہر واقعہ پر تفصیلی نظر ڈالی ہے۔ یہ کتاب اپنے مبحث پر مفصل اور صحیح ہے اور ایسی جامع کتاب آجتک نہین چھپی ہے۔

کشمیری میگزین ۲۱ مئی ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

(تاریخ اودھ جلد دوم) یہ تاریخ عبرت کا ایک بیش قیمت مرقع ہے سلطنت اودھ جو ہندوستان مین مسلمانون کی آخری خودمختار حکومت تھی کس طرح تباہ و برباد ہوگئی۔ شاہان اودھ مین عیوب و نقائص کس طرح پیدا ہوے۔ ڈوم اور بھڑوے لوگ کس طرح شاہی مقربین مین داخل ہوگئے اور آخر سلطنت کو لے ڈوبے یہ سب حالات نہایت عبرت بخش اور سبق آموز ہین ایک خادمہ کے لڑکے کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور چار ماہ تک حکومت کرنا اور آخر اصلیت ظاہر ہونے پر گورنر جنرل سرجان شور کے حکم سے اُس کا معزول ہونا اور حق حقدار کو ملنا یہ تمام واقعات نہایت سبق آموز ہین۔

رسالہ شوق بابت مئی ۱۹۱۴ء

(ریویو تاریخ اودھ) مُلک مین تاریخی مذاق ترقی کر رہا ہے اور لائق مصنفین کی کوشش نے قابل قدر ذخیرہ مہیا کر دیا۔ اِس وقت تک ہماری زبان مین اودھ کی کوئی مفصل تاریخ نہ تھی مگر جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے تاریخ اودھ کو اُردو کا لباس پہنا کر اور نواب سعادت خان برہان الملک سے لیکر آخری فرمانروائے واجد علیشاہ تک کے حالات لکھ کو لٹریری دنیا پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اس تاریخ مین اُمرا کی طرز زندگی کے

دجانفشانی کی ہے اور اپنی اعلیٰ مذاقی اور وسیع دقیقہ سنجی کے باعث وہ کامیاب بھی ہوے ہین تاریخ اودھ کا کام آسان نہین ہے کیونکہ حصول معلومات کا کوئی وسیع ذریعہ موجود نہین ہے مگر لائق مصنف نے متعدد ذرائع سے کام لیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے لیے وہ برسون چھان بین کرتے رہے ہین۔ طرز بیان نہایت عمدہ اور ترتیب واقعات کا مذاق بہت شائستہ ہے اور جو صفات ایک بے لاگ مورخ مین ہونی چاہیین وہ لائق مصنف مین موجود ہین۔ تاریخ اودھ کی بڑی خوبی اور گویا اُس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آدمی پڑھتے پڑھتے ایک نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ لائق مصنف نے کوئی پیچیدگی نہین رکھی ہے ہم یقین کرتے ہین کہ ملک مین اس گران قدر تصنیف کی قدر کی جائے گی اور لائق مصنف کو انکی کوششون کا ثمرہ ملیگا۔

رسالۂ رہنماے تعلیم لاہور بابت اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(تاریخ اودھ) جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری کا نام نامی مصنفین زمانۂ حال مین ایک معزز رتبہ رکھتا ہے یہ کتاب بھی آپکی ہی تصنیف سے ہے جس مین نوابان اودھ کے حالات نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ سے لیکر خاتم السلاطین جانعالم واجد علی شاہ تک نہایت تحقیق و تدقیق سے درج کیے گئے ہین جن اصحاب کو کبھی تاریخی کتب لکھنے اور تصنیف کرنے کا موقع ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ تاریخ نویسی کیسا مشکل کام ہے بس ہم مولوی صاحب کے بہت مشکور ہین کہ اُنھون نے یہ ضروری تاریخ تیار کر کے ہندوستان پر عموماً اور مسلمانون پر بالخصوص احسان عظیم کیا ہے اُمید ہے کہ جملہ مدرسین اور طلباے تاریخ اس سے استفادہ حاصل کرینگے۔

چنانچہ اس خبر کو سُن کر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان دُرست ہوے اور نظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا اور اب اُسکی مدد کی کچھ ضرورت نہ رہی۔ اُس وقت جدید وزارت قائم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی۔"

فن تاریخ کے علاوہ طرز تحریر نمونے سے ظاہر ہے۔

پہلی جلد ۱۹۰ صفحہ دوسری جلد ۲۹۶ صفحہ تیسری جلد ۲۲۴ صفحہ چوتھی جلد ۲۴۰ صفحہ علاوہ شائقین تاریخ اودھ کے مذاق علمیہ سے بھی یہ تاریخ بہار لُطف دکھلاتی ہے۔ خصوصاً واجد علی شاہ کے حالات از اول تا آخر رنگین ہین۔

مملکت اودھ کے تعلقات سرکار انگلشیہ کے ساتھ تمام و کمال خوبی ترتیب کے ساتھ مندرج ہین۔ غرض یہ تاریخ اودھ کی تاریخ مین لاجواب ہے اور قابل دید ہے۔ فقط

ظریف بابت جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(تنقید تاریخ اودھ جلد اول مصنفہ مولوی محمد نجم الغنی خانصاحب جو مطبع نیر اعظم مین شائع ہوئی ہے) ہمین صرف پہلی جلد موصول ہوئی ہے قابل مصنف نے اسے خوب نبھایا ہے طرز بیان دلچسپ ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ شائقان علم تاریخ اسے ضرور دیکھین طرز معاشرت و رسم و رواج وقت کا پورا نقشہ کھینچا ہے مصنف کی محنت و قابلیت قابل داد ہے۔ یہ جلد ۱۹۰ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔

ایضاً بابت اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(تاریخ اودھ جلد دوم) یہ جلد تین سو صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ سعادت خان بُرہان الملک سے واجد علی شاہ تک کے تمام حالات ایسے دلاویز پیرائے مین لکھے گئے ہین کہ علم تاریخ کا شائق

مختلف نمونے عروج وزوال کی عبرت انگیز تصویرین عیش وعشرت کا جیتا جاگتا البم نظر آتا ہے جسکو پڑھکر دلپر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی ہے اس کتاب کی چار جلدین ہین جن سے لائق مصنف کی جانفشانی اور کوشش کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اہل ملک کو اس کتاب کی قدر ومنزلت بڑھاکر مصنف کی جانکاہی اور علمی تحقیقات کی داد دینی چاہیے۔

ہفتہ وار پیسہ اخبار ۱۶ جولائی ۱۹۱۴ء

(تاریخ اودھ) اس کتاب کی چار جلدون مین مفصل ومکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جانعالم واجد علیشاہ تحقیق ومستند واقعات کی بناپر مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری مؤلف ومصنف کتب متعددہ تاریخ۔ طب۔ صرف۔ نحو۔ دینیات وغیرہ نے مرتب فرمائی ہے اور مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین چھپکر شائع ہوگئی۔ یہ تاریخ کمال جامعیت اور تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے اور اس مین اکثر ایسی کتب تاریخ کا اقتباس ہے جو اس وقت کمیاب ہین اور اکثر نظرونسے نہ گذری ہونگی۔ اس سے مؤلف کی محنت کا پتہ ملتا ہے۔ نمونۃً دیکھیے مضمون ذیل "صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا"۔ احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوے وہ احمد شاہ دُرّانی کی قوت کی دھوم دھام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے۔ اور اُنھون نے فیروزمندون کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ وحراست مین رکھنے کی غرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا مگر چونکہ آصف جاہ نے انکار کردیا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو جسکے بعد ہی اُسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد واعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُس کی سعی وہمّت سے فراہم ہوسکتی تھی۔ مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ دُرّانی اپنی قلمرو کے مغربی حصّے مین مصروف ومشغول ہے



چمن مین شجر۔ شجر مین گل تر۔ گلِ تر مین ثمر۔ ثمر مین شکر۔ دہن مین زبان۔ زبان مین بیان بیان مین حسن۔ حسن مین ادا۔ کسنے پیدا کی؟ صنعت کردگار نے۔ قدرت آفریدگار نے۔ ؎

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے — ہر تان مین ہر صدا مین تو ہے
پتّا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل — ہر رنگ مین ہر نوا مین تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہے؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے وہ نسبت حاصل ہے جیسا کہ پھول مین بو۔ اور آفتاب مین ضو یعنی قریشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے۔ مخالفون کو بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین حضور انور کا ضرور نام لین۔ انکی وجہ سے ہمہ دُنیا توحید پر قائم ہے جس دین کی اُنھون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اُسی طرح زندہ و توانا ہے۔ وہ شب و روز دُنیا کے ہر گوشے مین پکارے

اسکو ختم کیے بغیر چھوڑ نہین سکتا۔ بوڑھی دُنیا کے چرترا گر دیکھنا چاہو تو تاریخ اودھ کا مطالعہ کرو۔

جناب مولانا صاحب زادہ مکارمکم

بعد سلام مسنون کے عرض ہے کہ مین نے آپکی کتاب تاریخ اودھ شروع سے آخر تک پڑھی کتاب کی عمدگی مین کچھ شک نہین مگر یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ کتاب بہت خراب چھپی ہوئی ہے کاغذ بھی خراب لگا ہوا ہے چنانچہ اکثر پڑھتے پڑھتے طبیعت گھبرانے لگتی ہے اسلیے خاکسار کی خواہش یہ ہے کہ آپ اس تاریخ کو اعلیٰ درجے کے کاغذ پر کسی مشہور پریس مین چھپوائیے تاکہ جسطرح کتاب مضمون کے لحاظ سے اچھی ہے ویسی ہی ظاہری خوبیوں سے مزین ہوجائے اگر قیمت بڑھادیجائے تو کچھ بار بھی نہ معلوم ہوگا۔ والسلام فقط

سُلطان احمد رئیس سہارنپور
۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء

شروع کیا جسکا نتیجہ آخری بمقتضائے تمدن قیام سلطنت ہوکر کفیل حل مشکلات عوام ہوا
شاہی احکام نے جس اسلوب اور صولت کے ساتھ مہام اُمور کے سرانجام مین مستعدی کا اظہار
کیا۔ وہ قابل دید و شنید ہین۔ لیکن یہ دُنیا کے پیدائشی اور طفولیت کے اطوار و انتظام جس کو
قرن گذر گئے کیونکر تم تک پہونچے یہ پہلو ضرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے دُنیا مین کوئی انسان
بلا اعانت غیرے اپنی زندگی بسر نہین کر سکتا کیونکہ ضروریات ذاتی جسپر حیات کا دارومدار ہے
باہمی ارتباط کی مضبوط رسّی سے جکڑے ہوے ہین جس کا حسن و قبح کچھ وہی آنکھین دیکھ سکتی ہین
جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے۔ موالید ثلثہ مین حیوان اور
حیوان مین انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز و وضع پر مخلوق کیا گیا ہے جو عالم امکان مین
الٰہی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے گو انکار اس سے بھی نہین کہ جمادات کے واسطے بھی قدرتی
الٰہی قانون و ضابطہ رکھا ہے الا عدم طاقت لسانی اُسکے اظہار کے واسطے سدّ باب ہے۔
غرض قطع نظر مذہبی اُصول کے عقلاً بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریون کا مرکز قرار پاتا ہے مگر دُنیا
مین ایک خاص گروہ انسانی ایسا باعظمت و شان کام اپنے ذمے لیے ہوے ہے جسکا نظیر مشکل سے
دستیاب ہوسکتا ہے۔ حضرات یہ گروہ طبقۂ مورخین ہے جنھون نے خاص ہمدردی کے واسطے
اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے اگر طبقۂ مورخین اس مہتم بالشان کام کو
پوری توجہ کے ساتھ تکمیل کو نہ پہونچاتا تو کوئی شخص بھی ایسا ہوتا جو اپنی پیدایش سے
دس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت رکھ سکتا؟ ہرگز نہین چہ جاے کہ ہم آج
اسی باہمت گروہ کی بدولت اپنے سے صدیون پچھلے واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان
کرنے مین پس و پیش نہین کرتے۔ گو زمانے کی کم توجہی نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ
کے ساتھ بہت ہی کچھ نازیبا اور ناگوار برتاؤ کیا ہے اُسکے جگمگاتے ہوے اور روشن لیمپ کو

جاتے ہین۔ تمام دُنیا کی مخالفت۔ یونانی فلسفہ۔ موجودہ سائنس۔ سلطنتون کے اُلٹ پھیر۔ اُنکے قوانین اور اُس کتاب کو جو اُنکے ذریعہ سے دُنیا مین آئی ذرا بھی نہ بدل سکے جو پودہ اپنی زندگی مین اُنھون نے لگایا تھا اور جسکو اُنھون نے اپنے اور اپنے عزیز اقارب کے خون سے سینچا تھا وہ پودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہے۔ اُسکی جڑین زمین کے انتہائی حصّے تک پہونچی ہوئی ہین اور اُسکی شاخون نے دُنیا کے بڑے بڑے حصّے پر سایہ ڈال رکھا ہے اور خداوند تعالیٰ کی کرورہا مخلوق اُس درخت کے سایہ مین آرام پا رہی ہے۔

مُناجات

اے دو جہان کے خالق۔ اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنیوالے! ہمین ایمان کی توفیق دے اور ہماری زندگی عزت کی زندگی بنا اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے دین کے سچّے وارث بنین اور ہماری بددینی اور ناراستی اور بداعمالی کو معاف فرما۔ تو بڑا مہربان اور کُل عالم کا نگہبان ہے تو ہی سب کو پالتا ہے اور روزی دیتا ہے تو ہی جلاتا اور مارتا ہے تو ہی بناتا اور بگاڑتا ہے تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

تمہید تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جو کچھ اُصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کیے وہ مختلف الاقسام ہوے کہ ماسواز مانے کے تغیرات کا بھی رنگ لیے ہوے ہین ابتداے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اُسکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سے وقتی اور فوری اجرا کے کام کے واسطے کام مین لائے گئے۔ لیکن زمانے کے امتداد اور خواہشون کی کثرت نے اُن ابتدائی قواعد سے نتائج ضروری کا استنباط

عظمت واقبال کے آسمان سے نیچے گرا دیا اور حکومت کی خود مختاری پر یہان تک غیرون سے
ست درازی کرائی کہ اُسپر اعتراضون کے گولے گولیون کے مینھ کی بوچھار ہونے لگی اور غیر لوگ
س مین داخل ہوکر نواب گر بن گئے جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک غیر قوم کے
قبضے کی کارروائی جاری ہوئی اور ایک اولو العزم فاتح کی اولاد ننگ وعار کی سزا بھگتنے لگی۔
رران کمزور اور ضعیف العقل فرمان روایون نے نہ خود اپنے ہی پانوٴن مین کلھاڑی ماری بلکہ
پنے ساتھ جوان مرد اور صاحب غیرت وحمیت روہیلون اور بنگشون کی ریاستون کو بھی
لے ڈوبے۔

گورنمنٹ انگریزی جس کا دار ومدار حکومت انجام وعاقبت بینی پر ہے اُس کے بعض عہود
شرائط اودھ کے معاملات مین تم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور اور کہین لوہے
سے زیادہ مضبوط ہین۔ لیکن والیان اودھ کے دَورِ حکومت کے گردپ کو تحقیق کی نظر سے دیکھنے
کے بعد وہ طرز بمقتضاے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے معاصر مجکو ضرور اس امر پر سرزنش کرینگے
کہ مین نے مسلمان ہوکر کیون مُسلمان حکمران خاندان کا کچا چٹھا لکھا لیکن حقیقت مین قومی ہمدردی
اور سچی دل سوزی کا اقتضا یہی ہے کہ جب قوم سے دیدہ ودانستہ بے پروائی وغفلت ہوجائے
تو اُسکے اعمال وافعال کو لکھ کر آنیوالی نسلون کی عبرت کے لیے چھوڑ جائین۔

شاہان مغلیہ اور والیان اودھ کے معاملات پر نظر کرینگے تو پورے طور سے
معلوم ہوجائے گا کہ ان خاندانون نے اسلامی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا اور کونسی
وجہ تھی جس نے تخریب مملکت کے سامان بہم پہونچا کر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر
رکھتے تھے مفتوح بنا کر آج پستی کی تاریک گھاٹیون اور تنزل کے انتہائی درجے کو
پہونچا یا۔

پریشانی کی تیز ہواؤن سے بجھانے کی کوشش مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا لیکن
قدرت نے ہمیشہ کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہین بچایا اور بپابندی قواعد مجریۂ عالم
گورنمنٹ انگلشیہ کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس کے دامن عاطفت نے چراغ علم کو
مخالف ہواؤن کے جھوکون سے محفوظ و مصئون رکھا۔ ہماری گورنمنٹ کے جو کچھ شاہانہ الطاف
ہم پر روزانہ مبذول ہوتے ہین اُسکی تشریح و توضیح کی چندان ضرورت نہین کیونکہ ہر اہل علم
اُس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ علم تاریخ معلومات احوال ماضیہ کے واسطے
پر ضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون مین عبرت و آگاہی پیدا کرتا ہے اور حُکّام کا معاملات مُلکی
مین معاون و مُشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودھ کی کوئی منقح اور مفصل اور جامع تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی
انکے جسقدر حالات ہین وہ مختلف کتابون مین ہین اور اُن مین سے بعض کتابین ایسی ہین کہ
اُن کے نسخے بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اُنکی فارسی ہین اور یہ حالات منضبط اور ایک جگہ نہین
بلکہ متفرق طور پر پائے جاتے ہین جنکے تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے اس لیے مین نے
والیان اودھ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی اس حیثیت پر جیسے کہ ایک مورخ کو
بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھینگے کہ سعادت خان برہان الملک نے
نہایت جد و جہد کے ساتھ اودھ کے اطراف مین کس قوت و شدت کی فصیل کھینچ دی اور اُسمین
ایک مضبوط حکومت کو قائم کردیا اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی اور ہر ایک بادشاہی قسم
مین ملنے اموال و اراواح مین تصرف کرتا تھا اُسکو ایک ریاست واحد کرکے ایک ہی قوم کے لیے
دیدیا۔ کس دل اور کس زبان سے اُنکی اُس قوت کا ذکر کرون جو اُنھون نے اس سرزمین مین حکومت
جمانے کے لیے ظاہر کی تھی جسکو اُنکے پچھلے جانشینون نے برباد کرکے رکھدیا اور اُس چمکتے آفتاب کو

پٹھان ہندوستان سے نکالدینے کے قابل تھے اُنکے نزدیک اسی سلوک کے مستحق مغل بھی تھے
اکبر نے ہندوؤن کے دوست بنانے مین بھی ایک ایسا وتیرہ اختیار کیا جس سے اس قوم
کے صفحۂ دل پر آج تک تاریخی داغ باقی ہے وہ یہ کہ بڑے بڑے باحمیت راجپوتون سے بیٹیان
مانگین یہ کوئی تھوڑی دل آزاری کی بات تھی جس قوم کو بیٹی کے معاملے مین اتنی غیرت ہو
کہ وہ اُسکے پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنے کو بہتر جانتی ہو وہ مسلمان کو اپنی بیٹیان دے
مگر اُس وقت مجبور تھی اس لیے ترکی بترکی جواب نہ دے سکتی تھی۔ عالمگیر نے گرتی ہوئی قوت کو
اُبھارنا چاہا مگر بھاری غلطی یہ کر گیا کہ دکن مین جو مسلمانون کی زبردست ریاستین قائم تھین اور
اُدھر کے باغی ہندوؤن کا سر دابے ہوے تھین اُس نے یہ تمام ریاستین جڑ سے اُکھیڑ کر پھینکدین
اس لیے اُن کا سیلاب بغاوت دہلی کی شہر پناہ کی چار دیواری تک پہونچنے لگا۔
یہ جو کچھ تمنے سُنا ماخوذ ہے ایک پروفیسر صاحب کی رائے سے جو بی اے تھے اور اُنھون نے اپنے خیالات کو
بڑی تفصیل کے ساتھ ایک اخبار مین چھپوایا تھا اُنکی تحریر کا ماحصل یہی ہے جو مین نے اپنی یاد پر
لکھا لیکن میرا قیاس اکبری زمانے کی کتب تواریخ کی چھان بین کے بعد یہ قائم ہوا ہے کہ اُس نے
استبدادی حکومت کو مٹا کر اخلاقی بنانا چاہا تھا جسکا راز اُسکے جانشینون کی سمجھ مین نہ آیا
یا اُنھون نے سمجھ کر اُس حکمت عملی کو ترک کیا اور پھر ساتھ ہی اِسکے سپاہیانہ خو بو اُنمین باقی نرہی
اِسلیے حکومت مغلیہ مین زوال آگیا۔
اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت کے آخری ایام مین دولت مغلیہ کی وہی حالت ہوگئی تھی
جو لوئی چہاردہم کے آخری دنون مین سلطنت فرانس کی تھی۔ طویل جنگون۔ مذہبی تعصب۔ بادشاہ
کی سرد مہری اور مشکوک مزاجی اور فتوحات کے مرض نے اور اِن سے زیادہ مغلون کے باہمی عناد
اور عیش پسندی و آرام طلبی نے سلطنت کی بنیاد ہلا دی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان مین امن وامان کا

مغلیہ سلطنت کی اول اکبر اعظم[ف] نے چولین ہلائین کہ اُس نے جوانمرد پٹھانون کے بیخ سے ہندوؤن کو بڑے بڑے عہدے دیے اور اُن کو اپنی فوجون کا افسر بنا کر مسلمانون پر بھیجا کہ جن کے مقابلے کا وہ خواب وخیال مین بھی ارادہ نہین کر سکتے تھے اس طرح ہندوؤن کی ہمّت بڑھ گئی۔ اور ٹوڈر مل جیسے کھتری بچے کو کہ جس کے باپ داداکے ہاتھون کو ترازو کے سوا تلوار کو مس کرنے کی کبھی نوبت بھی نہ پہونچی ہوگی سپہ سالار بنا کر بھس کے تنکے سے سوئی کا کام لینا چاہا تھا۔

بر سر اقتدار اسلامی پارٹی کو نیچا دکھانے اور ہندوؤن کو معراج ترقی پر پہونچانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت مغلیہ کی بربادی کی تخم ریزی ہو کر بتدریج ہندوؤن کے ہاتھ سے زوال کا مُنھ دیکھنے لگی جس کی عالمگیر جیسے فتاح اور اولوالعزم شہنشاہ سے بھی خاطر خواہ تلافی نہو سکی۔ یہ بات اکبر کے ذہن مین بوجہ دولت وحکومت کی بے غمی کے نہ آئی کہ جسطرح ہندوؤن کے نزدیک

ف جلال الدین اکبر امی محض تھا اور ابتدائے تخت نشینی مین برسون تک مذہب کا بڑا پابند رہا جب شیخ مبارک ناگوری کے دو بیٹے فیضی اور ابوالفضل کہ دونون نہایت سیاہ فام تھے اکبر کی خدمت مین پہونچے تو انھون نے اپنی واہی باتون سے پابندی مذہب سے ہٹا دیا کیونکہ یہ دونون بھائی دہریہ تھے خدا کی شان تو دیکھیے کہ جب تک یہ لوگ افلاس مین گرفتار رہے مذہب کے مقید رہے دولت مین پہونچتے ہی قید مذہب کو چھوڑ بیٹھے اور اپنے ساتھ امی بادشاہ کو صراط مستقیم سے منحرف کر دیا چنانچہ فیضی کے یہ دو شعر جو بادشاہ کی مدح مین کہے ہین اس مطلب پر دلیل ہین ؎

قسمت نگر کہ در خور ہر جوہری عطاست — آئینہ با سکندر و با اکبر آفتاب
او می کند معائنہ خود در آئینہ — این می کند مشاہدۂ حق در آفتاب

ہندو ان اشعار کو اکبر کی آفتاب پرستی پر سند مانتے ہین اور فیضی کی تعریف مین سرگرم ہین یہ روایت سینہ بسینہ چلی آتی ہے کہ شیخ مبارک غلام زادہ تھا ۱۲

عبرت دلاتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہوکر اپنی ماتحت و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح پر انصاف کے ساتھ خبرگیران رہ کر لطف زندگی و سلطنت اُٹھائین اور خواص و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین اور اہل ملک جو بحیثیت انسانی بلا خیال مذہب و ملت میرے بھائی ہین میری اس ناچیز تحریر کے ذریعہ آرام و آسایش پا کر مجکو میری محنت و جانفشانی کی داد دین اور دنیاے فانی مین میرے بعد علم دوست اصحاب مین یادگار کا وسیلہ ہو۔

غرض نقشیست کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمے بینیم بقاے

مگر صاحبدلے روزے برحمت　　کند در حق این مسکین دعاے

جس قوم مین سلسلۂ تاریخ نہین ہے وہ ہر چند اپنے مُنھ میان مٹھو بنے لیکن وہ اپنے اسلاف کا کوئی کارنامہ پبلک کے مواجہہ مین پیش نہین کرسکتی جو اُسکی اصلی عزت اور واقعی افتخار کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود و وسیع کر دیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے بیشتر قصہ اور کہانیان ہر ملک مین نام بنام اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہو کر شہرت پذیر ہین لیکن اُنکی سچائی کا معیار یہی تاریخ ہے۔ اگر تاریخی صفحات مین اُن کا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو بوستان خیال اور طلسم ہوشربا کے مرتبے سے زیادہ اُنکا اعتبار نہین ہے۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحون مین ناظرین کو بعض شاہان اودھ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین اُنھون نے خود تصنیف فرما کر واقعات واقعی یا مشیخت کا اظہار کیا ہے۔

ناظرین کتاب کو طبقۂ وزرا کی کورنمکی یا نمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئیگا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تھا کہ اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودھ کو قوت

خاتمہ ہوگیا اور قزاقون۔ مرہٹون اور پنڈارون کے ہاتھون خلقِ خدا مبتلاے عذاب ہوگئی۔ ہر شخص کو اپنی مدافعت کے لیے اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرنا پڑا۔ یورپین تجار کا بھی یہی حال ہوا۔ چارناچار اُنھین اپنے بچاؤ کے لیے اپنی فوجی قوت کو بڑھانا پڑا۔ ماسواے ازین یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ ہندوستان اسوقت بغیر کسی مرکزی حکومت کے ہے سلاطین مُغلیہ محض نام ہی نام کے شہنشاہ ہین اور باشندگان ہند مین اتحاد اور حب الوطنی کی بو تک نہین پائی جاتی ہر شخص اپنے ذاتی نمود و ترقی کا خواہان ہے۔ یورپین مبصرین فوراً تاڑ گئے کہ اسوقت اگر ہندوستان پر قبضہ کرنیکی کوشش کیگئی تو اس سونے کی چڑیا کو اسیر کرنا بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

باقی رہے والیان اودھ یہ اگر انسانیت اور قابلیت کے ساتھ رہتے تو ان کو آج اُسی طرح انگریز باقی رکھتے جس طرح اور زبردست اور وسیع ریاستین موجود ہین اور اول سے آخر تک انگریزون نے اُنکے ساتھ کوئی مہربانی کا دقیقہ باقی نہین چھوڑا ہے۔ اس ریاست کا انقلاب معلوم کرنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ والیان اودھ کی پرائیویٹ زندگی اور بچ کی سالم تصویرین دیکھی جائین۔ آسایش۔ غفلت۔ تعصب۔ عیش۔ کاہلی۔ ضعفِ عقل۔ پست ہمتی۔ کم حوصلگی۔ بزدلی۔ وعدہ خلافی۔ داد دہش مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خودغرضی۔ لالچ۔ غیر مستقل مزاجی۔ بے موقع اولوالعزمی نفس پرستی اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست و حکومت و دولت و عظمت کو کھونے والے ہین

مین نے اس تاریخ مین جس قدر جانکاہی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہے اُسکے واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کرسکتے ہین جنکو تالیف و تصنیف کی دشوار گذار گھاٹیون مین سعی مردانہ کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان اودھ کی عیب جوئی نہین ہے بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقۂ رؤسا کو

تنقیح الاخبار فی آثار الادوار مولفہ رائے منولال فلسفی متوفی در ۱۲۴۵ہجری اس کا انتخاب راجہ کندن لال متخلص بہ اشکی بن رائے منولال مؤلف تنقیح الاخبار نے کیا ہے تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند۔ مرآت جہان نما مولفہ محمد شفیع۔ سیر المتاخرین جہان کشائے نادری درۂ نادرہ۔ عالم شاہی اس مین بابر کے عہد سے ۱۲۰۹ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کیے ہین۔ شاہ عالم نامہ۔ وقائع عالم شاہی سلطان الحکایات مولفہ لالجی ولد منشی سیتل پرشاد ابن شیو کمار ساکن کڑا۔ یہ مرآت الاوضاع کا دوسرا حصہ ہے۔ آثار محشر کتاب ہفت اقلیم ساکن فلسفی۔ شاہ نواز خانی۔ تاریخ مظفری۔ آئین اکبری۔ فراست نامہ۔ جام جہان نما مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق۔ عزیز القلوب۔ گیان پرکاش۔ مرآت آفتاب نما۔ دریائے لطافت۔ تکملۂ ذکر ملوک۔ مسیر طالبی۔ فرح بخش مولفہ شیو پرشاد رامپوری۔ فرح بخش مولفہ محمد فیض بخش ساکن کاکوری۔ سفرنامۂ بنگرھ از آنندرام مخلص۔ چار گلشن محمد شاہی۔ مفتاح التواریخ۔ مرآت احمدی۔ گلستان رحمت۔ گل رحمت۔ منتخب العلوم۔ تاریخ فرخ آباد مولفہ سید ولی اللہ۔ انشائے فیض بخش۔ تاریخ اودھ مولفہ گور سہلے ولد لالہ بنی پرشاد ابن دینا ناتھ قانون گوے شاہ آباد ضلع ہردوئی جسکو ۱۲۴۳ہجری مین غازی الدین حیدر کے جلوس تک لکھا ہے۔ محتشم خانی۔ آصف نامہ۔ سوانح محمد عباس علیخان۔ وقائع دلپذیر جو منّا جان کے حالات مین ہے صبح صادق۔ تذکرۃ السلاطین چغتائی مولفہ محمد ہادی کامور خان۔ حبیب السیر روضۃ الصفا۔ تاریخ تیموریہ۔ مکتوبات قلمی کا مجموعہ جس مین شجاع الدولہ و صفدر جنگ و حافظ رحمت خان وغیرہ کے خطوط ہین یہ مجموعہ بھرتپور سے ہاتھ آیا ہے۔ تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ از قاسم علی بن مرزا محمد بن مرزا جعفر بن مرزا محمد امین ہمدانی۔ بیان الواقع مولفہ عبد الکریم کشمیری بن یعقوب بن خواجہ ملاقی بن خواجہ محمد رضا۔ سیر کریمی۔ تاریخ بھاؤ جھنکو تصنیف علی ابراہیم خان۔

حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم ڈالے اور اہل اودھ ترقی و عروج پائین جسکی بناپر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار پیدا ہوے۔ ہم یہ بات یون ہی بے سوچ سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سیکڑون دلائل موجود ہین۔ یہ واقعات والیان مُلک کی خاص توجہ کے قابل ہین کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آخر نتیجۂ نیک و بد کو بخوبی معلوم کر سکینگے۔

ہم سمجھتے ہین کہ انگریز خود ہر ایک ایسے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے جو انکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کی وجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان مہیّا کرتا تھا کیونکہ اگرچہ وہ پسند کرتے ہین کہ لوگ اُنکے لیے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل اُٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنے ملک کی مدافعت کرنے والون سے نفرت کرتے ہین مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبّان وطن کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہ ہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

اب مین اس مطلب کو ختم کرکے یہ ہدیۂ محقر یعنی کتاب تاریخ اودھ اہل مُلک کی نذر کرتا ہون خدا کرے کہ خلعت قبولیت عام سے ممتاز ہو۔

الملتمسہ محمد نجم الغنی خان ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ بن مولوی محمد عبدالغنی خان بن مولوی عبدالعلی خان بن مولوی عبدالرحمن خان بن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

نام اُن کتابون کا جن سے اِس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

عماد السعادۃ۔ خزانۂ عامرہ۔ منتخب اللباب۔ مرآت واردات محمد شفیع۔ مآثر الامرا۔ جلد دوم

بن سید محمد - بن سید یحییٰ - بن سید غیاث الدین محمد - بن سید محمد ثانیؔ - بن سید موسیٰ - بن سید قاسم - بن سید علی ثانی - بن سید جعفر بن سید حسین المقدمؔ - بن سید عبد الحی - بن سید عمر بن سید ارقم - بن سید عبد القادر - بن سید تاج الدین - بن سید فخر الدینؔ - بن سید زیدؔ - بن موسیٰ کاظم علیہ السلام (۲۷)

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اُن کے ہندوستان مین آنیکا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے صاحب علم تھے - شاہ اسمٰعیل صفوی نے انھین بُلاکر قاضی القضاۃ بنایا اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے - سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا - محمد جعفر کے دو بیٹے تھے ایک سید محمد امین دوسرے سیّد محمد - سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہے اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یُوسف کو چچازاد بھائی بتایا ہے - سولھوین صدی عیسوی کے اواخر مین یہ دونون چچازاد بھائی شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کی ملازمت مین تھے - بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین اُمرا و ارکان دولت سواری کے آگے آگے چلتے تھے اور

لہ تحفہ شاہیہ و وزیرنامہ مین یہ نام ہے اور قیصر التواریخ مین نہین ۱۲ عہ وزیرنامے اور عماد السعادت و تحفہ شاہیہ مین اسی طرح ہے - قیصر التواریخ مین حسین المخدوم لکھا ہے ۱۲ سہ موافق نسخہ وزیرنامہ اور قیصر التواریخ و تحفہ شاہیہ مین محی الدین ہے ۱۲ کہ موافق نسخہ وزیرنامہ اور قیصر التواریخ مین لفظ زاہد یا شہید لکھا ہے اور فخر الدین اور زاہد مین سید علی کا واسطہ ہے ۱۲

مجموعۂ قلمی مجتہد العصر کے گھرانے کا۔ مثنوی دُرِّ منظوم۔ وزیر نامہ مخلص التواریخ مولفہ فرزند علی۔ ملخص تاریخ اودھ مولفہ ہت پرشاد متوطن آگرہ۔ نادر العصر۔ محاربۂ غدر مولفہ منشی میڈی لال تذکرۂ حکومتہ المسلمین۔ افضل التواریخ مولفہ رام سہاے۔ تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب تمدن ہند مترجمۂ سید علی بلگرامی۔ کشف الاستار شاہ حمزہ صاحب۔ تاریخ مالوہ سید کریم علی جامع التواریخ تاریخ فرخ آباد مولفہ آروِن صاحب۔ وقائع راجپوتانہ روہیلکھنڈ گزیٹیر۔ آثار الصنادید قیصر التواریخ شاہجہان نامہ۔ جلد دوم عہد نامجات۔ تاریخ ہند مولفہ ذکاء اللہ صاحب۔ جارج نامہ خبار حسن بوستان اودھ مولفہ راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر۔ ہملٹن کی تاریخ۔ انتخاب یادگار لیتھبرج کی تاریخ۔ ہنٹر صاحب کی تاریخ۔ طلسم ہند۔ مثنوی معظم۔ آبحیات۔ ٹاڈ صاحب کی تاریخ رجستان تالیفات واجد علی شاہ۔ حبیب السیر۔ روضۃ الصفا۔ طبقات الشعرا۔ حسین شاہی۔ مل کی تاریخ۔ تاریخ ہندستان جیمس گرینڈ۔ مرات التاریخ۔ تاریخ بھوپال۔ سیر المحتشم۔ انڈین میوزیم مین رکھے ہوے سکھون کی فہرست۔ کلیات سودا۔ کلیات ناسخ۔ ریاض الشعرا۔ آئین اکبری۔ تاریخ اجودھیا مؤلف راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار و رئیس اعظم سندیلہ ضلع ہردوئی متخلص بہ مہر۔ تاریخ فیض آباد مؤلفۂ مسٹر بی کارنیگی ڈپٹی کمشنر فیض آباد۔ شرائف عثمانی۔ بتصرۃ الناظرین۔ تحفۂ راجستان نقش سلیمان واقعات دُرّانی۔ تاریخ آصفی مُولفۂ ابو طالب بن محمد۔ جنگ نامۂ نواب غلام محمد خان منظوم اُردو مُولفۂ تسلیم۔ تذکرہ ہزار داستان معروف بہ خمخانۂ جاوید۔

بُرہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین۔ بن میر محمد نصیر۔ بن میر محمد امین۔ بن میر محمد جعفر۔ بن قاضی میر شمس الدین شہید نجفی بن سید محمد۔ بن سید غیاث الدین محمد۔ بن سید علی۔ بن سید سراج الدین علی۔ بن سید اسحاق

لے یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین نہین وزیر نامہ و تحفہ شاہیہ مین ہے ۲

دونون شادیان ہوگئین جعفرخان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی کے پیدا ہوے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا مقیم تھا۔یہی مرزا مقیم دہلی مین ابو المنصورخان صفدرجنگ کے خطاب سے وزیر اعظم ہوے اور شجاع الدولہ کے باپ ہین انھین سے سلسلۂ سیادت و ترکان قراقونیلو باہم ملکر گویا قران السعدین ہوا جنھون نے اودھ مین سنگ بنیاد قراقونیلو نصب کیا میر محمد نصیر نے چھوٹی بیٹی کو اپنے بھتیجے میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا۔اس لڑکی کے میر محمد شاہ میر سے دو بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوے. بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا نصیر الدین حیدرخان بیگ ہوا۔اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کی شادی اپنے بھائی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی۔میر محمد یوسف کے املاک بہت تھی اس وجہ سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا۔یہی میر محمد امین ہین جو آیندہ برہان الملک نواب سعادت خان کا خطاب پائینگے۔

گورسہاے نے تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ۱۱۰۸ھ ہجری عہد بہادرشاہ بن اورنگ زیب عالمگیر مین میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا انکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے۔یہ سفر جہاز کی سواری مین کیا۔بنگالے مین جہاز پہونچا میر محمد نصیر نے عظیم آباد مین سکونت اختیار کی شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکی خبر اور پرورش رکھنے لگا۔میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا اس عرصے مین ازدواج ہوا (یہ دوسرا نکاح ہے کیونکہ پہلے انکا عقد وطن مین ہوچکا ہے) اور انکے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے عہد حکومت وایالت مین شیر جنگ کے خطاب سے مشہور ہوا اور محمد شاہ کے عہد مین صفدرجنگ کی طرف سے کشمیر کا صوبہ دار بنا تھوڑے دنون کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوگئے۔میر محمد امین انکے بیٹے جو ابھی تک وطن مین تھے ان کو ایک دن بیوی نے کسی بات پر طعنہ دیا۔صاحب غیرت تھے ۱۱۲۰ھ ہجری مین وطن کو چھوڑ کر ہندوستان

سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی ایک شیر نے نکل کر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور شیر کو پیش قبض سے مار ڈالا۔ بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوے تھا اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہونچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اُنھین اپنا وزیر کرین میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سید ہون مجھ سے سیاست نہو سکے گی اور بے اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہے اسلیے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہے کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہے اُسکا بیاہ رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرا دیا جائے وزیر قوم قزلباش سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اُسکو مین نے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قائم ہو جائے۔ وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اُسکے بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو اور یہ رسم ہمیشہ قائم رہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ میر محمد نصیر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین۔ بڑے بیٹے کا نام میر باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا میر محمد امین اپنی ایک بہن سے عمر مین بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے۔ جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اُنکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اُسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی شادی کردو اور اپنے اُس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اُس نے جواب دیا کہ مین اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہون کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کر دے محمد قلی خان بیگ نے یہ شرط منظور کر لی اور

لہ دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

راُسنے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے
وگئے تھے شب کو بارش ہوئی۔ نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بیچین رہا
اور رتھ مین بیٹھا رہا صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بُلا کر نواب اُنپر خفا ہوا اور کہا کہ تمھارے
باغ سے بوے ہفت ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی کی کم پروا کرتے ہو۔ میر محمد امین کو
یہ لفظ ناگوار گذرے اور اُنکی نوکری سے استعفا دیدیا۔ دوسرے دن سربلند خان نے میر محمد امین کو
بُکر معذرت کی مگر اُنھون نے نہ مانا اور دلّی چلے آئے اور شاہزادون کی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔
محاصل اس صیغۂ مستاجرین سے حاصل ہوتا اُس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو
اکرتے تھے جب اُنکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادون کے ذریعہ
سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی۔ منتخب اللباب اور مآثر الامرا مین مذکور ہے کہ میر محمد امین کو
تدا مین منصب ہزاری ملا اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوے۔ مرآت واردات مین لکھا ہے
یہ ایسا منصب والاشاہی کہلاتا ہے جو پادشاہزادگی کے دنونمین زمانۂ سلطنت و سریر آرائی سے
قبل کسی کو دیا جائے۔ فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا۔
جب فرخ سیر ولد عظیم الشان بن شاہ عالم بہادر شاہ سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین تخت نشین ہوے
تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتداے جلوس فرخ سیری مین کروڑ گیری[۱] گنج کی
خدمت بھی مفوض ہوئی تو اُسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوے محمد امین نے راے رتن چند
دیوان اعظم قطب الملک عبداللہ خان سے محبت اور دوستی پیدا کرلی اُسنے سنہ ۱۱۲۵ ہجری مین
ہنڈون بیانہ متعلق صوبہ اکبرآباد کی فوجداری کی سند دلادی اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ
روپے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا مفسدون کو خوب

[۱] کروڑ گیری محاصلات۔ پرمٹ۔ سائر ڈان ۱۲

کی طرف روانہ ہوے عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اُنکے والد مر گئے ہین۔ بعض یہ کہتے ہین
کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھیکہ لیا تھا خسارہ ہوا مرزا یوسف کی مان نے جو میر محمد امین
کی بہن ہوتی تھی اپنا زیور فروخت کر کے اُس روپے کو ادا کر دیا۔ میر محمد امین اس خجالت
اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان مین چلے آئے شاہ عالم بہادر شاہ بن عالمگیر بن شاہجہان بن جہانگیر
بن اکبر بن ہمایون بن بابر کا عہد تھا[1]۔ بہر صورت میر محمد امین اور میر محمد باقر عظیم آباد سے دہلی کو
چلے گئے۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین کے ہندوستان مین آجانے اور صاحب منصب و مرتبہ
ہو جانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ مین قندھار کے قریب اپنا نکاح کیا
اُس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام نثار محمد خان رکھا جب ہندوستان مین پہونچے
تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب
نواب شیر جنگ دیا تھا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور
پانچ بیٹیاں ہوئین جنکی تفصیل انکی سوانح عمری کے آخر مین کی جائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہونچکر شاہزادون کی جاگیرونکا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش دہندی سے رکھنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہو جانا اور ہنڈون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا۔

میر محمد امین نے دہلی مین پہونچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگھون کی حکومت
بھی اُسکی وجہ سے پائی۔ تھوڑے دنون کے بعد نواب سربلند خان صوبہ دار گجرات سے تعارف ہو گیا

[1] دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

اپنے خلاف سازشون سے خوف کھاکر اپنے بھائی حسین علی خان کو جسنے حزم واحتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آور دون کو حکومت سے خارج کرکے ساری فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلایا راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور نے بادشاہ کو اس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا سا عرصہ باقی رہ گیا ہے اگر کوئی معقول تدبیر بن پڑے جلد عمل مین لائے اور ہرگز کاہلی نہ برتے مگر وہ بادشاہ ایسا بودا تھا کہ راجہ کی ترغیب تحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوا جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مایوسی کے وقت دل کرزور شور اپنا دکھاتی ہے۔ غرضکہ حسین علی خان دلّی مین داخل ہوا اب بادشاہ بہی ذلت سے اپنے دشمنون کی اطاعت پر مائل ہوے۔ اگرچہ حسین علی خان شہر کے باہر ڈیرے پڑا رہا مگر عبد اللہ خان کے پہرون کی شہر مین آنے جانے کی اجازت حاصل ہوئی اور اب یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بھائیون کی صلاح ومرضی پر موقوف رہا مگر باوصف اسکے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیر خواہ اپنے ملازمون اور رفیقون کو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کی امداد واعانت کی غرض سے آئے۔ مگر حسین علی خان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور بادشاہ کو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا سے پکڑ لائے جہان وہ اپنی جان بچائے بیٹھا تھا ۱۹ ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۱۳۱ ہجری کو اسکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا۔ مرزا بیدل کہتا ہے رباعی

دیدی کہ چہ با شاہ گرامی کردند | صد جور وجفا از راہ خامی کردند
تاریخ چو از خرد بجستم فرمود | سادات بوے نمک حرامی کردند ۱۱۳۱ھ

جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے رفیع الشان ابن شاہ عالم بہادر شاہ کے

سزائین دین اور نام پایا اس وجہ سے منصب مین پانصدی کا اضافہ ہوا سید حسین علیخان اور عبد اللہ خان انکی بہت عزت کرنے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے انھین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اُنکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علی خان تھے عقد ہو چکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مر چکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہے بیانے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اُسکی عمر پانچ یا اس سے کچھ زیادہ برسون کی تھی لیکن فرخ بخش مؤلفہ محمد فیض بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر اُس لڑکی کی اس وقت ۱۵ برس کی ہوگی کیونکہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین دہلی مین اپنے باپ کے ساتھ آئی تھی تو اُس وقت اسکی عمر سات سال کی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان برادر قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہو کر اُس کو مروا ڈالنا

حسین علی خان کا بڑا بھائی عبد اللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور کاہل بھی تھا اور یہی باعث تھا کہ اُسکی وزارت کا کام اُسکے نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خود مختاری کے طورون کی بدولت انتظام اُس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور منیب کی غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرأت حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خود مختاری کی تدبیر سوچنے لگا اور اُسکے اس ارادے کے جابجا چرچے ہوے کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسنا چاہتا ہے عبد اللہ خان نے

کی بدولت خفیہ خط و کتابت کا رشتہ کھلا اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ ایک گروہ قائم ہوگیا
جس مین میر محمد امین معروف بہ سعادت خان ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا
اگرچہ یہ سازش ہزارون پردون مین کی گئی مگر سیدون کے دلون پر برے برے خیال
گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لیے دکن کو جانے کا کام سیدون پر آپڑا
تو انھون نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لیے یہ بات قرار دی کہ حسین علی خان بادشاہ
اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہو اور عبداللہ خان دلّی مین موجود رہے اور
بادشاہ کے مضار و منافع کی نگرانی رکھے۔ دونون بھائی بہت سے غور وخوض کے بعد آگرے
سے روانہ ہوے چنانچہ حسین علی خان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی کو باگ اٹھائی
اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد پوری ہونے کا موقع
ہاتھ آیا چنانچہ حسین علی خان کا قتل تجویز ہوا تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا مین
لکھا ہے کہ جب نواح اکبر آباد مین محمد شاہ کا لشکر پہونچا تو میر محمد امین معروف بہ سعادت خان
برہان الملک ہنڈون بیانے سے بھاری جمعیت کے ساتھ اپنے بعض مطالب کے سرانجام کی غرض
سے آکر شامل ہوے۔ عماد السعادت مین انکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ وسوار بتائی ہے
بادشاہ نے میر محمد امین کے اتنی سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے
کہ نواب حیدر قلی خان میر آتش (افسر توپخانہ) نے بادشاہ سے انکی بہت تعریف کی بادشاہ تو
ایسے جرار شخص کے دل سے خواہان تھے کہ وہ سادات بارہ کا استیصال کرے نواب
حیدر قلی خان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے
حیدر قلی خان کی سفارش سے انکو سعادت خان بہادر کا خطاب دیا اور انکے بڑے بھائی کو
جن کا انتقال ۱۱۴۳ہجری مین ہوا سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا

بیٹے کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا مگر یہ بادشاہ سل کی بیماری سے تین مہینے
کے بعد مر گیا تب اُسکے بڑے بھائی کو رفیع الدولہ محمد شاہ جہان ثانی کے خطاب سے
سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا۔ مگر اُسکی عمر نے وفا نہ کی چنانچہ وہ بھی تین مہینے سے کم عرصے
مین جہان فانی سے گذرا۔ اگرچہ اُسکے مرنے سے سیدون کو تھوڑا بہت تردد لاحق ہوا مگر
بعد اُسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اُس کا کیا۔ یہ جوان آدمی روشن اختر ولد
جہان شاہ ابن شاہ عالم بہادر شاہ تھا جس کا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون
کی حالت سے بہتر نہ تھا یعنی وہ کسی زیور کمال سے آراستہ نہ تھا۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری
مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کے خطاب سے تخت پر بیٹھا۔ ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد یوسف از زندان برآمد شاہ شد
۱۱۳۱ھ

محمد شاہ نے اپنی ماں کے سکھانے پڑھانے سے سیدون سے علانیہ بگاڑ نہ کیا نہایت
حزم و احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑے صبر اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر
تھے جو اُنکے استحقاق حکومت کے ممد و معاون اور دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب
ہون اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتون کو سوچتے تھے جنکے ذریعہ سے اُنکو جلد آزادی حاصل ہو
اور اس بڑے خوفناک ارادے مین صلاح کار اُنکا وہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر تھا
جس نے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اُنکو زبان کا کچا اور خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا
پایا تھا۔ اگرچہ سیدون کے زور د قوت اور غرور نخوت سے محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام نکالنا
اُن سے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی۔ محمد امین خان محمد شاہ سے ترکی زبان مین
بات چیت کرتا تھا۔ اگرچہ سیدون کے رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے
مگر بات چیت اُنکی چلی جاتی تھی اور جبکہ اُنکے آپس مین اشارے کنائے ہونے لگے تو اُس

اور میر حیدر پالکی کا پایہ پکڑکر ساتھ چلنے لگا اور اپنا حال عرض کرتا جاتا تھا جبکہ امیر الامرا عرضی کی طرف بالکل متوجہ ہو گیا تو میر حیدر نے دفعتہً اُسکے پیٹ مین چھُرا مارا کہ جگر کے پار ہو گیا۔ اُسوقت امیر الامرا کے مُنھ سے صرف یہ نکلا کہ بادشاہ کو مارڈالو۔ اور حیدر بیگ خان کے سینے پر اک لات ماری اِس صدمہ سے پالکی کو جھٹکا لگا اور لاش زمین پر گر گئی جیسا کہ جلد دوم تنقیح الاخبار مین ہے۔ نواب کے پھوپی کے بیٹے نوراللہ خان پسر اسداللہ خان نے اور تذکرۃ السلاطین چغتائی کی روایت کے موافق عظمت اللہ خان ولد اسداللہ خان نے قاتل کو بھی مارڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اُس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لے گئے اس قوی وزیر کے مرنے سے اسکی فوج مین ہل چل پڑ گئی اور اُسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور سازش کرنیوالون اور اُن کے رفیقونمین بڑا جھگڑا قائم ہوا۔ اور غیرت خان امیر الامرا کے بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادت خان حیدر قلی خان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بے باکانہ حرم سرائے بادشاہی کے دروازے پر جس مین بادشاہ تشریف رکھتے تھے ایسے وقت مین پہونچ گئے کہ حسین علی خان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اس وقت بادشاہ کی مان باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کر کے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے چند تورانی مغلون کو ساتھ لیکر اور شال مُنھ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت وسماجت اور خوش آمد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑکر باہر لائے اور اُن کو اسپر آمادہ کیا کہ اپنے خیر خواہون کی سرداری اختیار کر کے سیدون سے علانیہ جنگ کرین۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنے ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بادشاہ کے ساتھ بیٹھا اُسوقت بہت کم آدمی جمع ہو سکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کر کے ہراول مین رکھا

ہے کہ مرزا مقیم کے باپ کو سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان میر محمد امین کے بہنوئی تھے۔ تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان بہادر کا خطاب انھین حسین علی خان کے واقعہ کے بعد ملا تھا۔

منتخب اللباب مین مذکور ہے کہ سعادت خان میر محمد امین نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے بہت دوستی پیدا کر لی یہانتک کہ اُسکے ہمراز اور شریک مُہمات ہوگئے۔ سعادت خان کے دل مین ہمیشہ فرخ سیر کے خون ناحق کا بغض جوش مارتا تھا اُنھون نے میر حیدر خان کاشغری برادر شاپور خان کو جو اُن کا رفیق تھا حسین علی خان کے قتل کے لیے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمرالدین خان پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین آگاہ تھین ایک بادشاہ کی والدہ دوسرے صدر النسا جسکو عبداللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی گر عالم شاہی سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ بھی اس مشورے مین شریک تھے اور اُنھون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا تو ہفت ہزاری منصب پر پہونچا دونگا اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک کرونگا چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام توڑہ مین بادشاہ کا قیام ہوا محمد امین خان بادشاہی سراپردے کے قریب برہمی مزاج اور نے کا ارادہ ظاہر کرکے حیدر قلی خان کے خیمے مین چلا گیا اور امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا اُس وقت میر حیدر خان نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لیے چلا۔ امیر الامرا جھالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہونچا تھا کہ میر حیدر خان نے عرضی کا کاغذ دور سے بلند کیا نواب نے اُس کو پاس بُلا لیا اُسنے نواب کو عرضی دکھائی وہ پڑھنے لگا

سعادت خان کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہوکر قطب الملک عبداللہ خان سے جنگ کرنا

عبداللہ خان ابتک دلّی نہ پہونچا تھا کہ بھائی کی سُنائونی پہونچی اُسنے دِلّی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقیّد تھا ابوالفتح ظہیرالدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا اور اُسکے نام کی منادی کرائی اور اُسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کیے۔ اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چورامن جس کو سید عبداللہ خان نے راہدار خان خطاب اور کچھ گانون جاگیر مین دیے تھے راہ مین آکر اُس سے ملا۔ اور بہت سے ٹوٹے پھوٹے سید بھی اُس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُن کو چھوڑ کر بھاگے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہنڈون بیانہ کے فوجدار تھے ایک خط بھیجا کیونکہ اُن کی ترقّی و دولت کا باعث نواب عبداللہ خان کا دیوان راے رتن چند ہوا تھا لیکن اُنھون نے بغور و تامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیاوی نیک نامی کو مُقدم سمجھا اور چودہ ہزار پیادہ سوار کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک رہے محمد شاہ کو اُن چار ہزار سوارون کے پہونچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اُنکی امداد و اعانت کے لیے شتابی مین روانہ کیا تھا۔ محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو آگئے۔ نوین محرم ۱۱۳۳ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پورے سے گذر کر ٹھہری اور قطب الملک حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر مقیم ہوا۔ روز پنجشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۳۳ہجری کو عبداللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ کھڑا ہوا اور خواجہ عبدالغنی

اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی قمرالدین خان اور سعادت خان اُسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے۔ اس عرصے مین امیرالامرا کا تمام لشکر لُٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار بن گئے[له]۔

سیدون کا گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے فوج کے اُس حصّے سمیت جو کسی فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی اطاعت اختیار کی چونکہ سعادت خان نے رفقاے حسین علی خان کی شورش کے دفع کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کیے تھے اور اُنکی بیخ کُنی کی تھی اس جلدو مین اُن کا منصب پنجہزاری ذات تک پہونچ گیا اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور نقارے سے ترقی پائی جیسا کہ مآثرالامرا اور تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین ہے لیکن محمد ہادی کامور خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین تین ہزار سوار لکھے ہین —

محمد شاہ نے محمد امین خان چین بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمرالدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور شش ہزار سوار دواسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کامور خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور کے قریب ہو تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبرآباد کی حکومت اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۳۳ ہجری مین یہ صوبہ اُن کے تفویض ہوا تھا۔

له دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سائے مین جاکر بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے. نامی بہادرون کے چہرون پر ہوائیان اُڑنے لگین حیدر قلی اور صمصام الدولہ یہ حال دیکھ کر نصرت خان اور ثابت خان کے ہراول پر آئے اور نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شررفشانی سے آگ لگادی یہانتک کہ وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا جمعرات کا تمام دن یونہین لڑائی مین بسر ہو کر جمعہ کی جس وقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلی خان نے توپخانہ بڑھانیکی کوشش کی گولے مارتے ہوے قدم بڑھایا جہان کھڑا تھا وہان سے آہستہ آہستہ آگے کو بڑھا عبداللہ خان کی فوج پر گولے برستے رہے اکثر ہمراہی مجروح و مقتول ہوے اور اُسکے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جنکو گنوارون نے لوٹ لیا پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اُسکے مرنے جینے کی خبر معلوم نہوئی ۱۴ محرم کو جمعہ کے دن عبداللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوارونمین سے صرف پندرہ سولہ ہزار سوار باقی رہ گئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوے آٹھ نو پہر شب و روز بادشاہ بہ نفس نفیس میدان جنگ مین اپنے جان نثارون کے ساتھ موجود رہے بادشاہ نے یورش کا حکم دیا اودھر نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو نہایت دلیر تھے قدم جرأت آگے بڑھایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کردی حیدر قلی خان اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدون کا مقابلہ کیا دونون طرف سے تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتھیارون کے دل جلنے لگے ایسے وقت مین سعادت خان مدد کیلیے پہونچگئے طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے نجم الدین علی خان بھی سخت مجروح ہوا. عبداللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھ کر باقی ماندہ دلاورون کو ساتھ لیکر نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑھا چورامن جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب مین پہونچکر بھیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے

ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان وسیف الدین علی خان وشجاعت اللہ خان وعبدالنبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنے نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر وغازی الدین خان بہادر غالب جنگ وشکراللہ خان وقلیچ محمد خان ونعمت اللہ خان وبیرام خان وامیر خان وحامد خان وحمید الدین خان کو پیش لشکر کی مدد کے لیے مقرر کیا اور شہامت خان وفتح محمد خان ونکمل خان وتہور علی خان بارہ وراجہ محکم سنگھ وعبدالقادر خان وحفیظ اللہ خان ومرید خان وخداداد خان وغیرہ اپنے مددگارون کو یمین ویسار مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لیے سوار ہوے اعتمادالدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعظم وقمرالدین خان بہادر وسیف اللہ خان بہادر وداروغہ گرز برداران وامین الدین خان میر توزک ومعتمد الملک میر جملہ بہادر وعزیز خان بہادر چغتہ کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین متعین ہوا۔ امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور جنگ کو میسرہ پر کھڑا کیا اور سید نُصرت خان وثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے اُمرا اُن کی رفاقت کو مقرر ہوے اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا اور بخشی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ وراجہ راج بہادر راٹھور وراجہ کلیان سنگھ بھدوریہ عقب فوج کی حفاظت کے لیے مقرر ہوے۔ مرآت جہان نما۔ سیر المتاخرین اور منتخب اللباب سے ثابت ہے کہ برہان الملک دست راست پر تھے اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ وہ اُس وقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسی قدر رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علیخان برادر عبداللہ خان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ گنجان درختون کے

بھگوڑون مین سیف الدین علی خان اور شجاعت اللہ خان اور ذوالفقار علی خان اور
عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے اور بخشی فوج نے بھی ان مفرورون کا ساتھ دیا۔ بعضے
کہتے ہین کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اُترا نہ تھا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا
تھا راستے مین اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنوارون نے بہت دق کیا اور بہت سے ہاتھی
چھین لیے عبداللہ خان قطب الملک کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہونچا تھا اور پیشانی پر تیر لگا تھا
اُسوقت حیدر قلی خان تھوڑے سے ساتھیون کے ساتھ ہاتھون مین ننگی تلوارین لیے ہوے
عبداللہ خان کے سر پر پہونچ گیا۔ عبداللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بناکر امان جان چاہی
اور کہا کہ مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو جو اُنکی مرضی ہو وہ کرین۔ حیدر قلی خان نے اُس کو
قتل نہین کیا اُسی طرح گرفتار کرکے شال سر پر باندھ دی۔ نجم الدین علی خان مجروح بھی گرفتار
ہوا اسکے تیرہ چودہ زخم آئے تھے انکو بادشاہ کے پاس لائے اُنھون نے دونون کو میر آتش
کے سپرد کردیا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہوکر آئے۔ حامد خان اور عبدالنبی خان اور
دوسرے سردار پادشاہ کی اطاعت کے لیے فوج شاہی مین حاضر ہوگئے۔ عبداللہ خان کے
ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لُٹنے سے بچا ضبطی مین آیا۔ سلطان ابراہیم بھی گرفتار
ہوا۔ چونکہ اُسنے عبداللہ خان کی شرکت بمجبوری اختیار کی تھی اس لیے اُسکی جان بخشی ہوئی۔
فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعہ کی تاریخ ہے۔

سعادت خان میر محمد امین نے اس جنگ مین بڑی جوانمردی دکھائی تھی بادشاہ نے
اُن کے منصب مین اور اضافہ کیا اصل اور اضافہ ملاکر ہفت ہزاری منصب ذات پر
پہونچا دیا اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر۔ بہادر جنگ عطا کیا[1]۔ اور

[1] دیکھو مآثر الامرا ۱۲

ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ بار برداری کے جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لیے اور لنگر خانے کا کچھ سامان اور صدارت کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراجی کے بعد عبداسد خان کی کمک کے لیے چلا بادشاہ نے جو دور سے اُسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اُسکی طرف پھینکے اعتماد الدولہ محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقہاے خاص اُسکے مقابلے کو ادھر سے گئے عبداسد خان کے پہونچنے سے نجم الدین علی خان کی سپاہ قوی دل ہوکر حملہ کرنے لگی بادشاہ کی طرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا اسپر بھی بادشاہی لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے اور صفوف مین پریشانی پیدا ہونے لگی یہ حالت دیکھ کر سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لیے متوجہ ہوے اور انھون نے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی لشکرگاہ پر حملہ کیا جائے۔ عبداللہ خان نے اس ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلی خان کے مقابل بڑھایا ادھر سے بھی اُسکے حملے کا جواب ملنے لگا اس موقع پر ابو الحسن خان بخشی سائر کا بھائی سید علی خان بخشی رسالہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا شیخ ہٹیلا جو سید عبداللہ خان کے توپخانے کا انتظام کر رہا تھا اُسپر طالع یار خان نے حملہ کر کے قتل کر ڈالا راجپوت جو بادشاہی فوج مین تھے اُسکی لاش کو گھسیٹ کر بادشاہی لشکر مین لیگئے۔ حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمرد ایسی پھرتی سے عبداللہ خان پر ٹوٹ پڑے کہ اُس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اس وقت عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے اور وہ ہاتھی پر بیٹھا تھا اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤن گا تو سواران ہمراہی گھوڑون سے اُتر کر جانفشانی کرینگے چنانچہ وہ ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران ہمراہی نے جو اُسکے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا یا یہ سمجھے کہ آخرکار شکست ہوگی۔ عبداللہ خان کو تنہا چھوڑ کر میدان سے بھاگنے لگے۔

سعادت خان برہان الملک اس کام کے لیے اکبرآباد سے بلائے گئے کیونکہ امرائے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے۔ سعادت خان حکم کے پہونچتے ہی بطریق یلغار اکبرآباد سے روانہ ہوے اور آخر ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین داخل دہلی ہوے جب اُنھون نے اس مہم کے لیے سامان وغیرہ چاہا تو بعض امرائے بزدل ساتھ دینے کو تیار نہوے اور نہ بادشاہ نے اس قدر سامان سے اعانت کی جس قدر وہ چاہتے تھے اسلیے انکا جانا ملتوی رہا۔[۵۱]

نیل کنٹھ ناگر نائب سعادت خان برہان الملک کا اکبرآباد مین مارا جانا صوبۂ اکبرآباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا۔ برہان الملک کا صوبۂ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ شاہی کی افسری بھی پانا

صوبۂ اودھ کی خدمت گردھر بہادر ناگر کے متعلق تھی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اُسکا انتظام خاطر خواہ نہین ہوسکتا بڑی بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبۂ اودھ علاوہ صوبۂ اکبرآباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا۔[۵۲]

تاریخ تقرر سعادت خان بصوبہ داری اودھ

نواب محمد امین یافت تشریف اودھ بقدر افزون
گفتش کلک از سر بشارت تشریف اودھ بود ہمایون

---

۵۱ دیکھو سیر المتاخرین و منتخب اللباب ۱۲

۵۲ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

اہی مراتب بھی بخشا اور خلعت فاخرہ بھی دیا۔[۲]

سعادت خان برہان الملک کو صوبۂ اکبر آباد کی حکومت اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرآت جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲ ربیع الاول ۱۱۳۳ہجری کو انجمن خلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصون کی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا اور اسی سنہ مین بادشاہ نے اُنکو اکبر آباد کا صوبہ دار کیا اور اُنکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ خطاب دیا سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہو کر صوبۂ اکبر آباد مین داخل ہوے۔ سرکشون کی بیخ کنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متھرا کی طرف اور شاہ جہان آباد کی راہ پر تھے محاصرہ اور کشت و خون کے بعد دشمنون سے چھین لیے ان جنگون مین اُنکے ساتھ چار سو کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لیے خلعت اور خنجر مرصّع اور ایک فرمان اُنکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین اُنکو بھیجا۔

مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور کے سپرد صوبۂ اجمیر و احمد آباد بھی تھے ۱۱۳۳ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے دہلی مین حاضر ہو کر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاؤکشی بند کر دی ہے بادشاہ نے دونون صوبے اُس سے نکال لیے حیدر قلی خان کو صوبۂ گجرات دیا اور مظفر علی خان کے سپرد صوبۂ اجمیر کیا اجیت سنگھ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے اُسکو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۲] دیکھو مرآت جہان نما ۱۲

پرگنہ نگر مین ہے راجہ رام پسر بھگونت ابن خان چند جاٹ قابض تھا یہ شخص علاقہ تھانہ آؤ
مین غارتگری کیا کرتا تھا اس وجہ سے گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اس کا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اُسمین
اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت نہ تھی موضع سنسنی کے کل آدمیون نے بھان بدن سنگھ
پدر سورج مل جاٹ حکمران تھا جمع ہو کے فتح سنگھ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج دلد
خان چند جاٹ کو سردار بنایا۔ رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کر کے ایسی غارتگری کی
کہ دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے بند کر دیے فرخ سیر کے وزیر نے چورامن کو
خطاب راہدار خان اور پانچ پرگنے نگرا ورکٹھومر اور مدہیٹی (دیےاری) اور بیلکرا ور آؤ دیکر
غارتگری سے منع کیا اور رستم جاٹ اور اُسکے پسر کھیمکرن کو بعطاے خلعت بہادری و دیہات
بھرتپور وملاح و آگاہ پور وبارہ و اکرن وغیرہ کی راہزنی سے باز رکھا۔ مگر یہ تدبیر کچھ کارگر
نہوئی سمت ۱۷۸۵ بکرمی مین چورامن بعلت تقضیۂ محکم سنگھ پسر خود زہر کھا کر فوت ہوا ۔
محکم سنگھ نے باپ کا قائم مقام ہو کر بدن سنگھ بن خان چند سے نااتفاقی پیدا کی بدن سنگھ
نے مہاراجہ سوائی جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگا دیا اب بدن سنگھ بھتون پر
بھی قابض ہو گیا۔ بعض مورخ یہ کہتے ہین کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی اور بعد شکست کے
چورامن اور محکم سنگھ دونون مفرور ہوے اور بدن سنگھ نے فتحیاب ہو کر کل قوم جاٹ کی افسری
حاصل کی۔

اودھ کی حقیقت

اودھ کا قدیمی نام اُترکوشل ہے۔ شاستر مین لکھا ہے کہ منو نے سب سے پہلے یہ شہر بسایا
بتدا مین وہ راجہ رامچندر کا راجدھانی تھا۔ والمیک اسکو وسعت طول مین بارہ یوجن لکھتے
ہین اور ایک یوجن ۴ کوس کا ہوتا ہے۔ ابوالفضل نے آئین اکبری مین ۱۴۸ کوس لمبا اور

دیگر

چو یافت میر محمد امین سعادت خان | بنظم ملک اودھ خلعت از شہ شاہان
زماہ و سالِ دلم جُست ہاتفے فرمود | ہزار و یک صد و سی بعد و از ہجرتِ آن

برُہان الملک صوبۂ اودھ کے انتظام کے لیے روانہ ہوے اور اکبرآباد مین اپنے ایک نائب راے نیلکنٹھ کو چھوڑا - نیل کنٹھ ایک روز ہاتھی پر سوار چلا جاتا تھا کسی بڑے زمیندار کے اشارے سے ایک جاٹ درختون کے جھاڑے مین مخفی بیٹھا تھا جب اُسکے برابر سواری پہونچی تو اُسنے نیل کنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی - بُرہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اُنھون نے اودھ سے اکبرآباد کی طرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لین - دربار مین صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبرآباد کی خدمت بُرہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو دلا دی اور بُرہان الملک کے پاس صرف اودھ کی صوبہ داری ہی مگر مآثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کے متوسلون سے تھا سلطان ابراہیم اور عبداللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے مین کام آیا تھا اُسکے بیٹون نے اپنے قلعون کو مضبوط کر کے خودسری اختیار کی تو بُرہان الملک اُنکی سزادہی کے لیے مامور ہوے اور اُنکی بیخ کنی مین بہت کچھ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سے اُنکا واقعی استیصال نہو سکا اِسلیے بادشاہ نے صوبۂ اکبرآباد کی حکومت سے اُنکو بدل دیا اور توپخانے کی دارغگی اور اودھ کی صوبہ داری عطا کی - برہان الملک نے اس صوبہ مین پہونچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپخانہ مُہیّا کیا ملک کا بخوبی انتظام کیا سرکشون کو سزائین دین اور بعض کے ساتھ ملائمت کا برتاؤ کیا اور اسطرح اُنکو قابو مین لائے۔

وقائع راجپوتانہ مین چورامن کی حالت یون بیان کی ہے کہ موضع تھون پر جواب

اہل مذاق کے وردزبان ہین کہتے ہین کہ سوامی رامانند کے زمانے مین ایک برہمن کی بیوہ لڑکی کے
پیٹ سے ایک لڑکا پیدا ہوا مان نے برادری کے ڈر سے اس بچّے کو بنارس مین لہر تارہ
کے پاس ڈالدیا اتفاق سے ایک جولاہہ جس کا نام نوری تھا اور اُسکی بیوی گھر سے نکلکر
پاس کے گانون کو جارہے تھے دونون نے اُس لڑکے کو اُٹھالیا اور اُسکی پرورش شروع کی
بچپن سے اُسکے مزاج مین خدا کی لو لگی تھی اور وہ گھنٹون اُس کا دھیان کیا کرتا تھا
مان باپ نے یہ عادت چھڑانے کے لیئے بچپن ہی مین اُسکی شادی کردی مگر یہ تدبیر کچھ کام
نہ آئی کبیر کو نہ بیوی سے لگاؤ تھا نہ گھر سے واسطہ بنارس کی زمین مین چکر لگایا کرتا اور
بھگوان کا دھیان کیا کرتا تھا ایک دن رات زیادہ آگئی اور اُسکو نیند آنے لگی گنگا کے
کنارے گھاٹ کی سیڑھیون پر سر رکھکر لیٹ گیا اور آنکھ لگ گئی اُن دنون سوامی رامانند
بڑے عابد تھے وہ اندھیرے مُنھ گنگا اشنان کو آئے سیڑھیونسے اُتر رہے تھے کہ اُنکا پانون
کبیر کے سینے پر پڑا وہ رام رام کرتے پیچھے ہٹے کبیر کی آنکھ کھُل گئی اُسکے دل نے گواہی دی
کہ یہ جو سورج کے نکلنے کے پہلے اشنان کرتا ہے کوئی بڑا سادھو ہے اور یہ سُوچ کر اُنکے ساتھ ہولیا
رامانند نے بھی کبیر کے چہرے سے سمجھ لیا کہ اُسکے دل مین پریم ہے اپنے ساتھ مٹھ مین لے آئے
اور چیلا بنالیا کبیر کے مذہب کی اصل بات خدا کی محبّت تھی جسکو وہ بھجنون مین سُناتا
وہ روپے کا لالچی نہ تھا اکثر فاقے ہوتے اور تکلیفین ہوتین مگر ان سب دُکھون پر اُسکی دُھن
مین فرق نہ آتا اس سے زیادہ سادہ مذہب جسمین روزہ نماز پوجا پاٹ کچھ نہو اور کوئی نہین ہے
ضلع بستی کے ایک مقام مین جسکو مگھر کہتے ہین موضع رتن پور واقع ہے اس مین کبیر مرا
اُسکی لاش پر بڑے جھگڑے پڑے مسلمانون نے کہا کہ ہم گاڑینگے ہندوؤن نے کہا کہ ہم
جلائینگے یہ مشہور ہے کہ اُس جھگڑے مین لاش غائب ہوگئی اور اُسکے بجائے پھُول رہ گئے

۲۶ کوس چوڑا بیان کیا ہے اگرچہ یہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس مین شک نہین کہ یہ شہر
اگلے زمانے مین بہت بڑا ہوگا اس واسطے کہ دُور دُور تک اسمین پُرانی عمارتین پائی جاتی
ہین بعد اختتام خاندان مہاراجہ رامچندر اجودھیا بالکل اُجاڑ ہوگئی تھی راجہ بکرماجیت
نے اس شہر کو از سرِ نو آباد کیا سواے دریاے سرجو اور ناگیشر ناتھ کے کوئی نشان باقی نرہا تھا
یہ مقامات بودھ مذہب کے حملے سے معدوم ہوگئے تھے اور انھین دونون موجودہ نشانون
سے راجہ بکرماجیت نے ہر ایک مقام کا پتہ لگا کر اور کتب قدیم سے مقابلہ کرکے ۳۶۰ مندر
مہاراجہ رامچندر کے متعلق تعمیر کرائے چنانچہ پہلے وہان بہت سے مندر رامچندر جی اور اُنکے
بھائی لکشمن جی اور اُنکی رانی سیتا جی کے عجیب اور بڑے بڑے بنے ہوے تھے اب اُنمین سے
بہت کم باقی ہین۔ ہندو اس مقام کو اجودھیا کہتے ہین اور دفتر بادشاہی و انگریزی مین
وہ صوبۂ اودھ کے نام سے مشہور تھا مادہ لفظ اجودھیا کا سنسکرت مین لفظ اجودھ ہے اور
اجودھ کے معنی نامغلوب کے ہین اور نیز اج نام برھما کا ہے پس اجودھیا کے معنی خالق کا
نامغلوب شہر ہوے اودھ کے معنی سنسکرت مین وعدے کے ہین چونکہ مہاراج رام چندر نے
۱۴ سال جلاوطنی اختیار کی تھی اور چودہ برس کے بعد واپس آنے کا وعدہ کیا تھا اسوجہ سے
اودھ کہا جاتا ہے ڈاکٹر وِلسن صاحب کہتے ہین کہ اس کا مادہ جُدھ ہے جسکے معنی جنگ کے
ہوتے ہین اور یہ شہر بہادر چھتریون کی جگہ ہے اس لیے اس نام سے موسوم ہوا اودھ ہندوؤن
کے عقائد مین بڑا متبرک ہے مذہبی معتقد اس مقام پر آتے ہین کیونکہ مولد و دار الحکومت رامچندر جی کا
ہے رقاصون کی اب بھی کثرت ہے۔ ہنومان گڑھی اسی مقام پہ ہے ہر سال رام نومی یعنی چیت
کی نومی کو بڑا میلا ہوتا ہے۔ رتن پور مین کبیر جولاہے کی قبر ہے یہ شخص سلطان سکندر لودی
کے عہد مین بنارس کے مقام مین عقائد ہنود مین عبادت کرتا رہا اُسکے طبعزاد دوہرے

دہلی دروازے کے نام سے بستی دروازے کے قریب ایک لمبا بازار بنوا کر اُس مین اپنے رہنے کے لیے حویلیان تیار کرائین اسمٰعیل خان رسالہ دار نے بھی احاطے کے باہر اپنے نام سے ایک گنج بسایا باقی اُسی طرح ایک ایک دو دو مکان اہل بازار کے بے ترتیب اُس مقام کے آس پاس تھے قلعہ کے اندر خواجہ سراؤن اور چھوٹے بڑے رسالہ دارون کے بھی مکان تھے صفدر جنگ کے انتقال تک یہ آبادی اسی طرح خراب اور پریشان تھی۔شجاع الدولہ نے بنا قیام دائمی لکھنؤ مین اختیار کیا کبھی سیر کے طور پر آتے تو ایک دو رات رہ کر گورکھپور اور بنارس کی طرف چلے جاتے انگریزون سے شکست کھانے اور صلح ہو جانے کے بعد فیض آباد کو بنا دار الحکومت بنایا اور آبادی کو ترقی دی اور اُسکے آس پاس ایک خندق کھُدوائی وکچی گڑھیان سوا قلعہ پختہ کے جس مین نواب کی محلسرائین تھین بنوائین اور حکم دیا کہ شہر کی عورت بوڑھی ہو یا جوان یا لڑکی نواب کے بے حکم باہر نہ نکلے جب تک کاغذ پر روشن انگریز کا ساتھ نہو جسکو نواب نے اس کام کیلیے مقرر کیا تھا لیکن اگر باہر سے کوئی آوے تو مزاحمت نکرین خلاصہ یہ ہے کہ کیسے ہی ممتاز آدمی کی بیوی چاہتی کہ وہ فیض آباد سے نکلکر کوس بھر باہر بھی چلی جائے تو بغیر حکم کے ممکن نہ تھا بلکہ جس قدر ساز و سامان بھی باہر جاتا اُسکے واسطے بھی اجازت کا حاصل کرنا ضرور تھا اور یہی نہین کہ صرف شہر کے دروازون پر روک ہوتی بلکہ چار کوس آگے تک محافظ بیٹھے تھے جو ہر ایک نکلنے والے مرد و عورت کے حال سے تعرض کرتے تھے اس وجہ سے دو رقعے ایک مرد کے لیے دوسرا عورت کے لیے ہونا ضرور تھا جیسا کہ عماد السعادت مین لکھا ہے فائدہ سلطان الحکایات سے اودھ کا نام اختر نگر بھی معلوم ہوتا ہے تاریخ فیض آباد مین مسٹر بی کارنیگی لکھتے ہین کہ ایوب اور شیث کی قبرین ایک دوسرے کے متصل ہین گر نوح کی قبر فاصلے پر ہے شاید یہ چار سو برس سے زیادہ پرانی نہون اور یہ تینون شخص نوح ایوب شیث

جسکو دونون فریقون نے آدھون آدھ بانٹ لیا ہندوؤن نے پھولون کو جلایا اور
اُسکی جگہ مندر بنایا اور مسلمانون نے اپنے پھولون کو دفن کیا اور مقبرہ بنایا آج تک
یہ دونون بستی کے ضلع مین مگہر کے مقام پر موجود ہین اور جہانپر پہلے کبیر بنارس مین رہتا تھا
وہانپر بھی مکانات ہین جنکو کبیر چورہ کہتے ہین ۔

نواب برُہان الملک کا اودھ مین قیام کرنا اور فیض آباد کی بُنیاد پڑنا

جب نواب برُہان الملک بادشاہ کی طرف سے صوبۂ اودھ کے نائب مُقرر ہو کر آئے تو
آبادی سے دو کوس پر مغربی جانب دریاے گھاگرہ کے بند کے ٹیلے پر اپنے خیمے نصب کرائے
بعد چند روز کے وہان پر ایک بنگلہ چوبی خس پوش برسات گذارنے کے لیے تیار کرایا اس
بنگلے کے آس پاس کچی دیوار بطور احاطے کے اور برُج ٹیلے کے تلے بنوائے اور یہ احاطہ اتنا
لمبا چوڑا تھا کہ تمام پیادہ و سوار اور توپخانہ اور دوسرے امارت کے کارخانے اُسمین سما گئے
نواب کو پختہ عمارت سے شوق نہ تھا اِسلیے بیگمات کے رہنے کے مکانات بھی مٹی سے بنوائے
جب ملک کے دورے سے فارغ ہو کر آتے تو اسی بنگلے مین قیام فرماتے جب نواب نے انتقال کیا
اور صفدر جنگ کو حکومت ملی تو یہ بنگلے کی آبادی فیض آباد کے نام سے مشہور ہو گئی جیسا کہ
شیخ فیض بخش نے فرح بخش مین لکھا ہے اور تاریخ فیض آباد مین مسٹر بی کارنیگی کہتے ہین
کہ پُرانا شہر دار الامارت اودھ مقام بنگلہ کے نام سے تین کوس کے فاصلے پر آباد ہے اُدھر
کے عوام فیض آباد کو بنگلہ ہی کہتے ہین مغل سرداران صفدر جنگ نے سیر و تفریح کے لیے
باغ بنوائے مگر دیوان آتما رام کے بیٹون نے قلعہ کے باہر مغرب کی طرف جس کی شہرت

جمع کرکے گرنٹھ پران سنایا کرتے تھے وہ یہی جگہ ہے مگر اب جہان جاتری جاتے ہین اُسے نیم کھار (نیم شار) بولتے ہین وہ گومتی کے کنارے لکھنؤ سے شمال کی طرف تخمیناً چودہ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نیم کھار کے قریب ایک حوض برہماورت نامی ہے اسکا پانی اندر ہی اندر جوش کھاکر ایسا چکر مارتا ہے کہ آدمی کو مقدور نہین کہ اُس مین غوطہ لگا سکے یہی وہ مقام ہنود کے نزدیک ہے کہ انقلابات زمانہ سے وید اور پوتھیان علوم وفنون کی جو ضائع ہوگئی تھین اس مقام پر از سرِ نو اُنکی ایجاد ہوئی اور ہنود ریاضت کیش کی رہنمائی سے پھر علوم اور پرانی پوتھیونکا ظہور ہوگیا اسکے قریب ایک سرچشمہ ہے کہ وہ گومتی مین ملتا ہے ایک گز چوڑا اور چار انگل گہرا ہے جب برہمن پوجا کرتے ہین چانول اور ہون کا سامان اُسمین چھوڑتے ہین اُنکا نشان نہین ملتا۔

بعض لکھنؤ کا اصلی نام لچھمن پور بتاتے ہین۔ اس کا نام لکھش ناوتی قرار دیا لچھمن پور اصل دونون کی ایک ہی ہے یعنی مہاراج لچھمن برادر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا اس زمانے مین جہان شہر لکھنو آباد ہے اُس مقام پر ۴۲ گانون آباد تھے جنکے نام اسماے محلات سے جو اُنکی جگہ آباد ہین مفہوم ہوتے ہین اور ما بقی وہان کے نام ونشان مفقود ہوگئے ہین اور بجز کتب قدیمہ اور کسی علامت سے اُنکے نام دریافت نہین ہوسکتے۔ ناف شہر لکھنؤ وہ بلند مقام متصل پل پختہ کے ہے جہان ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحب موجود ہے اور جسکو لچھمن ٹیلے کے نام سے مشہور کرتے ہین اس جانب یعنی ٹیلے کی طرف ایک گانون لچھمن پور نامی آباد تھا اور اسی گانون کے نام سے یہ شہر لکھنؤ مشہور ہوا غالب ہے کہ لچھمن پور کی آبادی برہمنون کی تھی اور چند خاندان جو ۱۰۳۰ء مین ہمراہ فوج سپہ سالار غازی میان ہمشیر زادۂ محمود غزنوی کے آئے تھے اُنکو مغلوب کرکے خود اُنکے ملک پر مسلط ہوگئے تھے گو اب ہر ایک خاندان اہل اسلام

ہندوؤن کے مقابلے پر مارے گئے اس وجہ سے شہید کہے جاتے ہین مگر جو شخص یہان مقرر ہے بخیال اسکے کہ جہلا کی نگاہ مین قدر ہو بیان کرتا ہے کہ نوحؑ اور ایوبؑ اور شیثؑ پیغمبرون کی قبرون ہین شیثؑ اور نوحؑ کی قبرون کا طول سات سات آٹھ آٹھ گز ہے یہ شہر لکھنؤ سے اسّی میل کے فاصلے پر ہے۔

سعادت خان کا اودھ مین اقتدار

خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ صوبۂ اودھ کے زمیندار سرکشی مین مشہور زمانہ ہین شاید ابتداے ایجاد عالم سے انھون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی۔ برہان الملک نے سبکو بزور شمشیر مطیع اور خراج گذار بنایا اور اُس صوبے مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی اور صوبۂ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور۔ بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی۔ موہن سنگھ کنپوریہ قوم راجپوت تلوی کا زمیندار تھا اُسنے کبھی کسی ناظم اودھ کی اطاعت نہین کی تھی اُسنے سعادت خان کے ساتھ بھی سرکشی کی اُنھون نے اوّل اول اُسکو بنظر ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اُسکی گوشمالی مناسب سمجھی لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا اور اُسکے بہت سے ساتھی کام آئے باقی ماندہ بھاگ گئے بادشاہ نے جب یہ کارنامے سُنے تو ثابت جنگ خطاب دیا۔

لکھنؤ کی آبادی اور شیخ زادے

یہ شہر گومتی کے دونون کنارون پر بستا ہے۔ ۸۲ درجہ ۱۵ دقیقہ دریا سے شمال کی طرف اور ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ مشرق کی طرف ہے۔ اصل نام اسکا لکھمن ناوتی یا لکھناوتی بتلاتے ہین اور بعض لوگ ایسا بھی کہتے ہین کہ شیم شارن جہان سوت جی ساٹھ ہزار مریدون اور زاہدون کو

جلال الدین محمد اکبر کی سرکار مین نوکر ہوگیا ایک مدت تک نہایت جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی
کہ زیر تخت شاہی منصبدارون مین کھڑا ہونے لگا بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت خسروانی
سے پرگنہ کورچ ولکھنو جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دھوم دھام سے داخل لکھنو ہوا اور پانچ محل
اپنی پانچ بیویون کے واسطے بنوائے جسے آج تک پنچ محلا کہتے ہین اور پنچ محلے کے جانب شمال
ایک مکان دریاے گومتی کے کنارے بطور قلعہ تیار کرایا اس مکان مین چھبیس دروازے تھے
اور ہر ایک دروازے پر معمارون نے دو دو مچھلیان گچ سے بنادی تھین جو کہ کل دروازونکی
تعداد و شمار مین باون مچھلیان تھین اسواسطے اس مکان کو مچھی باون کہنے لگے تھے تغار لسجہ
سے مچھی بھون ہوگیا۔ شیخ مذکور کا مقبرہ یحیی گنج کے پیچھے جنوب کی طرف عیش باغ کے قریب
ہے جسے ندان محل کہتے ہین پنچ محلے کا اب نہ نام ہے نہ نشان کیونکہ صحن قلعہ وامام باڑہ کلان
مین عہد انگریزی مین شامل ہوگیا ہے قلعہ مچھی بھون جس قدر سابق مین تھا جسکا نام اصلی
مچھی باون ہے اُس سے زیادہ وسیع ہوگیا ہے سابق مچھی بھون صرف اُس قدر تھا جسقدر
بروج پختہ سڑک کے جنوب کی جانب موجود ہین اور یہی قلعہ لکھنو تھا اور بہت مستحکم قلعہ
دو سو برس پیشتر مشہور تھا ایک مثل قدیم سے مشہور ہے کہ جس کے پاس قلعہ مذکور ہوگا
وہی مالک شہر لکھنو کا ہوگا وہ ٹیلہ جو راستے مین قلعہ کے گھونگٹ کے درمیان مین واقع ہے
اور جسکے اوپر مسجد بنی ہوئی ہے وہ لچھمن ٹیلہ مشہور ہے اور اسی جگہ سابق مین لچھمن پور آباد تھا
مچھی بھون کے پیچھے جنوب و مغرب طرف ایک میدان ہے جس مین توپخانے کا گودام ہے
اُس مقام پر رنگ محل اور پنچ محلا آباد تھے۔

لکھنو کے متمول شیخ زادون کو سعادت خان کا مغلوب کرنا

شیخ عبدالرحیم کے بعد اُسکی اولاد ترتیب وار وارث جاگیر رہی نواب سعادت خان جب

بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ فوج سپہ سالار کے یہان آئے لیکن ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی آمد اور قیام اس ملک مین بتدریج ہوا ہوا در غالب کہ سو ڈیڑھ سو برس کے عرصے سے آبادی انکی یہان قرار پائی ہو یہ خاندان شیخ جو ہمراہ سپہ سالار کے آیا تھا انھون نے ملک مین بڑی عظمت اور شان پیدا کی یہان تک کہ فوج مین سے انکے خاندان کے کئی شخص عہدہ صوبہ داری پر ممتاز ہو گئے تھے اور ان لوگون نے تجویز تعمیر قلعہ کی کی اور یہ قلعہ استحکام مین بہت مشہور ہوا اور یہ قلعہ اُس مقام پر تعمیر کیا تھا جہان اب قلعہ مچھی بھون مشہور ہے اور ایک روایت اس طرح پر مشہور ہے کہ اُسکی تعمیر ایک امیر کے ذمے تھی جس کا نام لکھنا تھا اس وجہ سے اُس کو قلعۂ لکھنا کہتے تھے اور جبکہ یہ خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا اور اُس مین بہت سے آدمی تھے اسلیے اُسکے گرد و پیش مین اکثر آبادی ہو گئی اور یہ دونون آبادی کے نام لچھمن پور اور لکھنا کے نام سے مخلوط ہو کر لکھنؤ ہو گیا اب یہ امر بتحقیق معلوم نہین ہوتا کہ یہ نام لکھنؤ اس آبادی کا کب رکھا گیا مگر اسمین شک نہین کہ یہ آبادی قبل از عہد اکبر اعظم لکھنؤ کے نام سے مشہور تھی شیخان لکھنؤ ایک قصہ اس شہر کی بزرگی کے ثبوت مین بیان کرتے ہین کہ جب ۱۵۴۰ء مین ہمایون بادشاہ واسطے جنگ شیر شاہ والی جونپور کے کہ بعد ازان شہنشاہ دہلی ہو گیا روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین لکھنؤ مین چار گھنٹے ٹھہرا تھا باوجودیکہ فوج شکست خوردہ دل شکستہ تھی اور ایسے وقت مین رعایا بھی فرمانبردار نہین رہتی مگر تاہم اس عرصۂ قلیل مین فوج مذکور نے شہنشاہ کے لیے دس ہزار روپے اور پچاس گھوڑے بہم پہونچائے تھے اس قصے مین گو مبالغہ ہو مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اُس زمانے مین شہر لکھنؤ آباد اور مالدار تھا۔

لکھنؤ کے شیخ زادے شیخ عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبۂ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین اپنے گھر سے بتلاش معاش نکلا دلی مین پہونچکر

شہر سے غفلت ہوجائے۔ غرضکہ نواب بوجہ سدراہ ہونے شیخ زادون کے کنارۂ شہر مین بھی داخل نہوسکے اور کئی مہینے لشکر لکھنؤ کے اکبری دروازے کے جنوبی جانب خیمہ زن رہا اور کوئی تدبیر کارگر نہوئی تو عیاری کو کام مین لائے شیخ زادون سے ربط اتحاد بڑھایا کہ خیال عداوت یکقلم مخالفون کے دل سے مٹ گیا بعد چندے ایک جشن مین شیخ زادون کو دعوت کا اذن عام دیا چنانچہ وہ سات ہزار کی جمعیت سے نواب کے مہمان ہوے یہ موقع اور قابو پاکر کمین گاہ سے مع افواج سوارون کے حملہ کیا اور ساری جمعیت کو مع اُنکے سردارون کے ٹھکانے لگایا ایک روایت یہ ہے کہ نواب راتون رات تیاری کرکے گاؤگھاٹ سے گومتی کو عبور کرکے سپاہ اور کئی توپین لیکر بسلامت شیخن دروازے سے گذرے نواب ہاتھی پر سوار تھے اُنھون نے پہلے اُس تلوار کو جو اُس دروازے کی چھت مین نمائش نخوت وغرور ودبدبہ کے واسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اُسکے نیچے سے چلا آئے کاٹ کر زمین پر گرادیا بعد اسکے خیمہ خاص مچھی بھون کے پھاٹک کے روبرو جہان واجد علی شاہ کے عہد تک نقار خانہ قائم رہا نصب کیا اُس وقت بڑے بڑے شیخ زادے دست بستہ حاضر ہوے اور بہ مجبوری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام بیگانے کا نہین بلکہ یگانے کا ہے بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کردو اُنھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین جب تک اُنھین غسل سے فراغت نہو تعمیل سے معاف رکھا جائے نواب نے قبول کیا بعد ہفتے کے جس قدر مال واسباب تھا لیکر اُٹھ گئے نواب داخل قلعہ ہوے اور جس قدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لے لیا اور ابھی نواب خیمے سے نہ اُٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین محمد خان اور مجد الدین احمد خان عرف شیخ مجن بزرگ شیخ معز الدین خان قریب سات سو آدمیون کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے اور دوسرے شہر کے خاص خاص آدمی اور بیرونجات کے بھی

اودھ پر قبضہ کرنے کے لیے چلے اور اثناے راہ مین فرخ آباد مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنؤ کے شیخ زادے بڑے سرکش ہین کہین ایسا نہو کہ مثل اورون کے آپ کا بھی حال ہو اور آپکی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے کہ آپ گنگا سے اُترکر یکایک لکھنؤ مین داخل نہو جیے گا بلکہ اُسکے پاس کے گانون مین رہیے گا بعد تدبیر مناسب ازراہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا وہ تدبیر یہ ہے کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والونمین موفقت نہین بلکہ عداوت ہے اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین۔ غالب ہے کہ وہ لوگ آپکی حکومت کو اپنا وسیلۂ نجات وعافیت سمجھ کر طرفدار ہو جائینگے اور شیخ زادون کا زور اُنکی اعانت سے ٹوٹ جائیگا نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے برسات کا موسم تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اُترے مشہور ہے کہ جب سواری کی کشتی منجھدھار مین پہونچی ایک بڑی مچھلی جست کرکے نواب کے دامن مین آپڑی نواب نے اُسکو شگون نیک جانکر رکھ چھوڑا چنانچہ اُس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین رہے اور اُسے تبرک سمجھ کر خزانہ شاہی مین واجد علی شاہ کے عہد تک رکھا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نواب نے پہلے مقام نواح قصبۂ کاکوری مین کیا یہان کے شیوخ لکھنؤ کے شیخ زادون کے مخالف تھے نواب کا آنا اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوے اور سب طرح کے نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل نہون تو ہان کی پستی و بلندی ٹیلون اور بھیڑ سے بہ سلامت گذرنا مشکل پڑے گا کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین خواہ مخواہ برسرفساد ہونگے پہلے اپنے آنے کی اُنھین اطلاع دیجیے اور مقام فرودگاہ لشکر پوچھیے۔ موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اُس پار کھلا بھیجینگے اُسوقت لشکر کو حکم دیکر وہین اپنا خیمہ کھڑا کرائیے گا اور تھوڑی سی فوج بھی روانہ ہو تاکہ اُنھین دخلہ

غرضکہ زمانۂ آصف الدولہ سے تا عہد واجد علی شاہ آبادی بڑھتی گئی بلکہ کسی زمانے مین آدمیون کا بن مشہور تھا اور عہد سلطنت مین پانچ لاکھ سے زیادہ سکونت بتاتے ہین۔ شہر کی گلیان بہت تنگ اور اکثر غلیظ رہتی تھین لیکن جس طرف بادشاہی محل کو راستہ گیا تھا وہ بہت وسیع اور نہایت صاف رہتا تھا۔ انگریزی عملداری سے پہلے بادشاہی مکانات کی بڑی تیّاریان رہتی تھین قرینہ اور سجاوٹ دیکھکر انسان کی عقل دنگ ہوجاتی تھی جھاڑ کنول شیشہ اور دیگر تکلفات کا کیا بیان ہو۔ اس شہر مین کتنی سرائین بہت سے کٹرے اور ٹولے اور محلے آباد ہین اور بہت سی زیارت گاہ اہل ہنود و اسلام کی ہین جس محلے مین مخدوم شاہ میناصاحب کی درگاہ تھی اب وہ محلّہ تو مسمار ہوگیا لیکن درگاہ موجود ہے اکثر پنجشنبے کو فاتحہ کے واسطے وہان جاتے ہین۔

حضرت شاہ میناصاحب کا اصل نام شیخ محمد ہے انکے والد کا نام شیخ قطب الدین دادا کا نام شیخ عثمان ہے۔ شیخ عثمان نے اپنے آپکو قثم ابن العباس کی اولاد مین بتایا ہے شیخ عثمان مدینۂ منورہ سے ہندوستان آئے دہلی مین بزمرۂ فوج شاہی نوکر ہوے شیخ قطب الدین پر درویشی کا رنگ غالب تھا اُنھون نے لکھنؤ مین آکر حاجی قیام الدین عباسی معروف بہ حاجی الحرمین کے پاس (جن کا مزار لکھنؤ مین قریب مزار مخدوم شاہ مینا کے موجود ہے) قیام کیا حاجی الحرمین نے شیوخ صدیقی مین ان کا عقد کردیا اور یہ مژدہ سُنایا کہ تمھارا ایک بیٹا آفتاب ہند پیدا ہوگا۔ شیخ محمد عرف شاہ مینا نے بحال تجرد عمر بسر کی چھوٹے بھائی شیخ احمد کے بڑے بیٹے کو کہ وہ اپنے دادا کے ہم نام تھے ابتدائے عمر سے لیکر پرورش کیا اُنھون نے تعلیم و تعلم کے بعد چچا سے بیعت کی اُنھین کی اولاد کے لوگ مینائی لکھے جاتے ہین بعض اہل سیر نے کتب مین حضرت کو صدیقی النسب لکھ دیا ہے وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب کا خاندانی

شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل وقال اہل شہر نے جلکر عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتی تو آپ کا اس طرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی درشتی کے ساتھ جواب یا اسپر طرفین سے نوبت کشت وخون کی پہونچی مگر فوج مغلیہ نے اُنکو مغلوب کرلیا آخر کار بیچ بچاؤ ہوگیا بعض ناقل ہین کہ کشت وخون نہین ہوا اس وجہ سے نواب نے اس مقام کو بنیاد فتح وفیروزی تصور فرماکر نقارخانے کا حکم دیا تھا۔ چھ سات ہزار روپے اُسکی تعمیر مین صرف ہوے بہرصورت اُس دن سے قلعہ مچھی بھون دارالامارت مقرر ہوا نواب کا بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا اور پھر کسی نے سر نہ اُٹھایا۔

محاربہ غدر مین میڈی لال نے لکھا ہے کہ سعادت خان نے یہ مکانات مالکان مکانات سے حاصل ۵ ماہانہ کو لیے تھے اور کرائے کے روپے ہمیشہ دیتے رہے نواب صفدر جنگ کے وقت مین بھی پانسو روپے بابت کرایہ پنچ محلا شیخ زادون کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد مین فقط دوسو روپے رہ گئے تھے اس وجہ سے کہ شیخ معزالدین خان کو نخوت وغرور بہت ہوگیا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے لکھنؤ پر قبضہ کرلیا تو معزالدین خان نے تمام شیخ زادون کو جمع کرکے پٹھانون کو وہان سے نکالدیا اور صفدر جنگ کی حکومت قائم کی نواب شجاع الدولہ بھی اُن کے اس امر مین احسانمند تھے وہ کبھی نواب کے دربار مین نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات شیخن دروازہ وغیرہ جو حسن باغ کے قریب تھے زمین وسیع مُفتی غلام حضرت کو لو دو گانؤن اور کنڈلی اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوہری کا ذمہ کرین کیونکہ زمیندار ہین حق زمینداری لیتے ہین۔ شیخ زادون نے قبول نہ کیا اُس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔

ریاست رامپور (۳) لطیف احمد صاحب نائب امور مذہبی حیدر آباد دکن (۴) ممتاز احمد صاحب نائب منصرم کتب خانۂ رامپور (۵) مسعود احمد صاحب تحصیلدار منڈلا مڈل متوسط سنٹرل پراوِن سِس۔

صوبۂ اودھ کی آمدنی ۔ سپاہ ۔ حدود

بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اس صوبے کی آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلی ہی سال ایک کرور سات لاکھ روپے بٹھائے جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا تو اور زیادہ خوش ہوے عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ عبد اللہ خان قطب الملک کی تباہی کے وقت یہ خطاب ملا تھا صوبۂ اودھ مین اُمرا اور شاہزادگان کی بھی جاگیر تھی زمینداروں کی شرارت اور ناظمون کی کمزوری کی وجہ سے انکو آمدنی وصول نہوتی تھی ان لوگون نے بھی اپنی جاگیرونکا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا دوسرے سال تمام صوبۂ اودھ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر اُمرا دو کروڑ تک پہونچگئی یہ بیان مبالغے سے خالی نہین معلوم ہوتا ۔ ملخص تاریخ اودھ اور دوسری کئی کتابون سے اس صوبے کا محاصل پچاس لاکھ روپے معلوم ہوتا ہے ۔ حدین یہ تھین جنوبی گنگا شمالی راپتی کا کنارہ و ترائی نیپال ۔ شرقی عظیم آباد ۔ غربی شاہ آباد ضلع ہردوئی اور ہردوئی لکھنؤ سے اسی میل ہے بانگرجہان کے چور مشہور ہین اسی کے اطراف مین ہے ۔ نواب کے پاس اِس صوبے مین بائیس ہزار سوار مغلیہ تھے اور اُنکی فوج کے افسر یہ تھے میر خدا یار خان ۔ سید حسین خان ۔ آغا باقر میمونی ۔ میر اعظم خان ۔ میر جہانگیر خان ۔ ابو تراب خان ۔ محمد علی خان اصفہانی محسن بیگ خان اور فتح علی خان ۔ توپخانے مین پچاس توپین تھین ۔

سلسلہ تو ان مقامون مین تھا نہین اور آپکے والد مبرور کی شادی شیوخ صدیقی مین ہوئی تھی اسلیے ان لوگون نے آپکو بھی شیخ صدیقی مان لیا۔ شاہ مینا صاحب کے دو خلیفہ ہوے ایک شاہ قطب الدین اُنکے بھتیجے دوسرے شیخ سعد قدوائی جن کا مزار خیرآباد مین ہے اور صفی پور کا خاندان درویشی اُنسے جاری ہے۔ شاہ مینا کی ولادت ۸۰۰ھ ہجری کی معلوم ہوتی ہے اِسلیے کہ ۸۰ برس کی عمر مین ۸۸۰ھ ہجری مین وفات پائی ہے شیخ قطب الدین کی اولاد مین شیخ نظام الدین وغیرہ بعض لوگ صاحب نوبت و نقارہ ہوے اور شیخ خواجہ و شیخ درویش وغیرہ بعض لوگ صاحب تسبیح و سجادہ رہے ایک بڑی جاگیر بھی مزار مبارک سے متعلق تھی جو اغلباً زمانۂ صفدر جنگ مین ضبط ہو گئی ۱۸۵۷ء تک گنبد اور خانقاہ بنی ہوئی تھی غدر مین یہ عمارت کھُد گئی۔ شیخ محمد عظیم تک وہ سلسلہ جو شیخ قطب الدین سے چلا تھا اولاد مین جاری رہا۔ شیخ محمد عظیم کے بعد کوئی صاحب سجادہ نہین ہوا اُنکے بڑے بیٹے شیخ محمد معظم متولی رہے۔ شیخ محمد معظم کے بعد اُنکے بیٹے مولوی کرم محمد متولی رہے اب نہ کوئی صاحب سجادہ ہے نہ متولی۔

مولوی کرم محمد کے چھوٹے بیٹے منشی امیر احمد مینائی مرحوم تھے جو ہندوستان کے مسلم الثبوت مشہور و معروف شاعر ہین اور ریاست رامپور کے ہیرو نواب سید کلب علیخان بہادر نور اللہ مرقدہ کے فن شعر و سخن مین اُستاد ہین۔ انکے بڑے بیٹے منشی محمد احمد مینائی ریاست رامپور مین ہین اور انسے حضور پُرنور نواب سید حامد علیخان صاحب دام اقبالہ کو فن نظم آفرینی مین مشورہ ہے۔ منشی محمد احمد صاحب رامپور مین ماہ جمادی الاخری ۱۲۸۱ ہجری مین پیدا ہوے یہین علماے نامور سے عربی صرف و نحو اور کتب درسیہ معقول و منقول کی تعلیم پائی شعر مین اپنے والد مغفور سے تلمذ ہے آپکے چار بھائی اور بھی ہین جنکے اسماے گرامی یہ ہین (۲) خورشید احمد صاحب نائب تحصیلدار

دینا نہ چاہی بلکہ اُسے بھی شش و پنج مین ڈال رکھا ایک دن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا قائم خان سے کہا کہ تمھین نہ یہان سے فوج ملیگی نہ تم خود یہانسے جانے پاؤگے اب تم کوئی اور تدبیر کرو۔ قائم خان کی ماں بی بی صاحبہ نے جب دغابازی کا حال سُنا تو نیکنام خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہان پہونچتے ہی اُس رسالہ دار کے پاس جاکر اُسکو مع اُسکے پٹھانون کے جو مئو فرخ آباد شاہجہانپور اور آنولے کے رہنے والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی نسبت تمھارے حق مین یہ بہتر ہوگا کہ اُسکی خلاصی کراؤ نیکنام خان نے اُن لوگون سے کہدیا تھا کہ جس وقت کوچ کے نقارے میرے لشکر مین بجین اُسی وقت سب لوگ جمع ہو جائین اور اُسی دن قائم خان و نیک نام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لیے گئے اور روانگی کے لیے رخصت چاہی اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے فوج طلب کی ہے وہ چند روز مین پہونچنے والی ہے اُسکا انتظار مناسب ہے نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کرکے قائم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اِنکے ذریعہ سے رہائی نہین دلاسکتے اور یہ کہکر حالت غضبناکی مین قائم خان کا ہاتھ پکڑکر دیوان عام کے باہر نکال لایا۔ امراے مذکور کے ساتھ ساٹھ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھے جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری طرف اُنگلی چھُوانے کے لیے اُٹھائے تو اُس کو مار ڈالو جب قائم خان و نیک نام خان لشکر مین پہونچے تو کوچ کے نقارے بجے اُنکی آواز سُنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اُنکو چھوڑکر قائم خان کے ساتھ ہوے یہ خبر سُنکر نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قائم خان کے لوٹا لانے کے لیے بھیجا مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نکرکے قائم خان نے شاہجہان پور کی راہ لی۔ سٹر الف عثمانی مین درج ہے کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قائم خان کی

نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور نواب سعادت خان برہان الملک کے بعض قابل تذکرہ واقعات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور ارج اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ محمد خان کو تنخواہ مین ملے اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور معزز مسلمانون کی عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا اُنکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کر دیے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو حملہ آورون کے مقابلے مین بھیجین مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش کو اُنکی تنبیہ کے لیے کافی سمجھا۔ محمد خان کا چیلہ دلیر خان مناسب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا اور وہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۱۷۲۱ء مین چترسال کے مقابلے مین مارا گیا اُسکی وفات پر محمد خان صوبۂ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اُس وقت بندیلکھنڈ بھی اُس سے متعلق تھا ۱۷۲۳ء کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوے میرٹھ پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری امیر الامرا خان دوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چترسال نے بہت سے بادشاہی علاقے پر اپنا قبضہ کر لیا ہے اور برہان الملک اُسکے علاقے کے واسطے بھیجے گئے ہین تم بھی جلد وہین جاؤ۔ اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا اس سے قبل برہان الملک لوٹ آئے تھے برہان الملک اور محمد خان کے دلو مین صفائی نہ تھی اسلیے انھون نے ۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۱ ہجری مین محمد خان کے مقابل چترسال کو اُکسایا اور اُسکے قاصدون کی خاطر تواضع کی اسی سنہ مین جیت پور علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چترسال نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اُسنے اپنے بیٹے قائم خان کو حکم دیا کہ نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جا کر مدد مانگو۔ قائم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان نے کچھ فوج قائم خان کو

برہان الملک کا بھگوت سنگھ ولد اڑارو زمیندار چکلہ کوڑہ کی سرکشی کو دبانا

جبکہ بھگونت سنگھ[ا] زمیندار چکلہ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھکر سر اُٹھایا اور اپنے حاکم جانباز خان کو روانۂ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ بن محمد امین خان چین بہادر مرحوم نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اُسکی تنبیہ و تادیب کے لیے بھیجا۔ زمیندار مذکور اُسکی آمد کا حال سُنکر دشوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اُسکا تعاقب تو نہ کیا چکلا اٹاوہ مین ٹھہر گیا پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اُس چکلے کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا اور بھگونت سنگھ کو سزا دینے کے لیے اُسکو حکم دے گیا۔ بھگونت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان مین نکل آیا اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اُسکی سرکشی سے مجبور ہوکر برہان الملک سے اس معاملے کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ لکھا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضرور ہے۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشۂ مردانگی سے مخمور تھے ۱۱۴۸ ہجری مین دہلی کو بادشاہ کے مجرے کے لیے روانہ ہوے تھے اثناے راہ مے ماہ جمادی الآخری مین بھگونت سنگھ کی سزادہی کے لیے اُسکے سر پر جا پہونچے اُسنے بہت چاہا کہ فریب کرکے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرلے اور موقع پاکر کام تمام کردے مگر یہان فریب نہ چلا مجبور ہوکر برہان الملک سے لڑائی کے لیے آمادہ ہوا برہان الملک جس وقت راہ سے چلکر خیمے مین داخل ہوے تو اُس وقت اتفاق سے سبز کپڑے پہنے ہوے تھے مخبرون نے بھگونت سنگھ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوے ہین اور اُنکی داڑھی سفید اور

[ا] مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکھا ہے ۱۲

فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیرین برُہان الملک نے ضبط کر لی تھین نواب محمد خان نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمھاری سُفارش کرونگا وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دلی کو روانہ ہوا مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سے واجب الادا تھا اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبۂ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا۔ مگر بتصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان سے صوبۂ الہ آباد کی علیحدگی بہ سبب اُس رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جبانکہ محمد خان اُس وقت موجود تھا اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا۔ جبکہ ۱۱۴۵ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اُس نے صوبۂ الہ آباد کی درخواست دربار مین کی اور برُہان الملک بھی اس صوبہ کے خواستگار تھے باوجودیکہ برہان الملک باعتبار رتبہ اور وقعت کے محمد خان سے بڑھے ہوے تھے اور انھون نے پندرہ لاکھ روپے بھی پیش کش کیے گر محمد خان کے استحقاق پر کسی قدر لحاظ ہوا۔ چنانچہ ۱۱۴۸ہجری مطابق ۱۷۳۵ء مین صوبۂ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا۔ مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ محرم ۱۱۴۹ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس صوبہ پر پھر بحال ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد اُسکے محمد خان سے پھر وعدے بحالی کے ہوے تھے گر اُسکے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دی گئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اُسنے برہان الملک کے چڑانے کے لیے اپنے چیلے سعادت خان کو بھی برُہان الملک کا خطاب دیا۔

اِسلیے برہان الملک ۹ شوال ۱۱۴۵ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوے۔

بُرہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اُن پر فتحیابی

باجی راؤ پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کو عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا ربع چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے پس اول اُسنے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور مین اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا چونکہ اُمرا کے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کی وجہ سے یہان کی حالت خراب ہورہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو اُسکو زیادہ جسارت پیدا ہوئی اور ابتدائے ۱۱۴۶ ہجری مین دہلی کی طرف بڑھا۔ چونکہ اُسکی فوج نہایت جفاکش اور بہادر تھی جہان حملہ کرتا وہان کی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بھاگ جاتی محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بھاری فوج کے ساتھ ماموُر ہوے مگر اُنھون نے جرأت کرکے مرہٹون پر حملہ نہ کیا۔ اس مہم کو لیت ولعل مین ڈالکر صُلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر سمجھ کر جنگ وصُلح کے باب مین مشورے کے بہانے سے دہلی کو لوٹ گئے اور مرہٹون کی لڑائی اور اس مُقدمے کے انفصال کو زمانۂ آیندہ پر چھوڑدیا۔ بُرہان الملک نے جو صرف صوبۂ اودھ کے حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان کی بہ نسبت چھوٹے رتبے مین تھے مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور اور جویاے نام تھے جو ان امرا کی سُستی اور مرہٹون کی چیرہ دستی دیکھی تو اُنکو غیرت آئی باوجودیکہ اُنکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان

دراز ہے بھگونت سنگھ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہونچا
اُسی وقت برُہان الملک نے ہاتھی پر سوار ہوکر فوج کو کمربندی کا حکم دیا پوری فوج تیار
نہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہوکر ہمراہ ہوے اور اس تھوڑے سے لشکر کے ساتھ
بھگونت سنگھ کے مقابلے کے لیے بڑھے اور اُس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوے تھے
اور ابو تراب خان تورانی جو برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اُس وقت سبز لباس
مین تھا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ ابو تراب خان کو برہان الملک
تصوّر کرکے اُسکے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑے کو کوداکر اس سختی سے ابوتراب خان
کی چھاتی مین برچھا مارا کہ سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے
سے بھاگ نکلے۔ برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھ مقابلے مین جمے رہے اور تیرون
کی سَن سَن مین بھگونت سنگھ کو گھیر لیا ارجن سنگھ جو اُس کا رفیق تھا اور پھر برُہان الملک سے
موافق ہوگیا تھا اُسنے برُہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑاکر اُس
کے سر پر جا پہونچا ہتھیار چلنے لگے آخر بھگونت سنگھ مارا گیا ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک
کے تیر سے چھد کر راہی عدم ہوا۔ برُہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اُس کا سَر کٹوا کر بادشاہ کی
نذر کے لیے اور اُس کا پوست کھچواکر اور گھاس پرکے قمرالدین خان وزیر کے لیے بھیجا اور
چند روز کے بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کرکے خود دلی کو روانہ ہوگئے۔ ۷ رجب
۱۱۵۰ہجری کو روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی مُلازمت سے شرفیاب ہوے ایکہزار نو اشرفیان اور
ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی بادشاہ نے نذر قبول فرماکر خلعت مع سَرپیچ مرصع و شمشیر
و اسپ و فیل عطا کیا ابوالمنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبد اللہ وغیرہ سرداران لشکر نے
برُہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹون کو اپنی مدد کے لیے ادھر لارہا ہے آپ چلے آئیے

اور دو شنبہ ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۹ ہجری کو دھاوا کیے ہوے ملہار راؤ ہلکر[۱] کے سر پر مسافت بعیدہ طے کرکے پہونچے مرہٹون کو فرصت سر کھجلانے تک کی نہ دی تلوار سر و نیزہ مرہٹون کے چمکی بہت مرہٹے مارے گئے باقی بھاگے۔ برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے پر تھا پیچھا کیا تین سردارون اور بہت سے مرہٹون اور اُن کی عورتون کو قید کیا ملہار راؤ مجروح خفیف ہوکر بھاگا اور ایسی گھبراہٹ مین بھاگا کہ جمنا کے ایسے گھاٹ سے عبور کرنا چاہا جو پایاب اُترنے کے قابل نہ تھا موجون کی زنجیرون نے سیکڑون مرہٹون کے ہاتھ پیر باندھ باندھ کر دریاے عدم کے کنارے لگادیا۔ خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ ڈیڑھ ہزار کے قریب مرہٹے گرفتار ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپے دیکر رخصت کردیا۔ ملہار راؤ کے ہمراہ تھوڑے سے آدمی نیمجان بچ رہ گئے تھے ملہار راؤ باجی راؤ کے پاس پہونچا جو اُن دنون سیدون کے کوٹلہ مین گوالیار کے قریب مقیم تھا۔ ملہار راؤ بہت بے سامان ہوگیا سب سامان اُسکا لٹ گیا اس ڈانٹ اور مار پیٹ سے جسکو لوگون نے بڑی فتح بیان کیا جگہ جگہ یہ ہوائیان اُڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بھاگ گئے مگر باجی راؤ ایسی افواہون کے اُڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دھبہ مٹائے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہو جیسا کہ اُسنے اپنی زبان سے کہا تھا کہ مین ابھی خاص ہندوستان مین موجود ہون۔ برہان الملک ملہار راؤ کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اُترے اور دس دس کوس کی منزلین کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹون کا نشان نہ پایا دھولپور باڑی مین کہ دریاے چنبل کے اس پار ہے مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راؤ پر دھاوا ہو اوروہ بھی یاد کرے ایسی سزا ہو باین ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین بیلاجی لکھا ہے ۱۲

نہ تھا کیونکہ اُنکے صوبے کی سرحد گنگا کے شمال رویہ تھی اُنھون نے ایسی شجاعت سے
جو اُنکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار کرکے مع اپنے داماد ابوالمنصور خان
صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لیے اپنی دار الحکومت سے کوچ کیا۔ قمرالدین وزیر
کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے اور ہنوز معرکۂ عظیم نہوا تھا کہ بُرہان الملک
ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کرکے آئے باجی راؤ اِس سردار کے آنے کی خبر سُن کر
ریواڑی اور پاٹودی کو چلا گیا اور اِن قصبون کو لوٹا اور وہان سے گجرات ہوتا ہوا
مالوے مین آیا۔ راجہ بھدا اور کو مرہٹون نے ایک قلعہ مین محصور کر لیا راجہ بُرہان الملک سے
توسل رکھتا تھا اُسنے بُرہان الملک کو عریضہ لکھا اور مدد چاہی بُرہان الملک راجہ کی
عرضی پڑھکر تیّار ہوے اور راجہ کو جواب لکھا کہ ہرگز نہ گھبرانا مین آیا جلد آتا ہون مرہٹون کو
سزا دیتا ہون بعد لکھنے جواب کے بُرہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ کی خوراک
ہمراہ لی مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی عبور کرکے
راجہ کی مدد کرکے مرہٹون کو مجبور کرین چونکہ مرہٹون اور بُندیلون نے اتفاق کرکے دریاے جمنا
کے گھاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تھا اِسلیے بُرہان الملک کو آسانی کے ساتھ جمنا
کا عبور جلد میسّر نہوا اور راجہ بھدا اور نے کُمک پہونچنے مین دیر ہوجانیکی وجہ سے مرہٹون
کے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا۔ ملہار راؤ ہلکر باجی راؤ کا بہادر سردار اور اور بھی سردار مع فوج
سوار جمنا کے پار جاکر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تھے جب بُرہان الملک کا آنا ان سردارون
نے سُنا تو مثل مظفرخان اور امیر الامرا کے انھین بھی جانا اور ارادہ محاصرے کا کیا اُن
کے قریب پھرنے لگا اور اٹاوے سے تا موتی باغ جو آگرے مین ہے سب آبادی کو جلا یا۔
اور قصبۂ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا بُرہان الملک یہ خبر سُنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار کیا

بھڑون کے چھتے میں پتھر مارنا ہے خود رائی کرنا سلطنت کو بگاڑنا ہے بتدبیر مناسب مرہٹون
کا تدارک کیا جائیگا تعجیل کروگے تو کام بگڑ جائیگا اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ جب امیرالامرا
صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرأت سے مرہٹون کی مغلوبی سُنی اُسے بہت ندامت
ہوئی رفع خجالت کے لیے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لے کر نام پیدا کرے اور
بہادری میں قدم رکھے" یا انھین بھی مثل اپنے بدنام کرے اسلیے برہان الملک کو مرہٹون پر
جانے نہ دیا اور تہدید کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین بانی صمصام الدولہ
کی کم لیاقتی ونادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجھ لیا کہ اس نادان کم جرأت نے سلطنت کو بگاڑا۔
مناسب یہ ہے کہ باجی راؤ سے صلح ہوجائے میرا ملک مرہٹون کی تاخت وتاراج سے بچ جائے
باین خیال باجی راؤ کے سرداروں کو جو قید تھے بلایا اُن سے خاطر خواہ قول وقرار کروایا اور
کاغذ لکھا لیا بعد اس کے اُن سرداروں اور دوسرے قیدیوں کو خلعت وخرچ دے کر باجی راؤ
کے پاس بھجوایا باجی راؤ نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اپنے معتمدون کو
بھجوا کر یہ اقرار بہ سوگند کیا کہ آپکے مُلک پر مرہٹون کی فوج نہ جائے گی اور تاخت وتاراج
نہ کرے گی۔ مرہٹون سے اور برہان الملک سے یہ قول وقرار ہوگیا۔ مرہٹون نے اُسکا نباہ کیا
اودھ کے صوبے مین مرہٹون کی فوج کبھی نہین گئی۔ اور چوتھ دیس مکھی بھی اس صوبے سے
نہین لی چندوسی کو ایک مرتبہ لوٹا تھا یہ امر سہواً ہوا تھا[ا]۔

محمد شاہ کو مرہٹون کی چڑھائی کا بہت اندیشہ تھا اسلیے اُنھون نے قمرالدین خان وزیر کو
بھی مع اپنی فوج کے دہلی سے روانہ کر دیا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبۂ اجمیر کی
راہ پر تھے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنے لشکر کے مرہٹون کے مقابلہ کیلیے

[ا] دیکھو تاریخ مالوہ مؤلفۂ سید کریم علی ساکن راٹھ سرکار کالپی ۱۲

چار روز کا کھانا اپنے گھوڑون پر رکھ لین اور مسلح و مکمل ہو کر تیار رہین اور برہان الملک نے پانی چھاگلون مین بھروایا اور خمیری روٹیون کو بافراط اونٹون پر لدوایا اور ہلکی توپین (جیسے جزائل) ہاتھیون اور اونٹون پر رکھوائین ہر طرح کی تیاریان کین اور یہ حکم دیا کہ جسکے پاس گھوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلے گا اور لشکر مین رہے گا اُسکو گھوڑے کی دُم کلٹ کر تشہیر کیا جائیگا۔ برہان الملک نے دل مین یہ ٹھان لیا کہ اگر باجی راؤ دریاے چنبل کے اُس پار ہوگا تو مین عبور کر کے فوراً اُسپر حملہ کردون گا۔ اس نیت سے برہان الملک نے ہلکا سامان ضرورت کے لائق فراہم کر کے روانگی کا ارادہ کیا۔

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا۔ مرہٹون کا پیش دستی کر کے دلی کی طرف پہونچ جانا اور اُس کو غارت کرنا۔ برہان الملک اور مرہٹون مین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تھے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو دیا مورخون کا مضمون خط مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ صمصام الدولہ کے خط مین یہ لکھا تھا کہ مین باجی راؤ کی تادیب کو مامور ہوا ہون یہانتک آیا ہون تعجیل نہ کرو مجھے آجانے دو تمھین خدا کی قسم جو آگے قدم بڑھاؤ تمھین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاؤ اور بعض نے یہ لکھا ہے خط مین یہ مضمون تھا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑھانا بادشاہ کا حکم مجھے لڑنے کا ہے تم نہ لڑنا آگے جاؤ گے تو بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرأت تمنے کی ہے اس کی بازپرس ہوگی اس کام مین میرا اختیار ہے تمھین کیا سروکار ہے مرہٹون کی فوج کو ستانا

عنایت ہوے کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہون وہ تمام لکھے کرے
بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہو گئی تھی کہ آصف جاہ اُسکے ذریعون سے اپنی ذاتی فوج کو
جو تیس ہزار آدمیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیرون کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا
اور سعادت خان کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُسکی مدد کے لیے موجود وآمادہ
تھی برہان الملک کے سوا دہلی مین کسی امیر کو مرہٹون کے تعاقب کا حوصلہ نہ تھا۔ ہر ایک نے
عذر کیا اور اُنکے تعاقب مین کوچ نہ کیا بادشاہ اور وزیر اور امرا نے چوتھ دینے پر رضامندی
ظاہر فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی۔

نادر شاہ کی ہندوستان پر چڑھائی برہان الملک کا محمد شاہ کی مدد مین نادر شاہ سے لڑنے کے لیے شریک ہونا اور شکست پاکر گرفتار ہو جانا

نادر شاہ نے تخت نشین سلطنت ایران ہو کر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک
کے پاس بھیجا اور اُسکو دو خط دیے ایک محمد شاہ کے لیے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو
ہندوستان کی حدود مین ڈاکوؤن نے لوٹ لیا مگر اُسنے وہ دونون خط بچا لیے اور کار سفارت
ادا کیا مگر خود مراجعت کی قدرت نہ پائی جبکہ نادر شاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تھا
اُسنے دلّی کے دربار سے گرفتاری یا اخراج اُن چند افغانون کا چاہا تھا جو غزنی کے پاس پڑوس
کے ملکو نمین بھاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہی
تھی کہ وہ اس درخواست کو قبول کرتی علاوہ اسکے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اس سلطنت نے
نادر شاہ کی نادر شاہی کے قبول وتسلیم مین گونہ تامل کیا تھا۔ غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواستکے

ایک طرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہو چکین اِس عرصے مین چھ سات روز کی مُہلت مرہٹون کو مل گئی اور برہان الملک کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ دہلی فوج شاہی سے خالی ہے تو باجی راؤ ایک لخت جمنا سے الگ ہوا اور اُس بادشاہی فوج کے بازو سے جو قمرالدین خان وزیر کے تحت حکومت متھرا کے متصل بھیجی ہوئی تھی چودہ میل کے فاصلے پر بچ کر گذرا اور ۹ ذیحجہ ۱۱۴۹ھ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راؤ اپنے لشکر کے ساتھ تغلق آباد مین جا پہونچا دہلی کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لیے وہان جمع تھے اُن سب کو لُوٹ لیا اور دوسرے روز دہلی کا محاصرہ کر لیا جبکہ اُمراے شاہی کو جو مرہٹون کے تعاقب اور مقابلے کے لیے مامور تھے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہے اور اپنے مقابلے مین انکو نہ پایا تو فوراً دہلی کی طرف بہت عجلت کے ساتھ روانہ ہوے اعتماد الدولہ وزیر جو بہ نسبت دوسرے اُمرا کے دہلی سے زیادہ قریب تھے جلد جا پہونچے اور ۹ ذیحجہ روز چہار شنبہ کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے۔ برہان الملک بھی آگرے سے ۸ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق ملغار روانہ ہوے چہار شنبہ کے دن طے مسافت کے بعد قصبۂ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہونچے دوسرے روز عیدالضحیٰ تھی دہلی مین برہان الملک پہونچ گئے صمصام الدولہ بھی ہمراہ تھا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھ چکے تھے اُنکے لشکر کے پہونچنے کی خبر سُنتے ہی قصبۂ ریواڑی اور پاٹودی کی طرف چلے گئے اور ان دونون قصبون کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو راہی ہوے اگرچہ باجی راؤ دکن کو لوٹ گیا مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تھا اپنے کوچ و سفر پر برابر قائم رہا اور پورے اختیارات اُس کو اِس بات کیلیے

روانہ ہوے جہان ہزار و لشکر اُن کا پڑا تھا سلطان الحکایات میں جو لکھا ہے کہ اسوقت محمد شاہ
کے ساتھ پانچ لاکھ سوار اور آٹھ لاکھ پیادے اور آٹھ ہزار توپین تھین یہ بیان نہایت مبالغہ آمیز
اور لغو ہے جبکہ نادر شاہ آچکا تو سعادت خان اودھ کے صوبہ دار بھی اُسی زمانے کے قریب اپنے
بادشاہ کی مدد کے لیے روانہ ہوے۔ جب محمد شاہ کو بُرہان الملک کے قریب آجانیکی خبر معلوم
ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لیے بھیجا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۵۱ہجری روز سہ شنبہ کو
خاندوران نے لشکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔ جہان کشاے نادری مین لکھا
ہے کہ جب نادر شاہ نے یہ خبر سُنی کہ بُرہان الملک تیس ہزار سپاہ اور توپخانے کے ساتھ
اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہین اور بہت جلد اُردوے محمد شاہی مین داخل
ہونے والے ہین تو اُنھون نے رات ہی مین اپنی فوج قراولی کو متعارف راستے پر
متعین کردیا کہ وہ بُرہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات
کے وقت محمد شاہ کے لشکر مین داخل ہوگئے اس فوج قراولی نے اُن کا تعاقب کیا اور
بہت سے آدمی مار ڈالے اور اسیر کیے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا۔ جبکہ بُرہان الملک نے
یہ حال سُنا کہ ایرانیون نے اُنکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اُنھون نے
اس خبر سے برآشفتہ ہو کر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ مین اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لیے
سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوے عالم شاہی مین لکھا ہے کہ بُرہان الملک محمد شاہ
کے پاس بیٹھے ہوے تھے جو اُنکو اپنے آدمیون کی دُرّانیون کے ہاتھون سے تباہی کا حال
معلوم ہوا اُسی وقت غیظ و غضب مین آکر مقابلے کے لیے کھڑے ہوے بادشاہ نے کہا کہ
بُرہان الملک کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے وہ چونکہ غصے مین بھرے ہوے تھے بزم حضور
سے رُخصت ہوے۔

جواب مین بہت عرصہ ہو گیا اور جبکہ جواب اُسکا نہ پہونچا تو نادر شاہ نے تساہل و غفلت کی بڑی
شکایت کی اور بہت برُا بھلا کہکر کچھ توقف نہ کیا چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو غزنی و کابل تک
بڑھا بعد اُسکے صفر ۱۱۵۱ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ
کیا جسکو پہاڑی پٹھانون نے ٹھکانے لگایا یہانتک کہ نادر شاہ نے ہندوستان کی چڑھائی کو
نا واجب نہ سمجھا اور اُسکے لیے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ہجری مطابق ماہ اکتوبر
۱۷۳۸ء مین اُسنے مشرقی جانب کوچ و مقام کو جاری کیا۔ مگر دہلی کا دربار اب مرہٹون کے
خوف و ہراس اور اپنے خانگی فسادون مین ایسا مبتلا تھا کہ نادر شاہ کے میل و حرکت پر
بہت سی توجہ نہ کرسکا۔

جسقدر دہلی کا دربار پہلے نادر شاہ کی طرف سے بے پروا اور غافل تھا ویسے ہی اِس
وحشت اثر خبر کے سُنتے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادر شاہ پہاڑون سے آگے کو بڑھا اور
اُس تھوڑیسی ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کے زیر حکم اُس کے مقابلے پر آئی تھی
شکست فاش دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتیون کا پُل بناکر پنجاب مین داخل ہوا اور
آگے کو بلا تحاشا چلا آیا جمنا تک کوئی چھوٹی بڑی روک ٹوک بھی پیش نہ آئی یعنی دہلی سے
سو میل کے اندر بلا تکلف بڑھا چلا آیا اور کسی نے چون بھی نہ کی اور جب وہ وہان پہونچا
تو ہندوستانی فوج کے قرب وجوار مین اپنے آپکو پایا نادر شاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون
کی جو مسلح تھے تعداد بموجب اُس روزنامچے کے جس کا ترجمہ فیروز شاہ نے لکھا ہے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار آدمی تھی مگر اُسکی فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کی فوج مین
داخل تھا ساڑھے چونسٹھ ہزار سپاہی اور چار ہزار بھیر و بنگاہ اُسکی بیان کی ہے۔
محمد شاہ نے بڑی جد و جہد اُٹھا کر تھوڑی بہت فوج اکھٹی کی تھی چنانچہ کرنال کی جانب

چلاتے تھے کہ تیاری کرو نواب جنگ کے لیے سوار ہوگئے ہین کوئی یقین نہین کرتا تھا کیونکہ
نواب اپنے کیمپ مین سے سیدھے بادشاہ کے پاس گئے تھے وہ لوگ وہین اُن کے ہونے کا
یقین رکھتے تھے چونکہ نقیب بھی سپاہیون کی طرح بے حال ہو رہے تھے وہ تین آواز ین دیکر
سپاہیون کے پاس جاکر بیٹھ گئے اور آرام کرنے لگے اس حالت مین بھی لشکر گاہ کے کنارے تک
کوئی چار ہزار سوار اور ایکہزار پیادے نواب سے ملگئے اس وقت مین نادر شاہ کے قراول
سعادت خان کا تھوڑا سا سامنا کر کے بھاگنے لگے تاکہ نواب کو اُنکے لشکر سے جُدا کر کے اپنے لشکر
کے قریب لے آئین چنانچہ سعادت خان اپنے لشکر سے ایک کوس دور ہو گئے اِن قراولون کی
پسپائی کا حال دیکھ کر بادشاہ ہندوستان کے ہرکارون نے حضور مین پہونچکر عرض کیا کہ ایرانی
سپاہ برہان الملک کے مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلی حالانکہ برہان الملک نے بادشاہ کی خدمت
مین عرض کرا کر مدد طلب کی تھی اور بادشاہ اور اُمرا کے سوار ہونے کے لیے اصرار کر رہے تھے۔
کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ تو قراول ہین بڑا لشکر انکے عقب مین ہوگا محمد شاہ نے برہان الملک
کے آدمیون کو اُمرا کے پاس بھیجکر حکم دیا کہ لڑائی کے لیے سوار ہون بڑے امیر یہ تین تھے
آصف جاہ وکیل مطلق۔خان دوران امیر الامرا۔قمرالدین خان وزیر اعظم۔اِن تینون نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ آج لڑائی شروع کرنا سخت غلطی تھی آخر کار اس بات پر اتفاق ہوا
کہ ہر ایک امیر کو چاہیے کہ اپنی اپنی سمت مفوضہ کی حفاظت کرے کیونکہ قزلباشون کی سپاہ
لڑائی مین فریب کرتی ہے۔ہر امیر کا یہ حال تھا کہ دوسرے پر معاملے کو ٹالتا تھا خان دوران خان
کا اقتدار تمام اُمرا مین گو زیادہ تھا اور بادشاہ کو بھی اُسپر بہت اعتماد تھا لیکن آصف جاہ
چونکہ عمر مین سب سے بڑا تھا اور لڑائی کے کام مین مہارت اچھی رکھتا تھا اسلیے اُس وقت
اُسکی رائے سے تمام کام ہوتا تھا۔لیکن بادشاہ کے دل مین اُس سے بدگمانی تھی اِس لیے

بیان الواقع کے مؤلف نے اسکا حال چشم دید لکھا ہے جیسا کہ قرائن سے پایا جاتا ہے
یہ شخص حکیم علوی خان معتمد الملوک معالج محمد شاہ کی رفاقت مین تھا وہ کہتا ہے کہ
برہان الملک ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری کو آدھی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر مین پہونچکر
ٹھہر گئے صبح کو بادشاہ کے پاس گئے اور نذر دکھاکر شریک مشورہ ہوے اُسوقت جاسوس
خبر لائے کہ قزلباش برہان الملک کے کیمپ پر حملہ کر کے چار آدمیون کو پکڑ کر لے گئے ہین یہ بات
برہان الملک نے سُنی تو وہ تلوار جو بادشاہ کے سامنے رکھی ہوئی تھی اُٹھاکر لڑائی کے لیے
رخصت چاہی ہرچند بادشاہ اور اُمرا نے ممانعت کی اور سمجھایا کہ ایسے کامون مین جلدی
مناسب نہین تامل و تدبر واجب ہے دوسری کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آصف جاہ نے
بہت معقول بات کہی تھی کہ ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہے اُسنے آرام نہین پایا ہے
اسلیے آج لڑائی مناسب نہین کل بہیئت مجموعی دشمن پر چڑھائی ہوگی لیکن برہان الملک نے
نہ مانا اور مقابلے کے لیے روانہ ہونے کو خیمہ شاہی سے باہر نکلے باوصف اسکے کہ تین ماہ کے
عرصے سے اُنکے پاؤنمین زخم تھا اور نوبت شقاقلوس کو پہونچگئی تھی یہانتک کہ کرسی پر بٹھاکر
چار آدمی حرکت دیتے تھے اور اسی ہیئت سے بادشاہ کے پاس پہونچایا تھا خلاصۂ کلام یہ ہے
کہ جیسے ہوسکا بادشاہ سے رخصت ہوکر ہاتھی پر سوار ہوے اور ایک ہزار پیادہ و سوار ساتھ لیکر
قزلباشون کے لشکر کی طرف چلے اور نقیبون کو اپنے لشکر مین بھیجکر حکم سنایا کہ تمام فوج تیار ہوکر
آجائے اُنکی سپاہ کا یہ حال تھا کہ صوبہ اودھ سے کرنال تک کہ ایک ماہ کی راہ ہے کڑی کڑی
منزلین کر کے آئی تھی اکثر سپاہی منزلونمین اُنکے ساتھ نہ نبھ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور
جسقدر آدمی ساتھ پہونچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہ سے تھک رہے تھے اور اس وجہ سے
کہ آدھی رات کے وقت بادشاہی معسکر مین داخل ہوے تھے اکثر خواب مین تھے نقیب بہتیرا

نہ زیادہ نہ تھی [illegible] لڑائی کی کوئی عمدہ تدبیر سوچی تھی لیکن جہانتک ان سے ہوسکا کام کرتے رہے ثابت قدمی اور جان نثاری مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا مگر تیر و کمان سے تیر جزائر کا کیا مقابلہ ہوسکتا ہے نادرشاہ نے اپنی میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کا ایک ایک کوس کا رکھا تھا چنانچہ اُسکی فوج سے لڑنے والے توپون اور بندوقون کی آوازین تو سُنتے تھے مگر بُعد مسافت کی وجہ سے اصل کار سے بالکل بیخبر تھے اسلیے ہندوستانی فوج کی ترتیب بگڑ گئی تھی اور ایک کو دوسرے کا حال معلوم نہ تھا اس حالت مین بھی نواب بُرہان الملک ایک طرف کارِ رُستمانہ کر رہے تھے اور دوسری طرف خاندوران خان سے دادِ مردانگی ظہور مین آ رہی تھی بہت سے کُشت و خون کے بعد شاہ داد خان افغان اور علی حامد خان جو نواب خان دوران خان کے لشکر کے نامور آدمی تھے جزائر کے گولون سے مارے گئے اور خود بھی خاندوران خان اسی سے مجروح ہوا اسکے ہزار سوارون نے جو بڑے بہادر تھے گھوڑون سے اُتر کر کمر سے دامن باندھکر نادرشاہ کی سپاہ پر اتنے تیر برسائے کہ جسکے مشاہدے سے رُستم کا جگر پانی ہوجاتا ان لوگون نے دلاوری اور حلال نمکی مین قصور نہ کیا خان دوران خان کا چھوٹا بھائی نواب مظفر خان کہ دوسری طرف لڑ رہا تھا جزائر کے گولے سے مارا گیا نواب برہان الملک کے سپاہی باوجودیکہ صوبۂ الہ آباد سے یلغار کرکے آئے تھے اور تھکے ماندے تھے نہایت ہمّت کے ساتھ لڑے آخرکار انمین سے بہت سے جزائر کے گولون سے روانۂ عدم ہوے بعضے میدان جنگ سے مُنھ پھیر گئے بعضے متفرق ہوگئے اور بُرہان الملک کے بھی دو زخم لگے۔ جہانکشاے نادری اور درۂ نادرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد شاہ بھی نظام الملک اور قمرالدین خان کو ساتھ لیکر اُن دونون اُمرا کے پیچھے آدھے فرسنگ کے فاصلے سے اپنی فوج اور توپخانے کے پرے جما کر کھڑے ہوے تھے بعض کتابون مین لکھا ہے کہ امیرالامرا خان دوران خان کے ہمراہی بہت نامور تھے اُن مین سے

وہ اپنی بڑی فوج کو جو پچاس ہزار کے قریب تھی دکن مین چھوڑ کر تین ہزار آدمیون کے ساتھ
آیا تھا اور بالفعل ناگہان یہ واقعہ ظہور مین آگیا اِسلیے اپنی بڑی فوج کو دکن سے بُلا نہ سکا تاہم اسوقت
بھی محمد شاہ کے ساتھ اسّی ہزار کے قریب سپاہ تھی جو سب آصف جاہ کے زیر فرمان تھی۔
برہان الملک نے پھر بادشاہ سے مدد طلب کی تو آصف جاہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میمنہ
کی طرف خان دوران کا مورچہ ہے اور لڑائی بھی اِسی طرف ہو رہی ہے اِسلیے اسکو حکم دیا جائے
کہ برہان الملک کی اعانت کرے بادشاہ نے خاندوران کو کہلا بھیجا اُس نے تعمیل کی اور
بغیر اسکے کہ توپخانہ اور فوج تیار کر کے ساتھ لیتا تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ میدان جنگ کو
چلا گیا چونکہ یہ شخص سپاہ پر کمال شفقت رکھتا تھا جسنے اسکی روانگی کی خبر سُنی وہ بڑے شوق
سے اسکے پیچھے چلا گیا یہانتک کہ اسکے ساتھ اٹھائیس ہزار آدمیون کی جمعیت ہو گئی۔
نادر شاہ نے اپنی سپاہ کو لڑنے کے لیے اِس طرح ترتیب دیا کہ سیدھی طرف طہماسپ خان
جلائر کو اور اُلٹی طرف فتح علی خان اور لُطف علی خان افشار کو مقرر کیا اور قلب لشکر مین
نصر اللہ مرزا کو رکھا جسکے ساتھ اچھے اچھے جنگجو اور تجربہ کار افسر تھے اور آپ چار ہزار سوار جرار لیکر
برہان الملک اور خاندوران کے مقابلے کے لیے میدان مین قدم رکھا اور تمام جزائل چلانیوالون
کو پیادہ پا کر دیا تا کہ بھاگنے کا ارادہ نکرنے پائین۔
ہندوستانی امیرون کو چونکہ خدا کی طرف سے غرور و خود پسندی کی سزا ملنے والی تھی نہ تو
توپخانہ مقابلے کے لیے نکالا نہ جزائل کو میدان مین لائے اور نہ کوئی اور امیر سپاہ لے کر
سعادت خان اور خاندوران کی مدد کو میدان مین گیا نادر شاہ کی اتنی بڑی جرار سپاہ کے
مقابلے پر صرف اُن دونون آدمیون کو کافی سمجھا اور اِس خیال مین رہے کہ جب یہ ملے جاوینگے
تو ہم حریف کو جواب دینگے الحاصل اِن دونون ہندوستانی امیرون کے ساتھ نہ تو توپخانہ تھا

حوالے کر دیا۔

جام جہان نما مین لکھا ہے کہ برہان الملک بذات خود آنقدر پائداری و کوشش بہم سانید کہ مزیدے بران در عالم شجاعت متصور نباشد نادر شاہ مکرر گفت کہ این قدر ایستادگی کہ در برہان الملک ملاحظہ شد درین محاربات کہ اتفاق افتاد از ہیچ کس دیدہ نشد و ہمیشہ تحسین و آفرین برہان الملک می کرد" اس روایت کی تائید خزانۂ عامرہ سے بھی ہوتی ہے بیان الواقع مین لکھا ہے کہ آصف جاہ اور نواب قمرالدین خان بادشاہ کو سوار کرا کے برہان الملک کی لشکرگاہ تک کہ لٹ چکا تھا لائے لیکن نادر شاہ واپس چلا گیا تھا آصف جاہ نے نہایت دانشمندی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر اب رات مین ان دونون امرا کی ہزیمت کی خبر مشہور ہو گئی تو تمام لشکر مین پریشانی پھیل جائے گی اور بہت سے آدمی بھاگ جاینگے پس یہ بہتر ہے کہ یہ مشہور کر دیا جائے کہ قزلباش بھاگ نکلے برہان الملک اُن کے تعاقب مین گئے ہین اسلیے شادیانے کی نوبت بجوا دی جائے اس سے لشکر مین ابتری نہ پڑیگی۔

برہان الملک کا نادر شاہ کو دلّی چلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنے کی ترغیب دینا

برہان الملک نے امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران کی وفات کی خبر سُنی تو منصب امیر الامرائی کے امیدوار ہوے نادر شاہ سے مصلحت آمیز باتین کر کے دو کرور روپے پر اُس سے صلح کر لی اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ حاضر ہو کر یہ دو کرور روپے پیش کریگا بعد اسکے نادر شاہ واپس چلا جائے گا برہان الملک نے اس تمام مضمون کو ایک کاغذ مین تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظے کے لیے آصف جاہ کے پاس بھیجدیا جب یہ رقعہ پہونچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ کہ نہایت

بہت سے مارے گئے لیکن بیان الواقع مین جو انکی تعریف کی ہے وہ اوپر مذکور ہو چکی۔
صمصام الدولہ خاندوران خان خود مجروح ہوکر مع چند رفقاے باقی ماندہ کے میدان جنگ سے
سرشام لوٹکر آیا جسنے سہ شنبہ ۱۹ ذیقعدہ کو قضا کی اور تاریخ مظفری مین ہے کہ ۱۵ کو لڑائی ہوئی
اور اُس کے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ بُرہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوے
تھے اور اُنکے ہمراہیون مین سے بعض مارے گئے تھے اور باقی ماندہ نہایت پریشانی کی حالت
مین ایک جگہ جمع تھے قزلباشون نے اُنکو چارون طرف سے گھیر لیا ایک نیشاپوری ترک
جو برہان الملک کا ہموطن تھا جُرات کر کے بُرہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔
بُرہان الملک نے اُسکے چوبین تیر مارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے
ہوے ہو کس سے لڑتے ہو اور اپنی فوج مین کس پر اعتماد رکھتے ہو یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر
اُس سے گھوڑے کو باندھ دیا اور ہاتھی کا رسا پکڑ کر بُرہان الملک کی عماری مین جا پہونچا
برہان الملک ایران کے ضابطے سے واقف تھے اسلیے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہوکر
ترک کے ہمراہ نادرشاہ کے حضور مین گئے نادرشاہ نے تقصیر معاف فرمائی[له]۔ اُنکے ہمراہ نثار محمد خان
شیر جنگ بھی گرفتار ہوا تھا خزانۂ عامرہ مین اُنکی گرفتاری کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ
شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا اور عالم شاہی مین کہا ہے کہ اُسکو بُرہان الملک
کی سواری کے ہاتھی سے عناد تھا اُسنے بگڑ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا
اور اُسکو ریلتا ہوا نادرشاہ کے لشکر مین لے گیا تلوار اور آنکس کے بہت اُسپر وار کیے مگر نہ مانا
اس طرح بُرہان الملک دو تین ہمراہیون کے ساتھ نادرشاہ کے قبضے مین آگئے۔ برہان الملک
نے دو زخم اُٹھائے تھے ایک تیر کا دوسرا نیزے کا نادرشاہ نے اُن کو مصطفےٰ خان شاملو کے

له دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

رفیع الشان منیع المکان را از امرائے قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ بنظامت
دارالخلافۃ شاہجہان آباد کہ اعظم دیار ملوک ہندست و حرم سرائے اشرف سلاطین لوی زمین
ست سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جوہر امانت و دیانت پرستی آن سرگروہ نوئینان عالیمقدار
بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ
کہ بحضور خاکپائے ما نمودہ بود مُستحسَن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنۂ شہر را دلاسا
نماید و امیدوار دولت خداساز سازد و نوعے پرداز دکہ رعایا و برایا بآسودگی بسر برند زبردست و زیردست
مساوی زیند نشود کہ قادر بر عاجز غلبہ آرد ضبط کارخانجات و اسپان بادشاہی حراست
سلاطین ذمۂ خود شناسد۔ خبر شرط است و کلید قلعہ مبارک با جمیع کارخانجات حوالہٗ
طہماسپ خان سردار کہ ہمپائے برہان الملک می رسد نماید درین مادہ شقۂ خاص اعلیٰ حضرت
نیز بآن قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام بعمل آرد و مارا متوجہ احوال خود شناسد درین باب
تاکید داند۔ تحریر فی التاریخ ہفدہم شہر ذیقعدالحرام۔

نقل شقہ بدستخط محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر مع منشور نظامت کہ بنام آن
قدیم الخدمۃ از پیشگاہ شہنشاہ صادر شدہ میرسد باید کہ کلید جمیع کارخانجات را حوالہ سردار
سازد و درین باب قدغن بلیغ و تاکید شدید داند۔

برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف سے ایک خط لکھ کر معہ ان
دونون فرمانون کے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا۔

نقل خط برہان الملک

نوابصاحب مشفق و مہربان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بتاریخ پانزدہم ذیقعدۃ الحرام دولت خاکبوس

متردد تھے بہت خوش ہوے۔ محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادر شاہ کے پاس
گیا اور ملازمت حاصل کر کے زر موعود ادا کیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر مین واپس آیا اور
محمد شاہ کے حضور مین پہونچکر اپنی خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا
عہد و پیمان کر آیا تھا امیر الامرائی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اُسکے التماس کے موافق
صمصام الدولہ کے انتقال کے دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ کو عطا کر دیا برہان الملک کو
جب یہ خبر پہونچی کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہوگئے اور نادر شاہ سے
عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ مین آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہے اُسکے سوا کوئی کچھ نہین کر سکتا
اُسکے نزدیک ایک دو کرور روپے کچھ حقیقت نہین رکھتے اس قدر روپیہ تو مین بھی اپنے گھر سے
دیسکتا ہون باقی اُمرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنون کا کیا ذکر ہے اگر حضور دلّی کو جو تیس
چالیس کوس سے زیادہ دور نہین تشریف لے چلین تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادر شاہ اس بات
سے خوش ہوا اور محمد شاہ کو مع خدم و حشم کے اپنے لشکر مین بُلا لیا۔ اور برہان الملک پر نادر شاہ
روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل مین حاضر ہونے
کی اجازت دی اور اُنکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[1] اور
طہماسپ خان جلائر کو جو نادر شاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دہلی کو
اپنی روانگی سے قبل بھیجا۔ اور نظامت دہلی کے باب مین ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر
اور ایک شقہ محمد شاہ سے لکھوا کر شمس الدولہ کیلیے دیا جسکو محمد شاہ دہلی مین چھوڑ آئے تھے نادر شاہ
کے فرمان کی نقل یہ ہے:۔

"عالیجاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن

[1] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

نہ دلّی کے گلی کوچون مین یہ خبر پھیلی تو ہندوستانیون کی نفرت بلا مزاحمت ظاہر ہوئی اور
یرانیون کا قتل ہونا شروع ہوا اور چونکہ ایرانی سپاہی جگہ جگہ پھیلے ہوے تھے
اس وجہ سے بہت سے لوگ اُنکے ہندوستانیون کے غیظ و غضب کی قربانی ہوے ہندوستانی
میرون نے ایرانیون کے بچانے مین کوشش نہ کی۔ بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون
کے حوالے کیا جو اُنکی محلسرایون کی حفظ و حراست کے لیے متعین کیے گئے تھے۔ علی حزین نے
بیان کیا ہے جسکو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی مارے گئے
ر سکاٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ مین ایکہزار آدمی بیان کیے گئے ہین نادرشاہ نے اول
ول تو فساد کو دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے گونہ رنجیدہ ہوا کہ وہ فساد
رات بھر برپا رہا اور تنزل کی جگہ اُسکو ترقی حاصل ہوئی۔ باوصف اسکے صبح کو گھوڑے پر
سوار ہو کر اس نظر سے باہر نکلا کہ اُسکو جلیا جاگتا دیکھ کر پھر امن و امان قائم ہو جائے
ر جبکہ وہ باہر نکلا تو اُسنے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بھائیون کی لاشون کو پڑا ہوا دیکھا مگر
سپر بھی اُسکو جوش نہ آیا یہان تک کہ لوگ اِدھر اُدھر سے پتھر پھینکنے لگے اور چارون طرف سے
تیر اور بان اُسپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اُس کا جو اُسکے پہلو مین جاتا تھا
اس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اُس پر چھوٹ کر آئی تھی غرضکہ نادرشاہ نے جب یہ دست درازیان
دیکھین تو وہ بہت غصے ہوا اور قتل عام کا حکم سنایا چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم
قائم رہا اور اُسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور پاداش و تدارک کی نظر سے
پیدا ہو سکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون سے ایسا جلایا پھونکا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور
خونریزی کا ویرانی کا نمونہ بن گیا۔ خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ غم[۵۱] عام سے

[۵۱] دیکھو طبقات الشعرا مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

آستانۂ شہنشاہ دست داد و منشور نظامت بنام آن مہربان مع شقۂ خداوند نعمت حاصل نمودہ شد چنانچہ آغا حسن می رساند و طہماسپ خان بہادر و فقیر بتاریخ سلخ منہ داخل شہر می شویم تا باؤلی استقبال طہماسپ خان قرین صلاح است و از قلعہ دار کلید قلعہ پیش خود طلبیدہ باکلید ہاے دیگر کارخانجات در اول ملاقات حوالۂ سردار خواہند فرمود۔ زیادہ والسلام۔

یہ تحریرین شمس الدولہ کے پاس پہونچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک و طہماسپ خان بھی دلّی پہونچے۔ شمس الدولہ باؤلی تک استقبال کو آیا اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور طہماسپ خان و شمس الدولہ کامگار خان کے باغ مین اُترے تھوڑی دیر یہان بیٹھ کر کشمیری دروازے سے شہر مین داخل ہوکر قلعہ کو چلے۔ یار بیگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے مین تھوڑی دیر توقف کیا جبکہ محمد شاہ کا شقّہ دکھا تو قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ طہماسپ خان کی راے سے دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کیلیے مکانات مقرر کیے گئے۔ اور باغ حیات بخش سے شاہ برج تک محمد شاہ کے لیے جگہ چھوڑدی گئی۔ نادر شاہ بھی محمد شاہ کو ساتھ لیکر دہلی کو عازم ہوا۔ ۸ ذی الحجہ ۱۱۵۱ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو نادر شاہ قلعۂ دہلی مین داخل ہوے۔ نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر مین منقسم کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئے اور محمد شاہ کی حفظ و حراست کے لیے پہرے بٹھائے جائین۔

قتل عام

باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے دُور اندیشیان اور ہوشیاریان برتین مگر ہندوستانی اُس سے راضی نہوے اور دوسرے دن یہ افواہ مشہور کی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی اور جون ہی

(۳) مرصّع اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ۔	قیمتی ڈیڑھ کروڑ روپیہ
(۴) تخت طاؤس[1] و تخت روان۔	قیمتی تین کروڑ روپیہ
(۵) اسباب سلاح خانہ و فرّاش خانہ۔ وآبدار خانہ وخوشبو خانہ و باورچیخانہ و کرکری خانہ وزین خانہ۔	تخمیناً پندرہ کروڑ روپیہ
(۶) شاہی ہاتھی خانے سے ہاتھی۔	پانسو
(۷) شاہی اصطبل سے گھوڑے۔	دوہزار
(۸) نواب مظفر خان و خاندوران کا وہ مال واسباب وزر نقد جو میدان جنگ مین اُنکے کیمپون کی لوٹ سے ملا اسی طرح بُرہان الملک کے لشکرگاہ کا مال واسباب اور دلّی مین جو اُن سے زر نقد ملا۔	سات کروڑ روپے سے زیادہ کا
(۹) اہلکارون امیرون سوداگرون اور سردارون سے	دو کروڑ بارہ لاکھ روپیہ
(۱۰) آصف جاہ سے	ایک کروڑ روپیہ
(۱۱) اعتماد الدولہ وزیر اعظم سے	ایضاً
(۱۲) لطف اللہ خان سے	ایضاً
(۱۳) نواب محمد خان بنگش سے	نو لاکھ روپیہ

[1] تحفۂ راجستان مین مولوی عبید اللہ فرحتی نے صرف تخت طاؤس کی لاگت سات کروڑ روپے لکھی ہے۔

نکالی ہے جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہو چکا تو محمد شاہ یا اُسکے وزیر کی شفاعت سے غصہ اُسکا ٹھنڈا ہوا اور قتل عام کی ممانعت کا حکم سُنایا گیا اور انتظام اُسکا ایسا معقول تھا کہ جسوقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا تو اُسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا۔ قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رہ گئے۔

مگر دِلّی والون کی تکلیفات اِسپر موقوف نہوئین اِسلیے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑھائی سے یہ تھا کہ اُسکے مال و دولت سے اپنے آپکو مالامال کرے اور جب سے اُس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپے کے اخذ و جبر کے رنگ ڈھنگ اُسنے ڈالے تھے جسکا وہ خواہان تھا چنانچہ پہلے مشیر اُسکے سعادت خان ہوے۔

نادرشاہ دِلّی سے اِتنا مال لے گیا

کرنال کے میدان مین بُرہان الملک سعادت خان نے نادرشاہ کو ترغیب دی کہ دہلی چلکر روپیہ وصول کرے اور شہنشاہی کارخانون اور خزانون پر ہاتھ مارے لیکن یہ بدنیتی اُن کو راس نہ آئی۔ دِلّی کے پہونچنے پر تھوڑی مُدّت گذری تھی کہ وہ مرگئے یہان ایک اور تبہ کار نادرشاہ کے حضور مین پیش ہوگیا اِس گھر کے بھیدی نے ہر ایک چیز اور ہر ایک مالدار کا پتہ بتاکر نادرشاہ کا دست تصرف دراز کرایا اور ذرا بھی کوئی مالدار نظر آیا تو اُسپر ایک رقم مقرر کرادی نام اِس شخص کا جگل کشور ہے اب تفصیل تمام زر نقد اور اسباب کی جو نادرشاہ نے لیا تاریخ تیموریہ سے نقل کرتا ہون۔

زر نقد یا مال و اسباب کہان سے لیا	قیمت یا تعداد روپیہ یا مال
(۱) خاص بادشاہی خزانون سے	ساڑھے تین کروڑ روپے نقد
(۲) جواہر خانۂ خاص سے جواہر	قیمتی پندرہ کروڑ روپے کا

بیان الواقع کا مؤلف کہتا ہے کہ علوی خان اتنے دلیر تھے کہ علاج کے معاملے مین نادر شاہ کا رعب نہین مانتے تھے علوی خان محمد بن حنفیہ کی اولاد سے تھے جو حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے ہین سوا جناب فاطمہ علیہا السلام کے ایک اور عورت سے اور آپکی ایسی اولاد کو اصطلاح مین علوی عین اور لام کے فتحون سے کہتے ہین۔

انکا نام ہاشم باپ کا نام حکیم ہادی دادا کا نام مظفر الدین حسین علوی ہے ۱۰۸۰ھ ہجری مین شہر شیراز ملک فارس مین پیدا ہوے تھے علم کی تحصیل اپنے والد اور ملّا لطف اللہ شیرازی اور اخوند مسیحا سے کی ۱۱۱۱ھ ہجری مین بعمر تیس سال وطن سے ہندوستان مین آئے اور قلعہ ستارہ کے پاس اورنگزیب عالمگیر کی ملازمت حاصل کی خلعت و منصب ملا اور محمد اعظم شاہزادے کے پاس متعیّن ہوے حکیم محمد شفیع شوستری نے انکی نجابت اور کمالات پر نظر کر کے اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دی شاہ عالم بہادر شاہ بن عالمگیر کے عہد مین علوی خان خطاب ملا اور منصب مین اضافہ ہو کر جاگیر پائی جب محمد شاہ تخت نشین ہوے تو علوی خان نے اُن کے ایسے معرکۃ الآرا علاج کیے کہ بادشاہ اُنکی حذاقت مان گئے اور سونے اور چاندی کی برابر تُلوایا۔ اور ہشت ہزاری منصب دیا اور تین ہزار روپیہ مہینہ نقد بھی مقرر کر دیا اور معتمد الملوک خطاب بخشا باوصف اسکے کہ رات دن مطب جاری تھا ہزارون آدمی علاج کے لیے انسے رجوع کرتے تھے مگر تصانیف کا شغل نہ چھوڑا اسّی برس سے عمر گذر گئی تھی اُس وقت تک عینک کی ضرورت نہ پڑی اور قوت باہ اتنی قوی تھی کہ باوجود بڑھاپے اور نحافت جسمانی کے ہفتے مین دو تین بار غسل احتلامی کرتے تھے لیکن اتنی قوت جماع اور عورتون اور حرمون کی کثرت پر بھی کوئی اولاد پیدا نہوئی اور ۲۵ رجب ۱۱۶۲ھ ہجری کو دلّی مین مرض استسقا سے انتقال کیا اور اپنی وصیّت کے موافق حضرت شاہ نظام الدین کی درگاہ کے حوالی مین

(۱۴۲) رائے خوشحال چند پیشکار بخشی گری سے	پونے تین لاکھ روپیہ
شیخ سعد اللہ دیوان تن سے	اڑھائی لاکھ روپیہ
ناگرمل دیوان خالصہ سے	ساڑھے تین لاکھ روپیہ
سیتارام خزانچی خزانۂ عامرہ سے	تین لاکھ روپیہ
جگل کشور سے	اڑھائی لاکھ روپیہ
سبحان رائے وکیل افاغنۂ دکن سے	ڈیڑھ لاکھ روپیہ
رائے نوندرائے پیشکار خالصہ سے	پونے تین لاکھ روپیہ

اسی طرح دوسرے اکابر و علما و فضلا و قاضی القضات مین سے کسی کو نہ چھوڑا سب سے روپیہ وصول کیا اِن لوگون پر سزاول اور چوبدار اور سپاہی نہایت سخت مزاج مُسلط کیے جن سے خدا کی پناہ جو لوگ استطاعت اُس قدر روپے کے دینے کی نر کھتے تھے جس قدر اُن سے مانگا جاتا تھا تو اُنھین سے کسی نے زہر کھالیا کسی نے ہتھیار سے خودکشی کرلی چنانچہ الہ وردی خان قراول بیگی اور قمرالدین خان وزیر کے سالے کامیاب خان اور سعد اللہ خان دیوان تن کے بھائی ان تینون نے مسموم پانی پیکر جان دی اور شیر افگن خان نے خنجر سے خودکشی کرلی اور خالق یار خان نے پیش قبض مار کر جان دی۔

نادرشاہ اور حکیم عُلوی خان

نادرشاہ کی طبیعت دلّی مین علیل ہو گئی تھی حکیم علوی خان نے علاج کیا شفا پائی نادرشاہ ان سے بہت خوش ہوا اور اِس وعدے پر اُن کو ہندوستان سے اپنے ساتھ ایران لے گیا کہ وہان سے حج کو رخصت کردیگا چنانچہ نادرشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اُن کو حرمین کو روانہ کردیا علوی خان حج سے انفراغ کے بعد ہندوستان کو واپس چلے آئے

دیگر

شد آن روزے کہ نادر شاہ ایران
بہ دہلی داخل و برپا فغانش
بہ نواب سعادت خان کہ بودہ
وکیل مطلق از شاہ زمانش
مشقت در شد و آمد بیفزود
شقاقوس شد رنجش رسانش
ازان صدمہ بہ لیل عید اضحیٰ
روان در بیت جنت شد روانش
زروے درد ہاتف این ندا داد
کہ فردوس جنان باد آشیانش

دیگر

نہم ذیحجہ را داخل بہ دہلی
چو نادر شاہ شد عالم بلرزید
وکیل مطلق از مردود دولت
چو نواب سعادت خان بگردید
ازین رو اندران روز و روش
مشقت در شد و آمد فزائید
شقاقوس کہ در پا داشت از پیش
دران روز از تگ و دو بس خراشید
بپایان زین تعب و خستہ گشتہ
سوے جنت شتابندہ شب عید
سرآہے کشیدہ گفت ہاتف
خدا وندا بہ جنت باد جا وید

سیر المتاخرین مین بیان کیاہے کہ لڑائی سے چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو انکے پانؤن مین تھا راہی ملک آخرت ہوے۔ خزانۂ عامرہ مین مذکور رہے کہ نوین ذی الحجہ کو برہان الملک نادر شاہ کے حکم کے بموجب دن بھر اپنے گھر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے مگر شقاقلوس کا درد اور بے طاقتی بہت تھی کبھی غش آجاتا تھا کبھی افاقہ ہوتا تھا۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے انکی سانس نکل گئی۔ جس شب انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لیے گئے اور پیشتر سے ایک آدمی کو بھیجدیا کہ برہان الملک کو

مدفون ہوے۔

تاریخ وفات یہ ہے ع

برفلک رفت مسیحاے جدید

اپنی وفات سے ایک سال پیشتر اپنے کتب خانے کو وقف کرکے علی قلی خان کو اُس کا متولی کر دیا تھا اور کہدیا تھا کہ جو کوئی پڑھنے کے لیے کتاب مانگے اُسے دیدی جائے اور انفراغ کے بعد واپس لے لی جائے چونکہ کوئی بیٹا نہ چھوڑا تھا اسلیے اوّل احمد شاہ بادشاہ بن محمد شاہ نے حکم دیا کہ اُن کا تمام مال و اسباب و زر نقد ضبط کر لیا جائے آخرش نواب صفدر جنگ وزیر کی تجویز سے یہ مقرر ہوا کہ تمام نقد و جنس اور جواہرات اور ہتھیار مرحوم کے حقیقی بھانجے علی نقی خان کے سپرد کر دیے جائین وہ اُنکے ورثہ کو جو شیراز اور بنگالے مین ہین حصۂ فرائض کے بموجب تقسیم کر دین۔ مفتاح التواریخ مین غلط لکھا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کی اولاد سے تھے۔

برہان الملک کی وفات

مآثر الامرا وغیرہ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ ذی الحجہ ۱۱۵۱ہجری روز شنبہ کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ جس دن نادر شاہ دلّی مین داخل ہوا اُسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی۔

تاریخ وفات

ہوئی جسدم کتاب ابجد عمر — ادیب مرگ کے ہاتھون سے ابتر
پئے تاریخ کی جو فکر شایان — ہوا سال اسم ہی سے اُنکے اظہر
قلم نے دال ملفوظی کے اعداد — کیے اسم سعادت خان سے باہر

تو تیری کھال نکلوا لونگا آصف جاہ نادر شاہ سے رُخصت ہوکر بُرہان الملک کے پاس آیا اور نادر شاہ کی ساری تقریر سُناکر کہا کہ بھائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے کل تمھاری خیر نہیں اب کوئی صورت آبرو بچانے کی باقی نہیں ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ کئی بار دکن کو فتح کیا ہے مدۃ العمر مین ۸۰ لڑائیان سَر کی ہین تُف ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین ایک گدلے قزلباش بیچ سب نام ونشان اگر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اس بات کو بہتر جانتا ہون کہ اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون اور زہر کا پیالہ پی لون میرے اور نادر کے سوال وجواب قیامت مین ہونگے برہان الملک صاف دل تھے اُنھون نے آصف جاہ سے کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لیجائیے مین بھی ایسا ہی کرونگا۔ آصف جاہ رخصت ہوکر اپنے مکان کو گیا اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین زہر ملاکر پی لیا اور چادر تان کر سو رہے اور مر گئے۔ مگر نظام الملک نے زہر نہین کھایا آرام سے اپنے دیوان خانے مین سو گیا جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سُنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور رہا۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ یہ حکایت محض بے اصل ہے حقیقت حال یہ ہے کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دُنبل نکلا تھا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تھا اُسی صدمے سے وہ مر گئے اُنکے اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نہ تھی اور دلیل اسپر یہ ہے کہ آصف جاہ کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست سے بیان کرتا تھا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے آدمی تھے ہمارے دادا اُنکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکھتے تھے کیونکہ قمر الدین خان تو ہمارے رشتہ دار تھے اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے تھے عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اُسکے دوست نے کہا بھلا کوئی سلوک بیان تو کرو اُسنے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے پیش خانے کے پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی اسے قید رکھین۔ والد نے قمر الدین خان کو لکھا کہ آپ

منع کردے کہ وہ تعظیم کو نہ اُٹھین اُنھون نے نہ مانا جب آصف جاہ پہونچے خدمتگارون کی اعانت سے تعظیم کو کھڑے ہوے۔علی قلی خان والہ داغستانی اُنکے مرثیے مین کہتا ہے۔

رباعی

دوراز توسپہر واژگون مے گرید | بنگر کہ زمانہ بے تو چون مے گرید
رفتی زجہان وپشت شمشیر شکست | با قامت خم ہمیشہ خون مے گرید

شیرجنگ جو کہ قزلباش سوارون کی جمعیت کے ساتھ نادر شاہ کی طرف سے برہان الملک کے پاس مامور تھا تاکہ دو کروڑ روپے جنکے نذر کرنے کا اُنھون نے وعدہ کیا تھا وصول کرے وہ اُن سوارون کو لیکر اودھ مین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپے وصول کرکے نادر شاہ کے پاس لایا۔

گیان پرکاش کے مؤلف نے بُرہان الملک کی وفات کا واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ ایک دن نادر شاہ نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو چند سخت اور ناملائم الفاظ کہے۔ نظام الملک آصف جاہ ایک عیار آدمی تھا اُسنے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لُطف ہے اور ایک شربت کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا۔نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تھے اور مردمی کا طنطنہ رکھتے تھے واقع مین زہر کھاکر مرگئے۔نادر شاہ ابھی دلی مین مقیم تھا۔مگر عماد السعادت سے گیان پرکاش کی روایت کی تردید ہوتی ہے اُسکے مؤلف کا بیان یہ ہے کہ ایک دن نادر شاہ نے نظام الملک کو جسکی اولاد مین اب حیدرآباد والے نواب ہین طلب کیے فرمایا کہ اے بُوڑھے تو نے ہمکو قندھار تحریر کیا تھا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان تشریف لائینگے تو پچاس کروڑ روپے کا انتظام کردونگا اور جو کچھ بادشاہ وامراے ہاتھ لگے گا وہ علاوہ ہوگا اب وہ روپے کہان ہین جا آج اور کل کی مہلت ہے پرسون تک اگر حاضر نہ کرسکے گا

کرکے کہا کہ وا دلصاحب اس حال کو سُنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوے جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سے دہلی کو آئے اور برُہان الملک اُنسے ملنے کو گئے تو لب فرش تک استقبال کیا اور ایک مسند پر بیٹھے اور اُس دن سے دونون مین محبّت بڑھگئی۔

برُہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھے اپنے مادام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سر راہ نواب سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اُترکر اُنکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب مبارز الملک سربلند خان دلاور جنگ ۱۱۴۳ھ ۳۲ء مین صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا اور اُسکی جگہ مہاراجہ ابھے سنگھ پسر اجیت سنگھ والی جودھپور مقرر ہوا تو سربلند خان دلّی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے آگرے مین ٹھہر گیا یہان سپاہ نے تنخواہ کے لیے اُسپر بلوا کیا سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمّے لے لینا چاہا مگر سربلند خان نے نہ مانا اور اسباب فروخت کرکے سپاہ کی تنخواہ ادا کی[1]۔

[1] دیکھو منتخب الاحکام

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اُنھون نے نادر شاہ کے ہاتھون دلّی کو برباد کرادیا تاریخ مظفری مین ہے "روز دیگر فردوس آرام گاہ خلعت میر بخشی گری بنظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ خاطر گشت نادر شاہ را برفتن دار الخلافہ شاہ جہان آباد ترغیب نمودہ و ادنگحرامی ادا کردخزائن ودفائن آنجا گوش زد کرد مفتاح التواریخ مین بھی اس بات کی تصریح کی ہے از گفتن او نادر شاہ ز میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد داخل شدہ و اِلّا ارادۂ نادر شاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند ع

بے سعادت نمک حرام بمرد

اس وقت دستگیری فرمائین کیونکہ والد تو دکن مین ہین اور مخالف لوگ داؤن مین لگے ہین
اور بادشاہ کو غصّے کردیا ہے آپ باپ کی جگہ ہین اُنھون نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مختار اور
جان ومال کے مالک ہین ہم سب اُنکے غلام ہین وہ جو کچھ کرتے ہین خوب کرتے ہین ۔ مین
بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہون والد نے جب یہ
جواب سُنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکالکر اور
پیس کر کھالین اس اثنا مین بُرہان الملک جو دربار مین آئے ہوے تھے اُنھون نے بھی یہ حال
سُن لیا آتش غضب بھڑکنے لگی اور بادشاہ کے پاس پہونچے تو خشم آلود اور چین بجبین کھڑے
رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہے
اور نہایت متعجب ہے کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہوجاتا کہ آصف جاہ نے رکاب سعادت مین
بڑی مستعدی سے خدمات کین اور اُس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہے ایک ادنی آدمی
کی وجہ سے پیش خانے کے سپاہیون کے پاس نظر بند ہے جو کچھ اُسکے باپ نے خدمات کین اُن کو
اس طرح یک لخت بھلا دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب اپنے خون سے
رنگین ہوگی ۔ یہ بات کہی اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سے کہا کہ تم یہان کیون بیٹھے ہو
تمھارا اسسر نامرد ہے اُس سے کچھ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی ہمّت رکھتا
ہے کہ مجھ سے تمکو چھُڑا لے گا۔ اُسنے بہت الحاح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم اُٹھنا اچھّا نہین۔ بُرہان الملک
نے نہ مانا اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کر اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سے نکالکر اُسکی حویلی
مین پہونچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزند پر نثار ہے۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سے آئے
تو خدا کے لیے یہ نکرنا کہ خاموشی کے ساتھ اُسکے ہمراہ چلے جاؤ۔ بلکہ مجھے خبر کردینا اُسی وقت پہونچکر
تمھارے باپ کی اُن مہربانیون کا جو میرے اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عماد الملک نے یہ قصّہ بیان

بادشاہ کے ہان سے خلعت عطا ہوا۔ قضارا وہ عارضۂ چیچک یا کسی اور مرض مین بچپن ہی مین مرگیا تو مرزا مقیم کو جو نواب بُرہان الملک کے داماد تھے اصالۃً خلعت مرحمت ہوا جنھون نے اپنی یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادت خان بُرہان الملک کے ہندوستان مین ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان پیدا ہوئین بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم۔ اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی مین مرگیا جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اُنکی اول یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے نثار محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دین لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی مین مصروف رہتے تھے اسلیے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مُقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اُنسے شادی کردی انکا عرف نواب بیگم ہے۔ اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم دس برس کی عمر کو پہونچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت مین تھی مع اُسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بُلوا کر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اُس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سیادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھے چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلی خان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچوین بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے اگر یہ وہی سید محمد خان ہے جو نواب کا بھتیجا ہے تو ہما بیگم کے انتقال کے بعد آمنہ بیگم اسکے نکاح مین آئی ہوگی اور اگر کوئی دوسرا شخص ہے تو خیر یا کاتبون کی غلطی سے نام بدل گیا ہے۔

انمین سے صدر جہان بیگم زوجۂ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنت نواب محمد تقی خان صوبہ دار

۱۱۵۲ھ ایک دن برہان الملک اور عمدۃ الملک محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے نواب نے امیر خان پر طعن کر کے کہا ؎

پسر نوح با بدان بہ نشست — خاندان نبوتش گم شد

یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد مین سے ہے نامعقول وضع رکھتا ہے امیر خان نے جواب مین کہا سچ ہے ؎

سگ اصحاب کہف روزے چند — پئے نیکان گرفت مردم شد

یعنی تم کہ گمنام تھے اس مرتبے کو پہونچگئے عمدۃ الملک زنانہ اطوار رکھتا تھا آنکھون مین کاجل لگاتا تھا دانتون پر مسی ملتا تھا ہاتھ پیرون مین مہدی لگاتا تھا انگوٹھی چھلے اور تعویذ اور دونون کانمین بالے پہنتا تھا۔

برہان الملک نہایت کارطلب امیر تھے جبروت کے ساتھ رعیت پروری بھی مزاج مین تھی نہایت مدبر شجاع اور منتظم تھے۔ مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپے چھوڑے جیساکہ عماد السعادت مین لکھا ہے مگر یہ سراسر مبالغہ ہے۔

طبیعت موزون تھی شعر بھی کہتے تھے امین تخلص کرتے تھے میر عبد العلی طالع تخلص ایک غزل کے مقطع مین کہتا ہے ؎

طالع این مصرع نواب دل از دستم برد — دل غمگین بکسے دادہ ام و یادم نیست

دوسرا مصرع امین کا ہے ریاض الشعرا مین علی قلی خان داغستانی نے انکے نام سے یہ شعر لکھا ہے ؎

زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو در آیم — کہ بگرد چشم مستت ہمہ نیزہ سپاہ ست

نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد انکے بیٹے کو جو چھوٹا تھا

درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

پنجہزاری اسپ عراقی ۲۴۴ مجنس ۲۴۴ ترکی ۶۸ یابو ۶۸ تازی ۶۷ جنگلہ ۶۶ ہاتھی شیرگیر ۲۰ سادہ ۳۰ منجھولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ پھندرکیہ ۱۰ اونٹ ۸۰ خچر ۲۰ چھکڑے اور گاڑی ۱۶۰

تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۹ ہزار روپیہ

ہفت ہزاری اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۹ ۴ ترکی ۹۸ یابو ۹ تازی ۸۰ جنگلہ ۶۰ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۲۴ منجھولہ ۷ کرہہ ۲۷ پھندرکیہ ۱۱۲ اونٹ ۱۱ خچر ۷ گاڑی چھکڑے ۲۴

ماہانہ ۴۵۰۰۰ روپیہ

نسب مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ

قبل اسکے کہ اس خاندان کے حسب و نسب سے بحث کی جائے یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ والیان اودھ قوم کے مغل نہ تھے بلکہ انکی قوم ترکمان قبیلہ قراقونیلو تھی قوم مغل اور قوم ترکمان مین فرق کیا ہے اسکے سمجھنے کے واسطے یہ واقعات کہ تقسیم اقوام کہانسے شروع ہوئی قابل لحاظ ہین ملک تاتار جسکو زمانۂ قدیم مین سفدیا (سِدیا) کہتے تھے جو بحر الکاہل سے بحیرہ خزر (جھیل) چین مین ہندوستان اور ایران کے شمال مین پھیلا ہوا ہے اس مین بہت سی خانہ بدوش قومین آباد تھین اور وہ قومین ان چار بڑے طبقون پر منقسم ہوئین جن سے یہ جُدا جدا قومی سلسلے قائم ہوئے۔

(۱) ہنکس یا (مانچو) وہ ہین جو مشرقی حصہ یعنی مانچوریہ مین آباد تھے اور جنھون نے چین فتح کر کے دوبارہ سترھوین صدی عیسوی سے اپنی سلطنت قائم کی۔

اکبرآباد کے بطن سے تھی اور باقی چار بیٹیاں بی بی صاحبہ سے تھیں بعض تواریخ مین ایسا ہی لکھا ہے لیکن محمد فیض بخش نے فرح بخش مین والدہ شجاع الدولہ کی نسبت کہا ہے کہ "بعمر ہفت سال ہمراہ والدین در سنہ یکہزار دیک صد دبست از نیشاپور وارد شاہجہان آباد شدہ بودند"

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان مین مذکور ہے کہ ایک بار انکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لیے ان منصبون کی تھوڑیسی تفصیل آئین اکبری سے یہان لکھتا ہون۔ اِس کتاب مین بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری تک منصب مقرر کیے تھے پھر اس مین ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے ان منصبون مین سے پنجہزاری تک نوکرون کو ملتا تھا اُس سے آگے بادشاہ کے بیٹون کے واسطے مخصوص تھا۔ ہر ایک منصب والے کے لیے گھوڑے ہاتھی باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً۔

منصب ہزاری کے لیے گھوڑون مین عراقی ۱۰۔ مجنس ۱۰۔ ترکی ۱۲۔ یابو ۱۲۔ تازی ۱۲۔ جنگلہ ۱۲۔ ہاتھیون مین شیرگیر ۷۔ سادہ ۸۔ منجھولہ ۶۔ کرہہ ۷۔ پھندرکیہ دو۔ باربرداری مین اونٹ ۲۱ خچر ۴ گاڑی اور چھکڑے ۴۲۔ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑھ ہزاری گھوڑون مین عراقی ۱۲ مجنس ۱۲ ترکی ۲۴ یابو ۲۴ تازی ۲۴ جنگلہ ۲۴۔ ہاتھیون مین شیرگیر ۹ سادہ ۱۰ منجھولہ ۸ کرہہ ۷ پھندرکیہ ۲ باربرداری مین شتر ۲۴ خچر ۵ گاڑی اور چھکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹھ سو روپیہ

کے زمانے مین قرا یوسف کو بھی ملک گیری کی ہوس ہوئی اور ترکمانون کو جمع کرکے لوٹ مار شروع کی
اور آذربائجان و آرمینا وغیرہ بعض ملکون پر قبضہ کرلیا امیر تیمور نے اُسپر اور سلطان احمد پسر
سلطان اویس جلائر پر چڑھائی کی اس وقت مین جیساکہ کتاب ہفت اقلیم مین لکھا ہے
بایزید ایلدرم نے جو سلاطین عثمانیہ روم کے اجداد مین سے ہے ان دونون کی حمایت کی اور آخرکار
مقابلے مین قید ہوا اور وہ دونون بھی مصر کی طرف بھاگ گئے حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سوم
مین مذکور ہے کہ جس زمانے مین قرا یوسف ترکمان مصر مین پناہ گزین تھا تو وہان اُس کے
ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام پیر بداق ہے احمد جلائر بغدادی بھی ان دنون وہین پناہ گزین تھا
جسنے اُس لڑکے کو اپنی فرزندی مین لے لیا یہ نفظ غین معجمہ سے بدلغ بھی آیا ہے چنانچہ اس
سجع سے کہ اُس کا نتیجۂ فکر ہے ظاہر ہے ؎

نامم بداغ بندۂ باداغ حیدرم ہر جا شہے ست در ہمہ عالم غلام ماست

سنہ ۸۰۷؁ھ مین امیر تیمور کی وفات کے بعد قرا یوسف نے پھر سر اُٹھایا اور قلعۂ
آذربائیجان کو فتح کرلیا تیمور کے انتقال کے بعد مرزا ابوبکر بن میران شاہ اور اُسکے بھائیون باہم
جنگ و جدل شروع ہوئی تو قرا یوسف اور سلطان احمد جلائر نے ملکر کردستان مین بھی اپنی حکومت
قائم کی سنہ ۸۱۰؁ھ ہجری مین قرا یوسف نے لشکر عظیم لیکر تبریز پر یورش کی اور یہان امیر تیمور کے
بیٹے میران شاہ کو قتل کیا ۔ سنہ ۸۱۳؁ھ ہجری مین سلطان احمد جلائر کو قرا یوسف کی ملک گیری پر حسد
پیدا ہوا اور اُسنے بغداد سے قرا یوسف پر حملہ کیا جسمین وہ شکست کھاکر مارا گیا ۔ جس نے
خاندان جلائر کا خاتمہ کردیا ۔ قرا یوسف نے بغداد کو بھی فتح کرکے اپنی سلطنت مین شامل
کرلیا ۔ سنہ ۸۲۴؁ھ مین قرا یوسف پر شاہ رُخ مرزا بن امیر تیمور نے چڑھائی کی قرا یوسف سازوسامان
کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلکر مقام اوجان مین آیا اور ابھی دونون لشکر لڑائی مین مصروف

(۲) تنگت یا تبتی وہ قوم ہے جو ہندوستان کے شمال کی جانب تبت مین رہتی تھی اور جسنے ساتوین صدی عیسوی مین مذہب بودھ اختیار کیا۔
(۳) مغل وہ ہین جو مانچوریہ سے مغرب کی طرف مغلستان (منگولیا) مین رہتے تھے جو بڑے جنگجو تھے۔
(۴) ترک وہ لوگ ہین جو منگولیا کے مغرب سے بحیرۂ خزر اور کوہ یورال تک آباد تھے۔ جنھون نے خراسان۔ ماوراء النہر شام روم و مصر وغیرہ پر حکومت کی چنانچہ سلجوق۔ اتابک خوارزم شاہی بادشاہ اور انکی تمام شاخین اور ہندوستان کے وہ تمام مسلمان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم لودھی تک ہند پر حکمران رہے۔ ترکمان بھی انھین مین سے ہین بعض نے وجہ تسمیہ ترکمان کی یہ لکھی ہے کہ جب ترکون نے توران وروم سے ایران مین نقل مکانی کی توانکی اولاد ایرانین ترکمان کہلانے لگی اور صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ لوگ بہ نسبت ترکون کے کم رتبہ ہین اسلیے ترکمان کہلاتے ہین مان تشبیہ کا فائدہ دیتا ہے یعنی ترکون کی مانند ترکمانون مین دو قومین ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو اقا قونیلو اور دوسری کو قراقونیلو کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ جنکے جھنڈون اور پھریرون پر سفید بھیڑ کی تصویرین ہوتی تھین وہ سفید بھیڑ والے ترکمانون کے نام سے مشہور ہوے اور جنکے جھنڈون اور پھریرون پر سیاہ بھیڑ کی تصویرین ہوتی تھین وہ سیاہ بھیڑ والے ترکمان کہلاتے تھے ابوالمنصور خان صفدر جنگ قرا یوسف بن قرا محمد بن بیرم کی اولاد سے ہین جو سیاہ بھیڑ والے ترکمانون سے تھا مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ قرا یوسف بن قرا محمد کے اسلاف خانہ بدوش تھے اور ترکستان کے جبال عارف مین رہتے تھے سلطان اویس جلائر بغدادی نے قرا یوسف اور اسکے باپ اور دوسرے رشتہ دارون کو اپنے چوپایون کے چرانے اور انکی نگہداشت و خدمت کے کام پر مقرر کر دیا تھا۔ امیر تیمور کی ملک گیری

نصف حصۂ ملک پر قابض ہوگیا اسی سنہ مین حسن علی شاہ کے انتقال کے بعد شاہ ناصر مرزا تخت آبائی پر جلوہ افروز ہوا۔ مگر صرف ایک سال سلطنت کی تھی کہ انتقال ہوگیا۔ افضل التواریخ مین اس بادشاہ کا نام چھوٹ گیا ہے۔ ۸۵۵ھ مین شاہ منصور مرزا ابن شاہ ناصر مرزا تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین خاندان صفویہ کا ایران مین دور دورہ شروع ہوچکا تھا عنان حکومت شاہ اسمعیل صفوی کے ہاتھ مین تھی خاندان صفویہ کا اقبال کمال عروج پر تھا چنانچہ پندرھوین صدی عیسوی کے شروع شروع مین شاہ صفوی نے ترکمانون کی قوت کا استیصال کرنا چاہا اور منصور مرزا پر چڑھائی کر دی یہ شخص دور اندیش تھا یہ سمجھکر کہ مین تاب مقاومت نہ لا سکونگا مقابلہ کرنا مناسب وقت نہ سمجھا بلکہ جس وقت شاہ اسمعیل داخل مملکت تبریز ہوا منصور مرزا نے نہایت تپاک کے ساتھ اسکا استقبال کیا اور بلا عذر عنان حکومت اُسکے ہاتھ مین دیدی بعض کہتے ہین کہ شاہ عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ صفوی تبریز کو تسخیر کرکے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لے گیا اور اُسکے لیے جاگیر مقرر کردی لیکن اس قول کی صداقت مین کلام ہے اسلیے کہ شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑھائی کی تو اُس وقت وہ سلطنت عثمانیہ کے قبضے مین تھا نہ منصور مرزا کے چنانچہ جلد ہشتم روضۃ الصفا مین ذکر فتوح آذربائجان و تبریز کے ضمن مین لکھا ہے کہ آذربائجان اور تبریز پر سلطنت عثمانیہ کا قبضہ تھا اور روم کی طرف سے علی پاشا یہان حاکم تھا۔ اُس سے اور غازی بیگ کُرد سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہوگیا علی پادشا نے اردان اور نخجوان اور تبریز کا لشکر جمع کرکے غازی بیگ پر چڑھائی کی اُسنے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد کے لیے بھیجا۔ شاہ نے اس موقع کو نہایت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین تبریز رومیون سے خالی تھا اور تیاری کرکے ارادۂ سفر مازندران کی شہرت دیکر ۸ ربیع الثانی

نہین ہوے تھے کہ قرا یوسف کو ہیضہ ہوا اور درد شکم کے صدمے سے انتقال کیا ۔ بایسنغر بن شاہ رخ مرزا
نے تبریز پر قبضہ کر کے شاہ رخ کے نام کا خطبہ پڑھا جب شاہ رخ فتح تبریز سے فارغ ہو کر واپس
ہوا تو قرا یوسف کے بیٹے اسکندر نے جو شاہ رخ کی فوج سے بھاگ گیا تھا پھر آذربائجان پر قبضہ
کر لیا شاہ رخ نے دوبارہ چڑھائی کی تو اسکندر ۲۹ رجب ۸۲۴ھ ہجری کو شکست کامل پاکر
روم کی طرف بھاگ گیا اور ۸۳۸ھ ہجری تک بالکل کمزور ہو گیا اور اپنے بیٹے قباد کے ہاتھ
سے ۸۴۱ھ ہجری مین مارا گیا ۔ آخر کار شاہ رخ نے اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے جہان شاہ برادر اسکندر
کو ملک واپس دیدیا بایسنغر جب تک زندہ رہا جہان شاہ زور نہ پکڑ سکا یہ شخص شاہ رخ مرزا
کا بیٹا اور بابر کا باپ تھا یہ اُسکا شعر ہے ؎

گداے کوے او شد بایسنغر　　　گداے کوے جانان بادشاہیست

بایسنغر کی وفات کے بعد جہان شاہ نے بڑا عروج پایا ۔

مفتاح التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بیٹے کا نام بھی پیر بداغ تھا اور آخر مین اپنے
اس بیٹے سے ناراض ہو گیا تھا وہ باپ سے ڈر کر شیراز سے بھاگ کر بغداد کو چلا گیا جہان شاہ
نے اُسکا محاصرہ کر لیا پیر بداغ نے عاجز ہو کر اطاعت کی لیکن ۲۴ ذیقعدہ ۸۷۱ھ ہجری کو
باپ کے حکم سے مارا گیا ۔ بعد اسکے جہان شاہ نے دیار بکر کی تسخیر کا ارادہ کیا وہان ستر برس
کی عمر مین ۸۷۲ھ ہجری مین امیر حسن بیگ کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ اس موقع پر اسکے سب اُمرا
اور اولاد ہلاک ہو گئے اس واقعہ کے بعد سے قرا یوسف کی ثروت مستاصل ہو گئی بعض کہتے
ہین کہ بداغ جہان شاہ کا بھتیجا تھا ۔ عماد السعادت ۔ قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے
وغیرہ مین لکھا ہے کہ جہان شاہ کے بعد حسن علی مرزا اپنے باپ کا جانشین تخت ہوا ۔
۸۷۳ھ ہجری مین سفید بھیڑ والے ترکمانونکا سردار اوزون حسن اس بادشاہ کو شکست دیکر

بیٹی مرزا مینڈھو پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تھا
جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی۔ سرکار انگریزی
مین اُنھون نے ضلع آگرہ مین تحصیلداری کی خدمات انجام دی تھین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی
سے پنشن پاتے تھے اور فساد لکھنؤ سے قبل مر گئے۔ شفیع خان بیگ کی دوسری بیٹی ہما بیگم کا
میر عبداللہ سے بیاہ ہوا تھا جسکے بطن سے میر عبداللہ سے تین بیٹے پیدا ہوے نصیر الدولہ
نواب عبدالمطلب خان اور مرزا حیدر علی خان اور مرزا اکبر علی خان یہ سب بے اولاد مر گئے
بجز مرزا عبدالمطلب خان کے جنکی ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی
میر عبداللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام تک پہونچتا ہے اور تیسری بیٹی جو اپنی تمام بہنون سے
چھوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی افضل التواریخ مین لکھا ہے کہ یہ مومنہ نجف گڑھ مین
خیمے کی چوب کے صدمے سے ہلاک ہوئی اس سے چار بیٹے پیدا ہوے تھے (۱) سید محمد خان
(۲) مرزا شاہ میر خان (۳) مرزا امیر خان جیسا کہ افضل التواریخ مین ہے (۴) مرزا جعفر
چوتھی بیٹی مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے عزت الدولہ مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین
سعادت خان برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے
بھائی تھے۔

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب
برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن
تھا اور چھوٹے کا مرزا مقیم تھا یہی صفدر جنگ ہوے۔ مرزا محسن ابھی چار برس کے تھے اور
مرزا مقیم چھ مہینے کے جو اُنکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا مقیم کو اُنکی خالہ نے جو محمد شاہ میر پسر میر
محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھی اپنا دودھ پلا کر پرورش کیا تھا اور یہ دونون بھائی اپنی

سنہ ۱۲ ہجری کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے گذر کر چھ دن مین تبریز پہونچگیا اور گیارھوین دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا۔ رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلیے وہ شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی اور سہل طور پر اُسے وہان قبضہ میسر ہوگیا تبریز نہایت خراب و ویران ہو رہا تھا اسلیے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات اُٹھاتا رہا علی پاشا غازی بیگ سے صلح کر کے عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست پائی تبریز پر شاہ عباس کا قبضہ مستقل ہوگیا اب ہم اصل سلسلۂ بیان کی طرف رجوع کرتے ہین اور انھین معمولی تواریخ اودھ کی سند سے لکھتے ہین کہ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا۔ اس کا بیٹا جعفر خان[۱] بیگ تھا اور اسکا بیٹا محمد قلی خان[۲] بیگ ثانی ہوا اس محمد قلی خان بیگ دوم کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا[۳] جعفر قلی خان بیگ۔ بعض لوگ اس شخص تک منصور مرزا کی اولاد کو والی نیشاپور لکھتے ہین اور اسکی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی۔

بہرصورت مرزا شفیع خان بیگ پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تھین انمین سے ایک بیٹی مرزا مسیح سے بیاہی گئی جس کی سیادت مین کلام ہے۔ اس لڑکی کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوے ایک کا نام محمد علی خان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان تھا محمد علی خان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا اور محمد علی خان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے فرزند سے منعقد ہوئی تھی اور اسکی اولاد عالم طفولیت مین مرگئی۔ مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا

---

[۱] اس نام کو کہین جعفر بیگ خان لکھا ہے ۱۲ [۲] اس نام کو کہین محمد بیگ قلی خان لکھا ہے اور کہین محمد قلی بیگ خان بھی آیا ہے ۱۲ [۳] اس نام کو کہین جعفر بیگ خان ثانی لکھا ہے ۱۲

جن کا نام جعفر قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی
بی بی کے نام سے مشہور تھی بیاہے گئے انکے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا جب
مرزا شفیع خان نیشاپور سے ہندوستان مین آئے تو نواب شجاع الدولہ نے انکو اپنی سپاہ
مین رسالہ دار کر دیا اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو میر محمد امین المخاطب برہان الملک
کی نواسی تھی انکی نسبت ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نے نپائی تھی کہ نواب شجاع الدولہ
نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان دلی کو چلے گئے نجف خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال
کے بعد دلی کے امیر الامرا ہوے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا مرزا بزرگ کے ایک بیٹا
اور بھی تھا جو چھوٹی بی بی کے علاوہ ایک اور عورت کے بطن سے تھا اسکا نام زین العابدین خان
تھا جو مرزا شفیع سے عمر مین بڑا تھا زین العابدین خان کا ازدواج نواب محمد قلی خان کی بیٹی
بڈھن بیگم کے ساتھ ہوا تھا۔ بڈھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی بیگم کے بطن سے تھی زین العابدین خان
کے بڈھن بیگم کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوے۔ بیٹی بن بیاہی مر گئی بیٹے کو مرزا بزرگ
کہتے تھے انکا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے بطن سے مرزا بزرگ کے کوئی اولاد
نہ تھی البتہ دوسری بی بی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوے اور وہ خود حالت جنون مین مر گئے
بیٹے کا نام قائم علی خان تھا جو مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہے گئے تھے
اور قائم علی خان کی بہن مرزا جنگلی کے بیٹے نواب مرزا کے ساتھ منعقد ہوئی تھی جس کے بطن سے
تین بیٹے پیدا ہوے اور نواب محمد قلی خان عرف مرزا کوچک بن مرزا محسن جو اپنے چچا صفدر جنگ
کی طرف سے الہ آباد کے ناظم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے پہلے محمدی بیگم بنت نواب
برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بڈھن صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ
زین العابدین پسر مرزا بزرگ بن مرزا محسن کے ساتھ ہوا۔ محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلی خان نے

خالہ کے گھر مین جوان ہوے۔

مرزا محسن (جنھون نے ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری شب چہار شنبہ کو عارضۂ ہیضہ مین انتقال کیا تھا) اُنکی شادی اُنکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جیساکہ اوپر بیان ہوا جس سے اُنکے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام جعفر قلی خان عرف مرزا بزرگ تھا۔ اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلی خان عرف مرزا کوچک تھا اور انھین آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا محسن کی دونون بیٹیونمین سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی اور چھوٹی بیٹی مرزا ابو تراب خان بن مرزا ابوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدرجنگ کے پھوپی زاد بھائی تھے اور نسب اُن کا سادات حسینی تھا اور اُنکے دادا مرزا فخرالدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کے روضے کے متولی تھے۔ مرزا ابو تراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سید تھا اور چھوٹے کا مرزا ابوطالب خان نام تھا۔ ابوطالب خان کا بیاہ نصیرالدولہ محمد علی شاہ بن نواب سعادت علی خان بن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدرجنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم نامی کے ساتھ ہوا اور اُنکے تین بیٹے پیدا ہوے جنکے یہ نام ہین مرزا ابو تراب خان اور مرزا ابوالقاسم خان اور مرزا ابوالحسن خان عرف مرزا امین انمین سے مرزا ابو تراب خان کی شادی غازی الدین حیدر خان بن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور مفخر الدولہ ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہے گئے یہ دونون لڑکیان نواب محسن الدولہ کی حقیقی بہنین تھین جو پوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے تھین۔ مرزا منیرالدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیرالدولہ محمد علی شاہ بن نواب سعادت علی خان کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہے گئے مرزا محسن کے بڑے بیٹے

محمد شاہ نے اُنھین ابوالمنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[۱] اس خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادت خان برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوے یہ بیگم نواب عالیہ کہلاتی تھین صفدر جنگ کے اکلوتے بیٹے کا نام جلال الدین حیدر تھا جنکو صفدر جنگ نے پہلے پہل احمد شاہ بن محمد شاہ سے توپخانے کی داروغگی دلاکر نائب میر آتش کردیا تھا یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھ مشہور و معروف ہین ۔

فائدۂ جلیلہ یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہین کہ فہرست نامہ مین صفحہ ۱ پر لکھا ہے کہ پدر منصور علی خان کا سہ سازے بود کئی کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ابوالمنصور خان کی جگہ منصور علی خان لکھا ہے اور یہ سہو ہے ۔

صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہو چکے تو اُنکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان جلایر کے ذریعہ سے نادر شاہ کے حضور مین ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ مین سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہون اور اُنکی جانشینی میرا حق ہے اور ابوالمنصور خان صفدر جنگ اُنکے بھانجے ہین بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہین پہونچتی اسلیے امیدوار ہون کہ اپنے بھائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمادین تاکہ صوبہ داری اودھ کی سند فدوی کو مرحمت ہو جائے اس اثنا مین راجہ لچھمی نرائن پسر راجہ ہرنرائن دکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی دلی حاصل نہ تھی ۔ اگر صفائی دلی حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے ۔ برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک صفدر جنگ

[۱] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشا پور مین منسوب ہو چکے تھے اُس سے ایک بیٹا مرزا جعفر نامی پیدا ہوا۔ محمد قلی خان کا ایک بیٹا اور بیوی سے بھی تھا جس کا نام محمد علی خان ہے۔ محمد علی خان مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا۔ محمد علی خان کا بیاہ نہوا اگرچہ بیبیان بہت تھین۔ محمد علی خان کے ۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تھین بڑا بیٹا مرزا احمد علی خان جسکی شادی ننھی بیگم بنت نواب سعادت علی خان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان پوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تھی منسوب ہوا۔ پوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علی خان کے عہد مین ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور زہرہ بیگم چھوڑین یہ محسن الدولہ کی شادی نصیر الدولہ محمد علی شاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر کے عہد حکومت مین ہوئی تھی۔ محسن الدولہ کے ایک بیٹے مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر نے پرورش کیا تھا جنکی شادیان مرزا ابو تراب خان اور مرزا ابو القاسم خان ابنائے مرزا ابو طالب خان کے ساتھ ہوئین محمد علی خان کا تیسرا بیٹا اکبر علی خان ہے جس کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تھے ہوئی۔

فائدہ مفتاح التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا محسن کے نکاح مین نواب نجف خان ذو الفقار الدولہ کی بہن بھی آئی تھی اور خطاب ان کا نواب عزت الدولہ تھا مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو اُنکے ماموں برہان الملک نے نیشا پور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ ہند ہوے۔ سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اُن سے کر دیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک کی سفارش سے

صفدر جنگ بہت ڈرپوک تھے

فرح بخش مین محمد فیض بخش نے لکھا ہے کہ نادر شاہ کے ہنگامے اور برہان الملک کی رحلت کے بعد سلطنت دہلی کے رعب داب مین فرق آتے ہی چارون طرف ملک مین بدامنی پھیل گئی ہر طرف جھگڑے اور فساد کھڑے ہونے لگے ہر ایک زمیندار خودسری کا دعوے کرنے لگا ایک ادنی آدمی جو تلوار کا استعمال بھی نہین جانتا تھا وہ بھی انانیت کا دعوے کرتا تھا۔ اودھ مین لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلے پر امیٹھی واقع ہے نصرت اللہ اور فرحت اللہ وہان کے زمیندار تھے اُنھون نے بھی فتنہ پردازی پر کمر باندھی اور ایک لاکھ گنوار جمع کر لیے اسی طرح حسینپور اور تلوئی اور گڑھ امیٹھی کے زمیندار اور جگدیس پور کے نومسلم بھی سرکشی پر آمادہ ہو گئے اور سب نے اتفاق کر کے صفدر جنگ کی حکومت کو اُٹھا دیا۔ نواب کے پاس مغلیہ فوج کثرت سے تھی توپخانہ بھی کافی تھا مگر بزدلی ذاتی کی وجہ سے سہم گئے اور اُن سرکشون کے تدارک کے لیے لکھنؤ سے کوچ کرنے مین تامل کرتے تھے انکے میدان مین نہ نکلنے سے زمینداران باغی کی اور بھی ہمّت بڑھ گئی اور اب یہانتک نوبت پہونچی کہ حکومت کے حق مین حقارت آمیز الفاظ علانیہ بولنے لگے نواب کی بیگم نے انکو سمجھایا اور بہت کچھ غیرت دلائی اور اُن زمیندارون کی سزادہی کیلیے آمادہ کیا بیگم کی تاکید سے خیمے باہر نکلے نواب نے سپاہ کے ساتھ کوچ کیا اور بہت جلد اُن بدمعاشون کا کام تمام ہو گیا۔

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بھائیون کا بغاوت کرنا صفدر جنگ کا انکی تنبیہ کے لیے عزیمت فرمانا

عزیز القلوب سے مستفاد ہوتا ہے کہ بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودھ کے علاقے مین

ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہین۔ جسکو چاہین بخشین۔ صفدر جنگ مرد متین اور خدا ترس اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہین اور تمام سپاہ اُنسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو اُنھون نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبدالباقی خان زکیہ کے توسط سے نادرشاہ کے حضور مین بھجوادی نادرشاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کرکے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنے یہان کے دوسو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زرپیش کش وصول کرلائین چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہونچگیا اور دو کرور روپے داخل خزانۂ نادری ہوے اور صفدر جنگ صوبۂ اودھ کی حکومت پر مستقل ہوگئے [۱۱۵۲ھ]

تاریخ تقرر یہ ہے ؎

سعادت خان چو شد مخلود جنت	فسرد اختر نگر را دل بحسرت
ابوالمنصور خان وقتیکہ مامور	بجائش شد مع الخیر وسعادت
فروغ تازہ تر اختر نگر یافت	ز نور نظم ونسق ماہ طلعت
ز تاریخ جلوسش ہاتف غیب	رقم کردہ زہے زیبائے خلعت

۱۱۵۲

لیکن جہانکشائے نادری اور درّہ نادرہ مین لکھاہے کہ برہان الملک کے مرنے کے بعد اُنکے خزانۂ اودھ سے ایک کرور روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کے پاس آئے اور بیان الواقع مین بیان کیاہے کہ نادرشاہ نے نواب شیر جنگ کو برہان الملک کا خزانہ لانے کے لیے اودھ مین ابوالمنصور خان کے پاس بھیجا چنانچہ وہ وہان سے ایک کروڑ اسّی لاکھ روپے نقد لائے اور بیس لاکھ روپے جو دلی مین برہان الملک کے موجود تھے وہ ملاکر دو کروڑ کی رقم پوری کی اور مورد اشفاق ہوے۔

مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تھا جسکا قافیہ مرہٹون نے تنگ کر رکھا تھا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڑھ بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا بہر صورت صفدر جنگ آدھی فوج نولراے کی ماتحتی مین کر کے اور اُسے صوبۂ اودھ کے انتظام کے لیے چھوڑ کر خود ۱۱۵۵ھ ہجری مین عظیم آباد کو روانہ ہوے۔ اُن دنون اسد الدولہ ہدیت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبے کا کام کرتا تھا اُس کی فوج کم تھی وہ صفدر جنگ کی آمد آمد سے گھبرا گیا اور پرتاب نرائن معروف بہ پرتاب سنگھ ابن دیوان آتمارام سے خط و کتابت کر کے اُسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی نواب نے اُسکے حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج عظیم آباد مین داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تھی لیکن نزدیک تھا کہ داخل ہو اسلیے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نہ رہا تھا۔ مہابت جنگ کو جبکہ وقائع نگار کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کر کے عظیم آباد کی طرف لوٹا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ مجکو عرصۂ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق ہے الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس تشریف لائے اگر اُس جگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہو جاتا اب امیدوار ہون کہ میرے پہونچنے تک وہانسے روانہ نہون۔ نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھ کر سمجھ لیا کہ مہابت جنگ دھمکی دیتا ہے اسلیے راجہ نولراے کو ایک شقہ لکھا کہ تم وہان کا انتظام کر کے تمام فوج کے ساتھ فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُنھون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون

ف دیکھو جام جہان نما

تھا اور یہ شخص ساختہ و پرداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا تھا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اسکے بعد
اُسکے بیٹے اور بھائیون نے اس نعمت کی قدر نجانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی مخالفت کرنے لگے صفدر جنگ
نے انکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلیے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ
نے بارہ شبانہ روز اُنسے لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اُنکے قلعے مفتوح ہوگئے اور اُنکے تمام ساتھی منہزم ہوے
اور بن جی کا بھائی ایک معرکہ مین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین۔

اسی زمانے مین مرہٹون کی آمد آمد کی شہرت ہوئی نواب نے اُنکے مقابلے کے لیے انتظام
کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اُسنے صفدر جنگ کو جواب دیا کہ اگر وہ ادھر
کا قصد کرینگے تو مین ضرور اُنسے جنگ کر کے سزا دونگا۔

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگالے کو جانا

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار
بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اُنکے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ نواب
امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بھیجین
کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالے کی تمام فوج اُسکے ساتھ ہے
حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اُس ملک پر قبضہ کر لین اور ایسا ملک
وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجائے اگر حضور اُس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق
فرمادینگے تو صفدر جنگ سال بہ سال زر خراج بخوبی ادا کرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے
امیر شاہی کے سپرد ہو جائے گا تو وہ بھی ایسا ہی کریگا۔ بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ
پسند کیا اور صفدر جنگ کو حکم دیا کہ وہ بنگالے کو فوج لیکر چلے جائین۔

لیکن جام جہان نما اور مآثر الامراء سے ثابت ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ہجری

صفدر جنگ بہت ڈرپوک تھے

فرح بخش مین محمد فیض بخش نے لکھا ہے کہ نادر شاہ کے ہنگامے اور برہان الملک کی رحلت کے بعد سلطنت دہلی کے رعب وداب مین فرق آتے ہی چارون طرف ملک مین بدامنی پھیل گئی ہر طرف جھگڑے اور فساد کھڑے ہونے لگے ہر ایک زمیندار خودسری کا دعوے کرنے لگا ایک ادنی آدمی جو تلوار کا استعمال بھی نہین جانتا تھا وہ بھی انانیت کا دعوے کرتا تھا۔ اودھ مین لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلے پر امیٹھی واقع ہے نصرت اسد اور فرحت اسد وہان کے زمیندار تھے اُنھون نے بھی فتنہ پردازی پر کمر باندھی اور ایک لاکھ گنوار جمع کر لیے اسی طرح حسنپور اور تلوئی اور گڑھ امیٹھی کے زمیندار اور جگدیس پور کے نومسلم بھی سرکشی پر آمادہ ہوگئے اور سب نے اتفاق کر کے صفدر جنگ کی حکومت کو اُٹھادیا۔ نواب کے پاس مغلیہ فوج کثرت سے تھی توپخانہ بھی کافی تھا مگر بزدلی ذاتی کی وجہ سے سہم گئے اور اُن سرکشون کے تدارک کے لیے لکھنؤ سے کوچ کرنے مین تامل کرتے تھے انکے میدان مین نہ نکلنے سے زمینداران باغی کی اور بھی ہمّت بڑھ گئی اور اب یہانتک نوبت پہونچی کہ حکومت کے حق مین حقارت آمیز الفاظ علانیہ بولنے لگے نواب کی بیگم نے انکو سمجھایا اور بہت کچھ غیرت دلائی اور اُن زمیندارون کی سزادہی کیلیے آمادہ کیا بیگم کی تاکید سے خیمے باہر نکلے نواب نے سپاہ کے ساتھ کوچ کیا اور بہت جلد اُن بدمعاشون کا کام تمام ہوگیا۔

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بھائیون کا بغاوت کرنا صفدر جنگ کا انکی تنبیہ کے لیے عزیمت فرمانا

عزیز القلوب سے مستفاد ہوتا ہے کہ بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودھ کے علاقے مین

ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہین۔ جسکو چاہین بخشین۔ صفدر جنگ مرد متین اور
خدا ترس اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہین اور تمام سپاہ اُنسے راضی ہے اور
دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو اُنھون نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبدالباقی خان زنگیہ کے
توسط سے نادر شاہ کے حضور مین بھجوا دی نادر شاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے
صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کرکے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ
کے پاس بھیجا اور اپنے یہان کے دو سو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیش کش
وصول کر لائین چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہونچگیا اور دو کرور روپے داخل
خزانۂ نادری ہوے اور صفدر جنگ صوبۂ اودھ کی حکومت پر مستقل ہو گئے ۱۱۵۲ھ

تاریخ تقرر یہ ہے ؎

سعادت خان چو شد مخلود جنت — فشرد اختر نگر را دل بحسرت
ابوالمنصور خان وقتیکہ مامور — بجائش شد مع الخیر وسعادت
فروغ تازہ تر اختر نگر یافت — ز نور نظم و نسق ماہ طلعت
ز تاریخ جلوسش ہاتف غیب — رقم کردہ زہے زیبائے خلعت ۱۱۵۲

لیکن جہانکشائے نادری اور دُرّۂ نادرہ مین لکھا ہے کہ برہان الملک کے مرنے کے بعد
اُنکے خزانۂ اودھ سے ایک کرور روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ
کے پاس آئے اور بیان الواقع مین بیان کیا ہے کہ نادر شاہ نے نواب شیر جنگ کو برہان الملک کا
خزانہ لانے کے لیے اودھ مین ابوالمنصور خان کے پاس بھیجا چنانچہ وہ وہان سے ایک کروڑ اسّی لاکھ
روپے نقد لائے اور بیس لاکھ روپے جو دلی مین برہان الملک کے موجود تھے وہ ملاکر دو کروڑ
کی رقم پوری کی اور مورد اشفاق ہوے۔

مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تھا جسکا قافیہ مرہٹون نے تنگ کر رکھا تھا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڑھہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا بہر صورت صفدر جنگ آدھی فوج نولراے کی ماتحتی مین کرکے اور اُسے صوبۂ اودھ کے انتظام کے لیے چھوڑ کر خود ۱۱۵۵ہجری[۵۵] مین عظیم آباد کو روانہ ہوے۔ اُن دنون اسد الدولہ ہدیت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبے کا کام کرتا تھا اُس کی فوج کم تھی وہ صفدر جنگ کی آمد آمد سے گھبرا گیا اور پرتاب نرائن معروف بہ پرتاب سنگھ ابن دیوان آتمارام سے خط وکتابت کرکے اُسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی نواب نے اُسکے حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج عظیم آباد مین داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تھی لیکن نزدیک تھا کہ داخل ہو اسلیے کہ کوئی مانع ومزاحم باقی نہ رہا تھا۔ مہابت جنگ کو جبکہ وقائع نگار کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کرکے عظیم آباد کی طرف لوٹا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ مجکو عرصۂ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق ہے الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس تشریف لائے اگر اُس جگہہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہو جاتا اب امیدوار ہون کہ میرے پہونچنے تک وہانسے روانہ نہون۔ نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھ کر سمجھ لیا کہ مہابت جنگ دھمکی دیتا ہے اسلیے راجہ نولراے کو ایک شقہ لکھا کہ تم وہان کا انتظام کرکے تمام فوج کے ساتھ فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُنھون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اسی مضمون

[۵۵] دیکھو جام جہان نما

تھا اور یہ شخص ساختہ و پرداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا تھا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اسکے بعد اُسکے بیٹے اور بھائیون نے اس نعمت کی قدر نجانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی مخالفت کرنے لگے صفدر جنگ نے انکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلیے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اُنسے لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اُنکے قلعے مفتوح ہوگئے اور اُنکے تمام ساتھی منہزم ہوے اور بن جی کا بھائی ایک سحر کرین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین۔

اسی زمانے مین مرہٹون کی آمد آمد کی شہرت ہوئی نواب نے اُنکے مقابلے کے لیے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اُسنے صفدر جنگ کو جواب دیا کہ اگر وہ ادھر کا قصد کرینگے تو مین ضرور اُنسے جنگ کر کے سزا دونگا۔

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگالے کو جانا

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اُنکے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالے کی تمام فوج اُسکے ساتھ ہے حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اُس ملک پر قبضہ کر لین اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجائے اگر حضور اُس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق فرما دینگے تو صفدر جنگ سال بہ سال زر خراج بخوبی ادا کرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہو جائے گا تو وہ بھی ایسا ہی کریگا۔ بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو حکم دیا کہ وہ بنگالے کو فوج لیکر چلے جائین۔

لیکن جام جہان نما اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ہجری

اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا کہ جس طرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے وہ حیلہ نہ کرنے پائے بہ تعمیل حکم صفدر جنگ نے آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر بازماندہ مغلیہ فوج نادری کے ساتھ جس مین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا سامان توپخانہ وغیرہ ہمراہ لے کر اپنی دار الامارت فیض آباد سے کوچ کرکے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون۔ مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہے۔ میرا صوبہ مفسد اور بد معاش زمینداروں کا آرام گاہ ہے۔ اُنکی وجہ سے ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو اُنکو صوبۂ اودھ مین چھوڑ سکتا ہون۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہے اور نہ ہمراہ لے جا سکتا ہون پس اُمیدوار ہون کہ قلعہ رُہتاس اور چنار گڑھ عنایت ہون تاکہ عیال واطفال کی طرف سے دلجمعی کرکے مرہٹون کی سزادہی مین مصروف ہون۔ عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کرکے اجازت حاصل کر لو اور اس بارے مین مین بھی بادشاہ کے حضور مین تحریک کرونگا۔ جب بادشاہ کی خدمت مین عرضی گئی تو اُنھون نے قلعہ رُہتاس اور چنار گڑھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون کو صفدر جنگ کے حوالے کر دین۔ صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پُل باندھکر دریاے گنگا سے اُترے اور اپنے عیال واطفال کو لیکر قلعہ چنار گڑھ مین آئے اور اُس کو دیکھ کر پسند کیا اور اپنی جانب سے اُس کی محافظت کے لیے آدمی مقرر کرکے آپ بہ کمال شوکت وجاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد ہمراہ لے گئے اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد ونواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جائے گا تو بہر صورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہونچا دیا جائے گا۔ مہابت جنگ نے سید ہدایت علی خان نائب عظیم آباد کو لکھا

بھیجا وہ چونکہ ہمکو مرہٹون کی مہم در پیش ہے اور تمام سپاہ کے ساتھ اُنکے مقابلے کے لیے اپنے مقام سے کوچ کیا ہے مگر ہمکو یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے مین سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہین اسلیے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مُبادا مرہٹے وہان پہونچکر غارت گری کرین پس صفدر جنگ کو اُس ملک کی حفاظت کیلیے مامور کیا تھا تاکہ مرہٹے اُدھر کا رُخ نکرین اسلیے تم کو اُنکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ اُنسے محبت سے پیش آنا چاہیے"۔ صفدر جنگ اِس شقے کے پہونچنے کے بعد وہین مقیم رہے جب دیکھا کہ مہابت جنگ مرشد آباد مین ٹھہر گیا اور جس عجلت کے ساتھ اُدھر آ رہا تھا اب نہین آتا تو اودھ کی طرف واپس ہوے اِسکے بعد مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا اور بادشاہ کا شُقّہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیدیا مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تھا کہ آپ کی فوج کے دبدبے سے مرہٹے بادشاہی ملک مین دخل نہین کر سکے بلکہ خاص آپکی آمد کی وجہ سے صلح کر کے چلے گئے پھر آپنے اتنی جلدی کیون مراجعت کی اِتنا ضرور ٹھہرنا چاہیے تھا کہ مین دہان پہونچ جاتا اور مراسم شکر گذاری بجالاتا اب مجکو نہایت شرمندگی ہے"۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد اپنے صوبے مین داخل ہو گئے۔ سید ہدایت علی خان سہارنپوری ہمراہ تھا۔

لیکن سید ہدایت علی خان کے بیٹے نے سیر المتاخرین مین جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھوجی بھوسلہ نے بھاسکر پنڈت کو بنگالے پر یورش کے لیے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ ایسے وقت مین کوئی سردار میری مدد کے لیے متعین فرمایا جائے۔ اگر خدانخواستہ فدوی تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت مین بل آجائے گا محمد شاہ نے اپنے اُمراسے مشورہ لیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینی چاہیئے بادشاہ نے نہایت جلد ایک شُقّہ خاص اپنے قلم سے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لیے بنگالے کو چلے جائُ

سے پیش آئے جس سے وہ لوگ بیدل اور ناراض ہوے کچھ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین اسلیے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادھر کا رخ کرین تو اُنکے مقابلے مین کام آئین صفدر جنگ نے اُنکی تعریف سُنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو اور اُنکی قیمت ہم سے لے لو ہدایت علی خان نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہے اور نہ مین اُس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطۂ اتحاد ہے پس اُس کا اور آپ کا مال واسباب جُدا نہین جو چاہے تصرف مین لائیے۔ مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا۔ صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا اور دو تین ہاتھی تین چار توپین اپنی سرکار مین داخل کر لین اور یہ بات بالکل اُنکی شان کے لائق نہ تھی جب یہ خبر مہابت جنگ نے سُنی تو اُسپر بہت شاق گذرا اُسنے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہے اسلیے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ "آپ مرشد آباد کو نہ آئیے اپنے صوبے کو معاودت فرمائیے" اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ "مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا اُمیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جائے ورنہ میری اور اُنکی صحبت موافق نہ آئے گی"۔ بادشاہ نے بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شُقّہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ اور اُنکے وکلا کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے پاس بادشاہ کا شُقّہ معاودت کے باب مین نہین پہونچا تھا کہ اُنکے وکلا نے اُنکو پیشتر سے اس امر کی اطلاع کر دی کہ مہابت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت کے واسطے آپکو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اُن کے ہرکارون کے ذریعے سے یہ بھی خبر پہونچی کہ حسب الحکم بادشاہ بالاجی راؤ مہابت جنگ کی کمک کے لیے بھاسکر کے مقابلے مین اپنے مقر دولت سے روانہ ہوا ہے چونکہ باجی راؤ اور برہان الملک

کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب قریب پہونچین تو استقبال کرنا چاہیے تاکہ اُنکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تھا گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ یہان کے لوگون نے دلّی مین قتل عام نادری کی خبر سُن رکھی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس جس قدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے سازو سامان اور فوج کی آن بان کے روبرو اُسکی کیا حقیقت تھی سیّد ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لیے واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان چونکہ محمد شاہ کے اُمرا مین سے تھا اسلیے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر جنگ کی ملاقات کو گیا اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لیے تقریب کی اور صفدر جنگ کی طرف سے ایک پروانہ تشفی اور دلاسے کے مضمون کا لے کر سید ہدایت علی کے پاس پہونچا۔ سید ہدایت علی گھاٹ مُنیر تک اپنے ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اُسپر بہت مہربانی کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سے بہت خوش رہے۔ صفدر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور رِسال وغیرہ سے خالی کردینا چاہیے بلکہ اس حکم کے پیشتر ہی اُنکے نوکر قلعہ کے دروازون پر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے کروفر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرماکر چند ہمراہیون کو متعیّن کیا اور خود اپنے نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادت خان کے باپ کے مقبرے کے نام سے مشہور ہے اور وہان سے باقی پور مین جہان اُن کا لشکر مُقیم تھا گئے۔ تمام منصب دار اور اُمرا اور زمیندار اُن کے سلام کو حاضر ہوے صفدر جنگ مین غرور و نخوت بہت تھی اکثر عالی شان آدمیون سے نہایت بے التفاتی

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدرجنگ کو دہلی مین بلانا

(جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ) عمدۃ الملک امیرخان نے قمرالدین خان وزیر اعظم کی نیش زنی کے خوف سے جسکی وجہ سے اُسکو دلی چھوڑکر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدرجنگ سے دوستی پیدا کرلی تھی ۱۱۵۶ھ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دلی مین طلب کیا تو اُسنے بادشاہ سے عرض کرکے صفدرجنگ کو بھی اودھ سے بُلوایا۔ ابتداے رجب ۱۱۵۶ھ ہجری مین بادشاہ کا شُقہ صفدرجنگ کی طلب مین پہونچا (سیرالمتاخرین مین ہے کہ) بعد ورود شُقہ بادشاہی صفدرجنگ نے جوکہ سابق سے عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کرکے اپنے آپکو اس کا متوسل خیال کرتے تھے اُس سے حاضری کے بارے مین راے لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین ضروری سمجھ کر ترغیبات دین صفدرجنگ اُسکے ایما سے روانگی پر آمادہ ہوے اجولراے کو جو سابق مین صفدرجنگ کی سرکار مین ادنٰی درجے کا مُلازم تھا اور بتدریج ترقی کرکے اعلٰی درجے پر پہونچ گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روز افسران فوج اور اپنے سردارون اور معتمدون کے حاضر ہونے اور سامان سفر تیار کرنے کے لیے ٹھہرے رہے اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا عمدۃ الملک صفدرجنگ کی روانگی سے قبل الہ آباد سے کوچ کرکے رمضان ۱۱۵۶ھ ہجری مین دلی پہونچ گیا تھا۔

وسط شعبان مین صفدرجنگ تمام سامان تیار کرکے چلنے کو تیار ہوے جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار رہوا تو ایک گھڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹھہرے اور عبدالرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدرجنگ سوار ہوکر

سے [۴۹] سنہ ۱۱ہجری مین جھگڑا ہوا تھا اور چند مرہٹہ سردارون کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تھا کہ وہ ابتک صفدر جنگ کی قید مین تھے۔ اسلیے صفدر جنگ بالاجی راؤ سے اندیشہ رکھتے تھے اسلیے اُنھون نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ مُنیر پر پُل باندھکر اُتر گئے اور مُنیر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا صفدر جنگ نے محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹون کو ادھر آنے سے روکین۔ اگر ان ممالک مین پہونچگئے تو اُنکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہونچیگا جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ "ہوا خواہ کی دوستی سے ہر طرح آپ اپنے دلکو مطمئن رکھین۔ کیونکہ کفار کے ہنگامے مین تمام مسلمانون پر واجب ہے کہ متفق اللفظ والمعنیٰ ہون اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب ہمسائگی کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کس طرح کفار کی شورش کے وقت علٰحدہ رہ سکتا ہون" اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یون لکھتا ہے کہ مرہٹون کی تنبیہ اور گوشمالی ساز وسامان سے تعلق رکھتی ہے اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان اور اقتدار رکھتے اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر اُن گمراہون کے ایک لاکھ سے زیادہ سوار مقابلے مین آئینگے تو اُنکے صدمے سے مثل زاغان کمان دیدہ کے ٹھہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سلامی کی کیفیت چُھپی ہوئی نہین ہے لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپکو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہون کہ مین ہر طرح آپ کا شریک ہون اگر فرض کرلیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اُن کا مقابلہ میرے ساتھ واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اُن کو سزا ہین ایسی اچھی طرح دیدیجائے گی کہ پھر اُن کو گنگا کے عبور کرنے کی مجال نہ رہے گی۔ [۵۰]

---

[۵۰] دیکھو عزیز القلوب ۱۲

نواب نامدار سلامت۔ شمشیر خود را در میان بکن وگرنہ آب نخواہد ماند۔
محمد خان نے اپنے دیوان صاحب راے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے
اُس خط کی پشت پر اسطرح جواب لکھا۔
"نواب نامدار سلامت۔ این شمشیر مردان در معرکۂ میدان بخون چشیدہ بمیان نمی آید"
صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھ مقابلہ کرین لیکن اُنکے مشیرون
نے اُنکو لڑنے کی راے نہین دی اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا اور لوگون نے
یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوے تو کہا جائے گا کہ چیلے کے ساتھ لڑ سکتے اور
اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہے گا چنانچہ وہ
اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اُن کی
خاص فوج کا اسباب لُٹ گیا کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان
کے خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ کے مُطابق ہے
مگر عزیز القلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اُس وقت تک
نہایت دوستی اور تپاک تھا اور نواب محمد خان بنگش کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ
اثناے سفر مین فرخ آباد مین بھی نزول اجلال فرمائین اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ
تھا مگر پھر محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد کو نہ جاسکے جسکی معذرت اُنھون
نے محمد خان کو لکھی تو اُسنے شمشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذارش کرنیکے لیے
صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا تھا بلکہ جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے
گنگا کو عبور کرنے کا حال محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اُس کا جی چاہا کہ فرخ آباد سے چلکر
صفدر جنگ کے پاس ملنے کو جائے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جاسکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو

اپنے پیش خیمہ مین داخل ہوے جو تھوڑی مسافت پر استادہ تھا یہان چند روز قیام کرکے اوائل ماہ رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل وعیال کے روانۂ دہلی ہوے (گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ) سواری فیض آباد سے سات آٹھ کوس پر نکلی تھی کہ وہان یعنے اثناے راہ دہلی مین شجاع الدولہ کی ولادت کی خبر سُنی تمام رسالہ دارون اور جماعہ دارون اور امیرون نے مبارکباد کی نذرین دکھائین ایک شخص نے تاریخ تولد اس طرح نظم کرکے نذر کی ؎

بدولتخانۂ نواب منصور   برآمد آفتاب از مطلع نور

نواب نے ناظم کو پانچہزار روپے نقد دیے اور پانچ گانوُن جاگیر مین عطا کیے۔ اور جس مقام پر یہ خبر سُنی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس شعر کے دوسرے مصرع سے گیارہ سو چالیس نکلتے ہین اور یہ سفر گیارہ سو چھپن مین واقع ہوا تھا گیان پرکاش کے مؤلف سے غلطی ہوئی حقیقت مین شجاع الدولہ ۱۱۴۴ہجری مین پیدا ہوے تھے لیکن یہ وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔ صفدر جنگ نے ٹانا منو گھاٹ واقع پرگنۂ بلہور[1] ضلع کانپور پر پہونچکر چار روز تک مقام کیا اور کشتیون کا پل بندھوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد کی طرف سے پرگنات موسلے نگر۔ بلہور۔ اکبرپور۔ اور قنوج کا عامل تھا اُسنے کہا کہ جب تک اُس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہون یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اُنھون نے ایک سانڈنی سوار اِس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔

[1] یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

احراز سعادت قدمبوس اقدس اعلی عبارت از ان ست مے شود و نگرامی دریافت ذخیرہ اندوز ابتہاج می گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید عطاء اللہ را روانہ ساختہ کہ حالات خجستہ سمات را بہ چشم خود بلا واسطہ معائنہ نمودہ برنگارد مترقب کہ تا انقضائے ایام مساعدت مدام بارقام خیر یتہا قرین مسرت و شادمانی ہا یاد داشت۔

خط سوم زبانی رستم بیگ انچہ حوالہ شدہ بود باراز نامبردہ دریافت شد اگر تشریف آوری شریف باین راہ اتفاق می شد لوازم ضیافت قسمے کہ دل می خواست بعرصۂ ظہور می رسید لیکن چہ توان کرد بنا بر تاکید حضور انور عزیمت سامی از ہمان راہ صورت گرفت باین مسافت رسیدن طعام پختہ متعذر بود لہذا رفعت پناہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شد مراتب اشتیاق را گذارش خواہند آورد امید کہ ہنگام مواصلت مسرت مسالمت ہموارہ بصحائف نشاط آگین انبساط تزئین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت۔

اب ہم پھر اصل بیان کی طرف رجوع کرتے ہین کہ نولرائے جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اُسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سے اودھ کو رخصت کر دیا اور سید ہدایت علی کو خیرآباد کی فوجداری دیکر نولرائے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اُٹھایا ہے چند روز آرام کرو اگر راجہ سے صحبت برآر نہو تو ہمارے پاس چلے آنا۔ مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے۔ کوہ جالیسر کے نواح مین عید آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوے پھر کوچ کرکے دہلی کے نزدیک پہونچے۔ نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تھا اور بجائے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نرائن وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریائے جمنا کے کنارے پہونچے اور یہان مقام کیا اور

صفدر جنگ کے لشکر مین انکی خیر و عافیت کے استفسار کے لیے بھیجا نواب محمد خان کے
تین خطو نمین اس کا ذکر ہے جنکو عزیز القلوب سے یہان نقل کیا جاتا ہے۔

خط اوّل انچہ بجہت تشریف بردن بحضور انور مکنون خاطر بودہ باشد مطّلع باید ساخت لیکن یک مرتبہ تشریف بردن بہ پیش گاہ فلک کارگاہ اصلح و اصوب ست کہ درین صورت ہم نظام مہام مغلوبی و منکوبی مخالفان و ہم سرمۂ گلوے تحریر سخن طرازان خواہد بود و بہ فضل الٰہی ایتلاف قلوب و مجتہماے روحانی آنقدر استحکام و اسلوب پذیرست کہ شمۂ ازان تقریر و تحریر نے توان نمود انچہ بہ بنیان اتحاد مؤکد باشد اہتمام تمام بر آن لازم و ضرور و بپاس این مراتب بر وقت احتیاج از جانبین مراسم اعانت ہمگر از قوت بفعل رسد یعنی خدا نخواہد اگر در نواح مفوضہ کارپردازان شریف شورے بروے کار آید ازین طرف بہ فرستادن فوج وغیرہ تشئید مبانی وداد لمعہ ظہور دہد و بر تقدیرے کہ درین ضلع غبار آشوبے برخیزد بہ نشاندن آن کارپردازان ایشان بہ مساہمت و مرافقت پردازند۔

خط دوم نواب صاحب مہربان سلامت۔ درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف شریف این روے دریاے گنگ بعزیمت حضور پرنور مسامع افروز گردیدہ دل اتحاد منزل را افادۂ فراوان بہجت و سرور ساخت اگرچہ تمناے باطن آن بود کہ بہ صدور مناشیر مباہات تخمیر فوراً آستان بوس میمنت مانوس پردازد لیکن بنا بر کثرت عارضہ و قلت توانائی نشست و برخاست لاچار۔ چندے از دریافت این دولت عظمٰی مقصر و معذور ماند انشاء اللہ المتعال قسمے کہ درین روزہا طبیعت رو بہ بہی دارد ہمین کہ از قرار واقع رفع مرض مے شود و ناتوانی بتوانائی ابدال مے پذیرد بر جناح استعجال شتافتہ کامیاب و برین آرزو کہ

اور اُنکے پیچھے سے صفدر جنگ بڑے کر و فر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور مستفیض کورنش ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوے۔ یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اُنکے قبضے مین چلی آئی تھی آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہوگئی۔

نول راے کا حال و انتظام

یہ نول راے صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کایستھ چکوا اور پرانا خاندان سے تھا اور پرگنۂ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا۔ اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہوگیا تھا۔ اول اول رتن چند دیوان اعظم عبداللہ خان و حسین علی خان قاتلان فرخ سیر کی نظر عنایت اُسکی جانب زمانہ ۲۱ و ۲۲ ؁ اعین ہوئی تھی۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ جب نواب صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول راے نے اودھ مین سپاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھتا جو بات مُنہ سے نکالتا اُسپر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا۔ اُسکی سرکار مین پانچہزار سوار خوش اسپہ و چہار اسپہ ملازم تھے اور پیادون کی فوج بھی بھاری تھی اور توپخانہ اور شتر نال اور زنبورچی اور شیر بچے بہت کثرت سے رکھتا تھا۔ جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کیے تھے جب کبھی اُسکو یہ خبر پہونچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دو منزلیان کرتا ہوا وہان پہونچتا اور اُسکو قرار واقعی سزا دیتا۔ زر تحصیل مین اُسنے نہایت آسانی کردی تھی اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا اور ماہ اساڑھ مین ہر ایک پرگنہ اور گانؤن کی تشخیص کراتا اور تشخیص سے ایک حبہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی کوشش مین رات دن کوشان ہستمال ملک مین بڑھاتا اُس کے عہد حکومت مین سب خوش تھے۔

اپنی فوج مغلیہ و ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے پاس بانا تی وردی اور ولایتی گھوڑے
نقرئی ساز سے آراستہ تھے اور ہاتھیون کو زری کی جھولون اور گنگا جمنی حوضون سے سجاکر
بڑے تجمّل اور شوکت سے اپنے مقام سے سوار ہوکر قلعہ شاہی کی طرف روانہ ہوے صفدر جنگ
کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیون سے کم ہجوم نہ تھا صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل پہونچکر
حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج مثمن کے سامنے جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری
سے اُترے اور آداب تسلیمات اربعہ بجالاکر تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پھولون کا ہار لیکر جو بادشاہ
نے کسی خواجہ سرائے محلی کے ہاتھ بھیجا تھا سوار ہوکر اپنے قیام گاہ کو لوٹ آئے بادشاہ صفدر جنگ
کی طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت
کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے پر دو درجے کے خیمے برپا ہوے اور
صفدر جنگ تمام خدم و حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیون کے پل پر سے عبور کرکے
اپنے خیمہ گاہ مین جا اُترے۔

وزیر اعظم قمرالدین خان چین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئے خیمہ اول ملازمان
صفدر جنگ سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوشون پر بیٹھ جائین
اور خیمے کو ہمراہیان وزیر کے لیے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اُس خیمے مین پہونچ کر
ہجوم کیا وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہونچکر وہان ذرا ٹھہرے اور
چند مصاحبون اور اُمرا کو ہمراہ لیکر اندر گئے صفدر جنگ بھی چند مصاحبون کے ساتھ خیمے
مین انتظار کرتے تھے جب وزیر کو دیکھا تو مسند سے اُٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے
بعد معانقہ ایک مسند پر آبیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور
کپڑون کے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیش کش مین دیے گئے اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر شہر چلے

صفدر جنگ کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے وفاداری اور حقوق نمک خواری کی بقا اور توقعات کے الفاظ اپنی زبان سے ارشاد کیے صفدر جنگ نے اپنا پیش خانہ جو میر آتش کے لیے ضروری ہوتا تھا قلعہ مین آراستہ کر کے اپنی سکونت وہان قرار دی اور سید ہدایت علی کی بادشاہ سے سفارش کر کے چکلۂ سکندرہ کی سند اُسکو دلا دی اور بادشاہ کی کورنش سے مشرف کرایا اور خدمتگارون کا خلعت دلوایا ۲۷ شعبان ۱۱۵۸ھ ہجری کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسد یار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کی جنھون نے اپنے امون کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہان کے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور متمرد تھا جھوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کر کے اپنے پاس بلالیا اور قید کر دیا اور تھوڑے دنون وہان رہ کر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اُس صوبے کی نیابت پر چھوڑ کر خود دلی کو لوٹ گیا۔

نواب سید محمد علی المخاطب بہ نواب علی محمد خان

معروف بہ روہیلہ

(۱) نواب موصوف ۱۱۰۸ھ ہجری مین پیدا ہوے تھے۔

(۲) داؤد خان بڑیچ نے جنھون نے روہیلکھنڈ مین روہیلون کی ریاست قائم کرنا چاہی تھی بوجہ لاولدی کے چھٹپن مین آپکو متبنے کیا یہ ہونہار لڑکا داؤد خان کے سائے مین پرورش پلنے لگا اور بڑا ہو کر ایسا نکلا کہ مورخ اُسکی اولوالعزمی جوانمردی اور

اُسکے انصاف کی ایک حکایت یہان بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار نول رائے کا مقام پرگنہ سانڈی
مین قصبے سے چار کوس کے فاصلے پر ہوا اُسکے سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ بھیر اور سامان اور تمام لشکر کو
رات سے روانہ کر دیتا اور خود غسل اور پوجا کر کے اور کھانا کھا کر پہر دن چڑھے سوار ہوتا تھا ہین دن
اپنی ضروریات سے فرصت پا کر کمر باندھکر ہتھیار لگا کر خیمے سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہونا چاہا کہ
اُسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایاے اہل حرفہ نے آکر دُہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ چوبدار
نے ڈاکہ مارا ہے ہمارا مال لوٹ لے گیا ہے راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سے
دو شتر سوار نکلے اور اُسکے لانے کے لیے شتر دوڑا کر گئے ابھی راجہ کھڑا تھا کہ فراشون نے فرشی ہاتھ
کرسی اور مونڈھے اور فرش لاکر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گھوڑونسے اُترکر بیٹھے
اور بادشاہون کا تذکرہ باہم ہونے لگا ایک پہر نہ گذرا تھا کہ سلام اللہ کو شتر سوار لے آئے
راجہ نے اُس سے بلند آواز کے ساتھ کہا کہ ”یہ آدمی تمپر فریادی ہین تمنے کیون اِن کو لوٹا ہے“
سلام اللہ نے عرض کیا کہ غلام گنہگار ہے حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اُسی وقت سب کے سامنے
عاجزی کر کے راضی کیا اور اُنسے راضی نامہ حاصل کر کے نذر کیا نول رائے نے رعایا سے
دریافت کیا کہ راضی ہو گئے عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہونچے۔ اُس وقت راجہ
سوار ہوا نقارہ آگے تھا نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرض کہ راجہ نول رائے ایسا دادگستر
تھا کہ رعایا اور سپاہ دونون اُس سے راضی تھے۔

صفدر جنگ کو توپخانے کی افسری اور کشمیر کی صُوبہ داری مِلنا

عمدة الملک کی سفارش سے ۱۰ صفر ۱۱۵۷ھ ہجری روز یکشنبہ کو اول روز مین بادشاہ نے

دار الحکومت قرار دیا یہان تک کہ قمر الدین خان وزیر اعظم سے بھی تعارف حاصل ہوگیا
اور اب بہت سا خالصے کا علاقہ اور امرا کی جاگیرین نواب کو ٹھیکے مین حاصل ہوئین اور
زر مستاجری کو ایسی خوش دھندی سے ادا کیا کہ تمام ملک مین آپکی ساکھ بندھ گئی اور
امارت کا سامان جمع ہونے لگا اور بادشاہی اُمرا سے خط وکتابت کر کے تحفے تحائف بھیجکر
اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

(۵) ۱۱۵۵ہجری مین اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر ہندستان نے اپنے بھائی
عظیم اللہ خان کی ماتحتی مین سیف الدین علی خان رئیس جانسٹھ برادر حسین علیخان امیر الامرا پر
بادشاہی فوج روانہ کی تو نواب سید علی محمد خان کو بھی دو ہزاری منصب اور علم و نقارہ
بادشاہ کے حضور سے بھجواکر اُنکی رفاقت مین جانے کا حکم دیا جیسا کہ منتخب العلوم مین ہے،
اور اس مہم کے فتح ہونے کے بعد وزیر اعظم نے نواب سید علی محمد خان کو جلادت و جانفشانی
کے صلے مین محمد شاہ کی جانب سے نوابی کا خطاب اور نوبت اور طوغ [۱] و علم اور ماہی مراتب
اور منصب پنجہزاری ذات اور پانچہزار سوار کا بھیجا جیسا کہ جلد سوم تنقیح الاخبار فی آثار الاداآ
مین ہے۔

(۶) نواب سید علی محمد خان چونکہ صاحب عزم و ارادہ تھے ہر ایک تقریب
اور تدبیر کے ساتھ محالات قرب وجوار کو مسخر کرنے لگے آرام طلب جاگیرداروں اور وزیر سے
ٹھیکے مین علاقہ لے لیا ہزارون پٹھان اطراف قندھار کے افواج ایرانی کی یورش کی وجہ
سے اپنے ملک سے نکل آئے تھے وہ نواب ممدوح کے پاس آکر جمع ہوگئے کیونکہ اُنکی شجاعت
اور افغانی دوستی کا حال دُور دُور مشہور ہو گیا تھا اور سید علی محمد خان کی جمعیت دہیلون

[۱] طوغ بواو مجہول وغین معجمہ بمعنی نشان فوج ۱۲

تدبر کی گواہی دیتے ہین

(۳۳) نسب ان کا سادات بارہہ کو پہونچتا ہے جیسا کہ عماد السعادت تاریخ مالوہ مؤلفہ سید کریم علی۔ اور آئینہ محمدی مؤلفہ شاہ آل احمد صاحب خلف شاہ حمزہ صاحب سجادہ نشین مارہرہ وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے تاریخ سادات بارہہ مؤلفہ سید مظفر علی خانصاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفرنگر مین آپکا آبائی شجرہ اسطرح لکھا ہے۔

نواب سید علی محمد خان بن سید دلاور علی بن سید یعقوب علی بن سید دلدار علی بن سید یونس بن سید ابراہیم بن سید فتح محمد بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید یوسف عرف سید گدن بن سید ابی طالب بن سید تاج الدین بن سید حسین عرف سید حسّے بن سید علی بن سید ہادی عرف سید ہدیا بن سید فخر الدین بن سید محمد بن سید علاء الدین بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفتح بن سید ابوالفضل بن سید ابوالفرح واسطی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید ثالث بن سید عمر بن سید زید ثانی بن سید علی بن سید حسن بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ مؤتم الاشبال بن زید شہید بن جناب امام زین العابدین علیہ السلام بن جناب امام مظلوم سید معصوم حسین شہید کربلا علیہ السلام بن جناب امیر المومنین شیر یزدان شاہ مردان علی علیہ السلام۔

(۳۴) راجہ کماؤن کے حکم سے داؤد خان کے مقتول ہونے کے بعد بیس سال سے کچھ زیادہ عمر مین نواب سید علی محمد خان اُنکے قائم مقام ہوے اور اپنے خداداد جوہر قابلیت کی بدولت ایکدم سے روہیلون پر حکومت کرنی شروع کردی اور تمام ملک کٹھیر کی تسخیر کا آہنگ کیا اور آنولہ اور اُسکے قرب وجوار پر بزور شمشیر قبض و متصرف کرکے آنولے کو اپنا

انھون نے نواب موصوف کی شکایات محمد شاہ کے حضور مین کین بادشاہ نے قمرالدین خان
وزیر اعظم سے فرمایا کہ روہیلون کی تدبیر کرنی چاہیے قمرالدین خان نے ۱۱۵۸ہجری
مین اس مہم پر راجہ ہرنند نامی کھتری کو مامور کیا اور اسباب جنگ جیسے توپخانہ اور بارون
اور ذخیرہ اور دوسرا سامان اپنی سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جتنی فوج کی ضرورت سمجھے اور
انتظام صوبہ مذکور کیلیے ضروری ہو نوکر رکھ لے ہرنند سنگھ نے اطراف وجوانب کے راجون کو
بھی کمک کے لیے بلا لیا اگرچہ نواب کو اپنی فوج کی دلاوری پر اعتماد کلی تھا اور خدا کی
برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمنون پر غالب رہتے تھے مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین
مشتبہ رہا کرتا ہے اسلیے وہ لڑائی سے پہلو بچاتے تھے اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد سے
اس امر کی درخواست کی کہ آپ ہمارے اور راجہ ہرنند کے درمیان مین پڑکر تصفیہ کرادین
مگر خدا کو تو منظور انکے دشمنون کی نخوت وغرور کا توڑنا اور انکا قدم اس ملک مین جمانا تھا
اسلیے وزیر نے نہ مانا اور بادشاہی توپخانہ راجہ کی کمک کے لیے بھیجدیا اور اپنے بیٹے
میر معین الدین خان کو بادشاہ سے اجازت لےکر ایک بھاری لشکر کے ساتھ راجہ کی مدد کو
روانہ کیا۔ نواب نے صلح سے مایوس ہوکر ہرنند پر ایسے زور شور کے ساتھ حملہ کیا کہ اُس کی
تمام قوت کا شیرازہ بکھر گیا اور اُسکی قریب پچاس ہزار کے سپاہ میدان جنگ مین نواب
کے ہاتھ سے پامال اور مغلوب ہوگئی اور راجہ کے عین میدان جنگ مین مارے جانے نے اس
فتح کی عظمت کو دوبالا کردیا اس فتح کے بعد نواب نے قریب قریب تمام روہیلکھنڈ پر قبضہ
کرلیا۔ آخرکار اراکین سلطنت بےبسی کی حالت مین نواب سید علی محمد خان سے صلح کا ہوجانا
مثل فتح کے سمجھے نواب نے اس طرح کی فتوحات سے سلطنت مغلیہ کے اُمرا کو مغلوب کردیا تھا۔
(۹) واقعۂ ہرنند سے چھ ماہ کے بعد نواب سید علی محمد خان نے راجہ کمایون پر

کے نام سے مشہور ہوئی ۱۷۳۵ء مین اُنکی قوت بہت زیادہ ہوگئی کیونکہ سلطنت کی حکومت دم بدم انحطاط پر تھی جو مجرم سلطنت کے خوف سے بھاگتا تھا وہ اُنکے پاس آکر پناہ گزین ہوتا تھا ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین نادر شاہ کی چڑھائی کے وقت دہلی لُٹ لُٹا کر سلطنت کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ایسی ابتری کے وقت مین نواب سید علی محمد خان کو اپنے ملک کی ترقی اور اپنی قوت کی دُرستی کا بڑا موقع ملا اس بدنظمی سلطنت کے باعث بہت سے پٹھان دہلی سے بھاگ کر اُنکی فوج مین شامل ہونے لگے۔

(۷) بظاہر نواب سید علی محمد خان کے حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ بادشاہ اور وزیر کے مکرر بُلانے سے دہلی چلے جاتے اور وہان دربار مین حاضرباشی کرتے تو بادشاہ کے دلکو عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ اور برہان الملک سعادت خان اور صمصام الدولہ اور نظام الملک آصف جاہ اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان کی طرح پیارے ہوتے کیونکہ جبکہ اُنکو گھر بیٹھے پنجہزاری تک منصب ملگیا تو وہان رہنے اور آنے جانے سے اور بھی محبت اور درجۂ امارت و تقرب شاہی بڑھتا لیکن جب ہم غور سے دیکھتے ہین تو اُن کا وہان نہ جانا اور ٹالے بالے بتادینا ہی بہتر ہوا کیونکہ اُس بذلہ سنجی اور لطیفہ بازی کے دربار مین عیش و عشرت کی بہار تھی وہان امیر خان جیسے شخص کی باتون کی قدر تھی اور نواب سید علی محمد خان نبرد آزمائی و کشور کشائی کے جوہرون کے آدمی تھے اُنھین بھلا ایسی باتین کہان بنانا آتین کہ بادشاہ اور اہل دربار کو ہر وقت ہنساتے رہتے اُنھون نے تو ملک گیری اور ملک داری اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے اوصاف سے پُورا پُورا حصّہ پایا تھا وہ ایسے آدمیون مین جو شراب و کباب اور عیاشی مین مستغرق رہتے ہون کیسے نبھ سکتے۔

(۸) ابوالمنصور خان صفدر جنگ کو نواب سید علی محمد خان سے دلی عداوت تھی

خواہند نمود۔

بنام نواب سیّد علی محمد خان۔ القاب کے بعد لکھتے ہین رقیمہ مرسلۂ سامی موصول مطالعہ گردید۔ حقیقت مندرجہ حرف بہ حرف بپیرایۂ انضیاح پوشید نوشتہ بودند کہ ہرنند باوجود دادن فارغخطی خریف الحال کہ ارادہ پرخاش دارد باعث آن دریافت نے شود اگر بہ طبق ایماے نواب وزیر الممالک بہادر ست ازینجا بہ نواب موصوف نگارش رود۔ پیشتر درباب دست برداشتن از خلش براجہ ہرنند مکرر مرقوم گشتہ و بہ نواب بہادر بدفعات التقام یافتہ کہ بہ نواب وزیر الممالک بہادر ظاہر ساختہ نوشتۂ ممانعت از آویزشہا بمہر ایشان بنام ہرنند رود بفرستند چنانچہ دیروز کہ چہارم محرم روز پنجشنبہ بود رقیمۂ نواب بہادر وصول یافت کہ ہرچند از نواب موصوف گفتہ شد ایشان خواہ مخواہ میر معین الدین خلف خود را از پیش گاہ والا بجہت پشت گرمی ہرنند رخصت دہانیدند و از نواب بہادر ہم براے ہمراہ کردن جمعیت گفتند چون عذر قلت مردم درمیان آوردند گفتند کہ این جانب بنگارند کہ از ان طرف فوج برسد چنانچہ براین ہمہ مراتب محمد دلیر را مطلع کردہ ہمراہ فلانے کہ از فلانے مدار مہمات ہرنند انتساب برادری و قرابت قریبہ دارد فرستادہ شد کہ بمبالغہ و استیداد فہمانیدہ ہرنند را از سر پرخاش باز دارد و بہ ترتیب مصالحت آورد و بہ نواب وزیر الممالک بمبالغۂ کمال نوشتہ شد کہ این ہردو فوج خود را کہ عبارت از ان مہربان و راجہ مذکور باشد درین وقت کثرت شورش کفار از گزند آویزش ہمدگیر مصئون داشتن مناسب ست و معہذا فلانے یعنی آن مہربان رسوخ صمیم باایشان دارند و فوجہاے شان ہرسال براے خدمتگذاری بخدمت مے رسد و ہنگام محاربہ سیف الدین علی خان خود شان رسیدہ مصدر تردد گردیدہ بودند الحال کہ در جلدوے این ہمہ خدمتگذاریہا انتزاع ریاست و برآوردن شان از وطن منظور خاطر گردیدہ جاے تعجب

علی محمد خان بہادر کہ ہفت ہشت کردہ پیشتر از آنولہ سکونت داشت ارسیدہ باوجود این حالت سزادلان دوستدار نواب محمد علی خان بہادر را نمے گذاشتند کہ از آنولہ برایند لسبب کرر رسیدن خطوط مردم آن فوج متضمن اضطراب بے اختیار در فوج خود رسیدند و مشیت ایزدی آویزشے برروے کار آمد وانچہ پیش نہاد خاطر ہا نبود بعرصۂ ظہور رسید الحال ہم نواب محمد علیخان بہادر مراتب رسوخ و خلوص خود بسامی خدمت مے نویسند کہ درین مقدمہ تقصیر بندہ نیست ۔ ہرچند بجہت معاملہ و آشتی خواستم ۔ زمینداران اخراجی راجہ ہرنند را بر سر معالمت آمدن نداوند لاچار بحفظ جان و ناموس ایستادم و سابق ہم براے خدمتگذاری نواب وزیر الممالک حاضر بودم و الحال نیز در صورت عفو تقصیر و بودن بر مکان و وطن بوے بہ خدمتگذاری نواب جان نثاری خواہم نمود معہذا انچہ مرضی سامی باشد بران اطلاع رود ۔

ایضاً ۔ پیش ازین دو قطعۂ رقائم کے پیش از وقوع محاربہ بہ نواب محمد علی خان و ہرنند و دیوی بعد ر روداد ستیز و آویز بسامی خدمت ابلاغ یافتہ تا حال خاطر دوستی فخار بعز وصول جواب آن انتظار دارد ۔ شاید کہ خطوط مذکور از دست قاصدان بعرصۂ تلف در آمدہ یا آنکہ بکوتاہ دستی نامہ بران مزین مطالعہ لامعہ نشد و الا چہ احتمال کہ جواب آن رقم پذیر خامۂ اشفاق طراز نگردد دوستدار در بارہ نواب محمد علی خان بہادر اصلاً گاہے عرضداشت بقدسی جناب ارسال نداشتہ مگر دو دفعہ در مقدمہ شان بسامی خدمت متضرع شدہ کیفیت شورش روبکار و استیلا و غلبۂ کفار بر ضمیر منیر روشن و مبرہن اول نواب محمد علیخان بہادر از اہل اسلام و معہذا از متوسلان قدیم آن مہربان اند اگر رقم عفو بر صفائح جرائم شان کشیدہ شود و بجاے و مکان خود سکونت پذیر توانند ماند بمقتضاے صدق رسوخ کہ از دل و جان بسامی خدمت متحقق دارند رونے بکار شریف خواہند آمد و جان نثار یہا

آن طرف دریاے سرجو بنابر یاس وہراس فوج اسلام ورسیدن زمیندار سری نگر سرمور کہٹ به اجتماع و فرستادن او خسر پورہ خود را براے مصالحت و اینکہ بسبب ریزش برف بمقتضاے مصلحت و مشورت یکدیگر از انجا مراجعت نمودہ دررُگّر رسیدہ شدہ در چندے بہ آنوله مے رسند بمطالعہ درآمد حقیقت مندرجہ حرف بہ حرف بوضوح پیوست کیفیت سمیت آب و ہواے کوہستان وقلت محاصل آن ملک پر ظاہر بود کہ پیش ازین ہم نگارش رفتہ اگر حفاظت اماکن ماخوذہ کوہستان از قرار واقع متصور باشد استحکام آن مضائقہ ندارد واگر از ناموافقت آب وہواے آنجا صورت بست این معنی متعذر باشد باز میندار آنجا دار مدار نمودہ او را از خود باید ساخت آن مہربان نظر بہ مآل کار دخوشی ارکان حضور کہ دار مدار کردہ بفتح وفیروزی معاودت نمودند وبمقتضاے مشورت وقت بکار پرداختند مستحسن ومناسب بحضور انور باید نوشت کہ بروفق مرضی اعیان حضور پر نور از مداخلت اماکن کوہستان دست درآستین کشیدہ درآنولہ رسیدہ شدہ ۔ دربین صورت حصول رضامندی ارکان حضور وہم ظہور نقیا دو فدویت درپیش گاہ والا خواہد گردید فقط

ان خطون کو کاتبون نے بیحد غلط لکھا ہے اسلیے مطلب نکالنے مین دقت بہت ہوئی اور بعض الفاظ مین قیاس کو مداخلت دی اور غور وخوض سے لفظون کو موقع پر جمانے کی کوشش عمل مین آئی ممکن ہے کہ اصل عبارتون کے بعض الفاظ بدل گئے ہون مگر مطلب ہاتھ سے نہین جانے دیا۔

مُلازمان نواب سیّد علی محمد خان کے ہاتھ سے دار دغۂ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہونچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو

و آینده دیگران را از نتائج خدمت مایوس نمودن بلکه از خدمتگذاری باز داشتن ست زود به هر چند باید نوشت که دست از پرخاش بآستین کشد و معاملت نماید و به نواب بهادر هم بتاکید نگارش یافته که اگر ارقام اینجا و اظهار ایشان نواب موصوف به سمع صفا جا دهند خیر والا بوالاجناب ارفع و اعلیٰ عرض نمایند که حضرت بدولت ازین عزیمت ممانعت فرمایند۔ آن مهربان هم بر قلیل و کثیر نظر نکرده و روپیه را عزیز نداشته بمعاملت پردازند و بهر نهجیکه باشد سررشته سلوک و آشتی از دست ندهند۔

ایضاً۔ فوج همراهی ایشان گاهے بمعاینه در نیامده یقین ست که مردم خوب و محنتی خواهند بود از رفاقت رفقا و تردد و محنت آن ها همه مقدمات رد به اسلوب مے آرد و کارها بخوبی سرانجام مے پذیرد مکان هاے استحکم و اجتماع جمعیت و لوازم محاربه درست باید داشت و فوجها که در تهانجات و اطراف و جوانب متفرق بوده باشد همه را یک جا فراهم و مجتمع باید ساخت که در صورت معاملت کسے زمین را بر داشته نخواهد برد باز استحکام تهانجات مے تواند شد و اگر جمعیت جابجا منتشر و متفرق باشد بنا بر بُعد مسافت بروقت خبر گیری هم گر متعذر و معهذا اگر طرفے بیک فوج چشم زخم برسد دیگر افواج را دل سردی رو مے دهد این قسم مقدمات خیلے بامتحان و تجربه این جانب آمده ست لهذا بمبالغه و اغراق نوشته مے شود که اولاً بهر قسم که ممکن باشد به سخنان آشتی آمیز و هم بزرها رفع پرخاش نموده این آتش را فرو باید نشانید و سوال از منافع محالات طمع باید برداشت در صورتیکه این معنے صورت پذیر نه شود و خواه مخواه مقدمه به ستیز و آویز کشد در صورت استعداد و مضبوطی باهم مصالحت و معاملت بآئین بهین میسر مے تواند شد و هم مقدمه جنگ بآئین بهتر بعرصۂ ظهور مے تواند رسید زیاده چه نگارش رود۔

ایضاً۔ رقیمه مرسله سامی متضمن رسیدن در المورڑه پنجم رمضان : مامن گرفتن کوهیان

سوار ہو کر لونی باغ مین ٹھہرے وزیر الممالک اعتماد الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان اور
ابو المنصور خان میر آتش وغیرہ امرا ہمرکاب تھے۔ ماہ صفر مین بادشاہ نے امرا کو جمع کر کے
سید علی محمد خان کی تنبیہ کے لیے رائے قرار دی۔ لشکر کی ہراولی وزیر الممالک کو ملی ۱۲ صفر کو
پانچ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے تخت روان شکاری پر سوار ہو کر فرحت افزا سے کوچ کر کے
دریاے ہیڈن کے پاس خیمون مین مقام کیا ۱۵ کو جشن نوروز کی محفل منعقد ہوئی جس کا رنگ
سبز پستی تھا اور وہ مراد ہے تحویل آفتاب سے بیت الشرف مین اور بیت الشرف ایسے برج کو
کہتے ہین جس مین کوئی سیارہ پہونچ کر شرف اور سعادت پاتا ہے پس ہر سیارے کے لیے
بیت الشرف علیحدہ علیحدہ ہے چنانچہ آفتاب کا بیت الشرف برج حمل ہے۔ وزیر اور صفدر جنگ
اور عمدۃ الملک نے ایک ایک سو ایک ایک اشرفیان نذر دکھائین اور تہنیت کے آداب بجالائے
۱۹ صفر کو بادشاہ نے پرگنہ ڈاسنہ مین پہونچکر حکم دیا کہ میر بحر دریاے گنگا کے پل کی درستی کو
روانہ ہو اور بادشاہ رام گھاٹ ضلع بدایون کی راہ گنگا کو عبور کر کے پرگنہ گنور مین آ پہونچے
اس وقت نواب سید علی محمد خان نے آنولہ کو چھوڑ کر بن گڑھ عرف یوسف نگر مین پناہ لی
۹ ربیع الاول سے ۱۶ ربیع الاول تک شہباز پور مین بادشاہ کا مقام ہوا ۱۷ کو آگے روانہ ہوے
صفدر جنگ کے قزلباش ملازم گانؤن مین جا کر لوٹ مار کرتے تھے اور جانور اور آدمی پکڑ لاتے
تھے وزیر الممالک نے بادشاہ سے عرض کر کے کھیتون اور دیہات کی حفاظت کیلیے فوج مقرر کر دی
اور حکم دیا کہ اب اگر کوئی قزلباش رعایا کو ستائے تو اُس کو سزا دینی چاہیے اور باندھکر لانا چاہیے
ایک دن صفدر جنگ کی سرکار کے چالیس ہاتھی کھیتون کے چارے سے لدے ہوے تیس
قزلباشون کے ساتھ لشکر مین آرہے تھے فوج محافظ انکو وزیر الممالک کے پاس پکڑ لائی
وزیر نے انکو بادشاہ کے حضور مین پیش کر دیا حکم ہوا کہ ہاتھی جسکے ہین اُس کے پاس پہونچا دو

نواب موصوف سے ناخوش کر دینا۔ بادشاہ کی نواب صاحب پر چڑھائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب سید علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کر لینا۔

سنہ ۱۱۶۰ء مین داروغۂ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کیلیے دامن کوہ کمایون مین آیا تھا نواب سید علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تھانے مین متعین تھے اُنسے لڑائی ہوگئی اور کئی آدمی دونون طرف سے مارے گئے اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب کیے گئے۔ داروغہ کارخانے کو جنگل مین چھوڑ کر دلی پہونچا اور صفدر جنگ سے کہا کہ آپکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلون نے برباد کر دیا اور نوکرون کو مار ڈالا صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہو گئی کہ روہیلون نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات مین کرین اور بادشاہ کو نواب سید علی محمد خان کی سزادہی پر متوجہ کرین تو بہتر ہے ورنہ مین ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آرے بلے کر دیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے درپردہ نواب سید علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہو گیا کہ اعتماد الدولہ تہ دل سے نواب علی محمد خان کی جانب داری کرتے ہین تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان فیروز جنگ اور محمد اسحاق خان اور حیدر قلی خان اور صمصام الدولہ بیرم خان اور کامیاب خان وغیرہ کو موافق کر کے ایک بڑا شکایت آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کر کے بادشاہ کو روہیلون کے استیصال پر متوجہ کیا چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھ جمعیت کے ساتھ بذات خود اس مہم پر آمادہ ہوے۔ انندرام مخلص نے اس مہم کے سفرنامے مین لکھا ہے کہ ۲۳ محرم سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو محمد شاہ دلی سے

اُمراے بادشاہی نے سید علی محمد خان کے مغلوب کرنے مین نہایت سستی اور کاہلی کا برتاؤ کیا۔
انندرام اس امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ عمدہاے خلافت
و برگزیدہاے دولت کے کیا مد نظر ہے ۱۱۵۱ہجری مین انکی بودی تدبیرون کی وجہ سے
لشکر نادر شاہی ہندوستان پر مسلط ہو گیا اور اُسے تباہ کر دیا۔ نواب سید علی محمد خان پر بادشاہ
نے بہ نفس نفیس چڑھائی کی اور اُنکے قیام گاہ سے تین کوس کے فاصلے پر پہونچے مگر وہ اب تک
مطیع نہو سکے امراے شاہی روز حملے کے لیے سوار ہوتے ہین اور کچھ دور جا کر لوٹ آتے ہین اور
اسی قدر پر ان سردارون نے کفایت نہین کی بلکہ ایک بہ افسوس کی بات ہے کہ بادشاہ کو
بعض اُمراے بے سروپا اور تھوڑے سے خواص اور چند خواجہ سراکے ساتھ تنہا چھوڑ کر خود آگے بڑھکر
ڈیرے کر دیے ہین میر آتش کا یہ حال ہے کہ وہ توپخانے کے افسر ہین مگر سب سے زیادہ کاہل مزاج
اور بے پرواہین۔ مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ وزیر کے متصدی ہرنند کو نواب سید علی محمد خان نے
تباہ کر دیا تھا مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب سید علی محمد خان
کی طرفداری کرتے تھے۔ سیر المتاخرین کا مؤلف بھی کہتا ہے کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کے ساتھ نفاق رکھتے تھے اسلیے نواب سید علی محمد خان کے درپردہ طرفدار تھے ان دونون امیرون
نے بھی پٹھانون کی مہم کو وزیر کی مرضی پر چھوڑ کر آپ ڈھیل ڈالدی تھی۔ بنگرھ کے گرد
اسقدر گنجان بانس بوئے ہوے تھے کہ کسی صورت سے گولہ اُنکے پار نہ جا سکتا تھا۔ ہان بڑے بڑے
گولے شاہی توپون کے بن گرھ مین پہونچتے تھے اور طول محاصرہ سے گھوڑون وغیرہ کو
گھانس چارے کی تکلیف ہونے لگی تھی آخر الامر پٹھانون نے نواب سید علی محمد خان کو صلاح دی
کہ صلح کر لینی چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اُسپر اُسکی عورت حرام ہو جاتی ہے
یکم جمادی الاولےٰ کو نواب سید علی محمد خان نے نواب قائم خان والی فرخ آباد کی معرفت

لیکن آیندہ ایسا ہوگا تو جملہ جنسین سرکار مین ضبط کرلی جائینگی صفدر جنگ نے اُن قزلباشون کو
اتنا پٹوایا کہ دو آدمی صدمے سے مرگئے۔ پہلی ربیع الثانی کو سنبھل سے بادشاہی فوج آگے بڑھی
۱۷ ربیع الثانی کو ایک مقام پر امرا بادشاہ کے پاس حاضر ہوے۔ جو کہ تھوڑے عرصے سے
صفدر جنگ اور قائم جنگ والی فرخ آباد مین ملال تھا اسلیے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے
دیوان خاص کے خیمے مین بادشاہ کے پس پُشت دونون کے ملاپ کرا کے بغلگیر کرا دیا۔ ۲۴
ربیع الثانی کو بادشاہی فوج بن گڑھ سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر جا پہونچی سہ پہر کے وقت
نواب سید علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ سے نکلی اور آگے بڑھی —
عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ حاکم توپخانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوے
اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب سید علی محمد خان کی فوج پسپا ہو کر قلعہ مین گھس گئی ۲۶ ربیع الثانی
کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نول رائے نائب نظامت صوبہ اودھ بادشاہ کے حضور مین آتا تھا کہ اُسکی
اور سید علی محمد خان کی سپاہ سے لڑائی ہوگئی اور پائندہ خان سید علی محمد خان کا سردار مارا گیا
صفدر جنگ یہ خبر سُنکر مدد کو سوار ہوے۔ نواب وزیر نے اپنی سرکار کے بخشی اول صوفی بیگ خان نامی کو
حکم دیا کہ فوج لیکر صفدر جنگ کے ساتھ جائے اور وزیر آپ سوار نہ ہوے۔ اس لیے کہ ہر کاروں
کی زبانی معلوم ہوگیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہے۔ اصل اس واقعہ کی اس قدر تھی کہ نول رائے کی
آمد آمد کی خبر سُن کر صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوے تھے کہ مبادا نواب سید علی محمد خان اُس
کا راستہ روکین ان سب باتون کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ سے
عرض کر چکے تھے کہ ملک اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا پس اُسکو
ہمراہ لانے مین اُسکے ہمراہیون کی تعداد کھُلے گی نہین مغالطہ باقی رہے گا اور یہ رائے اُن کی
بہت صائب تھی غرضکہ صفدر جنگ نول رائے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی مین داخل ہوے

یہ بیان انندرام کے بیان کے سامنے جس سے ہمنے اقتباس کیا ہے صحیح نہین معلوم ہوتا اور
نہ یہ قیاس مین آتا ہے کہ نواب سید علی محمد خان پہلے سے پختگی کیے بغیر یون ہی قائم خان کے ڈیرے
چلے جاتے خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب سید علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قائم خان کے کیمپ
مین چھوڑا اور دو تین سو سوارون کے ساتھ نواب وزیر الممالک کے لشکر مین گئے۔ عمدۃ الملک
اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور قائم خان مورچون سے سوار ہو کر بادشاہ کے پاس
چلے گئے اور سہ پہر کے وقت نواب وزیر نواب سید علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مورچون سے
سوار ہوے وزیر الممالک پہونچے تو بادشاہ حرم سرا سے نکلے اور دیوان خاص مین مسند زرین پر
بیٹھے اول عمدۃ الملک مدار المہام اور پھر دوسرے اُمراے سلطنت باریاب مجرا ہوے۔ بعد اسکے
بادشاہ نے سید علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اُسکے دونون ہاتھ
رومال سے باندھ کر حضور مین لے گئے بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا
اِسکے ہاتھ کھولدینا چاہیئے۔ نواب سید علی محمد خان آداب بجا لائے اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین
جو منظور ہوئین۔ نواب سید علی محمد خان کو رخصت کر دیا اور حکم دیا کہ بالفعل قائم جنگ کے پاس رہین
پانچ جمادی الاولے یکشنبہ کو چھ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے کوچ کر دیا تمام لشکر کے پیچھے
عمدۃ الملک تھے اور نواب سید علی محمد خان سو سوار اور سو پیادون کے ساتھ عمدۃ الملک کے ہمراہ تھے
اور اُنکے تمام علاقے پر فرید الدین خان بن نواب عظمت اللہ خان سابق حاکم مراد آباد مقرر کیے گئے
اور بادشاہ نے قائم خان کو قائم الدولہ خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے پُل کی تیاری
کا کام علی محمد خان جارچی ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا۔ پُل کی تیاری مین بڑی دیر اور
دقت واقع ہوئی۔ سلخ جمادی الاولے ۱۱۵۸ھ ہجری کو بادشاہ دلی مین پہونچ گئے۔ ابو المنصور خان
صفدر جنگ روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ اُنمین کا ایک متنفس باقی نرہے

بادشاہ کی خدمت مین اطاعت اور عفو قصور کی درخواست کی اور بادشاہ کے بعض شرائط
کی بجاآوری پر راضی ہوے اور کہا کہ اپنی مقدرت کے موافق زر نقد بھی نذر کرونگا وزیرالممالک
نے مورچہ ن سے ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور مین بھیجی۔ بادشاہ رضامند ہوگئے
اور وزیرالممالک کو اختیار دیا کہ جو تمھاری رائے ہے اُسکے مطابق کارروائی کرو اور دوسرے دن
سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی اور طرفین سے گولہ باری موقوف ہوئی۔ ۲ جمادی الاولے
روز جمعہ کو نواب سیّد علی محمد خان بنگڑھ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے لیے سوار ہوے اس
عرصے مین آندھی چلنے لگی پھر کچھ بوندا باندی ہوئی اُنکی سواری آہستہ آہستہ چلکر قائم خان
کے خیمے کے پاس پہونچی وہان تھوڑی دیر قیام کیا اور اپنی گرد آلود اور بھیگی ہوئی پوشاک
بدلی۔ انند رام مخلص نے بنگڑھ کے سفرنامے مین اسی طرح لکھا ہے۔ یہان ایک بات جان لینے
کے قابل ہے کہ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے بیان کیا ہے کہ نواب سید علی محمد خان
صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی مین حاضر ہونا چاہتے تھے اور نواب صفدر جنگ کے
دیوان نول رائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تھا۔ قائم خان کی فوج صفدر جنگ کے
داہنے ہاتھ کی طرف تھی ایک دن نواب سیّد علی محمد خان بارہ ہزار زرہ پوش پٹھانون کی ہمراہی
مین صفدر جنگ کے پاس جاتے تھے جب اُنکی نظر قائم خان کے خیمے پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ
کس کا ہے جواب ملا کہ قائم خان کا تب اُنکے خاص خاص سردارون نے کہا کیا ضرور ہے کہ
معاملہ صلح کا اعتبار ایک مغل اور اُسکے دیوان نول رائے پر رکھا جائے یہان آپ کے ہم قوم
نواب قائم خان موجود ہین اُن سے سفارش کے واسطے درخواست کیجیے نواب نے اس بات کو
قبول کیا اور قائم خان کے پاس گئے قائم خان اُن سے نہایت تپاک سے ملے جب صفدر جنگ نے
جو منتظر تھے یہ مضمون سُنا تو نہایت برہم ہوے اور تمام عمر نواب قائم خان سے بغض رکھا

نہ ہوا تھا۔ بادشاہ نے عروس کی جانب سے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا۔

آبحیات مین مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خان امید کے حسن و جمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع الدولہ نوجوان تھے اُس سے شادی کرنی چاہی بزرگون نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت مانگی فرمایا کہ اُسکے لیے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے ایک خاندانی سید زادی لڑکی کو حضور نے بنظر ثواب خود بیٹی کرکے پالا تھا اُسکے ساتھ شادی کی اور اس دھوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی کی ہوئی ہو یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان اُنکی بڑی عظمت کرتے تھے دُلھن بیگم صاحبہ اُن کا نام تھا اور آصف الدولہ کی والدہ تھین۔

اس بیان مین بعض باتین غلط ہین اور غلطی اُنکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین۔

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان مین آیا اور دلّی مین ٹھہرا محمد شاہ کے عہد مین بادشاہی نوکر ہوا اور غلام علیخان خطاب پایا۔ بکاولی کا تعلقہ اُسکے سپرد ہوا۔ اسحاق خان ہند مین پیدا ہوا محمد شاہ نے غلام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا حسن اُسکے باپ کا نام تھا۔ اسحاق خان نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ محمد شاہ کی خدمت مین اس کا تقرب بہت بڑھ گیا موتمن الدولہ خطاب پایا۔ دیوانی خالصہ کی خدمت اُسکے سپرد ہوئی۔ اُسکے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گھوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا۔ جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے۔ بادشاہ کو جس قدر اُسپر اعتماد تھا اُتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا اُسکی ناک مین چند پھنسیان نکلین ورم آگیا

اِسلیے بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب سید علی محمد خان کو میرے حوالے کردین مگر وزیر اعظم اُنکے ہمیشہ آڑے آتے رہے اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب موصوف کے برخلاف بادشاہ کے حضور مین نہ چلنے دی۔[۱]

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ مین قرابت پیدا ہو جائے ایک دن صفدر جنگ سے فرمایا کہ شجاع الدولہ کا کہان بیاہ کروگے۔ عرض کیا کہ میرے ماموں سیادت خان کی بیٹی آگے اُس سے نامزد ہوئی تھی مگر اُس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے اسلیے شجاع الدولہ کی مان اِس نسبت پر راضی نہین ہے۔ تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلی خان داغستانی شش انگشتی کے گھر سے آتا ہے۔ اگرچہ علی قلی خان سید عباسی ہے اور حسن علی خان کا بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی کا وزیر تھا لیکن جو کہ اُسکی بیٹی گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے ہے اسلیے شجاع الدولہ کی مان اس قرابت سے بھی راضی نہین اب دیکھیے کہان قرار پائے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ نجم الدولہ کی بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلۂ نسب حلیمہ مرضعۂ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے ساتھ ہو جائے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا چنانچہ ۱۱۵۸ہجری مین شادی قرار پائی بڑی دھوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپے صرف ہوئے[۲] صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لیے بڑا تکلف اور کرّوفر کیا تھا۔ یہان تک کہ ساچق کے دن ایک ہزار اور کئی سو گھڑے چاندی کے تیار کرا کے عروس کے گھر بھجوائے کہ ہر ایک گھڑا سو روپے سے کم مین تیار

[۱] دیکھو تاریخ عالم شاہی ۱۲ [۲] دیکھو عماد السعادت ۱۲

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لیے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایان دکھانا۔ صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبۂ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

آثر الامرا مین لکھا ہے کہ ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سے نکالکر صفدر جنگ کے سپرد کر دیا۔ اور خزانۂ عامرہ مین ذکر کیا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالے کر دیا۔
۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء مین احمد شاہ دُرانی نے صوبۂ لاہور و ملتان پر چڑھائی کی اور اُس ملک کو دل کھولکر لوٹا جب اُسکو سلطنت ہند کی بدنظمی اور دربار کی بیخبری کی خبر پہونچی تو دلّی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور لاہور سے دلّی کی طرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لیے اپنی تمام فوج اور توپخانہ اپنے ولی عہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کر کے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ ولد راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور وغیرہ کو اُسکے ہمراہ کر کے روانگی کا حکم دیا ایسری سنگھ نے اس وقت پر بادشاہ سے عرض کرایا تھا کہ قلعہ رنتھنبور مجھے عطا ہو جائے اور اُس قلعہ کے ملنے تک جانے مین ڈھیل کرتا تھا بہت سے امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جائے مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ ایسا قلعہ نہ دینا چاہیے اگر کبھی مخالفت ہو گئی تو راجپوتون کے ہاتھ سے اُس کا نکلنا مشکل ہو گا۔
۱۸ محرم ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک وغیرہ کو

پانچ چھ روز تپ آئی ۲ صفر ۱۱۵۲ھ کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اسکا ہے ؎

زبسکہ دردل تنگم خیال آن گل بود نفیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوے۔ موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ کرائی۔ بیٹون کے یہ نام ہین۔

(۱) مرزا محمد یہ دونون بھائیون سے بڑا تھا بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اُسکے باپ کا خطاب تھا اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تھے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھالیا۔ کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان کے ہان مرزا محمد نہ پیدا ہوتا تو مین نہین جانتا کہ میری نسبت کیونکر ہوتی۔ نجم الدولہ بخشی چہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بھی بخشی گری کی خدمت پر رہا۔ اور دلی کے محاصلات پرمٹ کی خدمت بھی اُس سے متعلق رہی۔ صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش بن نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کی لڑائی مین ۲۲ شوال ۱۱۶۳ھ ہجری کو مارا گیا اور دلی مین مدفون ہوا۔

(۲) مرزا علی افتخار الدولہ۔

(۳) مرزا محمد علی سالار جنگ یہ دونون بھائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودھ کو چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تھا شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم ثانی نے سالار جنگ کو تن بخشی گری کا خلعت دیا۔ یہ واقعہ ۲۴ رجب ۱۱۷۵ھ ہجری کا ہے۔

دریاے لطافت مین میر انشاء اللہ خان نے لکھا ہے کہ یہ تینون بھائی نہایت عیاش تھے اسلیے دلی کے لطیفہ گو اور خوش کلام اور پری پیکر طوائف اُنکی صحبت مین رہتی تھین۔

اور خود پیادہ پا ہو کر اپنی فوج کے ہاتھی اور بان اور جزائل اپنے سامنے کر کے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہو گئے اور بڑی دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اُدھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اُٹھا چکی تھی کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانۂ آتشبار کے ساتھ آگئے اور اس گرماگرمی مین ہندوستانی توپخانے کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جا گرا جس سے توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے ابدالی کے بہت سے آدمی خاک پر لوٹ گئے اور اُسکی فوج کی ساری جوانمردی ختم ہو گئی یہان تک کہ میدان جنگ سے قدم اُٹھ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے اور صبح کو میدان جنگ سے کوچ کر گیا۔ محمد شاہ مژدۂ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کا حال سُنکر بہت مسرور ہوے۔

چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان دنون علیل تھی اس لیے شاہزادے اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ سے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دم بدم زیادہ ہوتا تھا اسلیے شاہزادے اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر شقے صادر ہونے لگے اور یہ لوگ جلدی روانہ ہوے ابھی پانی پت کے متصل پہونچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ہجری مطابق ۵۔ اپریل ۱۷۴۸ء کو محمد شاہ نے انتقال کیا۔ ۲ جمادی الاولے ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کر کے بادشاہ کی نذر سے گذرانا اور سلطنت ہندوستان کی مبارکباد دی اور آداب بجالائے بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[1]

اس بادشاہ کی حقیقی مان کا نام اودھم بائی تھا جو مان خان قوال کی بہن تھی احمد شاہ نے

---

[1] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲ •

پہر دن چڑھے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور نو گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندھا اور بادلہ کا طرّہ اپنی دستار سے نکالکر اُنکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لیے رخصت فرمایا۔ تاریخ سلاطین متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔

شاہزادۂ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریاے ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہونچا اور احمد شاہ ابدالی لودھیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا اور ۱۳ ربیع الاول کو اُس مقام کو لوٹ لیا شاہزادہ یہ خبر سُن کر ابدالی کے تدارک کے لیے اُس طرف کو روانہ ہوا۔ اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے گرد خندق کھُدوائی۔ ۱۵ ربیع الاول سے ۱۸ تک لڑائی جاری رہی۔ کسی قدر رسد کی گاڑیان اور بانون کے چھکڑے اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رکھی تھین اُن پر ابدالی کے لشکریون نے قبضہ کرلیا۔ ہندوستانی فوج اور بھیر بہت تھی مگر افغانی فوج کے خوف سے خندق مین محصور تھی۔ ۲۲۔ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمر الدین خان اپنے خیمے مین چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ابدالی کے لشکریون سے ایک گولہ آکر اُنکے لگا اور وہین رہ گراے مُلک بقا ہوے راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس تیس ہزار آدمی تھے وزیر کے مقتول ہوتے ہی بھاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین عرف میر منو بن قمر الدین خان نے مع شاہزادے کے پائداری کی۔ ۲۸ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے پر دھاوا کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کرکے مخالف کے اکثر آدمیون کو مُلک عدم کو پہونچایا مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آے چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی اس لیے قریب تھا کہ ہندوستانیون کو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھ کر تھوڑی فوج شاہزادے کی کُمک کیلیے روانہ کی

مرحمت ہوا اگر آپ بھی تشریف لاکر ہمارے شریک ہون تو ہم آپکی اعانت قمرالدین خان سے
زیادہ کرینگے۔ نواب سید علی محمد خان ان دنون محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین
ہونے کی وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے کوئی آدمی دلّی بھیجکر کسی رکن سلطنت کی معرفت
اپنے معاملے کی پختگی بادشاہ کے حضور سے کرالین صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھ کر اُن کو
اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت نواب سیّد علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا مین
مبتلا تھے۔ قوت سامعہ مین بھی بڑا خلل آگیا تھا دوسرے قوے بھی بیکار تھے اسلیے آپ تو جا نہ سکے
حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دلّی کو روانہ کیا حافظ صاحب دلّی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ
نے جنکو بڑا انتظار تھا حافظ صاحب کے ورود کی خبر سُنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان
کے ساتھ استقبال کو بھیجا یہ دونون سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دلّی مین لیگئے اور اُن
کے خیمے شیر جنگ کے باغ مین نصب کرائے صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لیے ضیافت بھیجی
دوسرے دن صبح کو صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم
سے گلے لگایا اور تخلیہ کر کے تورانیون کی مخالفت اور ایرانیون کی موافقت کی ساری داستان
بیان کی۔ حافظ صاحب صفدر جنگ سے یہ کہا کہ مین آپکی مرضی کا تابع ہون آپ جو حکم دینگے
اُسکی تعمیل کرونگا اور اپنے قیام گاہ کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی
ملاقات کو جانے لگے کئی دن کے بعد صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کر کے کہا کہ کل مین
خلعت حاصل کرنے کے لیے قلعہ کو جاؤنگا۔ پانچہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے
کی کوشش کے لیے قلعہ کے دروازے پر کھڑے ہونگے اور یہ چاہینگے کہ مجھپر سبقت کر کے
انتظام الدولہ کو خلعت دلوادین اس لیے کل صبح آپ اپنے سوارون کو ساتھ لے کر میرے پاس
آجائین چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبے کا دن تھا حافظ صاحب

اپنی تخت نشینی کے بعد اُسکو نواب بائی خطاب دیا۔ پھر تھوڑے دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحب الزمان خطاب ہوا[۱]

نواب سید علی محمد خان کی مدد سے صفدر جنگ کو دلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوے وہ احمد شاہ دُرّانی کی قوت کی دھوم دھام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اُنھون نے فیروزمندون کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ و حراست مین رکھنے کی غرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کر دیا[۲] اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو جسکے بعد ہی اُسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بُلایا جو اُسکی سعی و ہمّت سے فراہم ہو سکتی تھی مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ دُرّانی اپنی قلمرو کے مغربی حصّے مین مصروف و مشغول ہے چنانچہ اس خبر کو سُنکر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا اور اب اُسکی مدد کی کچھ ضرورت نرہی۔ اس وقت جدید وزارت قائم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی اور طرح طرح کی کوششین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔

نواب سیّد علی محمد خان کو جو ابدالی کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قائم ہو گئے تھے ایک خط اُنھون نے اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوے مگر اب تک عہدۂ وزارت کسی امیر بادشاہی کے نام قرار نہین پایا ہے بظاہر مد نظر بادشاہ کی میر یہ ہے مگر اُمراے تورانی چاہتے ہین کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ بن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو

---

[۱] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو الفنسٹن کی تاریخ ۱۲

نے دیا۔

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لیے سازش ہونا اور اُن کا اُس حادثے مین صحیح وسالم رہنا۔ صفدر جنگ کا بادشاہ سے روٹھ جانا بادشاہ کا اُن کو منانے کے لیے اُنکی حویلی پر آنا۔ اکبر آباد۔ ملتان۔ اجمیر اور الہ آباد کی حکومتوں کا انتظام

۱۱۶۱ ہجری مین ایک عجیب سانحہ واقعہ ہوا وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید الضحیٰ کے دن عیدگاہ سے لوٹ کر گھر کی طرف آ رہے تھے کہ قلعہ کے پاس چھتے[لہ] مین جو نکمود کے نام سے مشہور ہے جس قدر سر راہ مکانات پر چھپّر تھے اُنکو آگ لگ گئی اور اُس آگ مین بان اور گولے چلنے لگے

لہ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ در چھتہ کہ بہ نکمود مشہور ست عرض راہ یکسر بقیہ چھپّر ہاے دست راست را آتش گرفتہ بان و گولہ و تنچہ و تفنگ الی آخرہ اور احوال سلاطین متاخرین ہند مین یون لکھا ہے در اثناے راہ چھتہ نکمود یکبارگی آواز بان و طپانچہ و بندوق بیامد و گولہا افتادند و آتش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہے در کلبۂ ساباط نکمود قریب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عمارت فیل چون اسپ صفدر جنگ محاذی کلبۂ مذکور آمد آنرا آتش دادند۔ ساباط سین مہملہ مفتوح الف ساکن اور باے موحدہ مفتوح اور طاے حطّی سے منتہی الارب مین پوشش رہگذر کے معنی مین لکھا ہے تاریخ مظفری کا مؤلف یہ لفظ چھتے کی جگہ بولا ہے۔ چھتہ ایسے رستے کو کہتے ہین جو ڈھنکا ہوا ہو اکثر شہرون مین چھتے کے بازار ہوتے ہین تاریخ مظفری مین ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ اس چھتے پر سے ہوکر قلعہ مین پانی جایا کرتا تھا ۱۲

تیاری کرکے صفدر جنگ کے دروازے پر پہونچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کرکے
حافظ صاحب کے منتظر تھے انکے پہونچتے ہی نہایت تزک وشان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے
تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ مین گھس جائین مگر جاوید خان
قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا انکو قلعہ مین داخل نہین ہونے دیا کہ اتنے مین صفدر جنگ
کی سواری جا پہونچی تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھ کر دم بخود ہوگئے اور کچھ نہ بولے
صفدر جنگ قلعہ کے دروازے پر پہونچے اودھم بائی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدۂ بادشاہ کے
حکم سے جاوید خان نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور صفدر جنگ کو تھوڑے سے خدمتگاروں
کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ رحمت خان دروازے پر تورانیون کے مقابلے کیلیے کھڑے رہے
بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت ہفت پارچہ مع چارقب وزارت وقلمدان مرصع ودیگر جواہر
کے دیا اور جملۃ الملک[1] مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر
صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار
کا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت وزارت ہندوستان پہنکر قلعہ سے نکلے اور اُس
جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ
کے دربار مین پیش کرکے خلعت اور نوبت اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا
پھر باہم دوستی کا عہد وپیمان کرکے اپنی طرف سے خلعت گھوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر
رخصت کیا اور نواب سید علی محمد خان کے لیے تمام روہیلکھنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی
سلطنت کی طرف سے جاری کرا دیا۔ میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا اور تھوڑے دنون
کے بعد اُنکی استدعا کے موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اُن کے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ

[1] دیکھو سیر المتاخرین لیکن ملخص التواریخ مولفۂ فرزند علی وتاریخ مظفری مین جملۃ الملک کی جگہ عمدۃ الملک ہے ۱۲

اپنے جلوس سے دوسرے سال صفدر جنگ کے مشورے سے شاہ نواز خان پسر دوم عزالدولہ ذکریا خان کو صوبہ داری ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تھا شاہ نواز خان پندرہ سولہ ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت سے لاہور کی طرف گیا ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑامل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قائم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلون سے لڑا دینا قائم خان کا مارا جانا۔ صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی کی مہمات مین فریب اور حیلے کام مین لانا۔

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اُنھون نے ایک فرمان قائم خان کی طلبی مین جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اُسکے خاندان کے دشمن ہین اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اُس وقت صفدر جنگ کو یہ سُوجھا کہ قائم خان کو روہیلون سے لڑا دو دونون مین سے جسکو شکست ہو گی اُس مین اپنا مطلب نکلتا رہے گا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلون سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنے ملک کے قریب اُن کا جماؤ ہونا اُنکو پسند نہ تھا۔ قمر الدین خان وزیر اعظم اور نواب سید علی محمد خان جب تک زندہ رہے صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلون سے نہ نکال سکے۔ جبکہ ۲ شوال ۱۱۶۲ہجری مطابق ۱۴ ستمبر ۱۷۴۹ء نواب سید علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا

لہ دیکھو تکملۂ ذکر یوک مولفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آباد اور کشف الاستار مین شاہ حمزہ صاحب کہتے ہین کہ روز عید شوال ۱۱۶۱ ہجری کو رحلت کی ۱۲

صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اُنکے صدمے سے مرگئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا بعد اسکے صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے۔ بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق کوئی راز نہ کھلا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان نظام الدولہ خلف کلان قمرالدین خان کی طرف پیدا ہوا اور وہ چند روز کے بعد اِس مظنہ کے رفع کرنیکے لیے وزیر کے گھر پر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہوگئی مگر طرفین کے دل صاف نہوے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ کے مزاج مین بہت دخل حاصل ہوگیا تھا اور بادشاہ نے اُسکو نواب بہادر خطاب دیا تھا بادشاہ کے تمام احکام اُسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے اسلیے صفدر جنگ کے دل مین کدورت بڑھتی رہی۔

تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے چند روز بعد ۱۴ رجب ۱۱۶۱ہجری کو آگرے اور الہ آباد کی صوبہ داری کا خلعت سید صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات خان فرخ سیری کو مرحمت ہوا اور روز چہارشنبہ ۲۰ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودھ کی صوبہ داری کی مستقلی کا فرمان اور غسل خانے اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی مگر پھر یہ تجویز قرار پائی کہ صوبۂ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا صوبۂ الہ آباد سے جو ذوالفقار جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہو کیونکہ الہ آباد کو اودھ سے قرب تھا پس اودھ اور الہ آباد صفدر جنگ کے پاس رہے اور اجمیر و اکبر آباد امیرالامرا ذوالفقار جنگ کو مل گئے تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے

بادشاہ با افواج بیشمار از برائے تنبیہ و تسخیر روہیلہ ہا نہضت فرمودہ و سرداران قوم روہیلہ بہ مربی گری نواب صفدر جنگ از مکان خود حرکت نمودہ متوجہ حریف شدند و چون نولرائے وغیرہ نزدیک بودند کہ با سرداران روہیلہ ملحق شود قائم خان بہادر با رفقائے خود مشورہ نمودہ کہ درصورت اتفاق افواج نولرائے با روہیلہ ہا مقابلہ دشوار خواہد شد انسب این ست کہ قبل رسیدن افواج نولرائے بر سر ایشان برویم۔

قائم خان کا ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اس واسطے اُسکے اور روہیلون کے درمیان بہت موافقت تھی۔ روہیلے نواب قائم خان کی طرف سے حملے کی صورت دیکھ کر خوفزدہ ہوے اور اِس بلا کے ٹالنے کے لیے اُنھون نے نواب قائم خان کو لکھا کہ جتنے پرگنے دریاے گنگا کے کنارے پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ایک رقم معقول دینگے مگر نواب نے بخشی محمود خان کے بہکانے سے صُلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کرکے جس مین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین ڈوری رسولپور کے باغات مین جو بدایون سے چار میل جنوب و مشرق مین ہے خیمہ زن ہوے نواب قائم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے ساتھ آگے بڑھا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریاے گنگا کے کنارے قادر گنج مین پہونچا اور یہان کشتیون کے پُل کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے ضلع بدایون مین داخل ہوا روہیلون نے راہ فرار مسدود دیکھ کر اپنے خیمون کے گرد خندق کھودنی شروع کی۔ نواب قائم خان نے ۱۵ ماہ ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہن کر مع اپنے بھائیون اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اُن راجون کے جو کُمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا۔ روہیلون کی طرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی اور بہت بڑے کُشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے قائم خان مارا گیا اور

سے (نہ مرض سرطان سے جیسا کہ سیر المتاخرین مین ناواقفی سے لکھدیا ہے) انتقال ہو گیا
تو صفدر جنگ کی رائے سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قائم خان کے نام اس مضمون کا تیار
ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمے کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مرادآباد کے جو محمد شاہ
کے زمانے مین تمھاری مدد سے حاصل ہوے تھے اُنپر دوبارہ نواب سعد اللہ خان ولد نواب سید
علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کر لیا ہے لہذا یہ مُلک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے
کہ جاکر اُسپر قبضہ کر لو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک
سعادت خان کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کے قریب پہونچا اور دو کوس کے
فاصلے پر ٹھہرا قائم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان اُسکو پڑھکر سُنایا گیا
قائم خان آداب بجالایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا
اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی۔ آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد
مین لکھا ہے کہ اُدھر خُفیہ صفدر جنگ نے روہیلون کو اشارہ کر دیا کہ تم مقابلے مین کمی نہ کرنا
یہ حال تاریخ بیان الواقع سے بھی تصدیق کو پہونچتا ہے۔ لیکن اُس مین یہ عجیب بات لکھی ہے
کہ بادشاہ اور ارکان دولت نے سوائے صفدر جنگ کے تو قائم خان کو روہیلون کے تباہ کرنے
کے واسطے کہا اور صفدر جنگ روہیلون کے طرفدار تھے بلکہ اُنکی مدد کے لیے اپنے نائب نولرائے کو حکم
دیا تھا اُس مقام کی کتاب کی اصل عبارت یہ ہے "جناب بادشاہ و ارکان دیگر قائم خان بہادر را
برین آوردہ کہ پسران نواب علی محمد خان روہیلہ را قتل و غارت و اسیر سازند کہ ملک متصرفِ آنہا
باختیار شما خواہیم گذاشت و نواب صفدر جنگ پسران نواب علی محمد خان را پشت گرمی دادہ
کہ با قائم خان بخاطر جمع محاربہ نمایند و بہ راجہ نولرائے نائب نظامت صوبہ اودھ وغیرہ نوشتہ
کہ بہ تعجیل خود را بواسطۂ کُمک سرداران روہیلہ رسانند مختصر کلام آنکہ نواب قائم خان حسب الارشاد

ہو رہے تھے جو تدابیر وزیر نے پیش کین سب پر بے تامل راضی ہوگئے اور سلخ ذی الحجہ
سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۴۹ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دلّی سے روانہ ہو کر کوئل پہونچے
اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اِس مقام پر چھوڑا جو یہان سے دلّی کو لوٹ گئے اور خود
تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھے یہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین فرخ آباد سے ۳۵ میل کے
فاصلے پر گوشۂ شمال و مغرب مین واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے اور
یہ سب اُنکے قرابت دارون مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ
کے زیر حکم تھے۔ باوجود اسکے وزیر نے راجہ نولراے کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکر میرے شریک ہو
نولراے نے صوبہ اودھ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر
سنہ ۱۷۴۹ء کو مع رام نرائن کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اُس سے آن ملا تھا دریاے گنگا کو
عبور کیا اور دوسرے دن کالی ندی کے کنارے کی طرف جو اُس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر
واقع ہے روانہ ہوا۔ اسکے دوسرے روز نولراے اور بقاء اللہ خان ایک گھاٹ سے ندی
کے پار ہو کر پا پیادہ کھڑے ہوے اور اپنے سپاہیون کو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا
اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا ندی اُس وقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تھی۔ پانی
بشدت برس رہا تھا اور ہواے شمال خوب سردی چمکا رہی تھی اور رسد کی نہایت قلت تھی
غلہ زعفران کے بھاؤ تھا ایک دن کپڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا بعد اُسکے فوج
نے خدا گنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا۔ یہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپخانہ کے
مقیم تھے نولراے کی فوج نے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔
میر محمد صالح اور راجہ پرتھی پت پیش لشکر پر متعین تھے قلب لشکر خود نولراے کے زیر حکم تھا میسرہ
نواب بقاء اللہ خان کے تحت مین اور میمنہ رام نرائن کے حکم مین تھا کُل لشکر مین پچیس ہزار سوار

اُسکے باقی ماندہ سردار کچھ زخمی اور خستہ و خراب وہان سے بھاگے اور روہیلون نے قائم خان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا اور قائم خان کی لاش کو تلاش کر کے پالکی مین رکھوا کر چند معتمدون کے ساتھ میدان جنگ سے فرخ آباد کو روانہ کیا۔ لڑائی سے تیسرے روز وہ لاش فرخ آباد پہونچی اور اُسکے باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی۔

قائم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قائم خان نے نواب محمد خان کے گیارھوین بیٹے امام خان کو قائم خان کی جانشینی کے لیے نامزد کیا۔ جب قائم خان کی شکست و موت کی خبر دلی مین پہونچی تو اکثرون کو سخت صدمہ ہوا سوائے ابو المنصور خان صفدر جنگ کے کہ وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوے اور خوب ہنسے اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائے کیونکہ صفدر جنگ قائم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قائم خان محمد شاہ کی ملازمت کو جاتا تو دیوان عام مین گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور بخشی اور تمام اُمرا نقار خانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام مین داخل ہوا کرتے تھے محمد شاہ نے قائم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا[له] جبکہ صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعنی روہیلون کی شکست سے مایوس ہوے تو اُنھون نے اپنی بدبختی[نه] کے نقصان کو یون پورا کیا کہ قائم خان مقتول کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بہ نفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرمائین تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو عذر باقی نرہے اور سب مطیع ہو جائین اور اگر کوئی بندگی سے انحراف کرے یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اُس کا وہی انجام ہو جو قائم خان کا ہوا وہ سب بھگا دیے جائینگے اور اُنکی بنیاد ملک سے مستاصل کر دی جائے گی۔ بادشاہ چونکہ وزیر کے بندے

[له] دیکھو فرح بخش مولفہ شیو پرشاد ۱۲ [نه] دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

قبل ازین ایک درخواست بھین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کرچکا ہون اور جہان پناہ
نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بعطاے ریاست بنام امام خان مزین بہ دستخط خاص
عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اُس زمانے مین یہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو
ایسی غرض پیش آتی وہ وزیر کے قیام گاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک قسم کی نذرانے
کی پیش کرتا وزیر کو توکُل اختیار حاصل تھا ہی فوراً فرمان شاہی اُسکے ذریعہ سے حاصل ہوجاتا
بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتے تھے اور مراتب نیابت سابق بحال ہوجاتے تھے صرف اُس وقت
حسب مذکورۂ بالا اپنے تئین مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی۔ خیر یہ اُس وقت کا قاعدہ
تھا جو مذکور ہوا وزیر کے خط مین اور بھی مکر اور خوشامد کے الفاظ تھے یعنی اُنھون نے تحریر کیا
کہ قائم خان کی وفات سے مجکو کمال صدمہ ہوا مین اُس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا اب گویا
میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر فضل آلٰہی شامل حال ہے تو مین روہیلون کا نام ونشان
ملک ہندوستان مین باقی نہ رکھونگا بی بی صاحبہ نے اُنکی تحریر کو راست تصوّر کرکے
اور اُنکے مواعید فریبی پر بھروسا کرکے اُنکے لشکر گاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک
شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو خدا گنج سے واپس لانے کے واسطے دوڑایا یہان یہ دونون
نولرائے کو روکے ہوے تھے ان دونون کو یہ بھی حکم بھیجا کہ نولرائے سے بھی حتے المقدور
اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل
ہے۔ یہان نولرائے نے دیکھا کہ بے جنگ وجدل راستہ پانا بہت مشکل ہے فوراً اُسنے ایک تحریر اس
مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ
ہون اور جس وقت مین وزیر کے پاس پہونچونگا تا بمقدور تمھاری بہت کچھ سفارش کرونگا
اور تمھاری منشاے دلی کے حصول مین کوئی دقت واقع نہ ہوگی اُن چیلون نے اپنی

تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھ کوس کے میدان مین استادہ تھے بلکہ جہان تک نظر جاتی تھی خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے تھے۔ شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئین اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے۔ ۲۳ محرم ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۲۲ دسمبر ۱۷۴۹ء کو نول رائے خداگنج کو پہونچا۔ اُس وقت یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج مین پہونچ گئے ہین اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے۔

اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قائم خان کے چھوٹے بھائی اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے۔ مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی۔ مگر آخر کار چیلۂ شمشیر خان کی کوشش سے کچھ آدمی فراہم ہوے اور کالی ندی کے کنارے پر خداگنج کے متصل شہر سے ۱۰ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق کی طرف متعین کیے گئے تاکہ نول رائے کو بڑھنے سے باز رکھین مُقیم خان چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہو کر دوسری سمت بھیجا گیا۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالیٰ مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا نہو کہ بادشاہ بداندیش وزیر کی صلاح پر عمل کر کے ہمارا قصد کرے۔ اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہمارے خاندان سے چھین لے۔ از راہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اُسکے خزائن ضبط ہو جایا کرتے تھے مگر اُس کے مراتب بدستور اُسکی اولاد پر برقرار رکھے جاتے تھے۔ لہذا مراحم خسروانہ سے امید کی جاتی ہے کہ عرض اِن بیوہ کی درجۂ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرائم سابقہ و عطاے ریاست امام خان مرحمت ہو۔ وزیر نے اپنے لشکر گاہ مقام دریاگنج سے یہ جواب بھیجا کہ مین

اور اور لوگون کو بلایا اور اُن سے کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کروڑ روپیہ داخل خزانۂ شاہی ہونا چاہیے۔ تھوڑی دیر بحث کے بعد شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ ہوکر باہم کچھ مشورہ کیا اور آکر نول رائے سے کہا کہ ہم تیس لاکھ روپے دینے کا اقرار کرتے ہین انمین سے نو لاکھ سردست کچھ نقد اور کچھ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین اور باقی اکیس لاکھ تین سال کی مدت مین ادا کردینگے مگر شرط یہ ہے کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی حاصل ہونا چاہیے۔ نول رائے وہان سے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ جو کچھ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو مین وزیر سے اطلاع کیے دیتا ہون اور جو کچھ حکم ہوگا آج شام کو اُس سے مطلع کردونگا یہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کُل ماجرا بیان کیا۔ اُنھون نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا جس وقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اُن کو اپنا چیلہ یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا اور اُن کو یاد کرکے خوب رُوئین ناظر نے یعقوب خان و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلّی دی۔ بعد ازان جس پیغام کے واسطے آیا تھا اُسکا مذکور شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہے کہ مین آپکو اپنی مان کی برابر جانتا ہون غضنفر جنگ اور قائم خان بڑے رتبے کے امیر تھے۔ اور ضرور ہے کہ اُنکے جانشینون کو بھی وہی مرتبہ حاصل رہے۔ بالفعل خزانۂ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے۔ بی بی ججیائن نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کیے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی۔ ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ مسجل بہ مُہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا۔ اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان اور جعفر خان کو نہ کی اور کاغذ مُہر کرکے ناظر کے حوالے کردیا ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا اور وزیر نے ساٹھ لاکھ روپے کا اقرارنامہ لکھدیا اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ اور ناظر یعقوب و مجگل کشور کو روپیہ

صداقت شعاری کے سبب سے اُسکے سخنان فریب آمیز کو بھی سچ جانا اور چونکہ اس وقت اُنکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ مین جانے کا قصد رکھتی ہین لہذا اور بھی اُسکے اقرارون پر بھروسا کیا اور فی الفور خداگنج سے کوچ کر کے فرخ آباد کو واپس آ گئے۔ اُنکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے مع اپنے چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کی طرف کوچ کیا۔ جس وقت مئو مین پہونچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے اور جس وقت وہان سے روانہ ہوئین سب رئیس جلو مین اُن کے ساتھ ہوے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچین سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا وزیر نے جس دم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سُنی شیرجنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جس وقت شیرجنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اُتر کر باادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قائم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خوب رویا اس وجہ سے کہ وہ دونون ایک طور سے بھائی ہوتے تھے کیونکہ اُنھون نے باہم پگڑی بدلی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تمکو بجاے قائم خان کے سمجھتی ہون اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ اُسنے جواب دیا مین بسر و چشم حاضر ہون جان تک دریغ نکرونگا۔ بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین۔ اب بتوسط شیرجنگ شرائط عہد و پیمان شروع ہوئین۔ تھوڑی دیر بعد نول راے وہان پہونچا جب وہ وزیر کے دربار حاضر ہوا اُسنے اُن قول و قرار پر یہان بالکل عمل نہ کیا جو اُس نے خداگنج مین کیے تھے بلکہ جو کچھ وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اُسکے خلاف گفتگو کی اور بجز بُرائی کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنھ سے نہ نکالی۔ چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا پس جو کچھ بُرائی اُسنے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اُسوقت شیرجنگ سے کچھ کام نرہا اور معاملہ نول راے کے توسط سے شروع ہوا۔ اُسنے شمشیر خان اور جعفر خان

یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انبوہ پٹھانون کا آیا ہے اُس وقت چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہین رہو تمھارا معاملہ کل پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اول نول راے نے اس احتمال سے بنظر احتیاط کہ شاید پٹھان بمقابلہ پیش آئین بی بی صاحبہ کے خیمے کے گرد چند توپین زنجیرون سے جکڑی ہوئین تمام رات قائم رکھین رات کی تاریکی بیان سے باہر ہے اب بی بی صاحبہ سے یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیۂ شرائط آئی ہین یا بقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہین تو ان مسلح افغانون کو جو آپکے ہمراہ آئے ہین اپنے اپنے مکانون کو واپس بھیجدیجیے۔ بی بی صاحبہ نے ہر ایک تن کے سردار کو بُلاکر حکم دیا کہ سب مئو کو واپس جاؤ۔ پٹھانون نے عرض کیا کہ ہم مُلازم موروثی ہین ہم سے نہین ہو سکتا کہ آپکو اس صورت سے دشمن کے قابو مین چھوڑ جائین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہے کہ کچھ آسیب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اُلجھاؤ مین پڑنا پسند نکرے گا جب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری عرض کارگر نہو گی تو لاچار مئو کو واپس گئے اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان شب و روز مُسلح کھڑے رہتے تھے۔ شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے ہین اور وزیر مشرق کی طرف بڑھتے آتے ہین سب شہر کو چھوڑ کر مع متعلقین مئو کو اُٹھ گئے اور ایک متنفس بھی شہر مین باقی نرہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول راے نے اجازت چاہی کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلا کر خاک سیاہ کردون کہ نام و نشان اس قوم کا باقی نرہے ہر چند کہ وزیر کی دلی آرزو یہی تھی مگر از راہ دور اندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت زور باقی ہے۔ اور بہت کثرت سے ہین شاید اُن کو غلبہ حاصل ہو جائے اسلئے ابھی حملہ کرنا مناسب نہین

لانے کے لیے ساتھ کر دیا نول رائے نے شمشیر خان و جعفر خان کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے چنانچہ یہ رقم خزانۂ شاہی مین داخل کرینگی۔ تم جواب دِہ ہو اس کے عوض لقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے۔ شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھ روپے پر تصفیہ کر لیا تھا آپنے ساٹھ لاکھ کا اقرار کیون لکھدیا بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلا میرا قصور نہین ہے جو کچھ کیا بی بی جچیا نے کیا خود کردہ را علاج نیست ناچار بی بی صاحبہ بہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین۔ وہان پہونچ کر جو کچھ از قسم نقد و جواہر ہاتھی مویشی اسباب خانہ داری باورچیخانے کے برتن وغیرہ ہاتھ لگا سب وزیر کے مختارون کے حوالے کیا وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی۔ اور جو قیمت اِس طور سے مشخص ہوئی اُس میں سے پچاس ہزار منہا کر لیا یہ سب اسباب ۸ لاکھ کا ٹھہرا اب مختارون نے باقی ۲۲ لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا مگر اُنھون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ کو چلین جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہو گی وہین ہو جائے گی دوسرے روز بی بی صاحبہ مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئین۔ جب مئو مین پہونچین پٹھان استقبال کو آئے اور وہان سے اُنکی جلو مین ہمراہ ہوے جب وزیر کے لشکر کے قریب پہونچین وہان اپنا پڑاؤ قائم کیا۔ دوسرے روز نول رائے نے شمشیر خان اور دوسرے چیلون کو بلا بھیجا اور باقی رقم کا مطالبہ کیا اور تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا اور شام تک وہ اس اُمید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائے گا۔ اب نول رائے بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ ہزار ہرکارون کے ساتھ رہتے تھے یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے چیلون کے مذکورین وزیر سے نول رائے نے

محمود آباد و سرائے اگھت کی راہ سے دلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کے بعد نولرائے نے قائم خان کے پانچون بھائیون حسین خان۔ اسمٰعیل خان۔ امام خان۔ فخرالدین خان اور کریم داد خان کو طلب کیا اور اُنکے روبرو از راہ مکر اُنکے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد اسکے خود کسی حیلے سے اُٹھا اور ایک معتمد سے یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادون کے واسطے خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مُسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیرون کے آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا کہ میر صاحب کیا کوئی اور موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہ کام آپکے سپرد کیا جائے تعجب ہے کہ آپ سید ہوکر ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے ہتھیار ہمارے پاس اس وقت موجود ہوتے تو تلوار کا لُطف دکھلاتے یہ کہکر پانْون بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان میرے پانْون مین ڈالو۔ بعدازان ان کو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا۔ جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانون کو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول رائے کو قائم خان بنگش کے مُلک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا نولرائے کا پٹھانون کو بڑی فرّلت پہونچانا

نواب وزیر کے حکم سے نولرائے نے قنوج مین قیام اختیار کیا یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریائے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے۔ یہ شہر اس وجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبۂ اودھ و الہ آباد اور ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہے نولرائے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا

اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے یہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ قائم خان کی مان اور اُس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آگئے ہین جب وزیر مئو کے قریب پہونچے تو جو اندیشہ کہ اُنھون نے اپنے دل مین تصور کیا تھا اُسکو بالکل صحیح پایا۔ تمام افغان کیا پیدل کیا سوار سب تیر۔ تبر۔ بان اور بندوق سے مسلح پا پیادہ صفین باندھے کھڑے تھے وزیر اُنسے جنگ کی کوشش نہ کر کے مشرق کی طرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتے چلے گئے یہان تک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوے یہ مقام فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہان وزیر نے پڑاؤ ڈالدیا۔ نول راے شمس آباد سے گذر کر فرخ آباد پہونچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان بوجوہ چند مقام کیا۔ جب اُسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا تو کہا کہ انھین مکانات کے بھروسے پر باون ہزاری بنے تھے قلعہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی نہین ہے اور اسی طرح کے الفاظ تہتک آمیز زبان پر لایا۔ دوسرے روز کوچ کر کے یاقوت گنج مین وزیر سے جاملا۔ جیسے کہ چڑیمار چڑیون کو دام مین لانے کی غرض سے دانہ ڈالتا ہے اُسی طرح وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح کی نعمتین کھلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کر دی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اُسی اُمید مین گذرتا تھا کہ آج ہم بعطاے خلعت و خطاب رخصت کیے جائینگے ان بیچارون کے کئی روز اس اُمید موہوم مین کٹے۔ ایک رات وزیر نے نول راے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اُسنے راے دی کہ چیلون کو پابزنجیر کر کے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف روانہ ہون اور بعد آپکی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اُنکے پانچون بیٹون کو گرفتار کر کے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا وزیر نے اس عرض کو منظور کیا۔ اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان وجعفر خان و مقیم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کر کے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل

نقصان نہوا۔

بی بی صاحبہ والدۂ قائم خان کی رہائی

پٹھانون نے بی بی صاحبہ کی رہائی کے لیے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب راے قدیم ملازم بنگش کو جو دتی سے نول راے سے شناسائی رکھتا تھا نول راے کے پاس روانہ کیا نول راے اور صاحب راے دونون ایک قوم کے تھے اُسنے نول راے کے پاس پہونچکر تھوڑے دنون مین اس قدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی مین بھی آنے جانے لگا اور یہ صحبت شب کو بعد انصرام اُمور منصبی کے رنگ محل مین ہوا کرتی تھی ایک دن صاحب راے نے رخصت کے بارے مین عرضی لکھکر ایک ذراسی جگہ چھوڑکر اپنے ہاتھ مین لیکر رات کو صحبت مے نوشی مین راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی درپیش ہے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت چاہتا ہون اُسنے حکم دیا کہ رخصت کر دین اس طرح حکم لکھا کر رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا اور عرضی مین جو جگہ ذراسی سفید چھوڑی تھی وہان بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کا نام لکھکر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپے بی بی صاحبہ کی طرف سے بطور انعام کے دیے اور پہر بھر رات باقی رہے رتھ پر سوار کرکے روانہ کیا۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دھوکر یہ کام کیا ہے جب صبح کو راجہ نول راے دربار مین بیٹھا داروغہ نے مجرا عرض کرکے وہ عرضی دکھائی راجہ حکم اور دستخط دیکھ کر دریاے حیرت مین ڈوب گیا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہون کہ مغالطہ دیکر دستخط کرالیے ہین تو بدنامی ہے اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے اُسنے اپنی جان سے ہاتھ دھوکر اپنے آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے راجہ نے صاحب راے کو بُلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر آفرین ہے کہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان مین کم ہوتے ہین[۱]۔

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

اس مکان کو نولراے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا۔ خاص نولراے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے اسکے سوا بہت سی فوج بقاءاللہ خان و امیر خان و عطاءاللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و مرزا قدرت علی خان واٸی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کرلیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے[ل] ۔قنوج کے عامل دستاول دانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و مذلت کی منادی کرین ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمس آباد و عطاٸی پور و قائم گنج کے علاقے مین جو بستیان ہین وہان سے جرانہ بھی وصول کیا۔ فقط مئو اس ظلم سے مصئون رہا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوغہ و خٹک و غلزی و درکزٸی و گوجر و خلیل و مہمند بستے تھے یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچائین جو نولراے کے اختیار مین تھین

گیان پرکاش کا مؤلف اس مقام پر نولراے کے دبدبے اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہے کہ راجہ اکبر یار خان کو فرخ آباد مین چھوڑ کر خود قنوج کو گیا معلوم ہوا کہ چورون اور ڈاکوؤن کے خوف نے شہر کے دروازے شام سے بند ہو جاتے ہین راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوٸی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم متصور ہوگا اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر مین چوری ہوٸی تو سخت سزا دون گا۔ جب تک راجہ کا عمل دخل رہا کسی شخص کا ایک پاٸی کا

ل دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

طے کیا اور ملّو پہونچکر ایک بیل گر کر مر گیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحب رائے نے سب لوگونکو خاموش رکھنے کی غرض سے خود نول رائے سے پیشتر سے پوچھا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحب کی رہائی کا دیا ہے جب نول رائے نے انکار کیا تو اُسنے حکم تحریری نکالکر دکھلایا۔ اُس وقت نول رائے نے صاحب رائے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اُس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہے تب نول رائے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلے جاؤ یہ کہکر اُسنے حکم دیا کہ پانسو سوار پٹھانی کو گرفتار کر لانے کے لیے فوراً روانہ ہون یہ سوار نبی گنج و کالی ندی تک گئے مگر اُسکو کہین نہ پایا۔ اب نول رائے نے کل ماجرا وزیر کو لکھ بھیجا مگر اسطرح بناکر لکھا کہ کسی طرح سے اپنے اوپر حرف نہ آئے۔

نول رائے کی حکومت کی سختی سے پٹھانون مین بغاوت کے خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکارون و ملازمون کا ظُلم حد سے گذر گیا یہان تک کہ عاجز آکر افغانون نے مقابلے کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظُلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو مجبوراً آمادۂ جنگ ہونا پڑا۔ صورت اسکی یہ ہے کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو ملازم نول رائے نے اُسکا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا۔ عورت وہ روپیہ اپنے خرچ مین لائی۔ بعد ایک مہینے کے وہ ہندو سوت واپس لایا اور عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہین دے سکتی ہون اور نہ زمانے مین ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جائے۔ اسپر ہندو نے اُسے گالی دی اُسنے بھی جواب ترکی بترکی دیا تب ہندو نے پاؤن سے جوتا اُتار کر اُس غریب عورت کو مارا تب

مگر آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے اُنہے
لکھا ہے کہ ایک رات نول رائے بدمست ہوا اور گو کہ دھرم شاستر کا اُسکو ذرا بھی علم نہ تھا مگر
اُس وقت حالت نشہ مین کچھ مذکور دھرم کا اور کچھ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی
صاحب رائے بھی اُس وقت متوالا بنا اور اِس طرح سے گفتگو کرنے لگا کہ یہ سب صحیح ہے لیکن
جب تک قول اور فعل یکسان نہون تو سب دھرم ہیچ ہے کیونکہ مین دیکھتا ہون تمھارے
سب کام شاستر کے خلاف ہین نول رائے نے جواب دیا کہ مین نے آج تک کوئی کام ایسا نہین کیا
جو شاستر کے خلاف ہو صاحب رائے نے کہا کہ اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہے اور
کس مُنی یا رِشی کا قول ہے کہ بیگناہ بیوہ عورت پر ظُلم روا ہے اگر کوئی اشلوک شاستر کا تم کو
معلوم ہے تو سُناؤ۔ نول رائے نے جواب دیا کہ مین نے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہے
صاحب رائے نے موقع دیکھ کر کہا کہ مین نے ایک پٹھانی کو قید مین دیکھا ہے اور لوگ کہتے
ہین کہ اُس کا کچھ بھی قصور نہین ہے پھر یہ ظُلم نہین تو کیا ہے اب جو تم دھرم کی باتین کرتے ہو
سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جائے کہ اُسنے قصور بھی کیا ہے لیکن ابتو تمام مُلک تمھارے قبضے
مین ہے اور تمنے امن بھی قائم کر لیا ہے پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہے
صاحب رائے کی یہ تقریر نول رائے کو معقول معلوم ہوئی اُس وقت آدھی رات تھی اُس نے
صاحب رائے سے کہا اچھا تم جاکر اُسکو چھوڑ دو صاحب رائے نے کہا کہ بغیر تمھارے تحریری حکم کے
سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے۔ فوراً نول رائے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر اپنی مہر ثبت کرکے
صاحب رائے کے حوالے کیا صاحب رائے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہیون کو حکم دکھلایا اور
انکو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہان سے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتھ پر سوار ہوکر
جلدی یہان سے روانہ ہو اُنھون نے اِس قدر جلدی کی کہ اکسٹھ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین

لیکن آدمیون کے ہجوم کی وجہ سے کبھی تنہائی میسّر نہ آئی کہ عرض کر سکتا آپ اُن سے عرض کرکے اجازت لیدیں۔ شاہ حمزہ صاحب نے اپنے والد کی خدمت مین احمد خان کا پیام بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ صبح کو آئیے اور کچھ تبرک بھی یہان کھایئے چنانچہ دوسرے دن احمد خان بڑے سویرے پہونچا۔ شاہ حمزہ صاحب کے والد اُسکو دیوان خانے مین لیگئے اور کئی قسم کے کھانے دیے اور اُسکے حال پر بہت مہربانی فرمائی احمد خان نے کھانے سے فارغ ہوکر عرض کیا کہ آپ ایسی تدبیر کرین کہ میرا بھائی قائم خان باقی نرہے تاکہ باپ کا قائم مقام مین ہوجاؤن شاہ صاحب ہنسے اور کہا کہ تم لوگ پٹھانون کے فرقے سے ہو جن کا کام گایون کا ذبح کرنا آدمیون کو مارنا اور قتل کرنا ہے فقیرون کو بھی تم مردم کشی کی تعلیم کرتے ہو تمھارے بھائی بیس کے قریب ہین اور خدا کے فضل سے وہ سب صاحب لیاقت وشجاع وسخی ہین اگر قائم خان مر بھی گیا تاہم مسند فرمانروائی تم کو کیسے پہونچ سکتی ہے احمد خان بہت عجز وزاری کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مین سواے آپکی ذات بابرکات کے دونون جہان مین کوئی وسیلہ نہین رکھتا میری ارادت سچّی ہے۔ اس خاندان کا غلام ہون شاہ حمزہ صاحب بھی احمد خان کی حمایت مین کھڑے ہوگئے اور سفارش کرنے لگے اُس وقت اُنکے والد بزرگوار نے ارشاد کیا کہ تمھارے مُریم شیخ عاقل نے ترک دُنیا کی ہے ہمارا مرید ہوگیا ہے اُسکو تربیت کرینگے تکمیل مراتب کے بعد اُسکے سپرد تمھارا کام کیا جائے گا وہ تمھارے مقاصد کی اصلاح کریگا خاطر جمع رکھو شاہ صاحب نے اس شیخ عاقل کو اسرار اللہ کا لقب عطا کیا تھا۔ احمد خان اس جواب سے خوش ہوا اور سر شاہ صاحب کے قدمون پر رکھدیا بعد اسکے باہر آیا شاہ صاحب سے کہنے لگا کہ اب مجکو یقین آیا کہ میری آرزوے دلی بر آئے گی اس وقت احمد خان کی عمر سولہ یا سترہ برس کی تھی نواب محمد خان نے انتقال کیا تو قائم خان نے مسند نشین ہوکر احمد خان کو قید کرنا چاہا وہ بھاگ کر دلی مین نواب

وہ عورت سرا ور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی۔ اور کہنے لگی کاش محمد احمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تمپر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمھارے کیے کچھ نہین ہوتا کہ نوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہ ماجرا سُنا ان کو تاب نرہی اور رُستم خان ایک متمول آفریدی اور دوسرے افغان جو شہر کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کیا کہ اب ہم سے نولراے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا کہ آخر صلاح کیا ہے تب اُنھون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ایک بیٹے کو ہم پر سردار کرین تو ہم نولراے سے جنگ کرین اُس نے جواب دیا کہ یہ خیال اپنے دل سے دور کر دین تمکو کیسے لڑاؤن میرے پانچ بیٹے توالہ آباد کے قلعہ مین ہین اور شاہ خاص چیلے دہلی مین مقید ہین۔ جب رُستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہین کرتین تو اُسنے دوسری تدبیر سوچی

نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بنگش کی مسند نشینی اور نول راے سے جنگ کی تیاری

احمد خان نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا دوسرا بیٹا تھا۔ جب وزیر بعد ضبطی ریاست فرخ آباد کے دہلی کو واپس آئے تو اُس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشۂ عافیت مین سکونت اختیار کی یہ مکان فرخ آباد مین واقع ہے اس وقت اُسے صرف اس قدر مقدرت تھی کہ اُس کی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے۔

کشف الاستار مین شاہ حمزہ صاحب کہتے ہین کہ ایک دن احمد خان خلف نواب محمد خان بنگش اُن سے کہنے لگا کہ مین ایک آرزو جناب اقدس (شاہ حمزہ صاحب کے والد) سے رکھتا ہون

اُسکے مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لیے ہوے عین دوپہر کے وقت پہونچے
اُنکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہو کر پوچھا کہ اس وقت کس ضرورت سے آئے ہو اُنھون نے
نول راے کے جاسوسون کے خوف سے کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے جواب دیا
کہ ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہین نواب نے اُنکے واسطے کھانا تیار کرنے کا
حکم دیا بعد اسکے افغانون نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھ کہا چاہتے ہین۔ دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کر دیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہ سب زنانے مکان مین تھے اور زنجیر
اندر سے بند تھی۔ پانچ چھ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ آخر الامر یہ معلوم ہوا کہ نواب نے اُن سے کہا
کہ مجھے تمپر اعتبار نہین ہے جیسے تمنے قائم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا تھا ویسے ہی
میرا ساتھ بھی چھوڑ دوگے اُنھون نے عہد کیا کہ ہرگز ہم سے ایسا نہوگا اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ
ہم کسی حال مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے۔ نواب نے اُن سے
قسم چاہی اُنھون نے قرآن مجید کی قسم کھاکر کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے
قریب غروب پٹھان رخصت ہوے اور کہا کہ ہم کو کل مئو پہونچنا ضرور ہے دن بہت کم ہے اور
سودا سُلف کرنا ہے وہان سے تر پولیا بازار کو پہونچے جو جو شے جس جس کو مطلوب تھی خریدی
نول راے کے جاسوسون اور سپاہیون نے اُنھین روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو اُنھون نے
جواب دیا ہم بازار سے کپڑا خریدنے آئے ہین یہ سب رُستم خان اور دوسرے پٹھان تھے۔
یہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنے حسب منشا اُس سے عہد و پیمان کرکے مئو کو واپس
آئے تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہ پیام لایا
کہ بی بی صاحبہ نے آپکو بلایا ہے احمد خان مئو کو چلا وہان پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور نذر گذرانی شاید اس سبب مین بی بی صاحبہ سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی باوجود یکہ احمد خان مفلس تھا مگر رستم خان اور

ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے پاس چلا گیا اور شاہ حمزہ صاحب کے بھائی بندون کے توسط
سے نواب موصوف سے ملکر سالیانہ وغیرہ حاصل کیا۔ نواب صفدر جنگ نے اُسکو فرخ آباد
کی ریاست کا اُمیدوار بھی کیا آخر کار قائم خان نے احمد خان کے لیے ایک اچھی جاگیر اپنی ریاست
مین مقرر کرکے اُسکی سند دکی مین اُس کے پاس بھیجی اور بلایا۔ اس وقت احمد خان کے پانون
رہ گئے تھے اسلیے وطن کو لوٹ جانا مُناسب سمجھا۔ سفر کے دوران مین یاقوت گنج پہونچا یہان
سے ایک نیازنامہ اپنی حالت زبون کے بیان مین شاہ حمزہ صاحب کے والد کی خدمت مین
مارہرے کو بھیجا اور شاہ حمزہ صاحب کے واسطے شاہ نامہ با تصویر اور دوسری تصویرین بطور تحفے
کے ارسال کین۔ انھون شاہ اسرار اللہ یاقوت گنج مین رہتے تھے جو احمد خان کے ندیم قدیم تھے
احمد خان ان سے ملکر رویا کہ تم عبث میرے احوال کی اصلاح کے لیے دردسری کر رہے ہو مین کام
سے جاتا رہا اب زندگی وبال ہے چند روز اس تکلیف سے دُنیا مین بسر ہونگے۔ صبح کے وقت احمد خان
شاہ موصوف کو ساتھ لیکر یاقوت گنج سے روانہ ہوا اور قصبۂ بدواین مین مقام کیا شاہ اسرار اللہ
عصر کے وقت وضو کے واسطے چھت پر چڑھتے تھے کہ تلے آپڑے سینے مین سخت ضرب آئی اور
مرگئے احمد خان بہت رویا اور انکی لاش کو پالکی مین رکھوا کر یاقوت گنج کو بھیجدیا اور شاہ حمزہ صاحب
کے والد کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جس درویش کو میرے واسطے
دعا کے لیے مقرر کیا تھا وہ بھی عالم آخرت کو سدھارا۔ میرے تمام بھائی مسلط اور تندرست ہین
اور مین لنگڑا اور مُفلس ہون۔ شاہ صاحب نے جواب مین تشفی آمیز کلمات تحریر کیا اور
مسند نشینی فرخ آباد کی مبارکباد دی اور خط مین مثنوی روم کا یہ شعر لکھ بھیجا ؎

بعد نومیدی بسے امیدہاست
در پس ظُلمت بسے خورشیدہاست

اٰروِن صاحب تاریخ فرخ آباد مین کہتے ہین کہ جولائی ۱۷۵۰ء مین پندرہ جوان مئو سے

پہونچی جو پرگنہ گوراولی ضلع مین پوری مین کالی ندی کے اُس طرف مقیم تھا اور صفدر جنگ
اُس کو نول رائے کی نیابت مین بیس ہزار سوارون کے ساتھ مقرر کر گئے تھے۔ تو اُس نے وہان
سے کوچ کر کے علی گنج مین جو مؤسے چھ سات کوس کے فاصلے پر ہے پڑاؤ ڈالا۔ ایک بنگش سردار
فتح امور خان نامی صفدر جنگ کی سرکار مین چار سو سوارون کی افسری پر مقرر تھا اور
اکبر یار خان کے ساتھ متعین تھا رستم خان نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے
کے لیے ایک خط اِس مضمون کا فتح امور خان کے نام لکھا کہ آپکے اِس ارشاد کے بموجب کہ
تم تیار ہو جاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور دریا کرا کے لاتا ہون اس طرف سے مین اور
اُدھر سے تم اُنکو گھیر کر پکڑ لو" سب انتظام درست کر لیا ہے جس وقت آپ لکھین سوار ہو کر
پہونچون۔ اور اکبر یار خان کو گھیر لون۔ رُستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اُس کو
ہدایت کر دی کہ اکبر یار خان کے کیمپ مین پہونچکر اُنکی ڈیوڑھی پر فتح امور خان کا خیمہ
دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط لیکر وہان پہونچا اور اکبر یار خان کی ڈیوڑھی پر فتح امور خان
کا خیمہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہرکارون نے خط اُس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھایا
اُس نے دل مین سمجھا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا اور اُسی وقت چرکی کے ہاتھی پر سوار ہو کر گوراولی
کی طرف چلا گیا۔ فتح امور خان نے اس بات سے تعجب کیا اور آدمی بھیج کر اُس سے دریافت کیا
کہ اس طرح یکایک کہان جاتے ہوا ور اپنی روانگی کے ارادے سے مجکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان
نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہو کر میرے پاس جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب
لایا تو فتح امور خان نے روانہ ہو کر اُس سے ملاقات کی اُسنے خط دکھایا اور کہا کہ پڑھو فتح امور خان
نے پڑھکر ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا کہ زرگری ہے مین نمکحرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے
کیون روانہ ہوے اب آپ لوٹ چلیے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجھسے چار کوس پیچھے رہیے۔

دوسرے پٹھانون کی رائے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا۔ اس وقت تمام پٹھان اسپر متفق ہوئے تھے کہ نول رائے پر حملہ کیا جائے صرف اس قدر دقت تھی کہ ان غریبون کے پاس روپیہ نہ تھا۔ رُستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست واپس ملے اُس مین سے نصف حصّہ مجھے ملے یہ روپیہ بحسب ضرورت اُنکے بھائیون اور تمندارونین تقسیم ہوا۔ دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض اسکے احمد خان نے رُستم خان کو سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا۔ موضع قائم گنج کے متصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گھسا نامی کورمی نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی دی جائیگی اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سولہ میل پر تھا لوٹ لائے یہان ستر توڑے روپون کے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان نے جلولی کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھ ہزار کے فوج مجتمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے۔ بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین گھسا کورمی شمس آباد کے تھانے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ شمس آباد مئو سے پانچ چھ میل سمت مشرق واقع ہے۔ اس روز لوگون نے جو خاص اس واسطے مقرر ہوے تھے نول رائے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اُنکے ملازمون کو بھگا دیا آمادگی سے نو روز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہایت احتیاج ہو تیسرے فاقے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے اور جسکے پاس کچھ موجود ہو وہ کچھ نہ لے اب قریب بارہ سو سوار اور بارہ ہزار پیادون کے مجتمع ہوگئے۔ جب یہ خبر اکبر یار خان کو

آتا ہون جب تک مین پہونچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا
کہ اگر ان جانورون یعنی افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب
گردن مین پتھر باندھکر ندی مین ڈبادیئے جائینگے یہان تک کہ اُن کا تخم سرزمین ہند مین
باقی نرہے۔ نولراے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاؤ کے گرد خندق کھدوائی اور خندق پر توپین
لگادین اور سب کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی
منادی کر دین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا تو وزیر و راجہ کے عتاب مین
پڑے گا اِس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق کی سمت کوچ کا حکم دیا
اُسکی ذاتی فوج اُس کے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اُس وقت صرف پندرہ سال
کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان وخانسامان خان وجمال خان وبہادر خان ومحمد ماہ خان
وباز خان دائی پوری وروشن خان وکھن خان وعبدالرحیم خان وابراہیم خان کشمیری
ومرزا انور بیگ کے تحت مین تھی۔ اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ
تھے۔ یعنی حاجی سرفراز خان۔ ورن مست خان وسرمست خان ونامدار خان کلان ونامدار خان خرد
وشیر دل خان وناہر دل خان وجواہر خان وحافظ اللہ خان وصلابت خان وباز خان وپہاڑ خان
اور پانچ بیٹے شمشیر خان کے اور دو بیٹے مقیم خان کے وعثمان خان ولد اسلام خان ومہتاب خان
ودلاور خان۔ جنوبی افغانون نے نولراے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا یہ پڑاؤ
راجپور کی پختہ سڑک پر خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال ومغرب مین واقع ہے۔ نولراے کی
کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ء کو
فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر بیگ خان جو وزیر کا ہمزلف تھا و اسمٰعیل بیگ کابلی
جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار اور اُن کا چیلہ مشہور تھا۔ اور راجہ دیبی دت فوجدار کوئل اور

اکبر یار خان کے دل مین ایسا خوف جم گیا تھا کہ نہین لوٹا۔ اور اُسی طرح کورا دلی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سُنی تو دو ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ گھاس کوری پہ دھاوا کر کے تمام بازار لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تھا لوٹ لیا اور وہان سے شمس آباد کو آیا۔

نواب احمد خان نے موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ۔ روز مین پٹھان فرخ آباد پہونچے بھادون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بم ٹیلہ پر جسنے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا حملہ کرنا چاہیے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اس اُلجھاؤ مین نہ پڑو جب تک نولرائے کو نہ فتح کر لو پھر کوچ کر کے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خدا گنج و قتل نول راے

پٹھانون کے سر اُٹھانے سے تھوڑے ہی دنون بعد نولرائے کو خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر آمادہ ہوے ہین اور تمھارے سب تھانے لوٹ لیے ہین نول راے نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگا کہ ان نان بزدن اور کونجڑون کو مع اُنکی عورتون کے برہنہ کر کے سب کو ہاتھی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے قنوج سے مغرب کی جانب کو کوچ کیا۔ اُسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپین تھین اُسنے حتے المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اُس ندی کو اُتر کر اُس کے بائین کنارے پر خدا گنج مین پڑاؤ ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب و مشرق کی طرف بفاصلۂ ۱ میل اور قنوج سے شمال و مغرب کی طرف بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ نولرائے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کو تمام حال لکھا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم پہونچا کہ مین خود

فوج کے آگے ہولیا اور نہایت ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ لیچلا تاکہ
گھوڑون کی ٹاپون کی آواز دشمن کے کان تک نہ پہونچے۔ اس صورت سے نولرائے کی فوج
کے سامنے کا رُخ چھوڑکر ٹھیک اُسکے عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی
متعین تھے جا پہونچے۔ قصبۂ خداگنج سے ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود دو موضعون
کھتیا و گنگنی کے یہ پڑاؤ واقع تھا۔ طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے
کہا کہ دیکھو تو یہان سید ہین اور سیدون نے آواز سُنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ پٹھان حملے کے ارادے سے آئے ہین یہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا اور
دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین۔ لشکر مین منادی ہوگئی کہ
افغان ایک جانب سے گھس آئے ہین پانی اس قدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز
سمجھ مین نہ آتی تھی اور تاریکی اس قدر تھی کہ دوست و دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا توپین
فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی جس سمت کو لگی ہوئی تھین اُس طرف سر کردی
گئین۔ سیدون نے اول حملے مین پٹھانون کو ہٹا دیا۔ پٹھان کچھ دور بھاگ گئے۔ تو احمد خان
نے اُنکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے لائے ہو کہ مین تمکو نامردون کی طرح بھاگتے
دیکھون کل تمھاری عورتین بےآبرو کی جائینگی اور تم برہنہ کیے جاؤگے یہ کہکر اُسنے اپنا چھرا
نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اس مقام سے واپس جانا پسند نہ کرتا تھا۔ مگر
رستم خان وغیرہ مانع ہوے تب اُسنے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو اپنے
گھوڑون پر سے اُتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تاکہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو
رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون پر سے اتر پڑے۔ ظاہر ہے کہ جب سوار میدانِ جنگ
مین گھوڑے سے اُتر تا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے کیونکہ اُس وقت بھاگنے کے ارادے

محمد علی خان ولد پائندہ خان اکوزئی کے روانہ کی۔ جوکہ اسمٰعیل بیگ کو راجہ سے دلی بغض تھا اسلیے اُسنے پہونچنے مین تساہل کیا جب جسونت سنگھ راجہ مین پوری نے سُناکہ یہ فوج سکیٹ پہونچی تو اُسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ یہ فوج عنقریب مین پوری پہونچے گی اگر اسکے پہونچنے سے قبل تمنے نولراے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا۔ صاحب راے نولراے کے کیمپ مین موجود تھا احمد خان کے ہرکارے خفیہ اُس کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اُسنے بھی ایک پرچے پر یہ شعر لکھکر احمد خان کو بھیجدیا۔

اے مہ خورشید لقا زود بیا زود بیا دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا

یہ خبر سُنتے ہی نواب احمد خان نے رُستم خان وسردار خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ یہ ماجرا ہے اور اب تمھاری صلاح کیا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین نواب نے کہا کہ کل تائید الٰہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہوجائے۔ گُل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تھا فقیری بھیس کرکے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا یہان اُسنے دیکھا کہ سب طرف توپین چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جس طرف حملہ کیا جائے۔ صرف ایک طرف خندق پر بلہرے کے سید متعین کیے گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھین یہ پڑاؤ کی پشت تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تھا گُل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے مین تین کوس کا چکر پڑے گا۔ لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہان تک آپکو ضرور پہونچا دونگا۔ ۹ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹہ بعد اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا۔ رُستم خان اُسکی بائین جانب تھا مینہ بشدت برس رہا تھا گُل میان

یہان سرداران فوج کھڑے ہین۔ الغوزہ بجنے کی آواز توسب نے سُنی مگر اُس کا کہنا کوئی سمجھا
محمد خان کے بھائی نے جو حال مین افغانستان سے آیا تھا اُس جملے کا ترجمہ کر کے اپنے ساتھیون کو
سُنایا۔ محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے
کہا کہ باڑھ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہو گئے مگر باقی آگے بڑھے جب نولرائے کے فیلبان
نے دیکھا کہ لڑائی سخت ہے تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتھی چالیس فرسنگ چلنے کا دم رکھتا ہے اگر
حکم ہو تو یہان سے نکال لیچلون۔ نولرائے نے اُسکی کمر پر لات ماری اور کہا کہ ہاتھی بڑھا جنگو
لڑائی سخت ہے ہو۔ ہاتھی بان نے ہاتھی بڑھایا اُس وقت نولرائے نے گالی دیکر کہا اے کونجڑو
مین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ تم مین سے اس مُلک مین ایک بھی باقی نرہیگا یہ کہکر
اُسنے تیر مارا جو محمد خان کے سینے مین لگا۔ محمد خان نے تیر کو ہاتھ مین لیکر کہا اے تیر تو کس نامرد
کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھ مین کچھ بھی زور نہ تھا نولرائے نے یہ سُن کر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے
پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کی گردن مین لگا جو گھوڑے سے گر گیا اُس وقت ہارے کے
ایک سیّد محمد صالح نام کے نولرائے سے کہا مین نہ کہتا تھا کہ پٹھان دھوکا دینگے ان پر ذرا رحم
نکرنا چاہیے اب جہان تک ممکن ہو اُنھین خوب دُرست کیا جائے وہ اس لفظ پر پہونچا تھا کہ محمد خان
کے والد کے ایک غلام نے اُسپر بندوق چلائی گولی پیشانی پر لگی اور وہ حوضے مین سرنگون ہو گیا
اُس وقت ایک پٹھان آفریدی نے نولرائے کے گولی لگائی کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر پٹھانون نے دشمن کو
تلوار پر رکھ لیا اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا۔ نولرائے کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو
مُردہ پایا اُسنے ہاتھی کو ہانکا اور کالی ندی پیر لے گیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے
نولرائے کے ہاتھی کو نہ دیکھا اُنکے دل مین خیال گذرا کہ یہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار
یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً کل فوج نے پیٹھ پھیر دی ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا

بالکل منقطع کرکے سربکف ہو کر لڑتا ہے۔ پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور ڈھال تلوار لیکر گھس پڑے کچھ سید تو مارے گئے باقی فرار ہوے اور راستہ کھل گیا تب سب افغان اندر گھس آئے اور نولراے کے سراچے کے پاس جا پہونچے یہان فوج بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج حفاظت کے واسطے جابجا منقسم تھی۔ قاصد نے نول راے کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آئے ہین اور آپ کے سراچے کے قریب ہتھیار چل رہے ہین چونکہ نولراے بغیر پوجا کیے کبھی نہ نکلتا تھا یہ خبر سُنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ مضائقہ نہین مین اُن کُنجڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھکر لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا اے بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آپہونچے ہین۔ یہ سُن کر نولراے مسلح ہوا اور اُن دونون ہاتھیون مین سے جو اُسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا اُن ہاتھیون پر شب و روز زرنگار نقرئی حوضہ کسا جاتا تھا اور حوضے مین دو کمانین اور ترکش تیرون سے بھرے ہوے لگے رہتے تھے نولراے نے دو تیر ایک ساتھ چلّے مین رکھ کر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر "مار موے سالے کونجڑون کو" چلائے۔

۱۰ رمضان کو بروز جمعہ علے الصباح لڑائی خوب ہو رہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تھا اور اُسکی حفاظت کو پٹھان ڈھال تلوار سے کھڑے تھے تاکہ کوئی تیر یا گولی اُس کے نہ لگے پچاس ساٹھ کہار پالکی کے ساتھ تھے اُن مین سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار پیدل کے اُس جگہ آپہونچے جہان نولراے بہراہی تین چار سو جوان و چھ سات ہاتھیون کے ہاتھی پر سوار کھڑا تھا اِس تھوڑی جمعیت کا کچھ خیال نکرکے نول راے کی تلاش مین بڑھے وہ چند قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے الغوزے کے اندر پشتو زبان مین کہا اے کافر کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پائے۔

پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو لاٹھیون کے ہولے سے گرادیا اس صورت سے
اُسکی جان بچی۔ رمضانی چپکر اسے نواب احمد خان کے ایک بڑے خدمتگار کا بیٹا تھا اُس
وقت نواب کی پالکی پکڑے ہوے ساتھ موجود تھا نواب نے اُسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہولے
گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا مگر اُسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لے گیا۔
اَب لُوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوا ہاتھیون اور توپون اور خیمون اور طبل جنگی
کے جو شے جس کے ہاتھ آئے وہ اُس کا مالک ہے مال غنیمت اس قدر ہاتھ آیا کہ بعض بعض کو
ایک ایک لاکھ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نولراے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے
بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے۔ مصنف بتصرۃ الناظرین نے
فقط بلگرام کے سیّد و شیخ کے ۳۰ ۔ بڑے عہدہ دارون کے نام گنولے ہین جو جنگ مین کام
آئے۔ نواب بقاء اللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تھا ۹ رمضان ۱۱۶۳ ہجری کو کن پور
سے روانہ ہوا کن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے اس رات وہ قنوج رہا
اور دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوے جب نولراے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ
ایک بیک مفرورین انبوہ انبوہ پہونچنا شروع ہوے۔ راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا
تھا اول اُسنے کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقاء اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام
کیا مگر یہ خیال کرکے کہ پاس فوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ راجہ کی
مستورات و بچون کو کہین لیجائے ان سب کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جس قدر
ہاتھی گھوڑے واسباب وغیرہ مل سکا اُنکو ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا۔ مفرورین بھی اُسکے ساتھ ہوے
ان مین پرتاب سنگھ و حسن علی خان بھی تھے جو دونون زخمی تھے راستے مین جو ممکن تھا بہیر
سے ہمراہ لیا۔ روز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۳۔ اگست ۱۷۵۰ء کو وہ

شروع کیا۔ جو شناوری مین مشتاق تھے یا جو گھوڑے پر اچھا بیٹھ سکتے تھے وہ تو ندی بیر نکلے اور جو شناوری سے نا آشنا تھے یا اچھے سوار نہ تھے وہ دریا مین ڈوبے یہ فتح افغانون کی نولراے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل مگر دشمن کی ہزیمت کے بعد محمد خان اتفاق سے صرافون کے خیمون کی طرف جا نکلا ایک چھوٹے سے خیمے مین چند موٹے موٹے بنیے چوپڑ کھیل رہے تھے اُنھون نے اُسکو نولراے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچھنے لگے بتاؤ تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی۔ اُس نے جواب دیا کہ نولراے مارا گیا اور دُور تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال مین غرق ہو اُنھون نے جو خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہو گیا اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آ پہونچے اور چاہا کہ اُنکو قتل کر ڈالین یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس روپون اور اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کیے دیتے ہین ہم کو کیون مارتے ہو۔ نواب صفدر جنگ کی رعایا تھے اب نواب احمد خان کی رعایا ہین۔ پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیے لین پھر ان کو قتل کر ڈالین مگر محمد خان نے اُنکو اس ارادے سے باز رکھا جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اُسنے اُس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اُسنے رُستم خان کو اطلاع دی چنانچہ رُستم خان نے تین سو جوان اُس روپے کے لانے کے واسطے بھیجدیے ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی اس عرصے مین نولراے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کار حوضہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین مگر اُسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب لیجاکر فتح کی مبارکباد دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہو جیے۔

تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوے تھے۔ جو مالیت
کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے لے آیا تھا اُس سے تمام عمر بہ عیش گذر گئی
اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑمرا۔ نواب احمد خان
بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی مان کو مئو سے بلوا
بھیجا اور نذر گذرانی۔ اور ۳۳ محال کے تھانون پر اپنے آدمی متعین کیے اور جو کچھ ضبط کیا تھا
سب قنوج سے منگوا بھیجا۔

قائم گنج کے ایک بھاٹ مسمے بھبوتی نے اس موقع پر ایک گیت بنا کر سُنایا جس پر نواب
احمد خان نے خوش ہو کر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا۔ وہ گیت یہ ہے۔

عجب وہ صاحب قدرت ہے جسنے جگ سنوارا ہے ۔۔۔ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
کھڑا باندھا کمر کس کر غنیم او پر لیے لشکر ۔۔۔ لگے اُسکے عجب چکرّ غروری کا خمارا ہے
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو ۔۔۔ نول سے مرد غازی کو پہونچ گولی سے مارا ہے
نول ہوے سے مکھ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا ۔۔۔ قبائل بھی کہین چھوڑا نہ سر چیرا سنبھارا ہے
چلین توبین دھڑا دھڑ سے ہکلے بھی تڑا تڑ سے ۔۔۔ شترنالین تڑا تڑ سے تہور کا پہاڑا ہے
چلین تیرین سناسن سے چلین گولی مناسن سے ۔۔۔ کٹین بکتر جھناجھن سے پڑی تلوار دھارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا ۔۔۔ یہی ہے مئو کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑھائی

افغانون کی آمادگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی دنون مین دلّی پہونچی۔ صفدر جنگ نے
بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قائم خان بنگش مُلک و پرگنات کی آبادی
مین خلل انداز ہوتا ہے اگر چند روز اسی طرح رہے گا تو اُسکا مقابلہ مشکل ہو جائیگا۔ بادشاہ نے

محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ دوسرے روز جاجمئو مین پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مشرق چھ یا سات میل گنگا کے کنارے پر واقع ہے نول رائے کی لاش کو صندل کی لکڑیون مین گنگا کے کنارے جلادیا نول رائے کے مارے جانے کی تاریخ ایک شخص نے "اے نول سرخ روٗ" سے نکال لی ؎

روان کرد خون یلان جو بجو　　ادا کرد حق نمک مو بمو
ز یزدان رسید ندحور و ملک　　بیار و بر و اے نول سرخ رو

۱۴ رمضان مطابق ۲۔ اگست کو کانپور پہونچے یہ کوڑے سے پانچ کوس ہے یہان سے راجہ ستوفی کے گھر بار کو لکھنؤ بھیجدیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا۔

فتح سے دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہو گئی اس مین صاحبزادے اور چیلے اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور ہشیار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے۔ جب بم ٹیلون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہو کر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑ کر اپنے اپنے گانون کو بھاگ گئے۔ جنگ کے بعد احمد خان نے بھورے خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو بندوقچیون کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور اُس کو حکم دیا کہ نول رائے کے رنگ محل پر جا کر قبضہ کرلے اور وہان کی ہر چیز کی حفاظت کرے اس حکم کی تعمیل حرف بہ حرف کی گئی۔ یہان لاکھون روپے نقد تھے اور غلہ با فراط تھا۔ رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے چند روز بعد میرا باپ دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہان کے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا اس وقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا مگر روپے اور اشرفیون کے توڑے جا بجا پھیلے ہوے تھے یہان زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکھٹون مین سونے چاندی کے پتر چڑھے تھے۔ ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اُس پر مخمل کے تکیے دھرے ہوے

نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو فتح نصیب نہوتی۔ یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارے اور تکیے پر سر رکھ کر بیہوش ہو گئے جب وزیر نے تکیے سے سر اُٹھایا اور اُن کو غش سے افاقہ ہوا تو ایک منشی کو بلایا اور حکم دیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ اس حکم کے صادر ہوتے ہی محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سے قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کر کے سر اُن کے میرے پاس بھیجدو۔ بموجب حکم وزیر کے قلعہ دار الہ آباد مع چند جوانون کے قیدیون کے پاس بارادۂ معلوم گیا۔ جس وقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے قلعدار سے مخاطب ہو کر کہا کہ بعد وفات قائم خان کے مین منتخب ہو کر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان بیچارون کا کیا قصور ہے اسلیے وزیر کو اس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی ان کا قتل ملتوی رکھو قلعہ دار نے ایک نہ سنی آخر جلاد اُنکی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین بمقابلے اپنے دوسرے بھائیون کے پیش دستی چاہتا تھا۔ غرض سب کے سب قتل ہو کر قلعہ مین مدفون ہوے جس وقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہونچا تاریخ ۲۰ رمضان ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۱۲۔ اگست ۱۷۵۰ء کو اُسنے زین العابدین خان داروغۂ محبس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ۔ زین العابدین پالکی لیکر محبس مین گیا اور کہا کہ شمشیر خان وزیر کے پاس سے تمھاری تبدیلِ جاے کا حکم آیا ہے اسلیے مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا کہ مین خوب جانتا ہون جہان ہمین پہونچانے کا حکم ہے خیر چاہو کو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کر کے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لون۔ زین العابدین خان شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم سے

عرض سُن کر وزیر کو باغیون کی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار سوار
و توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۱۲ شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۶ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء کو
دلّی سے کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اُترکر اپنی تیاری مین مصروف ہوے۔ ۲۷ و ۲۸ شعبان کو
اُنھون نے کچھ فوج نصیر الدین حیدر اور اسمعیل بیگ خان چیلے کے زیر حکم نولراے کی کمک کو
روانہ کی۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء کو وزیر نے
دلّی مین واپس آکر بار دیگر بادشاہ سے رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان اور
میر نظامی اور میر بقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل
وغیرہ اُمرا اور دوسری فوج بادشاہی اُنکی مدد پر مقرر ہوئی اور بروقت رُخصت وزیر کو سپر اور
شمشیر اور پھولون کا ہار مرحمت ہوا۔ اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عنایت
ہوا۔ وزیر نے بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور راو گھاسٹیرہ کو بجمعیت دو ہزار سوارون کے
اپنے شامل کیا اور سورج مل بن بدن سنگھ جاٹ والی بھرت پور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے
طلب کیا اور یہ بھی لکھا کہ میری اِس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین سورج مل
سہاور کے مقام پر تھا اُسنے باپ سے اجازت چاہی بدن سنگھ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب
نواب جانے کا مضائقہ نہین مگر بنظر دور اندیشی ہوشیار رہنا چاہیے اور مسلمانون کے قول پر
اعتماد نکرنا چاہیے۔ سورج مل پندرہ ہزار سوارون کی جمعیت سے مدد کے لیے روانہ ہوا۔ وزیر
کی فوج پر سرداران مفصلۂ ذیل حکمران تھے۔ نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغۂ نزول
شیر جنگ۔ مرزا محمد علی خان کوچک عیسے بیگ خان چیلہ۔ آغا محمد باقر یمنی۔ مرزا مشہدی بیگ
اور نعیم خان دلّی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل آئے تھے کہ اُنھون نے نولراے کی
شکست کی خبر سُنی۔ وزیر کو سُنتے ہی کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگے۔ افسوس اِس خود بین دائم الخمر

ایک ہاتھی ضرب یین سر تن سے جُدا کر دیا۔ لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبے کی طرف دس قدم چلکر
کھڑی ہوگئی۔ انگلیان دونون ہاتھ کی ابتک دانہاے تسبیح پر جنبش کرتی تھین یہ حالت
دیکھ کر مغل اُسکی طرف متعجبانہ بڑھا اور پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ خان صاحب تم بیشک شہید ہوئے
جو ہین یہ الفاظ اُسنے زبان سے نکلے لاش اُسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہ حالت
دیکھ کر زار زار رونے لگا اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ملعون تونے کس شخص کو
میرے ہاتھ سے قتل کردایا۔ اور پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑ کر اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو بھاگ گیا۔

شمشیر خان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہے۔ ؎

خنجر دست عدو گوہر جانش سے سُفت — چُو راز گیسوے خود خاک رہش را مے رفت
سال تاریخ وفاتش زخرد بر جُستم — ہاتفے صاحب شمشیر بہادر مے گفت

مفتاح التواریخ مین یہ تاریخ راجہ پرتھی پت کے واقعہ کی لکھی ہے اور کہا ہے کہ وہ
صفدر جنگ کے ایماسے ۱۱۶۳ہجری مین مارا گیا۔ مگر ہمنے اُس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے
بہتر جانا کئی وجہ سے ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اُسکے مادے مین آیا ہے اور وہ شمشیر خان کیلیے
مناسب ہے اور پرتھی پت کی اِس مین کوئی بھی رعایت نہین۔ دوسرے ۱۱۶۴ہجری
مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانون پر مرہٹون کی امداد سے حملہ کیا تھا تو اِس یورش
کے درمیان مین راجہ مارا گیا تھا اور راجہ جمادی الاولے ۱۱۶۴ہجری مطابق اپریل
۱۷۵۱ء تک تو احمد خان کے ساتھ رہا البتہ شمشیر خان ۱۱۶۳ہجری مین شہید ہوا تھا۔
جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوین مین ڈلوا کر کنوان پتھرون سے پٹوا دیا۔
وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین پڑاو ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا
نصیر الدین حیدر اور اسمعیل بیگ خان جو راجہ نول راے کی کمک کے واسطے بھیجے گئے تھے۔

مجبور تھا۔ شمشیر خان کو چھوڑ کر باقی چارون کو پالکی مین بٹھا کرلے گیا۔ جب یہ مقتل مین پہونچے جلاد نے بڑھکر چارون کے سر تن سے جُدا کر دیئے۔ اس عرصے مین شمشیر خان نے نہا دھو کر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی اور اپنے جنازے کی نماز پڑھکر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پر سوار ہوکر تشریف لے چلیے تب اُس نے قرآن مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالے کیا اور پچاس اشرفیان دین کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جوتہ اپنے پانون سے نکال کر دیا کہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اُتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شیر علی کے کوئی اولاد ہو تو اُسکے گلے مین ڈالدینا یہ سب وصیتین کرکے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ مگر اُسنے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے ہین۔ مگر میرے کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوے۔ جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بھائیو انا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ جلال الدین نے اُسکو دیکھ کر کہا شمشیر خان تمھاری شمشیر اس وقت کہان ہے جواب مین اُسنے یہ اشعار پڑھے ؎

ہمان شیر و شمشیر بُرّان منم | چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد سرم
وگرنہ ترا خان دمانت حریف | بیکدم تہ خاک کردم عدم

یہ سُنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے اُڑا دے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی۔ تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اُسکے اصرار سے تلوار ہاتھ مین لی اور

امنیت کا حکم سُنکر مغل شہر سے نکلے اور شہر کو بہت خرابی پہونچی۔ صبح کے وقت جب لشکر کے امیر شاہ حمزہ صاحب کے والد کی خدمت مین حاضر ہوے تو اُنھون نے بہت کچھ عتاب آمیز باتین اُن سے کین وزیر کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُنھون نے بدر الاسلام و نواب رعایت اللہ خان و مہا نرائن کو جُدا جُدا بھیج کر معذرت چاہی اور کہلا یا کہ مجکو اس کا حال معلوم نہ تھا شاہ صاحب نے فرمایا کہ وزیر غلط کہتے ہین اُنھون نے ہمارے شہر کو برباد کرا دیا آخرکار وزیر نے اپنے ایک رشتہ دار کو شاہ صاحب کے پاس بھیجا جسنے اپنی پگڑی سر سے اُتار کر زمین پر رکھدی اور بہت الحاح و زاری کی شاہ صاحب نے یہی کہا کہ جیسا وزیر نے ہمارے شہر کے ساتھ کرایا خدا اُس کا اُنکو بدلا دیگا۔ پھر دوسرے حالات پوچھکر اُس شخص کو رخصت کر دیا نواب نے تین ہزار روپے مظلومون کو دینے کے لیے بھیجے شاہ حمزہ صاحب اور اُن کے بھائی سید نور الحسن نے اُنکے دادا کی درگاہ مین بیٹھکر شہریون کے نام لکھکر ہر ایک کی حالت کے موافق دلوا دیئے اکثر سیدون اور شیخون اور کنبوہون کی عورتین قید ہوئین۔ نصیر الدین حیدر نے تمام شب ان عورتون کو پکڑنے والون کے ان سے لیکر علیحدہ خیمے مین جمع کیا اس سانحے سے صفدر جنگ تمام شب ملول رہے اور زار زار رویا کیے اور کھانا نہ کھایا۔ صبح ہوتے ہی تمام عورتون کو اُنکے گھرون پر پہونچا دیا مغلون نے لڑکون وغیرہ کو گڑھون مین چھپا دیا تھا اُن کو تلاش کر کے اُنکے والدین کے سپرد کیا اُس روز قصبۂ مارہرہ مین قیامت برپا رہی اور سب کہتے تھے کہ وزیر کو فتح نصیب نہو گی۔ وزیر بعد اطمینان کلی مارہرہ مین ایک مہینہ مقام کر کے مشرق کی طرف بڑھے

وزیر کو مٹھی بھر پٹھانون سے بہت خوف تھا

باوجودیکہ وزیر کے پاس ستر ہزار سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے تھے جیسا کہ سیر المتاخرین

جب مین پوری کے قریب پہونچے تو جاسوسون کی زبانی نول رائے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اُس وقت مارہرے کے قریب مُقیم تھا۔

وزیر کی فوج کے ہاتھ سے قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور نجیب و شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

۱۰ رمضان ۱۱۶۳ھ ہجری کو کسی مغل کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے غرور مین ساربان کو سزا دی تمام ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے چونکہ وہ شخص جماعہ دار مغلیہ تھا اُسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اُسکے سوار و پیادے عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیون نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبۂ مارہرہ کی لوٹ کا حکم ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر عصر کے وقت قصبے پر جا پڑی اور طرفۃ العین مین اُسے تباہ کردیا اور عنایت خان کو مع اُسکے نوجوان کیس سالہ بیٹے کے قتل کرڈالا۔ شاہ حمزہ صاحب کشف الاستار مین کہتے ہین کہ سو آدمی کے قریب مارے گئے اور زخمی ہوے انمین سے مقتولون کی تعداد ستر کے قریب ہے۔ شاہ حمزہ صاحب کے بھائی سید نور الحسن خان نے نواب کو اس حال کی عرضی لکھ بھیجی اور خود مع دوسرے بھائیون کے مسلح ہوکر شاہ صاحب کے مکان کی حفاظت کے لیے پہونچ گئے جب نواب نے عرضی دیکھی تو جلد نصیر الدین حیدر کو مارہرے مین بھیجا۔ اور ستر سوار اور چوبدار اور ہرکارون کو دوڑایا کہ جاکر لوٹنے والون کو منع کرین جب تک یہ لوگ پہونچین وہان کام تمام ہوچکا تھا غرضکہ

رخصت ہو کر چلا گیا اور وزیر سے تمام حال بیان کر دیا۔ اب وزیر نے یہ کیا کہ سید احمد خان کو (جو سادات بارہہ سے تھا اور اُسکی جاگیر بارہہ مین تھی اور اگرچہ منصب چھوٹا رکھتا تھا لیکن جوہر ذاتی اور شجاعت کی وجہ سے اُمرا اُسکی توقیر کرتے تھے اور شاہ حمزہ صاحب کے والد کی اُسپر بڑی مہربانی تھی) شاہ حمزہ صاحب کے والد کے پاس بھیجکر استدعا کی کہ صلح کرا دین اُسکے مکرر عرض کرنے سے حضرت شاہ صاحب نے شیخ محمد اصغر کو جو اُنکا مرید اور خادم تھا اور پیغام رسانی کا سلیقہ خوب رکھتا تھا وزیر کے دو خریطے کہ ایک احمد خان کے نام اور دوسرا رستم خان کے نام تھا اُسکو دیکر افغانون کے لشکر مین بھیجا وزیر کا پیغام یہ تھا کہ قصبۂ پٹیالی سے اُس طرف اپنا ملک لے لین اور اِس طرف کے پرگنے ہم سے تعلق رکھین چھ ماہ کے بعد پٹیالی وا تاوہ بھی تمکو دیدیا جائیگا۔ ہماری رفاقت قبول کرین اور ہمارے ہمراہ بادشاہ کے پاس چلین منصب وجاگیر سب درست کر کے دیدی جائیگی اس معاملے مین فرمان لکھکر اور اپنی مُہر اُسپر لگا کر پنجۂ حضرت مرتضیٰ علی کو درمیان مین دیا تھا رستم خان نے جو لشکر افاغنہ کا سرغنہ تھا اور جو کچھ تھا وہی تھا وزیر کی بات قبول نہ کی لیکن خریطے کا جواب مضمون لیت ولعل کا لکھ کر قاصد کے حوالے کیا احمد خان نے اپنے جواب مین لکھا کہ مین سرکار کا نوکر ہون لیکن خود معذور ہون رستم خان مختار ہے۔ احمد خان کے لشکر کے پٹھانون پر خوف غالب تھا اور یہ کل دس بارہ ہزار جوان تھے اور تمام خودسر تھے اور نواب وزیر کی فوج ستر ہزار سے کم نہ تھی۔ شیخ محمد اصغر کے ساتھ شاہ حمزہ صاحب کے والد کا عنایت نامہ بھی احمد خان کے نام تھا نواب وزیر کے خریطون کے سوال وجواب کے بعد رات کے وقت تخلیے مین اُسنے وہ خط احمد خان کو دیا اور زبانی بھی حضرت شاہ صاحب کا یہ پیام پہونچایا کہ خدا پر بھروسا کر کے بغیر کسی اندیشے کے وزیر کا مقابلہ کرو قادر مطلق کے حکم سے ضرور فتحیاب ہوگے اب دعا کی

مین ہے اور گیان پرکاش کے قول کے مطابق اُن کے ساتھ ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار
پیادے تھے پھر بھی بوجہ جبن ذاتی کے احمد خان کے نام سے کانپتے جاتے تھے چنانچہ
شاہ حمزہ صاحب کے والد کے پاس مارہرے کے مقام پر اپنے مصاحبون مین سے میر داراب
کو کہ اچھا آدمی تھا بھیجکر عرض کرایا کہ بصاحبزادہ حکم شود کہ درمیان ما و افغانان صلح کردہ
دہند جنابعالی قبول نفرمودند لیکن دوبارہ وزیر نے میر داراب کو عصر کے وقت
خود شاہ حمزہ صاحب کے پاس بھیجا وزیر کو معلوم تھا کہ شاہ حمزہ صاحب کے والد کے ساتھ
احمد خان کو بہت عقیدت ہے میر داراب نے کئی دلچسپ باتین کرکے دانشمندانہ طور پر
نواب وزیر کا پیغام بیان کیا کہ دو گروہ اسلام مین صلح کرانا بزرگون اور سادات کا کام
ہے تکلیف کرکے ہمارے پاس تشریف لائیے اور صلح کرا دیجیے۔حمزہ صاحب نے جواب دیا
کہ یہ قضیہ جنابعالی کے اختیار مین ہے اُسنے جواب دیا کہ حضرت صاحب تو انکار کرتے ہین
شاہ حمزہ صاحب بولے کہ پھر مین کیسے اس بات کو قبول کرنے کی جسارت کرسکتا ہون۔
پھر قاصد نے کہا کہ نواب وزیر آپ سے ملنے کی نہایت آرزو رکھتے ہین اور آپ کے واسطے
نقد و جنس کی کشتیان اور پالکی تیار رکھی ہے اور صلح کرانا دو گروہ اسلام مین ہمیشہ سے
بزرگون کا دستور رہا ہے اس قسم کی بہت سی باتین کین جب شاہ حمزہ صاحب اس مقصد پر
راضی نہوے تو قاصد نے کہا کہ آپ پر نواب وزیر کا بہت ساحق ہے اسلیے کہ دس روپیہ روز
آپکے واسطے سرکار قنوج سے مقرر کر دیا ہے۔شاہ حمزہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ درست ہے
لیکن فقیر نے کبھی یومیہ مقرر کرنے کے لیے اُنسے درخوست نہ کی تھی نہ اس بارے مین وزیر کو
کبھی کوئی خط لکھا نہ ارکان دولت سے سفارش کرائی اُنھون نے خود بخود ہوا خواہی سے
ایسا کیا ہے مین بھی شب و روز اُنکی دعا مین مصروف رہتا ہون۔مغرب کے بعد میر داراب

کل مال و اسباب نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری سے خاطر و تسلی کرکے قسم کھائی مگر دل سے کینہ رفع نہ کیا اور مطلق رحم نہ کرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہے آپ ایسے بے ایمان کی مدد کرتے ہین یہ نازیبا ہے مناسب یہ ہے کہ ایسے معاملے سے آپ علٰحدہ ہو جائین - سورج مل نے جواب دیا کہ اب برسر مقابلہ آ گئے صلح کی گنجائش نہین ہے اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا - احمد خان نے شاہ جہان پور و تلہر و بریلی و آنولہ و جہ نپور کے پٹھانون سے امداد کی درخواست کی - جہ نپور مین احمد خان کے چند احباب اکر آباد ہوئے تھے - گل رحمت مین لکھا ہے کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کی طرف سے ایک ایلچی روہیلون کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین حافظ رحمت خان نے جو نواب سید سعد اللہ خان کے مدار المہام تھے پٹھانون کی تباہی پر خیال کرکے پر مول خان اور دور خان اور دوسرے جماعہ دارون کو چیدہ سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کمک کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ کڑے کڑے کوچ کرکے جلد احمد خان سے جا ملین اور آپ بھی روانگی کے ارادے سے شہر بریلی سے خیمے باہر نکلوا کر کھڑے کرائے - مگر اس بات کی تحقیق کے لیے کہ وزیر فرخ آباد کے قریب پہونچے یا نہین توقف کیا اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوئے اس مقام پر یہ بات قابل غور و لحاظ ہے کہ ابھی ابھی تو روہیلون اور فرخ آبادیون مین ایک خونریز اور بربادی بخش معرکہ پیش ہو چکا تھا اور ابھی سے روہیلون نے اُنکی مدد شروع کر دی کیا روہیلے اتنی سی ننھی سی سمجھ کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے یا وہ وقت ہی اس قسم کا تھا -

احمد خان اُس وقت مع رُستم خان کے مغرب کی سمت روانہ ہوا جبکہ دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رُستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون

قبولیت کا وقت آپہونچا ہے۔ محمد اصغر لوٹ کے وزیر کے پاس آیا اور عرض کیا کہ افغانون کے لشکر مین کوئی دم نہین عنقریب حضور کی چڑھائی سے خوف زدہ ہوکر متفرق ہونیوالے ہین۔ نواب وزیر محمد اصغر کی بناوٹی باتون مین آگئے اور خوش ہو کر آگے کو کوچ کیا۔

شکستِ وزیر

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ کنور سورج مل جاٹ اپنی جمعیت کے ساتھ مقام کول مین وزیر سے آکر ملا نواب وزیر نے اسمٰعیل بیگ کو استقبال کے لیے بھیجا جب نواب وزیر سے ملاقات ہوئی تو اُنھون نے عند الملاقات کہا کہ آپکے چچا روپ سنگھ اور ہمارے والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبت تھی اب وہ زیادہ مستحکم ہوئی۔ دوسرے روز نواب نے ملاقات بازدید کی اس کے بعد کوچ کر کے نولکھا باغ مین ڈیرہ کیا اور فوج کو سنبھالا تو کل فوج لاکھ سے زیادہ تھی کالی ندی عبور کر کے رام چتونی[۱] مقام مین قیام پذیر ہوے اور گرد لشکر کے خندق کھدوائی۔ رام چتونی سہاور سے ۶ میل مشرق مین اور پٹیالی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہے۔ سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پیش لشکر کے قریب تھا اور اسمٰعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا۔ اور ہمت سنگھ بھدوریہ بھی وزیر کے ہمراہ تھا احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قائم خان نے روہیلون کی جنگ مین وفات پائی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سے اس ملک کی ضبطی کی اجازت لی اس بات کو سُن کر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئے اور

[۱] انتہے کلامہ ۱۲ [۱] اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے۔ ضلع ایٹہ مین ہے اور پٹیالی بھی ضلع ایٹہ مین واقع ہے ۱۲

توپون پر قبضہ کرلیا۔ رُستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہے اُسنے حکم دیا کہ حملہ موقوف ہو۔ یہ سُورج مل کی فوج خاص اسی کے زیر حکم تھی سُورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اُنکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہے بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرد اور اسمعیل خان و ہمت سنگھ بھدوریہ سے جو عقب مین بطور کُمک کے مقیم تھے مشورہ کرنے لگا اِن کی بھی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اُنکو داہنی اور بائین طرف سے گھیر لین اِسلیے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کرکے پٹھانون کی طرف بڑھے اُنھون نے توپ اور بندوق اور تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی رستم خان اسم بامسمیٰ تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اُتر پڑا اور تلوار لیکر مع اپنی فوج کے جو گھوڑون سے اُتر پڑی تھی آگے بڑھا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور بہتیرون کو ہلاک کیا۔ افغانون نے اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرکھا مگر چونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی رُستم خان مع چھ سات ہزار جوانون کے اس معرکے مین قتل ہوا سُورج مل اور اُسکے رفیقون نے باقی لوگون کا علی گنج کی طرف بہت دور تک تعاقب کیا۔ یہ مقام میدان جنگ سے چوبیس میل جنوب مشرق مین واقع ہے اس لڑائی مین سُورج مل کے ہمراہ بلو سنگھ چودھری بلب گڑھ والا و چین سنگھ و صاحب رام و سکھ رام و کھوٹہ برہمن و ہری سنگھ و صورت رام و تلوک چند تھے کہ انمین سے بلو سنگھ و صورت رام و کھوٹہ و تلوک چند و ہری سنگھ مارے گئے۔

اُس وقت رُستم خان کی داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑرہا تھا ایک قاصد نے آکر اُسکے کان مین کہا کہ رُستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اُسنے آثار خوف یا رنج کے چہرے پر نمایان ہونے نہ دیے اور عالم سکوت مین اپنے سردارون

ایک ساتھ ہم پر چڑھائی کے لیے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہے کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے
اپنا اپنا حریف پسند کرلین رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے
اور سپاہی سپاہی سے۔ لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا۔ تاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳
مطابق ۱۳ ستمبر ۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی سے جوکہ نجم الدولہ محمد اسحاق خان
کی فوج کے ہراول مین تھا اور بریلی مین رہ کر پٹھانون کی لڑائیان اور اُنکے داؤن گھات
دیکھ چکا تھا مشورہ لیا۔ اُسنے کہا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین
اگر اُس وقت طرفثانی پائداری کرے تو خود مغلوب ہوجاتے ہین اس لیے تین چار ہزار سپاہ
اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق وجزائل کے رکھنا چاہیئے کہ اُن کی شورش
کے وقت آپکے سامنے جمکر افاغنہ کے حملے کا تدارک کرین اسمعیل بیگ خان نے غرور مین آکر
کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہے احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہے سید ہدایت علی خاموش رہا
صبح ہوتے ہی بعد نماز وزیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپخانہ اپنے روبرو رکھا اور سورج مل جاٹ
و اسمعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کی جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا
اسکی داہنی جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل اس بلندی
کے دامن مین مقیم ہوے اور چوٹی پر چند توپین قائم کین جہان سے رستم خان کا لشکر
ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب احمد خان کے پاس گیا اور حملے کی اجازت چاہی نواب
کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تھوڑا سا توقف ہونا چاہیے۔ لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا
غیر ممکن ہے کیونکہ دشمن قوی ہے اسلیے اُس سے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہے
وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا
جونہی بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوے بلندی پر جا پہونچے اور

اور اُسکے پیچھے کچھ سوار بھی تھے۔ جب پٹھان قریب آپہونچے تو نورالحسن خان اور اُس کے
سپاہیون نے کمان اُٹھائی اور عبدالنبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس
سے بہت سے پٹھان مارے گئے اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑھتے
چلے آتے تھے محمد علیخان کے داہنے ہاتھ مین گولی لگی اور نورالحسن خان کے ہاتھی سے
پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے
اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جس وقت نواب احمد خان میدان مین پہونچا معلون نے چھوٹی بڑی
سب توپین یکبارگی سرکین اُنمین گوکھرو اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے انکی آواز سے ساری
زمین تو لرز اُٹھی مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا فقط پرمول خان کی ایک اُنگلی
کی کھال اُڑ گئی۔ مگر زمین و آسمان دھوان دھار ہوگیا بالکل تاریکی چھا گئی احمد خان نے
تھوڑی دیر توقف کیا جب دھوان کم ہوا تو ڈھاک کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع
کیا سوارون نے گھوڑون سے اُتر کر تلوار ہاتھ مین لے لی اور آگے ہوے نواب احمد خان
کہارون سے باواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھائے چلو اور دشمن کی فوج مین پہونچاؤ
اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب پٹھان توپون کے قریب پہونچے بندوقون سے
گولہ اندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکرگاہ کی تلوارون سے کاٹ دین اور وہان جا پہونچے
جہان وزیر کھڑے تھے اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک کمکی فوج لیکر
فوراً اُنسے آملا نواب تاک کر وزیر کی طرف تیر لگاتا تھا۔ پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لین اور
کشتون کے پشتے لگا دئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اُس وقت تلہر کا ایک روہیلہ پٹھان
وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھ کر اُسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے
روانہ کیا اُسکو حکم ملا کہ تم اُس جانب سے حملہ کرو جس طرف چھتردار حوضے کا ہاتھی کھڑا ہے

کی طرف پھر کر بہ آواز بلند کہا کہ رُستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسمعیل خان وہمت سنگھ تینون کو گرفتار کر لیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم پر سبقت لے گیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین اگر ہم اُسپر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے توہم مین سے کوئی غیر کو مُنھ دکھلانے کے قابل نہ رہے گا۔ سردارون نے جواب دیا اگر فضل آلہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے ہم دکھلائے دیتے ہین جب کُل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اُٹھا کر خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اُسکی حفظ و امان مین سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوے جب دونون فوجین مقابل ہوئین تو نصیرالدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے ایسی عجلت کی کہ اُن کا کچھ بھی نقصان نہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفےٰ خان نے جو جنگ تنہائی مین مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیرالدین حیدر اُس کا مقابل ہوا اور دونون مرکر گھوڑون سے گر گئے۔ جب نصیرالدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اُسکے پاؤن اُکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اُسوقت احمد خان اُس مقام پر آپہونچا جہان مصطفےٰ خان اور نصیرالدین حیدر کی لاشین پڑی تھین وزیر کو یہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اُسنے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اُسکے آدمیون نے مُنھ پھیر لیا ہے تو اُنھون نے بعجلت تمام محمد علی خان رسالہ دار اور نورالحسن خان جماعہ دار بلگرامی وغیرہ وعبدالنبی خان چیلۂ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر پیش لشکر کو کمک پہونچائین چونکہ مغلون مین ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہٰذا اس تازہ وارد فوج کی کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان بائین بازو پر گیا یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندھے کھڑی تھی

اس بندہ عاصی کی عزت وآبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اُس کو اس آفت سے بچانیوالا کون ہے۔ دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو پہونچی اُن کے حواس جاتے رہے اُنکی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے کانپتے دلّی کی طرف راہی ہوئے احمد خان شکر خدا بجالایا اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوے آتے تھے اُنسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہو گیا اُسنے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سُنکر افغانون نے اُسے گھیر لیا اور ہاتھی پر سے اُسکو پکڑکر اُس کا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگے یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اُس پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا۔

سید ہدایت علی نے کُل لشکر کے بھاگ جانے کے بعد وزیر کے توپخانے کی توپین جس قدر ساتھ چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کر کے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبۂ مارہرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے سید نور الحسن کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے۔ سیّد مذکور نے سینکنا شروع کیا۔ اکثر مغلون ہی نے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گانوُن والون کے ہاتھ لگے تو اُنھون نے انکو لوٹ لیا۔ ہان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا اور یہان سے دلی کو روانہ ہوے۔ مگر وہ ابھی دلّی نہ پہونچے تھے کہ اُنکی شکست وذلت کی خبر جا پہونچی اُمراے منافق اور بادشاہ اور اُنکی ماں اودھم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال واسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے مگر کچھ دہشت کھا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے جب سُنا کہ وزیر زندہ نزدیک آپہونچے تو اُنکے پہونچنے کے منتظر ہوے وزیر کی بیوی نے وزیر کے پہونچنے سے قبل اپنے بیٹے اور افسرون کو حکم دیدیا تھا کہ جسقدر آدمی موجود ہین

اِسمین وزیر سوار مین اُس طرف آدمی بھی کم ہین اس سے امید کی جاتی ہے کہ کوئی تمھاری
روک نہ کرسکے گا۔ پھر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھ اس طرف گھس آیا جہان وزیر
کھڑے تھے اُسکے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا۔ اور
اُن کے بیٹے شجاع الدولہ کا اُستاد مرزا علی نقی بھی جو وزیر کی خوّاصی مین بیٹھا تھا زخمی ہوا
اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا گولی جبڑے اور گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے
سے نکل گئی اور وہ غش کھاکر حوضے مین گر پڑے اُن کا حوضہ نہایت مضبوط آہنی تیّردن
کا بنا ہوا تھا اور اس قدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے
محفوظ رہے۔ پٹھانون نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھ کر اُس کا کچھ خیال نہ کیا اور
مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے فقط نور الحسن خان و محمد علی خان اپنے حال مین رہے
یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی
بجوا دو مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانون مین ایک شخص وزیر کے پاس نہ آیا۔
ابتری ہونے لگی۔ تب لچھمی نرائن جگت نرائن کا بھائی بجاے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر
سوار ہوا۔ گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرے کی طرف
واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تو داڑھی کے بال کھسوٹے اور دانتون سے
ہونٹ کاٹے اور دونون ہاتھ ملے۔ وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی دیر بعد سُورج مل جاٹ اور
اسمعیل خان و راجہ ہمت سنگھ رُستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیے ہوے اور اُس کو
منتشر کیے ہوے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے۔ نواب احمد خان مع چند جوانون کے
اُس وقت وزیر کی لشکرگاہ پر قبضہ کیے ہوے تھا جب اُسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان
ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا کی کہ بارالٰہا

سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دلی پر چڑھ آئے تو کیا کرنا چاہیے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو کچھ التماس کرون بادشاہ نے اُسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے کُل کیفیت مشرح
بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شائستہ معرض بیان مین لایا اور کہا کہ یہ سب
وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ جنگ ہوا۔ ورنہ وہ مطیع سرکار تھا
بہت سی گفتگو کے بعد اُسنے کہا کہ اب آپ ہی انصاف کیجیے اِس مین کس کا قصور ہے۔
بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غضنفر جنگ
اور اُسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار کے ساتھ نہین کی یہ سب شرارت صفدر جنگ
کی ہے لیکن تمھاری کیا رائے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا
دلی کا عزم کرے تو اُس وقت کیا کیا جائے گا۔ فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت
یہ ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان شاہی مع خلعت وفیل واسپ وشمشیر بھیجا جائے
اور اُسکو لکھا جائے کہ ابتک جو کچھ ہوا اُس کا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی
شرارت سے ہوا وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچا۔ اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دلی کا ترک کرکے
فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان شاہی مع خلعت
احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان مدار المہام
نواب سید سعد اللہ خان کے افسرون نے بھی اِس جنگ مین بڑی دلاوری دکھائی تھی
نواب احمد خان نے صفدر جنگ پہ فتحیابی کے بعد حافظ الملک کے جماعہ دارون کو خلعت اور
ہاتھی گھوڑے اور نقد وجنس دیکر رخصت کیا اور حافظ الملک کو شکر گذاری کا خط لکھا۔
اور اُسمین یہ بھی تحریر کیا کہ اودھ کے فتح کرنے کا ارادہ ہے اگر آپ اپنی سپاہ خیر آباد تک
جو آپکے مُلک کی سرحد پڑ ہے بڑھائین تو بہتر ہو حافظ صاحب نے شیخ کبیر اور پرمول خان کو

انکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لیے تیار رکھین۔ ۲۹ شوال ۱۱۶۳ھ[۵۱] ہجری مطابق ۲ ستمبر ۱۷۵۰ء
کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے دلی کے مقابل پہونچے اور بادشاہ سے سوال وجواب
شروع ہوے حکم نہ تھا کہ شہر مین داخل ہون۔ قاضی نے فتوے دیدیا تھا کہ اگر وزیر
شکست پاکر لوٹے تو ہاتھی سے باندھکر شہر کے نثار کرنا چاہیئے۔ شیو پرشاد فرح بخش
مین کہتا ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیدیا تھا کہ دریاے جمنا کے پار رہین دلی مین
آنیکا قصد نکرین اسکے بعد بادشاہ نے کوئی تعرض نہ کیا اور وزیر شہر مین داخل ہوے
جب اُمراے منافق کی حرکات سنین اور دیکھین تو نواب بہادر جاوید خان اور والدۂ بادشاہ
کو دجنکی سازش سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جائے اور بجائے
اسکے وزیر سابق قمرالدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو)
پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندونپر بار گران ہے اور مجھسے کج بازی دور ہے۔ اُنھون نے وزیر
سے معذرت کی[۵۲]۔ شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ محمد اسحاق خان کی لاش اُسی طرح
میدان جنگ مین پڑی رہی تھی محمد علی خان جو پائندہ خان اکوزئی نواب سید علی محمد خان
کے ایک سردار کا بیٹا ہے اور دلی مین سالار جنگ اور مرزا علی خان کی رفاقت مین رہتا تھا
اسحاق خان کی مقتولی کا حال سُنکر اور معلوم کرکے کہ اُسکی لاش اُسی طرح میدان جنگ مین
پڑی ہوئی ہے دلی سے میدان معرکہ مین آیا اور جوانمردانہ لاش کو اُٹھالے گیا اور وہ سالار جنگ
کے پاس پہونچادی۔ جسنے اُسکی تجہیز وتکفین کی۔

وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک

[۵۱] جیسا کہ سیر المتاخرین مین ہے اور آردن کی تاریخ مین ۱۹ ہے ۱۲ [۵۲] دیکھو گلستان پرکاش ۱۲
[۵۳] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

محلہ بمحلہ کوچہ بکوچہ مستعد مقابلہ ہوے مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط ضبط
رکھتے تھے وہ محمود خان کے پاس گئے اور امراح کرکے اس فتنۂ برخاستہ کو خاموش کیا۔
محمود خان نے پھاپھا مئو کی طرف آکر اپنے کسی بنی اعمام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے
لکھنؤ پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اور اُسنے پانچہزار فوج کسی سردار کو دیکر لکھنؤ کی طرف روانہ کیا۔
سردار مذکور نے شہر کے باہر پڑاؤ ڈالکر ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کرکے شہر مین بھیجا۔
شہر اسوقت صفدر جنگ کے عملے سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر
بقاء اللہ خان کے ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معزالدین کے گھر
امانت رکھ گئے تھے۔ اُنکو اُسکے دوستون نے منع کیا تھا کہ ان لوگون کا مال گھر مین رکھنا چاہیے
کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گھمنڈ مین آکر نہ مانا۔
معزالدین خان بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا اُسنے بڑی عزت
کے ساتھ ملاقات کی۔ کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین شیخ نے اُس کو
سمجھایا۔ اس ضمن مین کسی مُفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپ کے
کوتوال کو بیحرمت کیا ہے۔ معزالدین اُس وقت سردار کے پاس بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ
کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر
شہر مین آیا۔ شیخ نے خیال کیا کہ اس فرقۂ افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین پس شہر کے شرفا کو
طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ وعدے کا پابند نہین ہے انکی اطاعت سے بجز مذمت کے کچھ حاصل
نہوگا اسلیے بہتر یہ ہے کہ سب ملکر انکو یہان سے نکالدین بعض تو خوف کھاکر جان بچا گئے۔
بعض موافقت پر آمادہ ہوے۔ معزالدین نے زیور فروخت کرکے روپیہ مُہیا کیا اور شیخ زادہائے شہر
کو جمع کرکے اُنکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین شیخ زادون نے ایسا ہی کیا۔ معزالدین نے کسی مُغل کو

سپاہ دیگر سرحد ملک اودھ کی طرف یورشین کرنے کے لیے بھیجا جنھون نے حد شرقی خیر آباد تک فتح کرکے نواب سید سعد اللہ خان کے ملک کا ضمیمہ کیا۔

اُدھر احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان وجہان خان چیلے کو مع دس ہزار سوار وبیشمار پیادون کے لکھنؤ صوبۂ اودھ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا اور شادی خان اور کالے خان کو کوڑے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ محمد امیر خان کو غازی پور پر روانہ کیا۔ نولرائے کی شکست وموت سے الہ آباد کے بڑے حصے مین بدانتظامی واقع ہو گئی تھی۔ روپ سنگھ کھنچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تھا کہ زمانۂ حال مین ضلع الہ آباد مین واقع ہے دسمیر سنگھ ولد ہند و سنگھ چندیلہ وگھنسا سنگھ رکھبنی جو سابق مین پٹھانون کے دوست تھے ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی کے اس پار بلانے کا ارادہ کیا۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۳ھ ہجری مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قائم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی مین ہے گڑبڑ کر دیا اور امیٹھی کو جو اب ضلع سلطانپور مین واقع ہے لوٹ لیا اور بڑی فوج سے ڈالمئو[1] اور رائے بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان کیا۔

نواب احمد خان کی فوج کی اودھ پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودھ کو چلا ۱۶ جمادی الاولی ۱۱۶۴ھ ہجری کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اُسکی فوج کے پٹھانون نے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اُن کو بھی تاب نہ آئی چند پٹھانون کو زخمی کیا اور محمود خان کے لشکر کے دو سو راس باربردار لوٹ لے گئے۔ محمود خان نے وفور غرور سے مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اُسکے لوٹنے کا ارادہ کیا وہان کے لوگ

[1] گنگا کے کنارے واقع ہے ۱۲

اور تمھاری حکومت یہان سے اُٹھ گئی ہے جلدی یہان سے چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پٹھانون کے بارودخانے مین آگ لگ گئی ایکبارگی بڑی آواز ہوئی صدہا آدمی اُڑ گئے تین تین چار چار کوس پر جاکر گرے علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کردیا انتہی کلامہٗ اگرچہ اس قول مین یہ بیان سچا نہین کہ محمود خان لکھنؤ مین گیا تھا مگر اس سے سیرالمتاخرین کے مؤلف کے قول کی تغلیط توکھل گئی کہ شیخ زادون کی تلوار کے خوف سے محمود خان اپنے ملک کی طرف بھاگ گیا اور ان دونون کے بیانون مین کتنا تناقض ہے ایک کہتا ہے کہ وہ پھاپھامئو کے گھاٹ سے آگے نہ بڑھا تھا دوسرا کہتا ہے کہ لکھنؤ مین مقیم تھا۔

محاصرۂ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود فنوج کو گیا اُسکی آمد سُنکر نواب بقاءاللہ خان ولد رحمت خان جو عمدۃ الملک امیرخان کا حقیقی بھتیجا تھا اور اپنے چچا کے عہد سے کوڑے کا فوجدار تھا اور پرتاب نرائن اور خان عالم دامیرخان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملنے آتے تھے لکھنؤ کی راہ سے جھونسی بھاگ گئے۔ تب علی[۱] قلی خان داغستانی صوبۂ الہ آباد کا نائب اُنسے ملنے کو آیا اُس وقت اُنھون نے معلوم کیا کہ شادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے۔ علی قلی خان اپنی فوج اور کچھ راے پرتاب نرائن کی فوج لیکر شادی خان کے مقابلے کو بڑھا دونون فوجون کا کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھاکر لوٹا جب اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اُسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک بھیجے مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلیے کیونکہ آپکی آمد سُن کر دشمن فی الفور الہ آباد کا قلعہ خالی کردینگے بقاءاللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی

---

[۱] یہ علی قلی خان داغستانی وہ نہین جسکا تخلص والہ ہے ۱۲ خزانہ عامرہ

مغلئی لباس پہناکر اپنے مکان مین بٹھادیا اور صفدر جنگ کی منادی کرادی اور اعلان کیا
کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بھیجا ہوا کوتوال ہے اور ایک سبز جھنڈا حضرت علی کے نام کا استادہ
کیا جو اُس جھنڈے کے نیچے آتا اُس سے رفاقت کی امید ہوتی سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ
کیا دو سو شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریاے گومتی کی طرف سخت لڑائی ہوئی پٹھان بھاگ نکلے
وہ سردار بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تھی بھاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون
کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے جو پھاپھامئو کے گھاٹ پر مقیم تھا یہ خبر سُنکر لکھنؤ کی طرف کوچ کا ارادہ
کیا۔ معزالدین خان نے اُسکو پیام دیا کہ آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجے کو پہونچے اب
بندہ خود ہی آپکے پاس پہونچتا ہے چندے توقف کیجیے ابھی محمود خان وہین مُقیم تھا کہ یہ مفرور
افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا محمود خان خوف زدہ ہو کر اپنے مُلک
کی طرف واپس ہوا شیخ زادون نے تمام پٹھانون کو اودھ کی عملداری سے نکالدیا یہ بیان سیر المتاخرین
کے مؤلف کا ہے جسنے ان پٹھانون کی ترقی کو رنج و بغض کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور تعصب قومی و مذہبی کی وجہ
سے ان جوانمردون کے کارنامون کی جابجا بدرنگ تصویر کھینچی ہے حقیقت حال یہ ہے کہ جسوقت
لکھنؤ کے شیخ زادون نے سر اُٹھایا تو اُسوقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت سے فرخ آباد پر دوبارہ
چڑھائی کی تھی اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تھا۔ یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[1]۔

گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی
اندرون محل واقع لکھنؤ مین رہتا تھا اُس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک باطن تھا۔
محمود خان اُسکے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تھا ایکروز اُسنے بڑے جوش کے ساتھ کہا کہ تم ہمیں
تعدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلۂ آتش اُٹھے گا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا۔

[1] دیکھو آردن صاحب کی تاریخ ۱۲

اور قلعہ کے درمیان مین ٹھہرا یہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک ہوے۔ وزیر کے آدمیون نے اندرگر کو بہتیرا کہا کہ قلعہ مین رہنا چاہیے اُسنے منظور نہ کیا باہر ہی رہا — بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تھا۔ فن حرب مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اُسنے دریا پر ایک پُل اُس مقام پر باندھا جو درمیان تربینی (کہ قلعہ کا پھاٹک ہے) اور قصبہ ارائل کے واقع ہے یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے اتصال کے نیچے ہے اُسنے اپنا لشکرگاہ تو اُس قصبے مین چھوڑا اور خود مع فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اُسوقت فصیل سے برابر توپین نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین۔ اُسکی جانب سے راجہ پرتھی پت اور اُسکے سردارون نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ راجہ بلونت سنگھ جسے بذات خود آنے کا حکم ہوا تھا اُس وقت جھونسی مین پہونچا اور نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب احمد خان کے پاس حاضر ہوا۔ محمود خان حال مین لکھنؤ سے آیا تھا۔ راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا۔ اُسکو خلعت مرحمت ہوا اور نصف اُسکی ریاست اُسکے نام کر دی۔ باقی نصف مُلک پر صاحب زمان خان دلاک زئی جونپوری نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا۔ نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم دیا کہ تم محمود خان کو ساتھ لیکر ارائل کو جاؤ اور دُشمن کو وہان سے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان ڈالو تاکہ قلعہ کی آمد و رفت رُکے اور راہ سد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جھونسی کو آکر ناوین مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جب نواب بقاء اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادے کی خبر اُسکو پہونچائی تب اُسنے فکر کرنی شروع کی اور باہم اپنے لوگون سے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونی چاہیے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ نہونے پائے آخر اسپر رای یون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوجون سے جنگ کرین۔ بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر

آمد سنکر وہان سے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوے انکے ساتھ راجہ پدم سنگھ
اور پسران راجہ نولرائے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہونچکر چند روز قیام کیا
اور یہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آئے اور جنگ ان تین سردارون یعنی منصور علیخان
و رستم خان بنگش و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑ دے۔ ان تینون سردارون
کے پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی۔ لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی پرتھی پت ولد
چتر دھاری ولد جے سنگھ سوم بنسی حکمران پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ والی بنارس
کے وکیل جو اُسکے پاس پہونچے تو اُسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی۔ خطون کا مضمون یہ تھا
کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش کر کے بہت جلد قلعہ خالی کرالینگے پس
تمام مشرقی حصۂ ملک کا آپکے قبضے مین آجائے گا ان خطون کے پہونچنے سے نواب احمد خان
الہ آباد کی طرف بڑھا۔ راجہ پرتھی پت پرتاب گڑھ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن
ہوا نواب نے اُسکو خلعت عنایت کیا اور خود اُسکی درخواست پر اُسکو پیش لشکر مین قائم کیا
الہ آباد پہونچکر نواب احمد خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا اور وہان سے جھونسی کو گیا اور
اِس مقام پر اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اِس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ
تھا تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور
بچون کو قید کیا کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریاباد کے لوٹ سے باقی نرہی
ان دونون جگھون پر پٹھان قابض تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے
قلعہ کی حفاظت کرتے تھے اور یہ دونون نوابان بنگش کی اطاعت سے عار رکھتے تھے۔ چونکہ
جنگ میدان کی تاب نہ تھی اس لیے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوے۔ اتفاقاً اندر گر سنیاسی
کہ مہادیو پرست تھا مع پانچہزار برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتھ کو آیا اور پرانے شہر

یہ لوگ مقیم ہوے وہان سے پل تمام وکمال نظر آتا تھا جس وقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان
منصور علی خان کی فوج سے آگے اپنی فوج کو دشمن پر چڑھا لیگیا جب منصور علی خان کے
لوگون نے یہ حال دیکھا از راہ رشک جلدی بڑھکر اُن لوگون کے آگے ہوے ان کا یہ قصد ہوا
کہ پل کے سرے پر جائین راجہ پرتھی پت کی بھی رلے ہوئی۔ لیکن جس وقت نواب احمد خان
نے خبر فتح کی سُنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس بلانے کے واسطے
دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کے برابر ہے۔ حکم پاتے ہی منصور علیخان
نے قصد لوٹنے کا کیا مگر پرتھی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ خالی ہوگیا ہے پس اس مین کیا قباحت
ہے۔ہم پل کے سرے تک جائین اگر قلعہ مین کوئی متنفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھ کر
گولی چلائے گا۔پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جائے گی تو تصوّر کرینگے کہ قلعہ خالی ہے اور اُسپر
قبضہ کر لینگے۔ منصور علی خان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصور نہین کرسکتا ہون
یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوانے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر مع دوسرے سردارون
کے نذر گذرانی۔

نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ تھوڑے عرصے بعد یہ خبر سُن کر
کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کی طرف بڑھ گئے ہین اُس طرف روانگی پر تیار ہوا
احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکایک یہان سے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی اسلیے
بادشاہ کا فرمان پہونچنے کی خبر اُڑادی اور فرمان بارٹی سات آٹھ کوس کے فاصلے پر ٹھیرا کر
شب کو رسالہ دارون جماعہ دارون اور مصاحبون سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان باری
دور ہے۔رات سے سوار ہونگا تمام سامان روانگی کا تیار کرلو۔اس تدبیر سے وہان سے کوچ کیا
جب وزیر کی چڑھائی کی خبر مشہور ہوئی راجہ پرتاب گڑھ بھی لوٹ گیا۔

پُل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اُس سے متفق ہوئی۔ اندر گر سنیا سی بھی حکم پاکر شریک
ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر
بعزم جنگ کھڑا ہوا۔ جس وقت نواب احمد خان نے یہ خبر سُنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے
کنارے آیا اور وہان سے اُسنے نواب منصور علی خان و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت
کرنے کو بھیجا۔ بموجب حکم کے وہ آگے بڑھے۔ علاوہ ازین اُن کے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار
جوان زیر حکم رُستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار
منگل خان کے حکم مین اور تین ہزار یکہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی
عبدالرشید خان چیلے کے حکم مین تھے اسکے سوا اور بھی سردار ساتھ تھے یعنی نامدار خان برادر
غیرت خان۔ نور خان ولد خلیل خان متنیا۔ نامدار خان برادر ہمت خان متنیا اور عبداللہ خان
ورکزئی۔ نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھکر دشمن کو بھگا دین
راجہ پرتھی پت سے نواب احمد خان نے کہا کہ تمھارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ۔ راجہ حملے مین
آگے ہوا تین گھنٹہ توپ و بندوق وبان کا ہنگامہ گرم رہا آخرکار راجہ پرتھی پت جو آگے تھا
قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین درآیا یہ دیکھ کر منصور علی خان اور دوسرے سردار اُسکی مدد کو بڑھے
راجہ ہاتھی سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہوا تب اُسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اُترکر شمشیر بدست
دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہونچکر منصور علی خان بھی اپنے ہاتھی سے اُترکر راجہ کے آگے پہونچا
بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوے اور جب بقاء اللہ خان نے دیکھا
کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پُل کے پار گیا اور گولہ انداز توپین قلعہ مین چھوڑکر
پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارے کی طرف پُل توڑ دیا۔ نواب احمد خان
کی فوج کو اس صورت سے یہ فتح نصیب ہوئی اور میدان پہ قابض ہوئی۔ اور جس جگہ

اُسکی فوج مین بابت بقایاے تنخواہ کے بلوا ہوگیا اور وہ تنہا اعظم گڑھ کی طرف روانہ ہوا
بلونت سنگھ نے تب اُس کا گھر لوٹ لیا۔ صاحب زمان خان اعظم گڑھ مین اپنے آپکو محفوظ نہ جانکر
ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اُسکو پناہ دی۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ جونپور کو
واپس آیا۔ لیکن بلونت سنگھ نے پھر اُسے مقرر کردیا۔

نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنون نے پٹھانون کی آمد سُنی وہ پھولپور پر جو بنارس
سے آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے گئے اور کہا کہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے
ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آئین ان کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو
خواب مین بھی دُور سے دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرضکہ دُو کروڑ روپیہ دیا گیا اور
پٹھان واپس گئے۔

وزیر کا بادشاہ سے عفو قصور کرانا اور اُن سے احمد خان پر چڑھائی کی اجازت لینا۔ مرہٹون اور بھرتپور کے جاٹون کو اپنی مدد کے لیے بُلانا

وزیر رام چٹونی مین شکست کھاکر ۲۹ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو
دلّی واپس آئے اور یہان پہونچکر اُنھون نے دیکھا کہ بادشاہ مجھ سے سخت ناراض ہین تو
نہایت غمگین ہوے ایک عرصے تک وہ گھر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھ رکھّے بیٹھے رہتے تھے
آخر الامرائکی بیگم نے اُنکو ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہے سب تم کو
دیتی ہون یہ سُنکر اُنکو ہمّت ہوئی اور اُنھون نے راجہ ناگرمل۔ اور لچھمی نرائن اور

نواب احمد خان کے افسر سے بلونت سنگھ راجۂ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے مُحاصرے مین مصروف تھا تو اُسنے یہانسے صاحب زمان خان ولازاک جونپوری کو مقامات جونپور۔ اعظم گڑھ۔ اکبرپور و دیگر مقامات مین اپنا نائب مُقرر کیا تھا۔ بلونت سنگھ نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہونچا کہ اُسکو مُلک سے بھگا دو۔ اُسکو کمک بھیجی گئی۔ اور اکبر شاہ راجۂ اعظم گڑھ اور شاہجہان زمیندار ماول اُس کے آکر شریک ہوے۔ ماول اعظم گڑھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہانپور کا پندرہ روز کے محاصرے کے بعد مفتوح ہوا ازان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھ گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہو کر گھس آئے اور اُس مقام پر قابض ہو گئے صاحب زمان خان نے آپ ہی بڑھنے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا یہ مقام جونپور سے بتیس میل شمال و مشرق مین ہے بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اُس حصۂ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہے بلونت سنگھ گنگاپور سے جو بنارس سے تھوڑے فاصلے پر مغرب مین واقع ہے روانہ ہو کر مریاہوس پہونچا یہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے اور صاحب زمان خان سے اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا۔ بلونت سنگھ کے افغان سردارون نے اپنے ہم قوم افغان یعنی صاحب زمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا۔ لاچار ہو کر بلونت سنگھ نے معاملۂ صلح ہی کو مناسب جانا۔ صاحب زمان خان نے چاندی پور مین پڑاؤ ڈالا۔ دوسرے روز

اُس کا پیام بیان کیا۔ چہار شنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین کے مزار کی زیارت کے بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا اِدھر اُدھر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمھاری طرف سے بالکل پھر گیا ہے کسی کو جرأت نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمھاری بابت حضور مین عرض کرے اور نواب فیروزجنگ نواب احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر اِس قدر مستعد ہے کہ کسی کی مجال نہین ہے کہ اُسکے خلاف ایک بات بھی مُنھ سے نکال سکے۔ وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اِس معاملے مین دست اندازی کرین اور بعنوان شائستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر نے اُسکو ستر لاکھ روپے بطور رشوت کے دینے پر راضی کر لیا۔ نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کر کے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا۔ تمھارے حق مین سفارش کرون گا۔ اور انشاءاللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمھاری طرف رجوع کر دونگا بعد اِس گفتگو کے وہ سوار ہو کر اپنے گھر روانہ ہوا۔ تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اِس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرق کے زمیندار راجہ پرتھی پت و راجہ بلونت سنگھ اور دوسرے زمیندار مع زر کثیر نواب احمد خان کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے تئین نواب کا مُطیع قرار دیا یہ بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوے ہین بڑی فوج جمع ہو گئی ہے اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیدل زیر لواے نواب احمد خان مجتمع ہو گئے ہین۔ دیکھا چاہیے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے۔ نواب ناظر نے موقع پر جس طرح وزیر سے اقرار کر آیا تھا کہنا شروع کیا اور جو جو باتین از راہ دور اندیشی اُسکو سکھلائی تھین اُس نے بادشاہ سے بیان کین۔ ناظر ایسے الفاظ سے کہ

اسمٰعیل بیگ خان کو طلب کیا۔ اور سید عبد العلی کو بھی جو اُنھین دنون اجمیر سے پہونچا تھا شریک مشورہ کیا۔ اسمٰعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانی چاہیے۔ ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلون کو بُلانا چاہیے اور کہا کہ قائم خان کے حملے کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین لیکن اگر کوئی اور غنیم اُنسے لڑنے جائے گا تو سب متفق ہو جائینگے۔ تب وزیر نے سید عبد العلی سے صلاح پوچھی اُسنے کہا کہ آپ کے ساتھ فوج سابق مین بھی کم نہ تھی اور اب بھی جس قدر درکار ہو مُہیّا ہو سکتی ہے مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے وزیر نے کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین۔ جواب دیا کہ بخت سنگھ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہین اور راجہ لچھمی نرائن نے بھی مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ آپا سندھیا اور ملہار راؤ کے پاس ستر اسّی ہزار فوج اس وقت کوٹے کے قرب وجوار مین ہے ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کے واسطے بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین۔ اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔

وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے اس غرض سے وزیر نے راجہ جگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اُس سے اعانت چاہی۔ اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا وزیر کا حال بالتصریح سُننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالمواجہہ ہونی چاہیے۔ بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جاؤنگا۔ بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا اُسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سُلجھانا چاہین مجھ سے بیان کرین جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے

آپا سیندھیا اور ملہار راؤ جو اس وقت راجپوتانے مین ہین وہ اگر طلب کیے جائین تو حضور عالی کی نوکری کر لینگے۔ اور اپنے انتفاع کی اُمید پر جو حکم اُن کو دیا جائے گا اُس کی تعمیل وفاداری کے ساتھ عمل مین لائینگے۔ سُورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدرجنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اُسنے نہ شکست پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے نواب سید سعد اللہ خان کا مدار المہام صفدر جنگ کا دوست ہے آخرالامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگئے اور حکم دیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اُس کا قصور معاف ہو گیا ہے اور کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش خوش اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونون باہم بغلگیر ہوے بعدازان جو گفتگو بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دُہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھ لے کر اپنے مکان کو گیا اور اُس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون اور فی الفور ایک فرد نذرانے کی تیار کرین۔ تعداد نذرانے کی ۸۰ لاکھ روپے سے کم نہو۔ جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ ۸۰ لاکھ نذر مُقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہیے جیسا کہ آرون صاحب کی تاریخ مین لکھا ہے پھر یہ بات تاریخ مظفری کی کیسے قابل پذیرائی ہو گی کہ جاوید خان کو ستر لاکھ روپے رشوت مین دینے ٹھہرے تھے جبکہ خود بادشاہ کی نذر کے لیے ۸۰ لاکھ روپے کی فردبنی اور نہ وزیر اُس وقت اس قابل تھے کہ ستر لاکھ دے سکتے۔ القصہ دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام مین سنگ مرمر کے فرش پر جلوس فرمایا۔ اُمرا و اراکین مع میر تزک حاضر ہوے اور آداب بجا لا کر اپنے اپنے پائے پر کھڑے ہوے اُس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ سُلطانی مین حاضر کرے۔ جس وقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا تیس خوان جواہر و پارچہائے قیمتی کے اُس کے روبرو

جن سے دل پر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون تو مجھے سخت تردد ہوتا ہے ۔ میری نیند جاتی رہتی ہے ۔ صفدر جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھجوایا تھا اُسپر قناعت نکرکے اُسنے ریاستہاے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہے اور اپنے بیٹے کو مُلک اودھ کی تسخیر کے لیے روانہ کیا ہے اور خود الہ آباد کو محاصرہ کیے ہوے ہے اس کے بعد بنگال کا عزم کریگا اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اُس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہے علما یہ کہتے ہین کہ کتاب اخون درویزہ مرشد ولی افغانان مین یہ لکھا ہے کہ کوئی افغان سردار بہ جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبۂ شاہی کو پہونچے گا پس اس صورت مین احمد خان جسکے پاس ایک لاکھ سے زاید فوج ہے اور سات صوبے قبضے مین ہین اپنے تئین بادشاہ بنانے سے کیونکر باز رہ سکتا ہے جب جاوید خان نے اس طوالت کے ساتھ یہ قریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہو کر پوچھنے لگے کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہ سُنتے ہی جاوید خان نے عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اُسکے تفویض کیا جائے ۔ بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ صفدر جنگ سے کچھ بھی امید نہین ہے کیونکہ وہ فوج کثیر ۔ بندوق و بان یہ سب کچھ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اُسکو شکست فاش دی اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اُس دل ہاری فوج سے اب کیا کرسکتا ہے ۔ زدہ را باید زد مثل مشہور ہے ۔ بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری رائے مین تمھاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کرسکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی خفت ہو گی ۔ جاوید خان نے جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بھی تدابیر ہین ۔

بان ہندوستان مین قدیم زمانہ سے ایک آلہ تھا جو ہوائی کی طرح ہوتا تھا کہ آتشبازی کی چیز ہے ۔ اس مین بارود بھری ہوئی تھی اگر دشمن کی فوج کی طرف چھوڑ دیا جاتا تھا اور دشمن کی فوج کو نقصان پہنچتا تھا اور لفظ آگنی بان یعنی آگ کے تیر اور بان کا نام سنسکرت کی کتابوں مین پایا جاتا ہے
یہ تیر سے جاری ہے جسکا بارود کی ایجاد سے پہلے بھی زمانے مین بان کہتے تھے اُسکے جواب زمانہ حال کی جنگ مین موجود ہے مطلق بیکار سمجھا گیا ہے بارود بھی ایسی زمانے کی ایجاد ہے اور پچھلے زمانہ سے ہی آتشبازی بیان مین بان کے رو سے دشمن کی فوج مین پہنچا تھا ۔ بحوالہ تاریخ ہندوستان
از تسہیل اللغات مولفہ ....

پچاس لاکھ روپون کے لیے چار لاکھ پٹھانون سے لڑائی کرین جنگ دوسرا دیپہ کیونکہ
یقین ہے کہ ہم ضرور اُنپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جائے آخر ملہار راؤ
ایک کروڑ پہ راضی ہوگیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اُس نے آپا کو
بھی راضی کرلیا اور اپنے حقیقی بھتیجے تکو کو بھی جو جسونت راؤ کا بھائی ہے ساتھ لیا
عماد السعادت مین اسی طرح لکھا ہے۔ سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ ظاہرا
پندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل کا اور ۲۵ یا ۳۵ ہزار یومیہ تا زمان جنگ مرہٹون
کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ مرہٹون کے لاکھ سوارون کو جو ماتحتی
آپا و ملہار راؤ تھے لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دینے کا اقرار ہوا اور
سورج مل خود اول سے شریک تھا لیکن یہ بات درست نہین کہ سورج مل موجود نتھا
کیونکہ وہ پہلی لڑائی کے بعد اپنے وطن کو لوٹ گیا تھا وزیر نے پھر اُس کو بڑی منت اور
خوشامد کے ساتھ اس جنگ عظیم مین شریک ہونے کو بلایا۔ صفدر جنگ نے جو خط اس
موقع پر سورج مل کو لکھا تھا اُسکی نقل صفدر جنگ کے اُن قلمی خطون سے جو بہت پورے
ہاتھ آئے ہین کرتا ہون وھو ہذا۔

فرزند وفادار بہادر من۔ قرار دادہ بودند کہ از مہمات خود فراغ حاصل کردہ
بعد دو ماہ در حضور سے رسم۔ مدت بامتداد انجامید کہ ایفاے وعدہ ہنوز بعمل نیامدہ و
این جانب بجان و دل مشتاق خصوص درین ولا کہ انصرام مہمات فاغنہ منظور خاطر و صلاح
دولتہاے سرکار بر ذمۂ ہمت شماست توقف درزو دشتافتن آن وفادار موجب کمال نگرانی
و انتظارست۔ مخالفان شقاوت بنیاد کہ بحسب اتفاق بر دولت خداداد دست یافتہ بودند
حالا نخوت و غرور۔ در سر دارند و باجتماع ہم کف دور و نزدیک مشغول۔ ہر چند عزیمت

پیش کیے گئے۔ بعد معمولی انکار کے اُسنے اُنکو قبول کیا بعدازان وہ حضور مین حاضر ہوے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا۔ بادشاہ نے سر اُٹھاکر چھاتی سے لگالیا وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش　　عذر بدرگاہ خدا آورد

ورنہ سزاوار خداوندیش　　کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے بعد غور تمھارا قصور معاف کیا اور عذر پذیرا کیا خلعت دہ پارچہ مع فیل واسپ وشمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرزندانہ نقد ادی ۳۰ لاکھ روپیہ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوے گھر کو روانہ ہوے۔

حسب استدعاے جاوید خان ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹون کے پاس یہ تحریرین لیکر راجہ مہانرائن[1] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور شترسکداس[2] اور جگل کشور[3] روانہ ہوے اور بابورلے وکیل مرہٹون کا بھی انکے ساتھ گیا۔ ان قاصدون کو کوٹے سے دو پڑاو اُسطرف اور وہان سے دو سو اٹھ میل جنوب مین مرہٹے ملے۔ اُنھون نے وزیر کے خط کا مضمون معلوم کرکے آپا نے دو کروڑ روپے طلب کیے رام نرائن نے پچاس لاکھ روپے کہے آپا نے اُس سے کہا کہ تمھاری نظرون مین پچاس لاکھ روپے زیادہ ہین ہم تو ایک معاملے مین اتنے لے لیتے ہین۔ ہماری نظر مین اس قدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہمکو کیا ضرور ہے کہ

[1] دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت آردن صاحب نے رام نرائن کہا ہے اور سیر المتاخرین مین بھی نرائن آیا ہے ۱۲ [2] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ [3] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

لچھمی نرائن سے اس معاملے مین مشورہ کیا اُسنے عرض کیا کہ مرہٹون سے تو اِس شرط پر خرچہ جنگ ٹھہرا ہے کہ وہ جب بالکل پٹھانون کا مُلک فتح کرا دین تو اُسوقت یہ رقم دیجائے گی جب آپ کا قبضہ اُس مُلک پر ہوجائے گا تو کروڑ روپے کیا چیز ہین بالفعل جو کچھ روپیہ آپکے پاس موجود ہے اُس مین سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائیے نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہو کر دلّی سے روانہ ہوے۔ سیر المتاخرین

اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دلّی مین آگئے تھے اور جب وہ اُس کے قریب آپہونچے تو ایک عُہدہ دار اُنکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا۔ دوسرے رُوز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اور خلعت مرحمت ہوا۔ وزیر نے سورج مل جاٹ کو بھی خلعت دلوایا۔

باوجود اِس قدر مددگارون کے وزیر کا احمد خان کی فوج کو بزورِ مکر و تذویر فتح کرنے کی کوشش کرنا

کشف الاستار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وزیر نے مرہٹون کو اپنی مدد کے لیے بُلایا تو سید نور الحسن خان وغیرہ برادران شاہ حمزہ صاحب کی معرفت دو لاکھ روپیہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت مین بھیجے جن مین نصف زر نقد تھا اور نصف کی ہُنڈی۔ اور استدعا کی کہ احمد خان کے رسالہ دارون کو روپے کا لالچ دیکر احمد خان سے منحرف کرکے ہمارے پاس بھجوا دیجیے اور جو کچھ جسکے مناسب حال ہو وہ اُسے عطا کر دیجیے اگر شادل خان بھی ہمارے پاس آجائے تو اُسکو ایک بڑا امیر بنا دین۔ شاہ صاحب نہایت اہل دل تھے جواب دیا کہ اگرچہ افغان طامع اور حریص ہین روپے کے لالچ مین اپنے دین و ایمان تک کی پروا نہین کرتے انکو توڑ لینا آسان ہے لیکن یہ عادت ہم لوگون کی نہین ہے کہ ایسے معاملات مین دخل دین

ئے درنگ منظور بود. لکن بانتظار رسیدن آن کامگار روزے چند دگر ہم توقف لازم بود
الحاصل زود بیایند و زیادہ برین متوقف نشوند۔ ہ

اگر بسیر چمن سے روی قدم بردار کہ ہم چو رنگ حنا مے رود بہار از دست

غور کرنے کا مقام ہے کہ شہنشاہ دہلی کا وزیر اعظم ایک ایسی ادنی اسی ریاست کے
ولی عہد کو جسکا باپ ۲۳ سنہ میں راجہ بنا تھا اور جو اپنی اولوالعزمی سے وزیر کے ہم قومون
کی سلطنت مٹانے کی فکر مین تھا کس خوشامد کے لہجے مین لکھتا ہے اگر یہ حضرت بہ نسبت
سورج مل جاٹ کے نصف محبت کا برتاؤ بھی پٹھانون سے رکھتے اور انکی بربادی و استیصال
کے خیالی پلاؤ نہ پکاتے جو اصل دین اسلام اور ننگ و ناموس مین اور ہندوون کے نزدیک
واجب الاستیصال ہونے مین اُن کے شریک تھے تو اپنی مذلت و خجالت کیون اُٹھاتے
بلکہ انکی معاونت اور خدمت سے فائدہ حاصل کرکے سورج مل سے بدرجہا بڑے بڑے
راجون کو اپنے سلام کا آرزومند اور اپنے حکم کا فرمانبردار پاتے۔

بہرصورت صفدر جنگ از سرنو جملہ سامان جنگ مثل توپ وبان وجزائل وگولہ بارود
مہیا کرکے آمادۂ پیکار ہوے۔ مرہٹے جب دلی کے قریب پہونچے تو ملہار راؤ نے وزیر کے
وکیلون کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہمارا دار الحکومت مین آنا
الیا ضرور ہے ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپکی فوج لڑائی مین
ہماری شریک نرہے بلکہ کوئی اس معاملے مین دخل ندے رام نرائن وغیرہ مرہٹون سے رخصت ہوکر
وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوے لیکن تمام خزانہ اُن کا ایک کروڑ روپے
سے کم تھا اور سوا مصارف فوج مغلی وہندوستانی کے اُنکی ذات خاص کے مصارف
بھی زیادہ تھے۔ ایک کروڑ روپے دینا مرہٹون کو ٹھہرے تھے اسلیے نواب کے دل کو فکر تھی کہ

وزیر کی شکست سے چھ ماہ کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹون کے مقابلے سے سُنا۔
نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی طرف
جانا ضرور ہے انشاء اللہ اُنکو بار دیگر شکست دیکر واپس آتا ہون اُسوقت اضلاع مشرق پر
قبضہ کرونگا راجہ پرتھی پت نے کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل
نامناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکے ہین۔ آپ کیسی ہی عجلت
کرینگے تاہم وقت پر پہونچنا مشکل ہے اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچے بھی تاہم فوج
چونکہ منتشر ہو جائے گی اُسکے مجتمع کرنے مین دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے
کہ آپ گنگا پار ہو کر صوبۂ اودھ کو چلین اور وہان سے جانب مغرب روانہ ہون اس مین
چند فوائد ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑے گی۔ فوج بھی منتشر نہوگی اور زمیندار لوگ
اودھ کے جو اپنے اپنے گھرون سے بعہد قول بد عمل بھاگ گئے تھے وہ بے مانگے مدد روپے اور
سپاہ سے کرینگے دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی زر آشنا فوج یعنی کرائے کی فوج جو آپ کے
حکم مین جمع ہوئی ہے جب آپ فرخ آباد کو بعجلت روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چھوڑ دینگے
نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کردن دیکھون اُنکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا
نواب نے رستم خان و منگل خان غلزئی و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان
و دیگر سردارون کو طلب کیا جس وقت اُنھون نے راجہ کی صلاح سنی کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے
جواب دینگے زائد لوگون کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اُترنا چاہیے۔ فقط حاجی سردار خان
کی رائے اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ اگر
گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے۔ ہم کو خوف نکرنا چاہیے
یہ وہی وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اور اپنی تلوار کے زور سے

اور یہ بیت پڑھی

تو برائے وصل کردن آمدی یا برائے فصل کردن آمدی

قاصد وزیر کے پاس لوٹ گئے۔

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑھائی

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کر کے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو۔ اوائل جمادی الاولے ۱۱۶۴ھ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارون کی فوج لیکر دلی سے برآمد ہوے۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اس وقت صفدر جنگ کے ہمراہ دولاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے۔ صفدر جنگ نے دریاے جمنا کو عبور کر کے پہلا یہ حکم مرہٹون کو دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے نواح سے بھگا دینا چاہیے اور جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اُس کا تعاقب کرتے ہوے فرخ آباد کی طرف بڑھنا چاہیے ملہار راؤ اور آپا نے پنڈارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے مُلک کو آگ لگائے اور ویران کرتے چلے جاؤ۔ بمجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سوارون نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کو جا گھیرا تھوڑے عرصے مین ملہار راؤ اور آپا سیندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان کے پاس بمقابلے غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کر کے اور دشمن کے بہت سے آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہو کر قادر چوک پہونچا یہ موضع پرگنہ اجھیانی ضلع بدایون مین واقع ہے وہان سے اُس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق کی سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے

بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ کو وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا۔ نواب
نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اُنسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے
تمام رئیس اور فوج کے سردار و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ
جو لائق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر ہوے۔ انھون نے عرض کیا کہ دشمن
کے ساتھ فوج بیشمار ہے اور نواب کی فوج اُسکے مقابلے مین گویا دال مین نمک کے برابر ہے
یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین۔ لیکن بزرگون کا قول ہے کہ ایک شخص
حریفِ مقابل سے جنگ کر سکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے اس مین شک نہین کہ نواب
بادشاہ سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے مگر وزیر اِس وقت سابق کی بدنامی اور شکست
کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستانکی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے جاٹ اور مرہٹے مور و ملخ
کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھ آئے ہین۔ لہذا مصلحت وقت یہی ہے کہ یہان سے حسین پور
گھاٹ پر جو شہر سے تین میل مشرق کی طرف واقع ہے گنگا کے کنارے اُٹھ چلنا چاہیے وہان
ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے اِس قلعہ
کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے پر بڑے غار اور
خندقین ہین اس لیے اِس مقام پر پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا۔ اِس کا مذکور نہین کہ شہر کا قلعہ
کیون بیکار ٹھہرا شاید اِس وجہ سے کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد
بند کر دین۔ فتح گڑھ کے نیچے دریا بھی ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مُہیّا ہو سکتی ہین مگر
تاوقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارے پر قابض نہو یہ خوف نہین ہو سکتا ہے۔ نواب نے
سردارون اور رشتہ دارون اور مشیر کارون کی یہ صلاح سُنکر اسی مشورے پر اتفاق رائے کیا
اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر دریاے گنگا کے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکرگاہ

اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے اور ہمارے نزدیک اُسکی فوج کی یہ وقعت ہے جیساکہ مثل مشہور ہے کہ مُرے کو مارنا کیا مشکل ہے نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اُسنے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش ہونگے میری راے راجہ پرتھی پت کی راے سے موافق ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اُسکی راے بہت مناسب ہے۔

حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اُس سے اُسکو اطلاع دی۔ راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے چھوڑے جاتا ہون اس لیے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمیندارون سے کہو کہ اپنے اپنے گھر دیکھین جابسو راجہ کو اُس وقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہوکر دریاے گنگا کو عبور کرکے اپنے ملک کو روانہ ہوا نواب کا بیٹا جو اودھ کے فتح کرنے مین مصروف تھا اور اُس کا ارادہ لکھنؤ اور کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تھا جنھون نے سر اُٹھا کر پٹھانون کو نکالدیا تھا چونکہ اُس وقت مین انتقام ممکن نہ تھا اسلیے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹا اور ساندی پالی سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اُس مقام پر پہونچا جسکی دوسری جانب فتح گڈھ مین اُسکے باپ کی لشکرگاہ تھی نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چھ روز کے عرصے مین اپنی دار الریاست کو پہونچا مگر اُسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے راستے مین اُس کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جاے عافیت مین پناہ گزین ہوے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ رہ گئے۔ پہلے اُسنے بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہونچا دینے کی فکر کی یہ سب بمشکل تمام وہان سے آنولہ و شاہجہانپور کو روانہ ہوئین۔ شہر کے

اُنکی نظر فوج پر پڑی اُنھون نے باہم کہاکہ ملہار راؤ اور سیندھیا نے ہمکو اس فوج سے
لڑنے اور اس کا محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہ نواب ایسا جری اور اُسکی فوج ایسی بہادر
ہے کہ اُسنے وزیر کی بیشمار فوج کو کچل ڈالا ہے ایسے لوگون کا بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے
مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ سُنکر کہ کچھ توپین یاقوت گنج مین رہ گئی ہین جو شہر سے پانچ میل
اور فتح گڑھ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے تانتیا نے اپنے چند سوار اُس طرف روانہ کیے
انھون نے چند گنوارون کو مجتمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لے چلے۔ جب قاسم باغ
کے قریب پہونچے جو قلعہ فتح گڑھ اور حسین پور سے نصف میل ہے یہان پٹھان گڑھون کے اندر
کمین گاہ مین تھے۔ فوراً مرہٹون پر آپڑے اور گولیان اور بان اُنپر چھوڑنا شروع کیے
بندوقون کی آواز سُنکر نواب احمد خان سوار ہو کر اپنے توپخانے کے پاس آکھڑا ہوا اُس نے
اپنے رسالہ دارون کو حکم دیا کہ جن پٹھانون پر گولیان چل رہی ہین اُنکی جاکر مدد کرو۔
شادل خان غلزئی۔ سعادت خان آفریدی۔ محمد علیخان آفریدی۔ میان خان خٹک۔
عمر خان گوالیاری۔ نامدار خان برادر نواب غیرت خان۔ نور خان ولد خلیل خان۔
منگل خان تھروالا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چھوڑ کر پٹھانون کی مدد کو پہونچے
تانتیا بھی اُنپر بڑھا کہ اُنکو لڑکر بھگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب ہوئین بندوقین
موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی پٹھانون نے یہانتک سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر
تلوارین چھین لین آخر کار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بھاگے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہونچی
اُسنے شتر سوار کو بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھین یہین سے واپس آئین۔ سردارون نے
یہ حکم سنکر توپین جو واپس لی تھین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اُنکے پیچھے
ہو لیے نواب احمد خان نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارون کو خلعت عنایت کیا

قرار دی۔ دوسرے روز توپخانہ پہونچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین۔ نواب خود خندقون اور غارون کی طرف جن کا مذکور ہوچکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیر دن سے باہم کسکر نصب کین۔ توپونپر اپنے بھائیون اور رسالہ دارون کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا اور ناؤون کا ایک پل تیار کرایا جس روز پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی بائین کنارے پر پہونچا اور شادل خان غلزئی بھی قادر چوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی۔

مرہٹون کا فتح گڑھ کی طرف آنا اور جب پٹھانون کے مقابلے مین آنا مغلوب ہوجانا

جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہا ہے تو اُنھون نے ملہار راؤ اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم آپکے مطیع حکم ہین۔ وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرے کے واسطے بھیجدو کہ جاکر چارون طرف سے رستہ بند کردے اور کہین سے کھانا پانی یا چارہ اُسکو نہ پہونچنے پائے۔ بموجب حکم کے اُنھون نے تانتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے اُنھون نے دیکھا کہ سردار شہر چھوڑکر چلے گئے ہین اُنھون نے بہت سے گانؤن اور قصبون کو آگ لگادی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہونچے اور شہر کو مُفلسی و پریشانی اور بھوک و پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ وغارت کی جو اُمید اُنکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب وہ اُس مقام کی طرف روانہ ہوئے جہان نواب احمد خان آمادۂ جنگ مقیم تھا جب

اُس سے اُڑگیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہ سب مرگئے۔ جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہو کر وہان آیا اور اُنکے کفن و دفن کا حکم دیا اور کہا کہ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اُنکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرونگا۔ لاشون کے دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا دستہ محاصرے مین سے نکلا اور مرہٹون کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹادیے۔ جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوے اور تلوارین کھینچے ہوے اور بہت سے مرہٹون کے سر نیزون پر لیے ہوے اپنے لشکر مین واپس آئے۔

جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُنھون نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ محصور ہے تاہم اُسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھ سپاہی نکل کر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین اور اُنکے سر نیزون پر لیجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمھاری داڑھی پر تھوک دونگا آج تم اُس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور ان دو باتون مین سے کوئی ضرور ہو یا دشمن کو شکست دے کر اور اُنکے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو یا اپنی جان دو۔ یہ شیر بچے آکر مرہٹون مین شریک ہوے اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ کی طرف اُس جانب بڑھے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیرھوین بیٹے نواب محمد خان کے قائم تھا اور توپخانے کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط نا ہموار زمین تھی شیر بچے باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لے کر بھری بندوقین چلانے لگے اور اسی طرح دوسرا جا کرکے توپخانے کے قریب پہونچگئے جب قزلباش سوارون نے دیکھا کہ شیر بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور اُسکی مدد کو پہونچے۔ اُن سب نے

اور اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تانتیا کی شکست کی خبر سُنکر وزیر مع جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کر کے نواب کی خندق کے قریب آپہونچے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا و تانتیا کو قائم بلغ مین چھوڑ کر خود آگے بڑھے اور سنگی رام پور مین پہونچے۔ یہ ایک گھاٹ دریاے گنگا کا دریاے مذکور کے دہنے کنارے پر قریب بارہ میل فتح گڑھ سے بڑھ کر پرگنہ بھوجپور مین ہے۔ یہان اُنھون نے اپنی لشکرگاہ قائم کی اور نورالحسن خان بلگرامی کو حکم دیا کہ کشتیون کا پُل تیار کرے اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سُنی اُسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کر دے تاکہ وزیر پُل نہ بنوانے پائین اس نوجوان نواب زادے نے شیام سنگھ برادر شمشیر جنگ چیلہ کو اُس طرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے اُس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پُل تیار ہو گیا تھا اُسنے ایسے گولے اور بان اُنپر چھوڑنا شروع کیے کہ دشمن پل چھوڑ کر بھاگ گئے اس مرتبہ تو اُنکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ہر روز ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام افغان اپنے خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اُنکو بھگا کر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر اپنے کھانے پکانے یا کسی اور کام مین مشغول ہو جاتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر اپنی بڑی توپ کا مُنھ اُنکی طرف رُخ کر کے سر کی اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ولد شمشیر خان کے پہلو مین لگا یہ اُس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد خان کے سولھوین بیٹے کا بازو

میرے لوگ بھاگنے پر آمادہ ہین ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصے ہوا
تھا اور اس وقت وہی آثار پیدا ہے۔ وہ گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے
سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اُس کے نوکر اُسکو سوار کراکے بزور لشکر کو واپس لائے
جب مرہٹون نے شکست کھاکر بھاگنا شروع کیا تب منصور علی خان اور دوسرے
سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے منگائے اور سوار ہوکر اُن کے تعاقب مین باغ کے شرقی
گوشے تک گئے یہان سے اُنھون دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین
پہونچے۔ منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے کو داہنے ہاتھ پر چھوڑکر
گھوم کر باغ کے بائین گوشے کی طرف آئے اور یہان مُقیم ہوے نواب احمد خان اُسوقت
اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمندارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑکر
مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آیندہ مرہٹے تمکو
زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علی خان اپنے موقع قدیم بد آیا احمد خان نے اُسکی
بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچے پر ہوشیار رہو اسکے بعد
احمد خان اپنے مقام گاہ کو واپس آیا۔

نواب سیّد سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان کا احمد خان کی مدد کیلیے فرخ آباد کو جانا اور اپنے مدار المہام کی بدولت شکست اُٹھاکر آنولے کو واپس آنا

آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ جب اوّل اوّل وزیر کے واپس آنے
کی خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لیے لکھا علاوہ دوسرون کے اُس نے

متفق ہوکر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے منتظر تھے اُنھون نے پہلے ایک باڑھ توپون کی سرکی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کر اُن پر جھپٹے اور بہت سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اُنھون نے بھاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی پٹھانون نے انکا تعاقب کیا اور باغ سے اُنکو بھگاکر خود قابض ہوگئے۔ داہنی طرف باغ کے مشرق مین کچھ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تھی جب مرہٹون نے دیکھا کہ وزیر کی فوج بھاگی اور پٹھان اپنا مورچہ چھوڑ کر اُن کے متعاقب باغ تک بڑھ آئے ہین بہت سے مرہٹون کے سوار حملہ کرنے والے افغانون اور اُنکے توپخانے کے درمیان چلے آئے۔ یہ لشکر زیر حکم تانتیا کے تھا۔ جب احمد خان کے آدمیون نے دیکھا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا رستہ روک لیا ہے باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گھوڑون کے پیرون پر چلاؤ اور تلوارین بھی پہلے گھوڑون ہی کے پیرون پر لگاؤ جب دشمن گرجاوین پھر اُنکو قتل کر لینا۔ باہم یہ راے قرار دیکر اسی طور سے مرہٹون پر حملہ کیا اور بہتون کو مار لیا۔ آخر مرہٹے اُتر پڑے اور جنگ شروع ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکھ رہا تھا یہ دیکھ کر اُس نے اپنی تلوار لی اور پیادہ پا دشمن کی طرف چلا اُسکے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اُسکے آگے ہوے۔ منصور علی خان نے اپنے ساتھیون اور اُن لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایک ہزار آدمیون کے تھے یہ سب بڑھکر افغانون اور مرہٹون کے بیچ مین گھس پڑے۔ اُنھون نے دوسری جانب حملہ کیا اور اس موقع پر بایئن یعنی مشرقی سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اُنکی کمک کو آپہونچے۔ عبداللہ خان وزرکزئی وضابطہ خان خٹک و انور خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ مرہٹون کے قدم اُٹھ گئے جب تانتیا نے دیکھا کہ

ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ اُسکے ننگ وناموس کے اب ہم شریک ہون - بی بی صاحبہ
سب کی طرف سے مایوس ہوکر نواب سید سعد اللہ خان کے محل مین گئین اور بیگمات کو
سمجھا کر نواب سید سعد اللہ خان کو آمادۂ اعانت کیا - پٹھانون کی بہادری کی داستان
اور ننگ و رفاقت کے قصّے ایسی طرز سے بیان کیے کہ نواب سیّد سعد اللہ خان مدد کو آمادہ
ہو گئے - اور نواب موصوف نے حافظ رحمت خان - دوندے خان - مُلّا سردار خان -
بہادر خان چیلۂ نواب سید علی محمد خان اور فتح خان خانساماں کو طلب کیا حافظ رحمت خان
اسوجہ سے کہ وزیر سے اور اُنسے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے اور دوسرے سردار بھی اُنکی
خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے - نواب سید سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا
کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہے اُنھون نے
جواب دیا کہ جو سب سردارون کی رائے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ اِس لڑائی مین کسی جانب شریک نہونا چاہیے - کیونکہ اگر فتح حاصل ہوئی
تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے اور خدانخواستہ اگر ہزیمت ہوئی تو تمام آفت
اور بلا ہمپر نازل ہو جائیگی - بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب روہیلہ
سردارون مین ممتاز رکھتا تھا بول اُٹھا پھر لے سردار و دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین
اوڑھ لیتے ایسی نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے مُنھ سے نہ نکلے ہونگے - اور نواب سید
سعد اللہ خان کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر کوچ کا حکم نہوگا تو کل مین اپنا رسالہ لیکر
بغیر حکم روانہ ہو جاؤنگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور آبرو کا خیال ہوگا اُسکو ساتھ ہونیکا
اختیار ہے - یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا - نواب سید
سعد اللہ خان محل مین گئے اور جو حجّت حافظ رحمت خان اور بہادر خان مین ہوئی تھی

حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا اور یہ لکھا کہ گو ہمارے اور تمھارے درمیان مین مناقشہ ہے لیکن باہمی جھگڑے ہوتے رہینگے لیکن یہ ضرور نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرر روا رکھا جائے امید ہے کہ آپ فوج مدد کے واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اُس غنیم پر جو ہم دونون کا دشمن ہے حملہ کرین - نواب سید سعد اللہ خان کے مدار المہام حافظ رحمت خان نے عذر کیا کہ ابھی تمکو قائم خان کے خون کا دعوےٰ باقی ہے تا وقتیکہ اُسکا تصفیہ نہو جائے ہمکو اپنے آدمی تمھارے قبضے مین کرنے سے خوف آتا ہے اس بیان کو دیکھکر ہمکو وہ بات تعجب مین ڈالتی ہے کہ جو گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل پرمول خان اور دور خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چھتونی کے مقام پر اُسکے شریک ہو کر وزیر سے لڑی -

اس واقعہ کو شیو پرشاد نے فرح بخش مین یون بیان کیا ہے کہ جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قائم جنگ کی خون کی معافی کا ایک محضر تیار کرا کے بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کے ہاتھ آنولے کو بھیجا منتخب العلوم مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین غلطی سے لکھا ہے کہ احمد خان روہیلون سے مدد حاصل کرنے کے لیے آنولے کو خود آیا تھا -

بہر صورت محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قائم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اُسکا دعوےٰ ہم نکرینگے - بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان - دوندے خان بخشی سردار خان اور فتح خان خانسامان وغیرہ اکثر امرا کے مکانونپر گئین اور سب سے بڑی منت و زاری کے ساتھ کہا کہ ایسے سخت وقت مین احمد خان کی مدد کرنی چاہیے - سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و اعانت سے صاف پہلو تہی کی اور کہدیا کہ قائم خان نے

آپا سیندھیا کے لشکر مین گئے اور نواب سید سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کرکے کہا کہ تمھاری صلاح کیا ہے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص سردارون کو بلایا اور اُنسے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سردارون نے باستثناے آپا سیندھیا کے جو در پردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین۔ ہم سے پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہے۔ ہمین جو حکم ہوگا اُسکے بجالانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تمھاری خاموشی کا کیا باعث ہے اُسنے جواب دیا کہ عیان راچہ بیان جو کچھ ماجرا ابتک گذرا ہے اُس سے سب واقف ہین یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ عاجز نہین ہین راو تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا اگر اُس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی۔ وزیر کے لشکر مین گو کہ چیدہ فوج ہے مگر اُس کی جو کچھ حالت ہے اُس سے وزیر خود واقف ہین۔ احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب نواب سید سعد اللہ خان اُس سے متفق ہو جاوینگے تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت خان لکھتے ہین کہ نواب سید سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوے ہین بعد اس مذکور کے حافظ مسطور صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ نواب سید سعد اللہ خان پہونچین احمد خان سے صلح کر لینی چاہیے اب تمھاری کیا صلاح ہے اُنھون نے جواب دیا اس سے کیا بہتر ہے۔ اِس سے دونون جانب کی جانین بچینگی۔ وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہے کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونی چاہیے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اُس سے ہماری کسر شان ہے۔ آپا سیندھیا نے کہا کہ میری راے مین نواب غیرت خان اور ہمت خان کے بلانے سے کہ یہ بھی پٹھان ہین یہ وقت رفع

لفظ بہ لفظ اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان
کا شریک ہون مان نے کہا کہ ایسے اُمور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے
جو تمھارا دل قبول کرے سو کرو۔ میری رائے مین یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری
کی وجہ سے منع کرتے ہین اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے واسطے یہ عزم کرتا ہے۔
یہ گفتگو اپنی مان سے سُنکر نواب سید سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنے خاص خاص سردارون
کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے
جو ہو سو ہو کل مین روانہ ہونگا۔ جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرون کو اختیار
ہے تب اُنھون نے بہادر خان کو بُلاکر یہ حکم دیا کہ میری فوج مین حکم سُنادو کہ جو اپنے تئین
میرے ملازم جانتے ہین تیاری روانگی کی کرین نہین تو سب کو برطرف کردونگا۔ بہادر خان
نے یہ حکم سُنادیا۔ سوائے حافظ رحمت خان۔ دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج
کے باقی سب روانگی پر آمادہ ہوے اور فتح خان خانسامان بھی ہمراہ ہوے اور دوسرے دن
کوچ ہوا۔ جب فتح گڑھ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذر گیا تب یہ خبر مشہور ہوئی
کہ نواب سید سعد اللہ خان قریب آپہونچے اس خبر سے وزیر اور ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو
نہایت تردد پیدا ہوا۔ ابوالمنصور خان صفدر جنگ نے نواب سید سعد اللہ خان کو لکھا
کہ میرا دعوے احمد خان سے تھا تم اُسکی مدد کو کیون آئے تم اپنے مُلک کو لوٹ جاؤ اور
اطمینان کے ساتھ رہو۔ تم سے مجھے کوئی تعرض نہین حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا
کہ گو مین نے نواب سید سعد اللہ خان بہادر کو بہت روکا مگر اُنھون نے نہ مانا اور احمد خان
کی مدد کو روانہ ہوے ہین اِس لیے میری صلاح یہ ہے کہ جس خوبی سے ممکن ہو احمد خان سے
صُلح کرلو۔ کیونکہ صلح ہر حال مین عداوت سے بہتر ہے۔ دوسرے روز وزیر ملہار راؤ اور

مرہٹہ سردارون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے پاس بھیجنا چاہیے۔ نواب غیرت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور سانڈی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جونہی یہ بات احمد خان نے سُنی اُس نے کہا کہ اگر وزیر دس کروڑ روپیہ میرے بھائیون کے خونبہا مین دیتے مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون تب بھی راضی نہونگا اُسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا اور یہ مصرع پڑھا۔ مصرع

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

دشمنون کو یہ نہ تصوّر کرنا چاہیئے کہ مین مجبور ہون کیونکہ مین ہر وقت اُن سے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون۔ وزیر کو جو مین نے زک دی ہے وہ ایک تمثیل ہوگئی ہے سورج مل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاءاللہ تعالیٰ بعد فتح اُنکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور نامور لوگ کس طرح عمل کرتے ہین جبکہ تقدیر آزمائی لڑائی پر ہے تو صلح کیا ہوگی اگر فتح حاصل ہوئی تو میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر مین بدقسمت نکلا تو قادر مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹون کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا یہ کہکر اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا۔ الف خان کے جانیکے بعد قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سید سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کرینگے۔ حکم ہوا کہ محمود خان اور منوّر خان اُن کی پیشوائی کو جائین۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار نواب سیّد سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے۔ دوسرے دن نواب سیّد سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی اور تلوارین کھینچتی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو

ہو سکتی ہے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور دوسرے سردار وہان سے اُٹھے اور دوسری جگہ جاکر مجتمع ہوے اور نواب غیرت خان اور ہمّت خان کو بُلوا بھیجا مرہٹون نے اُنسے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنے ملک سے بھگا دیا جائے یا میدان مین اپنی جان دیوے۔ چونکہ ہماری منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان مین صلح ہو جائے اسلیے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین تب اُن دونون پٹھانون نے جو جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہونچے تھے بیان کیے اور مرہٹون کو بھی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ مین جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے۔ مرہٹون نے تسلیم کیا کہ بے شک ہم سے سابق مین دوستی تھی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اِس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت رہین اور ابتک ہمنے بالکل بے پروائی سے جان بوجھ کر جنگ کی ہے۔ تب غیرت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت بُرا کیا جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کیے بعد اس قیل و قال کے پوچھا اب تجویز کیا ہے ملہار راؤ نے کہا کہ اسوقت آپ تشریف لے جائین ہم باہم سردارون سے مشورہ کرتے ہین جو کچھ طے پائیگا اُس سے آپ کو اطلاع دی جائے گی۔ دونون پٹھان رُخصت ہو کر اپنے خیمون مین آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخرالامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹون کے ادا کرین اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کر دین۔ جب اُنھون نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی اُنھون نے منظور کر لیا تب سرداران مرہٹہ نواب غیرت خان و ہمت خان کے پاس گئے اور اُن سے شرائط مجوزہ بیان کی۔ اُنھون نے ان شرائط کو احمد خان کے حق مین بہت مناسب تصور کیا اب

اُسکی جگہ سے دور کر دیتے ہین تاکہ مدد اُس کو نہ پہونچ سکے۔ دوسرے روز نواب سید سعد اللہ خان اور مُنوّر خان اور محمود خان آمادۂ جنگ ہوئے اور اپنی فوجون کی صف باندھکر دشمن کی طرف بڑھے۔ وزیر سید سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوفزدہ ہو رہے تھے اُنھون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور سورج مل جاٹ کو بغرض مشورے کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار نواب سید سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجدی جائے اِس سے قبل کہ نواب سید سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائین سنگی رامپور کا پُل جو خراب ہو رہا تھا ۴ جمادی الآخرے کو اُسکی مرمت کرائی گئی۔ پٹھانون نے بہت مزاحمت کی مگر گولون کی بوچھار سے پُل کے قریب نہ آسکے۔ پھر کھانڈے راؤ اور تانتیا گنگا دھر بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوے جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بھیم سنگھ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار پیادہ وسوار کے اُنکی کُمک کو پہونچے اور روہیلون پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانون کا مینھ برسانا شروع کیا بعد اِسکے بندوقین سرکین رفتہ رفتہ اُنھون نے بندوقین بندکین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندوون پر حملہ آور ہوے اور اُنھون نے فی الفور پشت دی بہادر خان نے احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑھا۔ بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے یہانتک پیچھا کرتے ہوے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے دشمن نے دیکھا کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُنکے پیچھے کچھ کُمک بھی نہین مُڑ کر چارون طرف سے بہادر خان کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسکے جوان بھی تلوارین کھینچ کر اُسکے ہمراہ ہوے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندوون نے اس طرح گھیر لیا تھا جیسے

نظر آئی۔ نواب سید سعداللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے۔ احمد خان کے ہمراہی اِس کُمک کو آتے دیکھ کر فرطِ خوشی سے توپین داغنے لگے۔ سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیون کے ساتھ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوے تھے۔ نواب سید سعداللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے۔ جب شاہ صاحب کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اُن پر طاری ہوئی۔ اور اس حالت مین فرمایا مقتول ہوے اور مغلوب ہوے۔ جب وہ کیفیت زائل ہو گئی کہنے لگے کہ انکی خوشی و خرمی خُدا کو خوش نہ آئی اور دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے۔

۳ جمادی الاخرے ۱۱۶۴ھ ہجری کو نواب سید سعداللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے بائین کنارے استادہ کرائے اور احمد خان نے اُنکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان ورکزئی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے نواب سید سعداللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کہ کل دریا اُترآؤ کیونکہ فوجون کا متفق ہونا بہت ضرور ہے یہ پیغام نواب سید سعداللہ خان کو پہونچا۔ لیکن اُنھون نے کہا کہ مین اپنے خاص خاص سردارون سے مشورہ کر کے جواب دونگا تب اُنھون نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کر کے اُنسے احمد خان کا پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے بے سوغات جانا مناسب نہین احمد خان کو جواب بھیجنا چاہیے کہ انشاءاللہ کل آپکے ہوا خواہ آپکے دشمنون یعنی وزیر اور سرداران جاٹ اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے۔ نواب سید سعداللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھے اُنھون نے وہی پیغام بھیجدیا۔ احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے مُنھ موڑین تو اُن کا تعاقب نہ کیجیو اور اپنے سپاہیون کو اُنکے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اِس قاعدے سے اپنے دشمن کو

و جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اُس وقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے
ایسے موقع پر تھے کہ صاحبزادون کو رُوک سکین۔ جواہر سنگھ نے چاہا کہ سدراہ ہو لیکن
رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیر خواہ تھا دلیر خان جو نواب
مظفر جنگ کا مشہور چیلہ تھا اُس کا بچا تھا رانا نے جب اِس طرح جواہر سنگھ کو سدراہ
ہونے سے ممانعت کی تو صاحبزادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب احمد خان
کے پاس حاضر ہوے۔

اپنے ہمراہیون کی بے دلی کی وجہ سے نواب احمد خان کا اپنے حصار کو چھوڑ کر شہر آنولہ کو چلا جانا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور نواب سید سعد اللہ خان آنولے
کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر
سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھ نواب
سیّد سعد اللہ خان کی کُمک پر منحصر نہ تھی اگر خدا نے چاہا تو کل توپخانہ بڑھا کر سنگی رامپور
کو جاکر وزیر سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بُلا کر کہا خوب ہوشیار رہنا
مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کر کے وہ
اپنے خیمے مین واپس آیا۔ اُسنے پُل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصرے کو ایک مہینہ اور
گیارہ روز ہو چکے تھے۔ پہر رات رہے مرہٹون اور جاٹون نے نواب سید سعد اللہ خان
کے خیمون مین آگ لگا دی اور شعلہ اس قدر بلند ہوا کہ احمد خان کی لشکر گاہ مین مثل

شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولیان اُنپر برسانا شروع کین اُنھون نے بھی تلوارون اور برچھون اور نیزون سے بعض کو زخمی بعض کو قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اُس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا۔ دشمنون نے اُسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اُنھون نے بھاگ کر جان بچائی۔ جب نواب سید سعداللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اُنھون نے فتح خان خانسامان سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہدیا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اُسکو مدد نہ دینے پائے اور وہ مغلوب ہو کر مارا جائے اور اس صورت سے اس خار کو دُور کرنا کیونکہ یہی نواب سید سعداللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہے۔ اگر کہین احمد خان وزیر پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوے کریگا۔ کیونکہ پھر کوئی اُس کے مقابلے کو باقی نرہے گا اور اُس وقت قائم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو مُلک سے نکالدیگا۔ جب نواب سید سعداللہ خان نے فتح خان سے صلاح پوچھی تو اُنھون نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولے کو واپس چلو۔ نواب سید سعداللہ خان نے جواب دیا کہ جوانمردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے مُنھ مین چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولے کو آئے گا وہان جو کچھ صلاح ٹھہرے اُسپر عمل کرنا۔ نواب سید سعداللہ خان فتح خان کی باتون مین آگئے اور آنولے کی طرف پھر گئے۔ نواب مُنوّر خان و محمود خان نے جب نواب موصوف کو پھرتے دیکھا تو احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ

جنگِ روہیلکھنڈ

احمد خان جبکہ آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اُسکی ملاقات کو آئے روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ وزیر نے روہیلکھنڈ کے بڑھنے کے اثنا مین اسدپور سے روہیلون کے حاکم کے نام ایک تحریر اس مضمون کی بھیجی تھی کہ پچھلے تین سالون کا خراج جو تمھارے ذمّے واجب الادا ہے وہ شاہی خزانے مین داخل کرو۔ اس تحریر کے پہونچنے پر نہ تو روہیلون نے کوئی جواب بھیجا نہ کچھ سامان جنگ تیار کیا بڑی بے پروائی کے ساتھ اُس کا کچھ خیال نہ کیا نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جھگڑے مین نواب سید سعداللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوج کشی کی مخالف مانی جائے گی لیکن اس تحریر کے دیکھنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تھوڑی سی جماعت لے کر نواب سید سعداللہ خان کی خبرگیری کے خیال سے اُنکی طرف روانہ ہوے انکے پہونچنے سے پہلے صفدرجنگ نے اسلام نگر پرگنہ بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اُسکے ہمراہیون پر اچانک حملہ کر کے ایسی شکست فاش دی کہ کسی کے پانْو میدان مین نہ جمے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار آدمیون کے تھی اور آخر مین کچھ اور زیادہ ہو گئی تھی۔ لیکن عماد السعادت و تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار سپاہ احمد خان کی تھی اور نوے ہزار سپاہ روہیلون کی تھی۔

نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو پٹھانون کے تعاقب پر مقرر کر کے خود صوبہ اودھ کو چلے گئے اور وہان سے الہ آباد و پہونچے اور وہان ہو کر اودھ کو لوٹے اور گومتی کے کنارے پر مقام کیا راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڑھ سے بلایا اگرچہ راجہ کو وزیر سے بیحد خوف تھا

روز روشن کے روشنی ہو گئی فوج کے جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگھون مین قائم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اُنھون نے جواب دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے۔ پہلے تو اُسنے انکار کیا مگر بالآخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہے وہ گریز پر راضی ہوا اور اپنے بھائیون (مرتضےٰ خان۔ خدا بندہ خان۔ اعظم خان۔ منور خان۔ صلابت خان۔ اور شائستہ خان) اور سردارون مین سے خاص خاص (مثل رستم خان بنگش۔ عنایت علی خان۔ مہتاب خان۔ شادل خان۔ منگل خان۔ سعادت خان اور مستجاب خان) کو ساتھ لے کر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب مشرق دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام شکار پور آ پہونچے۔ یہ مقام فتح گڈھ سے پانچ میل ہے۔ نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا چلا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے اور یہان اُسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا پیر نکلا رمضانی اُس کو ہانکتا تھا۔ بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پیرائے جلنے کی کوشش مین ضائع ہوے۔ نواب امرت پور کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر پھیلی اُسکے سپاہیون اور افسرون کے دلون پر جو ابتک دُور و دراز کے مورچون پر تھے خوف طاری ہوا اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جھاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے اور بعض نے گھوڑے دریا مین ڈالدیے اس امید پر کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

پُل بنایا گیا یہ ندی روہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے
بائین جانب سے گنگا مین داخل ہوئی ہے۔ جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون
اور دوسرے افغانون کو ساتھ لیے حملہ کرنے کو بڑھتا ہے تو اُنھون نے کھانڈے راؤ
ولد ملہار راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھ اُس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لیے گنگا پار
بھیجا تب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پُل پر سے رام گنگا کو پار ہوے اور اپنے
سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دُور مت جانا اُسی کے کنارے کنارے چلنا ایک
مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے ارادے
سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر مین تھے اُنھون نے دشمن کے مقام کو دیکھا
اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون۔ لہذا اُنھون نے
کوچ موقوف کرکے دریا کے گھماؤ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ
لگا دیا۔ اِس تدبیر سے اُنھون نے دشمن کے بھاگنے کی راہ مسدود کر دی جب کھانڈے راؤ
نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی اور دیکھا کہ پٹھانون نے آمد و رفت بند کر دی ہے
تو پیغام صلح کا بھیجا۔ قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم بادشاہ ہند
کے حکم سے اِس جنگ مین شریک ہوے ہین مگر ہم دل سے وزیر کی طرف سے نہین لڑتے
ہین۔ محض وقت کا نباہ کرتے ہین اِس وقت جو کچھ ہمارے اور تمھارے درمیان باہم مخفی طور پر
طے پا جائے گا ہم قسم کھا کر اقرار کرتے ہین کہ جبکہ جنگ کماؤن شروع ہو گی تو ہم تمکو بذریعہ
تحریر اطلاع دینگے۔ جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور
اُن سے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون
مین سابق مین اتحاد بھی تھا بعد اسکے اُس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندے خان

مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اُس
کے ساتھ تھے طنطنہ بھی کسی قدر رکھتا تھا پرتاب گڈھ سے کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین
پہونچا۔ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوا تو وزیر اُسکی مزاج پرسی کرکے اُٹھ گئے اُسوقت
علی بیگ خان جارچی نے پہونچکر راجہ کو پکڑ لیا وہ علی بیگ خان کو چپٹ گیا اُسکے پاس
ہتھیار نہ تھے اسلیے علی بیگ خان کے رخسارون کا گوشت دانتون سے کاٹ کر تھوک دیا
کہ تمام عمر اُس جگہ گڑھا رہا آخر کار راجہ مارا گیا اُس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر
پھینکدیا اُسکی فوج جا بجا بھاگ گئی۔ نواب صفدر جنگ بھی فوج کے آدمیون سے
مزاحم نہ ہوے بعد اسکے نواب وزیر فیض آباد کو گئے۔ اُدھر پٹھانون مین نواب احمد خان
اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے
دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے روز نواب احمد خان۔ نواب سید
سعد اللہ خان۔ حافظ رحمت خان۔ بخشی سردار خان۔ فتح خان خانسامان اور دوندے خان
وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مراد آباد پہونچے
ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چند روز مقام کرنا پڑا۔ جبکہ ان سردارون کو یہ خبر ملی کہ وزیر
شگی رام پور مین مرہٹون کو چھوڑکر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے
احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین۔ چونکہ بارش قریب
ہے ہم بے کھٹکے آرام کرینگے اور اپنے ہم قومون کو ہر طرف سے بلا لینگے اور مرہٹون سے
جنگ کرینگے۔ یہ صلاح سبنے پسند کی وہ آنولے کو واپس آئے روہیلے اپنے مکان کو
چلے گئے۔ اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا۔ جب اسٹلہ ع کا موسم برسات ختم
ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔ پٹھانون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر

تو اُنھون نے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہے دونون جانب سے توپین چلنے لگین۔ جن مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کھولدیا گیا تھا وہ پٹھانون کے لشکر کے گرد مجتمع ہوے مگر قریب نہ آسکے قریباً ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنے کی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال بیان کی اور کہا کہ اس وقت یہی مناسب نظر آتا ہے کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے۔ سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہے۔ اور فرخ آباد سے بیس میل اور سنگی رامپور سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اُنھون نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی مل سکینگی اور ہم دریا سے بہ آسانی برسم یلغار ملہار راؤ کی طرف بڑھینگے۔ کیونکہ اس وقت ملہار راؤ کے پاس تھوڑی سی فوج تھی اس لیے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت یہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنے رام گنگا کے پل کی طرف غلے کا ذخیرہ اکھٹا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین اور تازہ رسد بہم پہونچا کر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کردینگے۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان کو اپنی طرف سے نائب اپنے صوبون کا کرکے اور بقاء اللہ خان کو اُس کے ساتھ مقرر کرکے جلد کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گھاٹ سے اُترکر ۹ محرم ۱۱۶۵ھ ہجری مطابق ۱۷ نومبر ۱۷۵۱ء کو ملہار راؤ سے بمقام سی رام پور جا ملے۔ مہدی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جب وزیر وہان داخل ہوے کُل توپین سلامی مین سر ہوئین انکی آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا

کو حکم بھیجو کہ مرہٹون کی راہ جو انھون نے بند کر دی ہے کھولدین۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندے خان کسی کا حکم نہین سُنینگے۔ ہان اگر آپ خود وہان تک چلنے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین آپکے ساتھ چلتا ہون۔ پٹھانون کی فوج کی یہ ترتیب تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے واسطے بہادر خان اور مُلّا سردار خان تھے اُنکے پیچھے فتح خان خانساماں تھے اور اُسکے بعد نواب سید سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے۔ انکے پیچھے نواب احمد خان تھا۔ احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندے خان کے پاس گئے اور مرہٹون کی درخواست سے اُنکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنھون نے اپنے اقرار پر قسم کھائی ہے۔ دوندے خان نے جواب دیا کہ اس وقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرینگے کیونکہ اُنکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے تین طرف تو اُنکے ندی حائل ہے۔ اور چوتھی جانب ہمین نے راہ بند کر دی ہے اب اُن کا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع اور بے تضیع اوقات اُن کو ہم بہ آسانی شکست فاش دے سکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے۔ نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب اسلام مین امان مانگنے والے کو امان نہ دینا جائز نہین بلکہ سخت بُرا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹی قسم کھائینگے خدا اُن کو سزا دے گا۔ دوندے خان نے مجبور ہو کر منظور کیا اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ رستہ کھولدے سپاہ وہان سے ہٹ گئی اور دشمن کے واسطے راستہ کھولدیا۔ نواب احمد خان اور نواب سیّد سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کرائے دوسرے روز افغان نادون کے پُل پر پہونچے جو وزیر نے سنگی رام پور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پُل کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے

نے کہا اُنکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کی جاتی
سے جنگ کیے ہوے ہٹنا بڑی خراب بات ہے دُنیا بھر مین کوئی اس کو پسند نکرے گا
روہیلون نے سر نیچا کرلیا اور کچھ نہ بولے۔ بعد ایک لمحہ کے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہوا
بہت سی گفتگو اور سوال وجواب کے بعد روہیلون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی
ہے اس صورت مین بہتر یہ ہے کہ آنولے کو واپس جاوین اور وہان اپنے خاندان
کے لوگون کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہین نواب احمد خان
نے اس بات کو قبول کیا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے مین پہونچے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین قیام کیا اور یہان ۹ گھنٹہ مقام بھی
کیا۔ جب صبح ہونے لگی تو نواب سید سعد اللہ خان کو بُلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ
ہوے دوسرے لوگ تمام رات گھر کے کام مین نقد روپیہ جمع کرتے مین اور مدفون
کرنے مین اور بان اور توپخانے کے کام مین مشغول رہے پھر گھرون کو چھوڑ کر اپنے
عیال ساتھ لے کر روانہ ہوے اور گھرون مین آگ لگادی پھر رات گئے رمپورے پہونچکر
اپنے خیمے استادہ کیے دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مرادآباد مین پہونچے اور یہان
چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال مین ہے اُسوقت
ایک جاسوس آیا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لے کر آیا۔ اُس مین لکھا تھا کہ
جب وزیر نے سُنا کہ افغان پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہین اُنھون نے اپنی فوج کو حکم دیا
کہ فوراً ندی پار ہو کر تیز کوچ کرتے ہوے دشمن کے متعاقب جائین اور کہین مقام نہ کرین
گنگا دھر تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوا
ہے وہ پہونچا ہی چاہتے ہین اسلیے تمکو لازم ہے کہ بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر

جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سُنی سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدھے قلعہ بنگڑھ عرف یوسف نگر کی طرف کوچ کر چلین - یہ مقام پرگنہ بدایون مین آنولہ اور بدایون کے درمیان مین ہے. بازید خان حاکم توپخانہ طلب ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سرکر کے روانہ ہوجائے - بہ تعمیل اِس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا - اِس نئی تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دی گئی جب توپخانہ روانہ ہو گیا کُل فوج مین پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ اِس خوف سے محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متردد ہوکر کہنے لگے کہ ہم کو بے جنگ شکست ہوگئی نواب احمد خان مع اپنی فوج کے نواب سید سعد اللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اُن کو اصلا خبر نہ تھی کہ یہان کا کیا حال ہے آفتاب طلوع ہونے پایا تھا کہ نواب سید سعد اللہ خان اور اُنکے مدار المہام وغیرہ نواب احمد خان کے پاس پہونچے اور سارا حال اُس سے کہا - احمد خان نے اپنے سردارون کو طلب کیا اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور پُل توڑ ڈالو اور ناوین سُورج پور گھاٹ لیجاؤ وہان پُل تیار کرو مین آج اُس مقام سے دریا کو عبور کرونگا - اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم مسلح ہوکر تیار رہو - جب وہ خود نواب سید سعد اللہ خان کے لشکر کی طرف چلا اور اُسکو ساتھ لے کر ایک کھُلے وسیع میدان مین مقام کیا تب سرداران روہیلہ نے نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہوجانے سے اُنکے دلون مین ہراس پیدا ہوگیا ہے اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان مین کیسے جنگ کرسکتے ہین احمد خان

گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مؤلف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہے
کہ پٹھان آنولے سے نکلکر مقام چلکیا مین پناہ گزین ہوے تھے اور مولوی قدرت اللہ
شوق نے طبقات الشعرا مین خانزادے کاظم خان شیدا کے حالات مین لکھا ہے
کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سے پٹھانون نے منہزم ہو کر جنگل چلکیا دامن کوہ
کماؤن مین پناہ لی تھی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم (۱۱۶۵) سے
نکالی تھی۔ اور مآثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانۂ عامرہ مین ذکر کیا ہے کہ کوہ مداریہ مین
جو کوہ کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان
کیا ہے کہ گنگوڑ کے ٹیلے پر پناہ لی تھی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان
تھا اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودی اور برج بنائے
اب یہ مقام بہت مستحکم اور بے گذر ہو گیا کہ افغانون پر یکایک حملہ کرنا سخت دشوار
اور خطرناک تھا پٹھانون نے اس جنگل کے وسط مین اپنی لشکرگاہ قائم کی اور توپین
قرینے سے کھڑی کر کے زنجیرون سے کس دین مدت تک یہ مقام سنگر کے نام سے
مشہور رہا۔ نفائس اللغات مین لکھا ہے کہ سنگر بفتح سین مہملہ و سکون نون و فتح کاف فارسی
و سکون رائے مہملہ وہ احاطہ جو لشکر کے آس پاس حفاظت کے لیے تیار کرتے ہین عربی
مین اس کو حصار کہتے ہین۔

باوجود ان سب کے پٹھان نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا انتظام
نہ تھا اور کھانا اُنکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک اُنھون نے نیشکر پر بسر کی
اور کہین سے کوئی سامان مُہیا نہوا۔ نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو مخاطب کر کے کہا
کہ قادر مطلق نے ہمکو جائے امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے

جائے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر نواب سید سعد اللہ خان اور اُن کے سرداروں سے سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیاں دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوے اور دوسرے روز جنگل مین پہونچ گئے۔ شیو پرشاد کی فرح بخش مین یون لکھا ہے کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قدر سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کہ افاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ گئے اگر مرہٹے تعاقب کیے ہوے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح وسالم وہان تک نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہے کہ ملہار راؤ نے دوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے تمھارے تمام خاندان خراب ہو جائینگے اُنھون نے جواب دیا کہ اگر ہم نے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا تعاقب کروگے اسلیے ہمکو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راؤ نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل مین نہ پہونچ جاؤگے ہم تعاقب نہین کرینگے تمام افغان چلکیا پہونچ گئے یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہیے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے اور انگریزی مؤرخون کا قول ہے کہ روہیلون کا تعاقب کاہلی اور تساہلی سے اس وجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر مین اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے ہملٹن کے بیان کے موافق اُن لوگون کا مقام گڑھوال کی پہاڑی پر مقام لال ڈانگ مین تھا اور مستجاب خان مؤلف

تھا خرید کیا اور شکر خدا بجا لائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوے۔

جب وزیر گنگا پار ہوے تو اُنھون نے ملہار راؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون نے بہ ایفاے اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تانتیا گنگا دھر اور مُغل افغانون کے تعاقب مین گئے ہین اِسلیے مناسب ہے کہ انتظار کیا جائے کہ دشمن کس طرف کا ارادہ رکھتے ہین جب معتبر خبر مل جائیگی تو اُس وقت کوچ یلغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹھان اُس کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا۔

عماد السعادت اور تاریخ شاہیہ نیشا پوریہ و سلطان الحکایات مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ آنولے مین پہونچے تو وہان نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان بہادر کو اُنھون نے قتل کروایا اور دو روز آنولے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز پٹھانونکے تعاقب مین کوچ کیا۔ لیکن قتل نواب سید سعد اللہ خان کی حکایت محض غلط ہے اُن کا انتقال تو ۵ شعبان ۱۱۷۵ہجری کو سل کی بیماری سے ہوا تھا جیسا کہ فرح بخش مولفۂ شیو پرشاد مین مفصل مذکور ہے۔ بہر صورت مرہٹون کی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹھانون کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہونچین یہان اُنھون نے مقام کیا۔ اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلکیا مین ڈالا۔ اور پٹھانون کے اُس طرف کے تمام راستے بند کرلیے تاکہ بھوک و پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر قبضے مین آجائین۔ مگر پٹھانون کی پس پُشت پہاڑ کی جانب سے اُنکو رسد پہونچنے کا عمدہ ذریعہ میسر تھا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ پٹھانون کے پاس پہاڑ سے جو رسد آتی تھی وہ اُنکی جماعت کثیر کو کافی نہ تھی اِس لیے گوشت کھا کر بسر کرتے تھے وزیر کے لشکر کے غریب آدمی یہان سے گوشت لے جاتے

بھی جنگ کرسکتے ہین مگر غذا بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے۔ اُنھون نے جواب دیا کہ
الموڑے کا راجہ اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سیّد احمد کو نہایت عزیز
رکھتا ہے اور سیّد موصوف ہماری قوم کا بھی خواہ ہے اگر آپ سید کو کچھ تحفے تحائف
دیگر راجہ کے پاس بھیجین اور اُس سے درخواست غلّے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت
مناسب ہوگا۔ نواب احمد خان نے اِس تجویز کو پسند کیا۔ حافظ رحمت خان احمد خان
سے رخصت ہو کر سیدھے سیّد کے پاس گئے۔ سیّد مذکور نجیب خان کے قریب تو پخانے
مین تھا اور جو تجویز کیا تھا اُس سے بیان کیا۔ سیّد کو نواب احمد خان کے پاس تک لالائے
نواب نے اُس کو خط و تحائف دیے اور الموڑے کی طرف رخصت کیا۔ سیّد کے پہونچنے
سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کی راہ سے راجہ الموڑہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام
یہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے۔ ہم تمھاری دوستی سے امید
رکھتے ہین کہ اُن کو رسد نہ پہونچنے پائے بعوض اسکے نواب سید سعد اللہ خان کا تمام ملک
تمھاری ریاست مین شامل کردیا جائے گا جب سیّد مع تحائف وہان پہونچا اور
نواب احمد خان کا خط دیا۔ الموڑے کے راجہ کے وزیر نے صفدر جنگ کے وکیل کو
رخصت کیا اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اُس پر
کھانا بند کرین۔ اُسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جو گانون والے پٹھانون کے
لشکر سے قریب ہین اُنسے کہو جلد غلہ لاد کر اُن کے لشکر مین پہونچائین اور سید کو
جواب دیکر رخصت کیا سید یہان پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ ہزارون پہاڑی غلّہ
سرون پر لیے ہوے نمودار ہوے اور بیچنا شروع کیا پٹھانون نے اِس غلّے کو نعمت عظمیٰ
تصوّر کیا۔ بیچارے بھوکون مر رہے تھے۔ اُسکو بہت غنیمت جانا جاتا جسکو درکار

متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہے کہ احمد شاہ دُرّانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آتا ہے۔ اور دُرّانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندھ کے کنارے مجتمع ہو کر میرے منتظر رہین۔ خط مین یہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہو کر فیروزجنگ سے کہا کہ صفدرجنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں کو لے کر بیہودہ جنگ کرنے گیا ہے اب تک یہ بھی نہین معلوم ہوا ہے کہ وہ احمد خان اور روہیلون پر غالب آیا یا فتحیاب ہونے کی کچھ امید بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروزجنگ نے آداب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا۔ کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تھی اس لیے اب اُس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہے تمکو یہ لازم نہین ہے کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروزجنگ نے کہا کہ صفدرجنگ کے نام ایک شُقّہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ دُرّانی اس طرف آتا ہے اسلیے تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صُلح کر لو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان چھنگا اس قاصدی پر بھیجا جائے۔

راجہ اندرگر گوشائین کے ہاتھون کا نواب احمد خانِ پر حملہ۔ اندرگر کا شکست پانا وزیر کا اندرگر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہو کر

اور سیر بھر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کرنے کی یہ ترکیب تھی کہ دور سے پٹھانون کو گائے کا گوشت دکھایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے بیچنے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا خریدار پہونچکر گوشت اُٹھا لیتا اور پٹھانون کے لشکر مین رسد کی اتنی کمی تھی کہ رفتہ رفتہ ایک گائے اور بھینس ایک ایک پیسے کو وزیر کے لشکریون کے ہاتھ فروخت کرنے لگے یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہے کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہین۔

جنگل بہت گھنا تھا اور رستہ نہایت ناہموار تھا اس وجہ سے وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر مین پہونچا ہر روز دن نکلے وزیر ہاتھی پر سوار ہو کر خود تو پیچھے رہتے اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تھے اور اپنا توپخانہ پٹھانون کے توپخانے کے مقابل لاتے تھے اُنکے توپخانے کا گولہ اتنا بلند جاتا تھا کہ پٹھانون کے توپخانے کے اوپر سے گذر کر پیچھے کے میدان مین جاکر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور شام کو واپس آتے تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھچوا لیجاتے تھے ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے بھی کچھ ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہ اور بھی وزیر کی تدبیر مین ہارج تھا۔ پٹھان اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اُس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہونچایا تھا۔ ملہار راؤ اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔

اس وقت وزیر کے پاس ایک خط اُنکے کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین

کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گرنے وزیر سے درخواست
کی کہ مغل اور شیر بچے کو حکم ہو کہ اول وہ داؤن کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے
مورچے پر کرین تاکہ کل پٹھان اُس طرف متوجہ ہون اور نجیب خان کی مدد کو جائین
احمد خان کی جانب خالی چھوڑین اور کوئی پٹھان اُس کا معاون نرہے اُس وقت
مین اُسپر حملہ کرونگا وزیر نے اُسکے حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندر گرنے بڑھکر نشیب مین
مقام کیا اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلون نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی
شروع ہوگئی۔ مغلون نے حتے المقدور بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بھی
خوب دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے دوستون سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف
کرو۔ جب دشمن قریب آئے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے بخشی سردار خان
اور دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہین چھوڑ کر آئین کیونکہ وہ سمجھتے تھے
خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ
ہوا سوار ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہونچے مگر قبل اُنکے پہونچنے کے نواب احمد خان
ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے مورچے کو جا چکا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہا
کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے توپخانے کی طرف ہے۔ نواب نے جواب دیا کہ
نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے۔ اصل حملہ مجھپر قوم اتیت کے ہاتھ سے ہوگا۔
اِسلیے تم اپنے مورچے کو جاؤ اور اپنے سردارون کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہین
ڈیڑھ گھنٹہ دن رہے اتیتون کی فوج میدان مین آئی۔ پٹھان تمندارون نے
اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی نواب احمد خان نے اُنسے کہا کہ فاتحۂ
خیر پڑھکر جنگ کا ارادہ کرو افغانون نے دونون ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور

میدان جنگ سے کاشی پور کی طرف بھاگ جانا

مرہٹون کا اُنکا تعاقب کرکے رُوک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنے معتمدون سے بھی مخفی رکھا۔ دوسرے روز اُنھون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور گنگا دھر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے اور ہنوز روز اول ہے تم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہین نہ خارستان اور قلعہ وخندق کی۔ راجہ اندر گر گوشائین نے کہا کہ تمھارا دشمن میدان مین ہے نہ وہ قلعہ مین ہے نہ خندق مین فقط پانی سد راہ ہے دو گوشون مین مشرق و مغرب کی طرف پانی نہین ہے۔ مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد خان کا توپخانہ ہے اور مغرب کی سمت نواب احمد خان ہے اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو ابر فتح حاصل کر سکتا ہے۔ آپا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تھین اتنی تکلیف کیون نہین کرتے ہو۔ اندر گر نے کہا کہ کل مین نواب احمد خان کے موسچے پر حملہ کرون گا اور بے مدد اُسپر قبضہ کر لون گا وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاؤن گا۔ یا اُسکا سر نیزے پر لاؤنگا سرداران مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے سب سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گر تمپر حملہ کریگا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست کھائے گا۔

جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گر پندرہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہوکر ونند

غرض ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اُنکے مرتبے کے تھی باز رکھا اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہ مین قیام پذیر ہوے۔ روزمرہ کے حملے توپون کے ختم ہو گئے کیونکہ اُنکی گاڑیان اور مسالہ پٹھانون نے جلا دیا تھا ان جوانمردیون کے باعث پٹھانون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلون مین بیٹھا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل محاصرے سے ایسے اُکتا گئے کہ انکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی اور غنیمت کچھ ہاتھ نہ آتی تھی اسکے علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقون کی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کر دیا۔

فائدہ مین نے جو مسالا لکھا ہے اور مصالحہ نہین لکھا تو وجہ اسکی یہ ہے کہ اُردو کے محاورے کے اعتبار سے اول دُرست ہے نہ دوم مُنیر کی رباعی ہے رباعی

ہے قحط مین مشکل اِک نوالا کھانا　　رکھتا ہے نہ گھی نہ کچھ مسالا کھانا
ہر لقمۂ خشک حلق مین پھنستا ہے　　تیار ہوا ہے کیا اُبالا کھانا

ابوالمنصور خان صفدر جنگ اور پٹھانون مین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اُس مین ناکامیابی

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا اس وقت علی قلی خان وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شُقّہ لیکر داخل ہوا۔ یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کر لینی چاہیے۔ یہ شقہ وزیر کے حوالے کرکے

فاتحۂ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے پیشتر بان اور بندوق سر ہوے
اور ایک گھنٹہ تک اس طرح لڑائی ہوتی رہی آخرالامر پٹھان بڑھکر دشمن پر جا پہنچے
اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتون نے تاب نہ لاکر ہٹنا شروع
کیا اس وقت اندرگر کا چیلہ اتیتون پر حکمران تھا جب اُسنے دیکھا کہ ناگون اور اتیتون
نے مُنہ پھیر لیا تو وہ گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور اُن کو مجتمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص
ہمراہیون سے کہا کہ تلوار لے کر حملہ کرو اُنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور خوب جانبازی
سے لڑے اُنمین سے بہت سے مارے گئے اور باقی منتشر ہو گئے۔ تب خود اتیتون کا سردار
شمشیر بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لے کر اُسکے مقابل ہوا۔ تھوڑی دیر لڑکر
پٹھان نے اُسکو مار لیا اور اُس کا سر تن سے جُدا کر لیا۔ جب اتیتون نے دیکھا کہ اُنکا سردار
قتل ہوا بھاگ کھڑے ہوے راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکھ کر میدان جنگ سے پھرا۔
پٹھانون نے وزیر کے لشکر تک اُسکا تعاقب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے
بعد غروب اس قدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکر سکتا تھا۔ نواب احمد خان نے
فوراً قاصد روانہ کیا اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آئین پٹھانون نے وزیر
کی توپون کی گاڑیون مین آگ لگا دی اور مع مال غنیمت اپنے لشکر مین واپس آئے
جب وزیر نے اندرگر کی شکست کی خبر سُنی نہایت افسردہ خاطر ہوے اور اپنے
خیمے سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہوے اور کاشی پور کی طرف بھاگے۔ جب ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا کو وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اُن کا تعاقب کیا اور
کاشی پور پہونچکر اُنکے سدّراہ ہوے اور وزیر کے پاس پہونچکر بولے کہ شکست تو
اندرگر کو ہوئی آپکی اس بُزدلی کا کیا باعث ہے اُسنے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی۔

کے خیمے مین گیا۔ دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا۔ علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا۔ احمد خان نے اُس شقے کو سر پر رکھا تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہوا اور دلی کی طرف مُنھ کرکے آداب بجا لایا۔ بعد ازان شقہ کھولکر پڑھا اُس کا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے کسی اور سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑھ کر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کی منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سید سعد اللہ خان کے مدار المہام حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھ کر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سید سعد اللہ خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا۔ اس مین وزیر کی بھی آبرو بنی رہے گی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ اس اُمر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سید سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کرکے امر مذکور مین صلاح پوچھی۔ مُلّا سردار خان جو اُن سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے۔ نواب احمد خان نے پوچھا تمھاری اس سے کیا غرض ہے مُلّا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیئے جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو تکمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ مقابلہ پیش آسکے اس کا مطلب یہ تھا کہ صلح نامہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے توسط سے

علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ دُرّانی کی آمد کی خبر بیان کی۔
وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اس مین تمام عمر
کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنی چاہیے۔علی قلی خان نے
جواب دیا کہ مجھ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطۂ اتحاد ہے اگر تمھاری
مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اُس کو صلح کی طرف مائل کرون وزیر
اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوے۔علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس
مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔احمد خان نے یہ خط پڑھکر
حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون روہیلہ سے ملاقات کی اور خط کا مضمون
کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے اسلیے ملاقات
مُناسب ہے۔نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی
آپ کا گھر ہے جب یہ جواب پہونچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا۔وزیر نے اُس سے قسم لی
کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ متصور ہو۔علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع
رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمھاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہے جب علی قلی خان
نواب کے توپخانے کے قریب پہونچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔جب
محمود خان وہان پہونچا۔دونون باہم بغلگیر ہوے۔اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان
کے خیمے کی طرف روانہ ہوے۔نواب اُٹھکر لب فرش تک استقبال کو آیا اور اُس سے
بغلگیر ہوا۔ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے مسند تک گئے بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو
ہوتی رہی بعدازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہونچایا جو خاص اُسی کے آرام
کے واسطے ایستادہ تھا اور کھانا ہر قسم کا تیار کراکے بھیجا گیا۔شام کو احمد خان علی قلی خان

احمد خان کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راؤ
مع ہمراہیون کے نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہونچا اُسکے آنے کی خبر
نواب احمد خان کو پہونچی اُس نے اُس وقت محمود خان کو طلب کیا اور کچھ اُس
کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اُسکے ساتھ کیا اور نواب سید سعد اللہ خان
نے حافظ رحمت خان کو بھیجا۔ جب کھانڈے راؤ نے انکو آتے دیکھا اپنے ہاتھی سے
اُتر پڑا اور بغلگیر ہوا۔ بعد ازان جب پھر سوار ہو گئے تو کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی
محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا اور اس طرح سے مرہٹون کی لشکرگاہ مین
پہونچے۔ لہار راؤ اور آپا سیندھیا اور تانتیا گنگا دھر اور دوسرے سردار پیشوائی کو
آئے جب وہ سامنے پہونچے اُتر پڑے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر
ہوے۔ بعد ازان لہار راؤ نے انکو ایک خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار
گرد بیٹھے۔ اُس وقت دکن کے تحائف پیش کیے گئے۔ چند اشیا تو محمود خان نے قبول
کین باقی گھوڑا و ہاتھی وغیرہ اُس نے واپس کر دیے۔ بعد ازان سرداران مرہٹہ
وزیر کے لشکر مین گئے۔ اور کہا سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ
کرو۔ نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے کا حکم ہوا۔ سرداران مرہٹہ اُنکے ہمراہ
واپس آئے۔ جب مناسب فاصلے پر پہونچے۔ صف باندھکر کھڑے ہوے اُنکے آنے
کی خبر سُنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان لشکر سے نکلے اُنکو آتے دیکھ کر نواب سالار جنگ
آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اُتر پڑا اور اُن سے بغلگیر ہوا۔ تب
یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے۔ جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور

ہونا چاہیئے مگر کسی حال مین مجھے یہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جائے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہین جائین یا نہ جائین کیونکہ اُن مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ مین تمھاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہون اور اسپر عمل کرونگا بعدازان نواب احمد خان اپنی لشکرگاہ مین واپس آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تمپر اعتماد کامل ہے مگر روہیلہ سردار مرہٹون کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہ سُن کر علی قلی خان نے جواب دیا کہ واللہ روہیلہ سردار نہایت ذی ہوش اور دُور اندیش ہین یہی میری خواہش تھی جو انھون نے صلاح دی میری جو مُراد صلح سے تھی وہ حاصل ہے کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کی طرف راغب کرنیکی تھی نواب احمد خان نے جواب دیا تمھاری دوستی میرے دلپر گویا پتھر کی لکیر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کُل ماجرا مفصل بیان کیا اور کہا مین نے احمد خان کو صلح پر راضی کرلیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے اسلیے کھانڈے راؤ محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جائے۔ وزیر نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر کرو جب وہ یہان آئے گا ہم کوئی تصفیہ کرلینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا کہ ایسی کوئی بات نہونے پائے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے۔ وزیر نے باوجود اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہے۔ تب ملہار راؤ نے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کو نواب

نے کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا ہے تو بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رُخ کرتا ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہو گئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے۔ اسکے بعد وزیر نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے ابھی کچھ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت با محمود خان سے رخصت ہوجیے۔ یہ سُن کر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوے۔ وزیر تب محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئے اور خاصہ طلب کیا بقا اللہ خان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کھانے سے فارغ ہوے وزیر نے اسمٰعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچے کے داہنی جانب اُنکے واسطے خیمہ استادہ کرے۔ جب خیمے کھڑے ہو چکے تو محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر سے رخصت ہوے۔ جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گھیر لیا۔ جب محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فرداً فرداً جاکر اپنے مالکون سے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہورہا ہے اس لیے نہایت متردد ہوکر اپنے سردارون کو خبر دی۔ کھانڈے راؤ یہ خبر سُنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے وزیر کے لشکر کو گیا اُسنے دیکھا کہ ایک ہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے گرد ہین فوراً اُسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کرکے انکو منتشر کردو یہ حکم سُنکر مغل بھاگ کھڑے ہوے۔ سراچے مین پہونچکر کھانڈے راؤ نے دیکھا کہ محمود خان و حافظ رحمت خان مسلح بہ ارادۂ مقابلہ کھڑے ہین۔ کھانڈے راؤ کو دیکھ کر محمود خان نے مسکراکر کہا کہ مین عذر اسے دعا مانگتا تھا کہ مین کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاؤن۔

حافظ رحمت خان ٹھہر گئے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر سے اجازت لیجیے مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسمٰعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جا کر کھڑا ہو تاکہ محمود خان کے آدمیون کی روک نہو۔ مرہٹے محمود خان وحافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اِس سراچے مین تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اُتر کر پالکی مین سوار ہوا دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اُتر کر پالکی مین سوار ہوے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم دیا جب سب اندر پہونچ گئے اُسکے بعد وہ اندر جا کر ٹھہرا تب ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اُسکو پالکی سے اُتارا اور اُسکے ساتھ چلے۔ محمود خان لب فرش پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکھتے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو کہا محمود خان نے اُس وقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گذرانین۔ وزیر نے نہایت لطف ومہربانی سے نذر واپس کی۔ لیکن محمود خان نے اصرار کیا تب اُنھون نے تبسم کر کے نذر قبول کی۔ اِس کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اُس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے۔ اِدھر اُدھر کی باتون کے بعد وزیر نے کہا پٹھان بھاگا نہین کرتے ہین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ میرا باپ دوغلہ ہے وزیر نے پوچھا اُسکے کیا معنی محمود خان

سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تھا اُسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اُسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تھے ایک روز وزیر نے اُس سے کہا کہ مین نے افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون۔ سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے اور اس خیال سے بھی کہ شاید غلامان حضور کے پسند نہو عرض نہ کیا۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجکو تم پر اعتبار ہے جو کچھ خیال تمھارے دل مین ہو بلا تکلف وبے خطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کی منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کی ہے یا کُل قوم افغانان کا قلع وقمع ملحوظ خاطر ہے۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے۔ مگر چونکہ دوسرے بھی اُسکے شریک ہین اسلیے مجھے تمام قوم افغانون کا استیصال کرنا پڑا تب اُسنے پوچھا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اُنکے واسطے کیا تجویز ہوگا اُنھون نے کہا اُنکے مرتبے وعزت کے مطابق اُن کے ساتھ سلوک کیا جائے گا جو ذی رتبہ ہین اُنکو رُتبہ وجاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کیے جائینگے اب سید نے عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط ومہر خاص لکھوا دیجیے اور یہ پروانے مجکو عنایت ہون اور ساتھ اِسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم پہنچاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے تیار کرے اور جب سب تیار ہوچکین سید موصوف کے حوالے کرے۔ میر قدرت علی وسید

خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کر دو تاکہ وزیر کو اُن کے فریب کا مزہ چکھا دون۔ کھانڈے راؤ نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسے پر رہ جائینگے تو وہ آپ اپنے کیے کی سزا پائینگے۔ اب تمکو لازم ہے کہ فوراً یہان سے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹے کے لشکر کو بائین جانب چھوڑ کر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوے۔ جب وہ پٹھانون کے کیمپ کے قریب پہونچگئے تو کھانڈے راؤ نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا۔ کھانڈے راؤ کے واپس آنے کے بعد ملہار راؤ اور آپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تمکو دغا منظور تھی تو ہمکو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جواب دیا کہ تمھارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اس قدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہے وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اُس سے کہا کہ اسکی کیفیت مفصل بیان کرو۔ اُسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانون سے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اُنکو کچھ ضرر پہونچائین اسلیے مین نے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا تھا۔

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اُس کا کھُل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کیگئی ایک شخص شمس آباد کا رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تھا یہ میر قدرت علی کی سفارش

کا مضمون یہ تھا کہ مین نے وزیر سے تمھاری سفارش کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے
کہ سب کے مواقف مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے مضبوطی کے واسطے
تمغہ وزیر کا مہری لکھوالیا ہے۔ اسلیے تم کو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ سب وہانے
اور اپنے خط اکھٹا رکھ کر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کیے۔ صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم
دونون شمشیر خان چیلے کے پاس نوکر تھے اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی
ہوگئی تھی۔ گویا ایک جان دو قالب تھے۔ اور اس بھروسے پر محبوب عالم نے اسقدر
جسارت کی تھی۔ بھائی خان خدمتگار صاحبداد خان کے خیمے پر پہونچا اور کل خطوط
وپروانجات اُسکے حوالے کیے اور وہان سے حسام الدین کے خیمے کی طرف چلا
اور پہونچکر معز الدین کا خط حسام الدین کو دیا اور جواب مانگا حسام الدین نے کھولکر
اُس خط کو پڑھا۔ اور یہ جواب دیا۔

"آپ یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف
مین ہون یہ تصور آپ اپنے دل سے دُور رکھیے۔ نواب احمد خان کے پاس کم وبیش
ایک لاکھ جوان ہین اور یہ سب کے سب بڑے بہادر کفن بر دوش۔ لڑنے اور جان دینے پر
تیّار ہین۔ بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہین اور اس پر کمر بستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین
یا میدان مین مرین۔ آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اُسکا مارنا
آسان نہین۔"

ہر کہ دست خویشتن از جان بشست　　خود بماند دو دشمن خود را بکشت

مردہ مے یابد نجات از دست موت　　زندہ ہا او را نماید جملہ پشت

محبوب عالم تب رخصت ہو کر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہو چکے وزیر کی خدمت
مین بغرض منظوری پیش ہوے۔ بعد ازان میر قدرت علی کے خیمے مین محبوب عالم کے
حوالے کیے گئے ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت
مین تھا اُسکا مکان شہر گوالیار کے باہر غوث پور مین تھا اُسکے دادا مخدوم ابو الحسن ولی
حضرت محمد غوث گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اِس حسام الدین کے
ایک چچا کا بیٹا میر معز الدین نام ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اور
اس وقت وزیر کے لشکر مین حاضر تھا۔ میر قدرت علی اُسپر بہت اعتماد رکھتا تھا اور
اُسکی بڑی عزت کرتا تھا سبب اس کا یہ تھا کہ میر قدرت علی سید حسن دانشمند
دائی پوری کی اولاد سے تھا اور یہ سید حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تھا جو
محمد غوث گوالیاری کے نام سے مشہور تھے۔ اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمے
مین آیا اور میر محبوب عالم و معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا
ہو گئی عین گفتگو مین محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچازاد بھائی
ہے اور نہایت دوست بھی ہے محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھ بھیجو کہ تمنے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی ہے وہ تھوڑے عرصے مین یا تو
قتل ہو جائے گا یا گرفتار ہو گا اسلیے مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہان سے یہان چلے آؤ۔
اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑ دو یہان مہیّا ہو رہے گا۔ جس وقت تم یہان پہونچوگے
اُسی وقت وزیر سے ملاقات ہو جائے گی اور تمکو جاگیر و منصب حاصل ہو گا۔
میر معز الدین نے اِس مضمون کا خط لکھ کر محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے
بھی جتنے اُسکے دوست و آشنا مؤ شمس آباد کے تھے اُن سب کے نام چٹھیان لکھین اُن

حوالے کیے جب نواب احمد خان نے اُن خطون کو دیکھا اُسنے حسام الدین کو طلب کیا۔ حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو پٹھانون نے گرفتار کرلیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین۔ جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اُس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم خط و کتابت رکھتے ہو اُسنے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اُسنے کیا لکھا تھا حسام الدین نے جواب دیا جو کچھ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے اُسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و مستجاب خان اُس وقت حاضر تھے اُنکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اسنے حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب احمد خان نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سُنایا اُنھون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی۔ نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھ تم سے مجھے اُمید تھی وہی تمنے کیا انشاءاللہ بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین بتفصیل اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و مُلّا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و سید احمد کو بُلاکر نواب نے تمام حال کہا۔ سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے لے کر پیلی بھیت تک متعین ہین مین اُن کو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادۂ گُریز لشکر سے نکلے اُسکو فوراً قتل کر ڈالو اور اُس کا اسباب ضبط کر لو اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوے اور احمد خان نے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اُس حکم کی تعمیل ہوئی۔

بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اُسکو اسیر یا قتل کرینگے تو اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سے خوف مین ہوتے اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیّت اس بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سیّد ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نکرتے "ہرچہ برخود نمے پسندی بر دیگرے مپسند" مجھے آپ معاف رکھیے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون" یہ جواب بھائی خان کے حوالے ہوا۔ اور وہ لیکر صاحبداد خان کے خیمے مین آیا اور اُسنے بھی جواب خط کا دیا۔ اور تحریر کیا کہ "مین نے تمھارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دیے جو کچھ اُس کا نتیجہ ہوگا اُس سے بعد کو اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو رکھ نہین سکتا ہون کہ اس مین خود آفت مین پڑ جاؤنگا۔ اسلیے قاصد کو واپس بھیجتا ہون"۔ قاصد یہ دونون خط لیکر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوا۔ روہیلہ چور جو نواب سید سعد اللہ خان اور نواب احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے۔ اب اُنھون نے یہ شیوہ اختیار کیا تھا کہ تونجانے کی داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہنے لگے۔ جب رات ہوتی وزیر کے لشکر مین جاتے اور گھوڑا اور اونٹ اور سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے اور اُسکو بیچکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے اتفاقاً یہ قاصد اُنکے قریب سے ہوکر گذرا۔ اُنھون نے اُسکو گرفتار کر لیا۔ اور نواب احمد خان کے روبرو لائے۔ نواب نے قاصد کو سامنے بُلا کر پوچھا تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اُس نے جان کے خوف سے کُل حال بیان کر دیا اور دونون خط جو اُس کے پاس تھے

پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے
اس سبب سے اُنھین بڑا خوف پھیل رہا ہے۔اب جو وہ احمد شاہ دُرّانی کی آمد سُنین گے
اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع کرینگے۔اب وزیر کا کام یہ ہے کہ اس امر کا
انصاف کرین ہمارا کام فقط مان لینا ہے۔وزیر دریاے حیرت مین ڈوب گئے کیونکہ
وہ ایسے خطرناک موقع پر حیلہ کرنے سے معذور تھے اس واسطے صلح کی طرف مائل
ہوے اور بڑے غور و تامّل کے بعد اُنھون نے کہا کہ مین نے اس کا تصفیہ تمھاری راے پر
چھوڑا جو تمھاری راے مین آئے سو کرو مرہٹون نے کہا کہ اب تلوار میان مین کرنی چاہیئے
اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر مین بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر کہے کہ وزیر بہ تعمیل حکم
بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوے ہین تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو۔احمد خان کو
کُل مُلک موروثی اُس کا دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ اُسکی عوض دہ تیس لاکھ روپے
بطور نذرانے کے داخل کرے اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے
یہ شرائط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ
ہو ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون ایلچی
روانہ ہوے۔وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہ کہدیا کہ
تم احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو شرائط علی قلی خان پیش کرے
تم بلا رد و کد منظور کر لینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمھارے
بہرحال ہوا خواہ ہین اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو
یہ دونون پٹھانون کے لشکر مین پہونچے علی قلی خان نے کہا کہ ہم دونون ایک ساتھ
ملاقات کرین مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صُلح

شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا تھا بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے کیونکہ نہ اُن کو چارہ مل سکتا تھا اور نہ غلہ آسانی سے میسّر آتا تھا۔ نمک۔ تمباکو اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا۔ روہیلے کہ پہاڑی آدمی تھے اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑون پر جاتے غلہ لاتے اور آرام سے کھاتے بلکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختون کی آڑ پکڑ کر مخالف پر باڑھ بھی مار جاتے تھے۔ صفدر جنگ نے تبرداروں اور بیلدارون کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت کاٹنا شروع کرین جب بڑے بڑے درخت کٹکر گر پڑے تو اور راستہ بند ہونے لگا اور پہلے سے زیادہ روہیلون کو آڑ ہو گئی اور اُنکے لیے یہ قدرتی مورچہ تیّار ہونے لگا۔ محاصرے کی مُدّت کو تین ماہ کا طول ہو گیا۔ صفدر جنگ بھی طول محاصرہ اور مرہٹون کی دراز دستی سے مُول ہو گئے۔ اور اسی زمانے مین کہ ۱۱۶۵ہجری تھے احمد شاہ دُرّانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پورے قابض ہو گئے۔ مغرب کے بعض راجون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو لکھا کہ احمد شاہ دُرّانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہین اس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب مشورے کے واسطے مجتمع ہوے اور متفق الرائے ہو کر وزیر کے پاس گئے اور اُنکو ملامت کر کے کہا کہ تمنے احمد شاہ دُرّانی کی آمد ہم سے ذکر نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور انھون نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری اور تمھاری سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہو گئی ہین سوا اسکے پہاڑ کے پانی نے اُن مین ایسا اثر

صفدر جنگ کے پاس بھیجے گئے یہ شاہ جی میاں بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش مین ارسطوے زمانہ اور تہور و مردانگی مین یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تھے اور حضرت سید علی بابا کی اولاد مین تھے جو سادات ترمذ سے ہین اور سید معصوم کے والد ہین اور بریلی کے نو محلے والے سیدون کے مورث اعلیٰ ہین۔ اس بات پر صلح ہوگئی کہ احمد خان پچاس لاکھ روپے بابت خرچہ جنگ دے چنانچہ احمد خان نے اُسکی ادائی کے واسطے ایک تمسک لکھ دیا۔ صفدر جنگ نے وہ تمسک بعوض اُن روپون کے حوالے کردیا جو اُنکو اس فوج کشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھہرا تھا۔

عماد السعادت اور تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بیان کیا ہے کہ ملہار راؤ خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا۔ اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹھا جاتا ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح اور مشورہ طفلانہ ہے مجھے پسند نہین کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجکو مروا ڈالا تو تمکو میرے آدمی مار ڈالینگے اس صورت مین وزیر کو عجیب راحت حاصل ہوگی ایک طرف مرہٹے بے سر و پا ہوکر بھاگ جائینگے دوسری طرف پٹھان جنگل مین سر مارتے پھرینگے پس بہتر صلاح یہ ہے کہ ادھر سے میرا بیٹا محمود خان وزیر کے پاس چلا جائے اُدھر سے تمھارا بیٹا کھانڈے راؤ محمود خان کے عوض میرے لشکر مین آکر بیٹھ جائے۔ اگر محمود خان سلامت لوٹ آیا تو کھانڈے راؤ تمھارے پاس پہونچ جائے گا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کردیا یا مار ڈالا تو تم کھانڈے راؤ سے دست بردار ہوجانا۔ انتہا یہ ہے کہ میرے اور تمھارے دو قطرۂ منی ضائع ہوجائینگے مین اور تم دونون تو

کے پاس گیا اِدھر اُدھر کی باتون کے بعد معاملے کی گفتگو شروع ہوئی۔ علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹون کا وکیل گنگا دھر کل حاضر ہوگا۔ تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور روہیلہ سردار جمع ہوے ملا سردار خان کی یہ راے ہوئی کہ معاملہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی راے پر چھوڑنا چاہیے اسپر احمد خان راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور اُنسے کہا کہ ہم ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے لیے اپنا نصف مُلک تا ادائے نذرانۂ شاہی مکفول کرتے ہین۔ اور شرائط مجوزۂ سرداران مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کر دیا یہ خط تانتیا کے حوالے کیا ایک نقل یہ ہے کہ شرائط تانبے کے دو پتر و پر کندہ کی گئی تھین جنکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل کر لیا۔ معافی نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے نام تھی اور اقرار تھا کہ جب تک خاندان بنگش کا ایک غلام بھی باقی رہےگا ان سب محال مین مرہٹون کی طرف سے کسی قسم کی دست اندازی نہوگی اور محمود خان اور حافظ رحمت خان مرہٹون کے لشکر کو روانہ ہوے اور جب اُنکے لشکر کے قریب پہونچے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کی وزیر سے ملاقات کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہو گئی یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے پس عالم شاہی کے مؤلف کا یہ کہنا کہ مرہٹے معاملے کا یکسو ہونا نہین چاہتے تھے تاکہ ان ملکون مین آنے اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہین معلوم ہوتا۔

فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ نے صلح کیلیے افغانون کے پاس وکیل بھیجے تو نواب سید سعد اللہ خان کی طرف سے سید احمد عرف شاہ جی میان

اور تمکو اپنے ساتھ شاہجہان پور تک پہنچائینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سے کہدو کہ وہ ہمارے لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمئن کرکے دوسرے دن صبح کو چارسو جوانون کے ساتھ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے اُسی دن صفدر جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے اور یہان اُنھون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا۔ خود محمود خان اور حافظ رحمت خان کو لیے ہوے لکھنؤ کی طرف روانہ ہوے۔ اُن سے صفدر جنگ نے کہا کہ جب معاملے کی تکمیل ہو جائیگی تو مین تمکو رخصت کر دونگا بموجب حکم کے مرہٹے دریاے گنگا کو عبور کرکے قنوج مین مُقیم ہوے لیکن گنگا دھر مع دس ہزار سوار کے محمود خان کے ساتھ رہا وزیر کی روانگی کے دُو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سیّد سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکلکر اُس مقام پر خیمہ زن ہوے جہان وزیر کی فوج قائم تھی اور منزل بمنزل کوچ کرکے آنولے مین پہونچے احمد خان چند روز یہان ٹھہر کر فرخ آباد کو چلا گیا۔ صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون وقت اُن کو دعوت بھیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بھی شریک طعام کرتے اور کہتے تھے کہ مین نے افغانستانیون مین ایسا لائق آدمی کبھی نہین دیکھا۔ جب شاہجہان پور پہونچے تو صفدر جنگ سے حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا کہ ابھی ٹھہرو اور شاہجہانپور سے آگے کو روانہ ہوے اور اُن پر صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین اُن کو برادر کے لفظ کے ساتھ مخاطب کرتے۔ اور بعد اُس کے جب کبھی حافظ صاحب کو خط بھیجتے اُس مین یہی لفظ لکھتے۔ موہانیور مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب

زندہ رہینگے۔ ملہار راؤ نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کو احمد خان
کے خیمے مین بٹھا کر محمود خان کو وزیر کے پاس پہونچا دیا۔ میرے نزدیک اس واقعہ
کے متعلق آروِن صاحب کا بیان زیادہ قابل اعتماد ہے اسلیے کہ اُنھون نے
حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرۂ الہ آباد و جنگ روہیلکھنڈ و محاصرۂ
کمایون کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اُسنے حالات بہت مفصل
اور دلچسپ اور چشم دید لکھے ہین۔
روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہے کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون
کی جانب سے پچاس لاکھ روپے ہرجۂ جنگ کے ادا کیے جائین اور پانچ لاکھ روپے
سالانہ خراج کے بے قیل و قال داخل کرتے ہین اس عہدنامے پر سب رئیسون نے دستخط کیے
اور عہدنامہ مکمل ہو کر مرہٹون کے سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوج کشی
اِتنے روپون کے دینے کا اُنسے وعدہ کیا تھا مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ ہنگام ضرورت
پھر مدد دینا پڑے گی۔ مگر وہ اس بار ایسے پریشان معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ
روہیلکھنڈ کی جانب مُنھ نکرین۔ عہدنامۂ صلح کے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ
نے نواب سید سعد اللہ خان کے مدار المہام سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھوایا
کہ روہیلے کبھی کسی وقت مین پرگنہ پور رنیو راور سنبا پر قبضہ نکرنے پائین اس عہدنامے پر
دستخط ہونے کے بعد حافظ رحمت خان اور محمود خان پٹھانون کے مورچون کو واپس
آئے اور صفدر جنگ کا مُہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا۔ دوسرے روز حافظ صاحب
نواب سید سعد اللہ خان کے حکم سے صفدر جنگ کے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ اب
یہان سے کوچ کرنا چاہیے۔ اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح یہان سے روانہ ہونگے

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھ دغا کرکے اُس کو قتل کرڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانۂ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ دُرّانی کے حملے نے ہلا دیا۔ اُمرائے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنے صوبۂ اودھ مین تھے نہایت الحاح سے متواتر تحریر کیا کہ ملہار راؤ ہلکر اور سیندھیا کی فوج کو ساتھ لے کر بہت جلد دلی مین آجائین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنؤ سے قنوج گئے اور وہان سے مرہٹون کو بہت سے روپے کے وعدے پر ہمراہ لے کر براہ اٹاوہ دلی کی طرف روانہ ہوے۔ مگر وہ ابھی دلی نہ پہونچے تھے کہ احمد شاہ دُرّانی پنجاب پر پورے قابض ہو گئے اور اُنھون نے ایک ایلچی اس غرض سے روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سے اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین۔ احمد شاہ دُرّانی کی درخواست اُس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہو گئی جسکو نادر شاہ کے ہاتھون سے اُٹھایا تھا اور ابتک اُسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب ۱۱۶۵ ہجری مین دلی پہونچے تو اُنھون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کامل پایا۔ اُنھون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانہ ٹھیرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تھا اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور وجوہ تھے چنانچہ اُن مین سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئے تھے تو اُن کا رُعب وداب عین دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اُنکی ماں دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ

اور محمود خان کو رخصت کیا۔ محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت کیا بعد ازان اُسکے والد کا مُلک بحال کر دیا اور اُسکو قائم جنگ کا خطاب بھی دیا اور حافظ رحمت خان کو بھی خلعت دیا جسکے ساتھ مالاے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع اور شمشیر اور سپر اور گھوڑا زیور نقرئی کے ساتھ اور فیل سامان نقرئی اور زربفت کی جھول کے ساتھ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے آنمنیا کو سند اس بات کی دی کہ تا اداے نذرانہ شاہی نواب احمد خان سے نصف ملک پر قبضہ کرلے۔ کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون کے تیس لاکھ روپے کے مقروض تھے اور بعض کہتے ہین کہ اسّی لاکھ روپے کے اور یہ قرضہ بابت اُس نوکری کے تھا جو اُنھون نے اس زمانے مین کی تھی۔ بار اِس قرضے کا احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا۔ اور اُس کی ادا کی ضمانت کے واسطے منجملہ ۳۳ محال کے مُلک فرخ آباد کے ساڑھے سولھا محال مرہٹون کے قبضے مین کر دیے گئے۔ صفدر جنگ کو بجز اِس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہے اور کچھ حاصل نہوا۔ محمود خان و آنمنیا رخصت ہو کر جانب فرخ آباد روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان آنولے کو چلے گئے۔

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ پٹھانون کے ممالک کی لوٹ سے مرہٹون کے ہاتھ دو کروڑ روپے لگے تھے اور کروڑ روپے وزیر سے بابت مدد دہی جو ٹھہرے تھے وہ ملے اور پچاس لاکھ روپے وزیر نے انعام کے دیے اور پچاس لاکھ روپے پٹھانون سے ملے۔ یہ شخص تاریخی واقعات اور روپے کے معاملات سے کتنا ناتجربہ کار معلوم ہوتا ہے۔

اُسنے اس عروج کو پہونچکر اُمرا کی ہمسری شروع کی۔ وزیر الممالک اِس بات سے
نہایت دل تنگ ہوے۔ اور نواب بہادر کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے
لگے گو ظاہر مین اُسکی خاطر کرتے تھے۔ نواب بہادر اُمورات سلطنت پر بالکل مُسلّط
تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا۔ انھین دنون عبدالمجید خان
مجد والدولہ دیوان خالصہ مرگیا۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اُس کا مال و اسباب ضبط سرکار
ہوجائے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہو۔ اِس معلے مین
گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اُس کا گھر ضبط ہوگیا۔ اور نفاق وغُبار دونون کے دلون مین
اب بہت بڑھ گیا۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری بات
نہ سنبھلی تو اُنھون نے وہ بُری طرز اختیار کی جو دلّی کے گلی کوچون مین طشت ازبام
ہوگئی یعنی اُنھون نے نواب بہادر کے قتل کرلینے کی ٹھان لی تاریخ مظفری مین
لکھا ہے کہ صفدر جنگ نے اپنے اِس ارادے کی تکمیل کے لیے اوّل سورج مل جاٹ کو
بھاری فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنے پاس بُلایا
کہ اگر کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اُسکا تدارک
کرے۔ بعد اسکے نواب بہادر کو پیام رفع آزردگی کا دیکر اُسکے دل کو فی الجملہ
اپنی طرف سے مطمئن کرلیا جب اُس کو اِس طرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ
دعوت کے لیے اُسکو اپنے گھر بلایا اور یہ دعوت ۲۷[له] شوال یوم جمعرات ۱۱۶۵ھ ہجری کو
داراشاہ کی حویلی مین جو بھون نامی مکان مین ترتیب دی وزیر نے اپنے معتمدون
کو اس حویلی مین احتیاطاً جا بجا متعین کردیا اور اندر اور باہر اپنے آدمیون کو

[له] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

نے آزردہ ہو کر کہلا بھیجا کہ ہم ہلکر کو بموجب تمھارے لکھنے کے بہت سے روپون کے وعدے پر ہمراہ لائے ہین اب اُسکا تقاضا ہے یہ کہکر کثرت بے دماغی سے شہر مین بھی نہ گھسے۔ شہر کے باہر جمنا کے کنارے قیام گزین ہوے۔ امیر الامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ناصر جنگ کے ۱۰ محرم ۱۱۶۴ ہجری کو مارے جانے کی وجہ سے صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی تھا اور امرائے دربار بدون پیشکش کے منظور نکرتے تھے۔ اب اس وقت مین اُس نے موقع پاکر بادشاہ و اُمرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی صوبہ داری بندے کو عنایت ہو تو جس طرح سے ہو سکے گا ہلکر کو راضی کر لونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکھدی۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے مشہور ہوا اور اُس وقت اُس کی عمر سولھا سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور اُنکے سپرد کرکے ماہ شعبان ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا۔ ہلکر کو ساتھ لے گیا بعد جانے فیروز جنگ اور ہلکر کے وزیر الممالک غرۂ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوے۔ صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ تھے۔ خاصکر اپنی آزردگی کا یہ بہانہ قائم کیا تھا کہ اس شخص نے ابدالی سے صلح کرلی اور بادشاہ سے لاہور و ملتان اُن کو دلادیا اور منجملہ وجوہ رنج کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی ترغیب سے اپنے ماموں مان خان قوال کو ششہزاری منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب عطا کیا۔ اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا

۱۱۶۵ دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لیے فساد عظیم دونون کی تاریخ ہوسکتا ہے۔
صفدر جنگ کے اس فعل سے بادشاہ دل مین بہت برہم ہوے مگر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے۔ لیکن جبکہ نواب قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا کہ اس معاملے مین میرا کوئی قصور نہین حکیم عبد الشافی خان نے بادشاہ کا یہ پیام مجھے دیا تھا کہ جاوید خان کا دفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ اُنھون نے حکیم عبد الشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان کو معالج قرار دیا۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اُسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سے اُسکے گھر بار کو بچانا

فیروز جنگ آخری ذی القعدہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین اورنگ آباد پہونچ گیا اور ۷ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی مین مرگ مفاجات سے مرگیا اُس کے تابوت کو اُس کے رفقا نے دلی مین پہونچایا اور اُس کا متروکہ نقد و جنس جو کروڑ روپے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اُسکے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے کر دیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سے راہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور مین حاضر ہوا کرتا تھا اور اپنے حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہین رکھتا تھا۔ اس وجہ سے صفدر جنگ کے دل مین شہاب الدین خان کی طرف سے بہت گنجائش ہو گئی

شال بند ھوا کر کھڑا کر دیا۔ اور بڑی تیاری کی۔ نواب بہادر نے اِس تیاری کو اپنی نہایت خاطرداری پر حمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا۔ بعض دوستون نے منع کیا۔ اُسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور بے تامل سوار ہوکر وزیر کے گھر پہونچا۔ وزیر نے چند قدم پیشوائی کرکے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور مُکلف کھانا کھلایا۔ بعد فراغت طعام کے وزیر اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کر اُمور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئے بعض نے یہان تہ خانہ لکھا ہے۔ جون ہی کہ پردہ اُٹھایا اور اندر قدم رکھا۔ وزیر اول دو تین حرف کنائے کے زبان پر لائے اور پھر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین دخل دینے پر چند باتین سختی سے کہکر ابھی بیٹھے بھی نہ تھے کہ رفع حاجت کے بہانے سے اپنے زنانے مین چلے گئے[۱]۔ اُس وقت علی بیگ خان اور دوسرے مُغل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان نسقچی[۲] نے جسکا خطاب شتاب جنگ ہے چھُری سے ہلاک کیا اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا اُسکی سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے۔ اور دو تین دن کے بعد اُسکی لاش متصل روضۂ مُقدس شاہ مردان جہان اُن کے پنجۂ مبارک (اور بقولے قدم مبارک) کا نقش تھا دفن کر دی گئی[۳] اور فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ نواب بہادر کا سر کاٹکر دریائے جمنا مین پھینکدیا جو حویلی کے تلے بہتا ہے۔ مرآت آفتاب نما مین اِس واقعہ کا مادۂ تاریخ فساد عظیم لکھا ہے اور ہم سابق اِس سے بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کے کوہ کماؤن مین پناہ لینے کی تاریخ بتایا ہے بہر صورت موزون

---

[۱] مرآت آفتاب نما ۱۲

[۲] و [۳] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

پرورش پاکر خدمات انجام دے پس حضور کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اُسکو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت کیا جائے۔ بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ تم کو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے مخرب ہین۔ اُنھون نے سلطنت کے پرزے ڈھیلے کرنا چاہے تھے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ شجاع الدولہ کو خلعت میر بخشی گری دیا جائے تم ہمارے خیرخواہ ہو تمنے ہماری رضا کے خلاف یہ بات کیون عرض کی۔ صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تھی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اُسکا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیکر روانہ ہوا تھا اور فدوی نے اُسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام تفضلات شجاع الدولہ کے حال پر میری خاطر سے ہین۔ اِسلیے اُمید وار ہون کہ میر مذکور کو بھی غلام کا فرزند تصور کرکے خلعت میر بخشی گری عطا ہوجائے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت امیر الامرائی کا اُسکو مرحمت کیا تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی ماں شہاب الدین کو گھر مین طلب کرکے اُس سے پردہ نہین کرتی تھین۔

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب نہونا۔ بادشاہ کا صفدر جنگ سے توپخانے کی خدمت نکال لینا۔ بادشاہ اور صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مارڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور وہان

تھی اور اُس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے واقعۂ وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کرکے اُس کا گھر ضبط کرلین۔ بادشاہ بھی اِس صلاح پر آمادہ ہو گئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین کا اتالیق جلدی سے راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کے ارادے سے باغوائے انتظام الدولہ واقف کیا اُسنے صلاح دی کہ شہاب الدین کے لیے یہی بہتر ہے کہ وزیرالممالک صفدر جنگ کی خدمت مین پہونچکر تمام حال اُن سے عرض کرے۔ یقین کلی ہے کہ وہ بخوبی تدارک کردینگے مین یہان سے دربار کو جاتا ہون تم اُدھر سے اُسے لیکر آو۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لے کر صفدر جنگ کے دربار مین گیا اور لچھمی نراین بھی وہان پہونچ گیا۔ جب شہاب الدین یہان آیا تو صفدر جنگ نے اپنی عدم حاضری کا تعزیت کے لیے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ مین خود آپکے پاس تعزیت کے لیے حاضر ہوا ہون کیونکہ آپکے بھائی نے قضا کی سوا اِسکے کہ میرا چچا مر گیا مجھے کوئی اور غم نہین۔ آپکو خدا سلامت رکھے آپ میرے مربی موجود ہین۔ نواب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگا کر تسلّی کی اور فرمایا تم اطمینان سے اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھون گا۔ ایک آنکھ میری تم ہوا ور دوسری شجاع الدولہ ہے یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کردیا اور خود سوار ہو کر بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور فیروز جنگ بھی ہمیشہ مراسم غلامی بجالاتا تھا۔ اب شہاب الدین اُس کا بیٹا بھی اس بات کا اُمیدوار ہے کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایۂ مرحمت مین

سے صفدر جنگ کو پیام دیا کہ توپخانہ اور غسل خانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت
اپنے متعلق رکھو۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوے دیکھ کر دربار کی آمد و رفت
موقوف کردی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لیے دلجوئی کی اور ایک مرتبہ اُنکی حویلی
پر جاکر عذر خواہ ہوے مگر کچھ مفید نہوا۔ وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز
ان دو باتوں مین سوچی کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جائے۔ یا اُسکو
اپنے ساتھ موافق کرلیا جائے۔ ایکدن انتظام الدولہ صفدر جنگ کی حویلی پر جانے کو
تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار تھا یہ یعقوب خان اُس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا
جسنے امیر الامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک کے ایما سے قتل کیا تھا
یعقوب خان آیا اور تھوڑی سی دیر بیٹھ کر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جانے کیلیے
اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے ہان
جانے کا ارادہ رکھتے ہین تم کس وجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو۔ اُسنے جواب دیا
کہ وہان کئی ہزار تیغ و خنجر آپکے انتظار مین ہین جو ہین آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ
کے ساتھ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھ ظہور مین آیا۔ جب تک کہ آپ کا بندوبست
نہوجائے وہان جانا ہرگز مناسب نہین اس بات سے انتظام الدولہ کے دل مین
بہت تاثیر کی اور وزیر کے گھر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت مین عذر
کہلا بھیجا۔ وزیر کو اس وجہ سے اصرار پیدا ہوگیا اور اُنھون نے مکرر پیام دیا کہ آپ
ضرور آئیے اور ایسے پیام وسلام کی کئی دن تک گرماگرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان
چھنگا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تھا اس بات پر مقرر کیا کہ جیسے بنے انتظام الدولہ کو
پھسلا کر اُنکو یہان لائے۔ جب کہ اُسکی تقریر دن نے بھی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ

تسلط حاصل کر لینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکھتے تھے۔ مگر جبکہ فیروز جنگ کا انتقال ہو گیا تو وزیر کو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا۔ مگر انتظام الدولہ خانخانان خلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تھا وہ بھی اُنکی نظرون مین کھٹکتا تھا۔ اب صفدر جنگ اِس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی بیچ مین سے اُٹھا دینا چاہیے اور یہ کام اُنھون نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا اور اُسکی رضاجوئی کرکے یہ پیام دیا کہ مجھسے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اُٹھ سکے گا جب تک کوئی لائق فائق تمھاری طرح آدمی مددگار نہ ہے تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کرکے بے تکلف یہان آؤ اور ہمارے شریک ہو کر سلطنت کے کامون کا بوجھ اُٹھاؤ۔ انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب مناسب حال کہلا بھیجا اور اِس بات کی تحریک کی بُنیاد اصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر کے مارے جانے کے بعد بادشاہ وزیر الممالک سے دل مین متنفر ہو گئے تھے اور اُن کی توجہ انتظام الدولہ کی طرف تھی اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اُسکے سپرد کیے جائین حالانکہ اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوب چینی پینے کا بہانہ کرکے دربار کی آمد و رفت کم کر دی تھی اِس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تھا۔ بادشاہ ایک دن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ غسل خانے اور دیوان خانے کی خدمت دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیر الممالک کے لیے دیوانی کل اور منصب وزارت کم نہین۔ یہ جزری کام وزارت کے علاوہ اُنکے پاس رہنا مناسب نہین۔ بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہونچگئی اور اُس دن سے اُن کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہو گیا آخر کار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے

بیحد تنگ تھے اُنھون نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو مع قلعدار کے قلعہ سے نکالدیا اُن کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہو کر قلعہ مین آگیا یہان تک کہ ایک بھاری جمعیت قلعہ مین اسی رات فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کر لیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے بہت ملال ہوا۔ اور تین دن تک یہ خبر شہر مین اُڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی حویلی پر حملہ کرینگے اور انکے دروازے پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لیے جمع رہتی تھی اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سے ہوا خواہ جمع ہوگئے اور منصبدارون کی ایک بھاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لیے بھی تیار ہوگئی اس لیے اب حملہ کرنا صفدر جنگ کے قابو مین نرہا۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے

عالم شاہی مین یون لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے تمکین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے ساتھ قلعہ مین بھیجا اُسنے نواب ناظر اور افروز خان سے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات بادشاہ سے بالمشافہ عرض کرنی ہے نواب ناظر نے فراست سے اُسکے ارادۂ فاسد کو تاڑ لیا اور جواب دیا کہ ہم غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی نواب ناظر نے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا جنھون نے تمکین کو مع اُسکی جمیعت کے دیوانخانے سے نکالدیا۔ صبح کو یہ بات تمام مین پھیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا اور حکم دیا کہ صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو چنانچہ تعمیل ہوئی۔

وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا۔ تو عماد الملک میر بخشی کو جو انتظام الدولہ کا بھانجا تھا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بھیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان کر کے یہان لاؤ مغرب کا وقت تھا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کی حویلی پر پہونچا دونون ماموں بھانجون مین مشورہ ہوکر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتھ لکھ کر بھجوا دیا۔ اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لیے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ و سوار کا افسر تھا ایک عرضی بادشاہ کے لیے دی جس کا مضمون یہ تھا کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک مین کچھ عرض کرنا ہے امیدوار ہون کہ تسبیح خانے مین حاضر ہونے کی اجازت بخشی جائے قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب مجرائی رخصت ہو جاتے پھر اگر کسی کو ضرورت قلعہ مین حاضری کی پیش آتی تو قلعدار سے کہتا۔ اور وہ اول عرضی اُس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے بادشاہ کو پیش کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون کے ساتھ اُس کو قلعہ مین بلا لیا جاتا۔ اُس وقت مین موسوی خان چار سو آدمیون کے ساتھ وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تھا اور وہ اس قاعدے سے ناواقف تھا اُسنے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لیے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور وہ تمام ہمراہیون کے ساتھ قلعہ مین گھس گیا دربار مین جس قدر خواجہ سرا اور خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اُنھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آج تک ایسی گستاخی کبھی نہین ہوئی کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکھ سکے اِس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے نائب کو یہان سے مار کر نکالدو اور کوئی عذر مت سنو بادشاہی نوکر قلعہ دار کی مداخلت سے

وزیر کے مخالفون نے بادشاہ کے یہ بات ذہن نشین کردی کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہے کہ سلطان بلند اختر برادر خُرد محمد شاہ کو کہ اُن کا ہم مذہب ہے تخت پر بٹھائین اسلیے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اُنسے نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو پسند نہ آئی اور اُنھون نے تعمیل نہ کی۔ بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراؤن اور انتظام الدولہ و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کے نام لکھا اور نائب افسر توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مقرر تھا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ پہونچا دو۔ اور زبانی بھی یہ باتین اُن سے جاکر کہو اُسنے جانے سے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری کام ہے وہ بے عقل شقہ لیکر قلعہ سے نکلا اُسی دن بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کردین اور وزیر کے آدمیون کو یہان سے نکالدین۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھکر آتشباری پر آمادہ ہوے وزیر لاچار ہوکر بعد سوال وجواب کے اُس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اُنھون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا اور بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی و نمکحرامی کا شہرہ ہوگا اس لیے اپنے صوبجات کو رخصت چاہی۔ احمد شاہ نے منظور نہ کیا۔ آخر صفدر جنگ نے دلی سے نکلکر شہر سے دو کوس پر قیام کیا۔ اس ارادے سے کہ بے جنگ وپیکار اپنے صوبون کو چلے جائین واقعی یہ رائے اُنکی بہت عمدہ تھی مگر اُنکے اُمرائے فتنہ جو نے خیالات فاسد اُن کے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کر دیا۔

سلہ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مآثر الامرا مین بیان کیا ہے کہ وزیر خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی میر آتشی کے عہدے کے لیے گئے اور بہت اصرار کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ چاہو اور وہ کام خاندوران کے بیٹے کے سپرد کر دیا۔

سیر المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جسکا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔

اس مین شک نہین کہ بادشاہ اور صفدر جنگ مین کئی مہینے تک سوال وجواب ہوتے رہے ماہ جمادی الاخرے ۱۱۶۶ ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب چھ مہینے اس سال کے گذرے تو طرح طرح کے حادثے ظہور پکڑنے لگے۔ صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کونسی چال چلیے۔ کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے۔ عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے پھندون مین گھس گیا وزیر سے آنکھ چرا لی حقیقت یہ ہے کہ وزیر موصوف جرأت وعقل نہین رکھتے تھے اور نہ اُنکے پاس اچھے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن تقدیر نے تو آنکھین اندھی کر دی تھین۔ اس سے پیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مر گیا تو صفدر جنگ نے اُسکی مدد کر کے بادشاہ سے اُس کو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اُس نے اس وقت مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کے ساتھ یہ مصرع پڑھا[1]

طفل دامن گیر ما آخر گریبان گیر شد

---

[1] یہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہے ۱۲

صفدر جنگ جو جاتے ہین پھر نہین لوٹینگے اور بادشاہ کے حق مین اُن کا جانا بہتر ہوگا بے شک یہ حکم اُنکا بہت دُرست نکلا جس کا پھل آخرکار بادشاہ نے بُرا پایا صفدر جنگ شہر سے نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہے کہ بادشاہ پھر بُلا لین۔ شہر کے آس پاس رہے۔ کبھی سیدھی طرف سے اُلٹی طرف جاتے کبھی اُلٹی طرف سے سیدھی طرف چلے آتے۔ انتظام الدولہ خان خانان اور شہاب الدین خان نے برجون اور شہر پناہ کو خوب مضبوط کر لیا اور جنگی تیاری استحکام کو پہونچا دی جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب یقین ہو گیا کہ یہ دونون نوجوان میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط کے موافق جھگڑا بڑھانے مین قصور نکرینگے تو وہ بھی لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے۔

مرآت آفتاب نما مین تحریر کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی کا نکالنا چاہا تو اُنھون نے اس امر کو ناپسند کرکے رُخصت کی درخواست کی کہ مین صوبہ اودھ کو جانا چاہتا ہون وہان کا بندوبست کرونگا خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنون نے یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رُخصت اُنکی حویلی پر بھیجدیا۔ صفدر جنگ نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر مین ٹھہرے رہے بادشاہ نے تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت برملا ہوئی وزیر نے اس خوف سے کہ مبادا امرائے تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجکو لوٹ لین۔ اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمعیل خان کے باغ مین تال کٹورہ اور خضرآباد تک مقام کیا اور یہ توقف اس واسطے تھا کہ سورج مل جاٹ آ کے۔

وقائع راجپوتانہ مین ذکر کیا ہے کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے مشرق سے فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بُلایا اُسنے مع لالہ جواہر سنگھ کے جمعیت پندرہ ہزار سوار

لیکن شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے خود صفدر جنگ کو اُن کے صوبون مین چلے جانے کا حکم دیا۔ صفدر جنگ کی خوشی یہ تھی کہ دلّی مین رہکر مہمات سرانجام دین اسلیے بار برداری نہونے کا عذر کیا۔ بادشاہ نے اپنے ہان سے رتھ اور چھکڑے بھی دلوائے نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان وغیرہ کے دلّی سے نکلکر جھروکے کے تلے جہان سے مجرا ہوتا تھا آئے۔ بادشاہ نے خفگی کی وجہ سے مجرا بھی معاف فرمایا اور اپنے پاس نہین بلایا۔ اس وجہ سے صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور جھروکے کو تسلیمات کرکے خضر آباد مین پڑاؤ ڈالا۔ چار گلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تھا کہ اپنی طرف سے کسی پر نیابت وزارت مقرر کرکے اودھ کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے باہر خیمے کھڑے کرکے اُن مین چلے گئے۔ بادشاہ کے ہان سے اُنکو تاکید پر تاکید کی گئی کہ جلدی روانہ ہون اور اُن کے پاس کئی سزاول مقرر کیے گئے کہ ایک دو منزل آگے کو اُن کا کوچ کرا دین۔

تاریخ مظفری مین یون بیان کیا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکھکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانے کی رخصت عطا ہو جائے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے رفع کرنے کے لیے کچھ دنون کے واسطے چلے جائین بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون۔ صفدر جنگ کو جواب صاف ہو جانے کی توقع نہ تھی اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری کرکے حویلی سے سوار ہوے اور دریا کے کنارے کی طرف چلے۔ جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل پہنچے سواری سے اُترکر آداب بجا لائے اُسوقت تھوڑا سا ترشح ہو رہا تھا صفدر جنگ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور آگے کو روانہ ہوے۔ اُس دن اکثر منجم کہتے تھے کہ

جو سوری دروازے کی حویلی مین مقیم تھا بھیجکر اگلی گذری ہوئی باتون سے معذرت چاہی
اور کہلایا کہ سابق کی بے توجہی جاوید خان کے اغوا سے تھی اور اپنے پاس بلایا
جب وہ بادشاہ کے پاس پہونچا تو تخت سے اُتر کر گلے سے لگایا اور بدستور سابق
منصب وجاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدر جنگ کو نکال دیا جائے
مُلک و دولت تمھارا ہے جس طرح مناسب سمجھو بندوبست کرو۔ سادات خان نے
فوج کی بھرتی شروع کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی اور
صفدر جنگ کی جمعیت کم ہونے لگی عنقریب تھا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑ جائے۔
صفدر جنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بیحد رشک پیدا ہوا اسمعیل خان
مُلازم صفدر جنگ کو سادات خان کے مزاج مین بہت رسائی تھی۔ صفدر جنگ نے
اُسکو سادات خان کے پاس بھیجکر ربط اتحاد بڑھانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات
بازاری ڈولی مین سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور
اُس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کر دیا۔ صفدر جنگ نے
اُس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اُس کو علیحدہ کر دین وزیر ہم رہین اور میر بخشی گری
کا عہدہ تم لو۔ اگر ہم کوشش مین ناکامیاب ہوے تو صوبۂ اودھ میرا ہے اور الہ آباد
تم کو دیدونگا اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کھاکر
قرآن شریف اور پنجتن پاک کو ضامن دیا یہ راز سربستہ سوائے اسمعیل خان کے کہ بانی مبانی
اِس فساد کا تھا کسی کو معلوم نہ تھا۔ سادات خان ذوالفقار جنگ کو یہ یقین تھا کہ
صفدر جنگ ضرور غالب آئینگے اِسلیے اُنکے پاس چلے جانے کا ارادہ کیا اور جس رات کو
صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا اُسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اِس غلام نے

گھاسیرہ سے کوچ کرکے فرید آباد مین ڈیرہ کیا۔ مرآت آفتاب نما مین کہا ہے کہ جب سورج ڈھل آگیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سے عرض کرایا کہ شہاب الدین خان اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرمادین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سے نکل کر جعفر خان کی حویلی مین سکونت اختیار کرین اس لیے کہ صفدر جنگ کو یقین کلی تھا کہ انتظام الدولہ نے ۱۱۶۰ھ ہجری مین عید الضحے کے دن مقام نکودر کے پاس گولیان لگوائی تھین اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانے سے میری دشمن جان ہین اور شہاب الدین خان میر بخشی سے اسلیے رنج تھا کہ جب اُس کا باپ جاوید خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سے مکابرہ اور معارضہ کرکے اُسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا اور باوجود صغر سنی کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات مین اُس کے حامی رہے اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ کا شریک تھا۔ بادشاہ نے صفدر جنگ کو جواب بھیجا کہ یہان سے صوبے کو جانے کی رخصت لیکر گئے تھے اور اب جاٹ کی پشت گری سے اس قسم کی باتین کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ مین معرکہ آرائی

شیو پرشاد کی فرح بخش مین ہے کہ نواب سادات خان ذو الفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تھا اور اُسکی جاگیر ضبط ہوگئی تھی۔ منصب چھین لیا گیا تھا اور بادشاہ نے اُسکو سلام مجرے سے محروم کردیا تھا اب بادشاہ نے ملکۂ زمانی اور صاحبہ محل کو جو اُسکی سوتیلی مائین تھین[1] سادات خان کے پاس

[1] سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ملکۂ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تھی اور محمد شاہ کے عقد نکاح مین تھی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تھی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تھین محمد شاہ کی یہ دونون بیویان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ دُرانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئیں ۱۲

کا ارادہ تھا کہ یکبارگی حملہ کرکے معمورۂ دہلی کو خراب کرے اور تورانیون کو سزا دے۔
کنور سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی مین سے کسی کو اپنی طرف کرکے
اُسکے نام سے حملہ کرنا مُناسب ہے۔ چنانچہ اِس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے نبیرۂ
کام بخش بن عالمگیر کو بُلاکر تخت شاہی پر بٹھایا اور اُس کا نام عادل شاہ رکھ کر اُسکی طرف
سے لڑائی شروع کی۔ ۶ رجب ۱۱۶۶ہجری سے لڑائی شروع ہو گئی صفدر جنگ کے ساتھ
بچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ
نے ساکنان دہلی پر کچھ ترحم کے خیال سے اور کچھ اِس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ کم
ہے خزانہ خالی ہے خود بخود مجھ سے التماس کرکے اطاعت کرلینگے اول مین صرف دھمکانا اور
ڈرانا شروع کیا اور دلی پر دھاوا کرنا مناسب نہ جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تھے کہ
عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تھا اور
حافظ بختاور خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربا نے بہت سی سپاہ نوکر رکھ لی
اور باہر سے فوجین طلب کین اُدھر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستون کو بُلایا۔ سورج مل
بھرت پور سے پندرہ ہزار سوار لے کر پہونچ گیا تھا اور فرید آباد مین مُقیم تھا صفدر جنگ
نے حافظ رحمت خان روہیلہ مدار المہام نواب سید سعد اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ ہماری
اعانت کرین۔ چونکہ معاہدۂ چلکیا کے وقت یہ عہد و پیمان دونون مین مستحکم ہو چکا تھا
کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی کُمک کیا کرے اسلیے حافظ صاحب چالیس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو روہیلکھنڈ سے روانہ ہوے۔ جب مقام ہاپڑ مین پہونچے
تو میر مناقب اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان حافظ صاحب
کے پاس لیکر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ صفدر جنگ ہم سے نافرمان ہو گیا ہے۔ گستاخیان

حضرت شاہ مردان کی جناب مین مِنّت و نیاز مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہو
تو مع عیال و اطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب
اُسکی ایفا کا وقت ہے اُمیدوار ہون کہ رخصت مرحمت ہو تاکہ اِس بار کو سر سے اُتاردون
اب شاہ مردان کی حقیقت سُنیئے کہ دلی مین ایک مکان ہے اُس مین پتھر پر قدم
کا نشان بنا ہوا ہے اُس نشان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان
بیان کرتے ہین اور اِس وجہ سے اُس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین[۱]۔ بادشاہ نے
اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا۔ نواب سادات خان کہ بوجہ پیرانہ سالی
کے عقل مین فتور تھا جوہلی موری دروازہ سے مع متعلقین کے سوار ہو کر حضرت
شاہِ مردان کی درگاہ مین پہونچا اور اپنے دیرے سے صفدرجنگ موافق عہد و پیان
کے سوار ہو کر سادات خان کے پاس گئے اور اُنسے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطرداری
کے ساتھ ٹھہرایا اور ہر روز گرمجوشی کرنے لگے بادشاہ نے سادات خان کی بدنیتی
اور صفدرجنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہو کر شہاب الدین خان المخاطب بہ عماد الملک
غازی الدین خان کو صفدرجنگ کے مقابلے کے لیے ان کامون کا کارپرداز بنایا اور
اُسکو سپاہ جمع کرنے کا حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمرالدین خان کو خلعت وزارت
بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام الدولہ کو عطا کی صفدرجنگ نے یہ خبر سُنکر ایک
خواجہ سرا کو جو کم عمر۔ خوبصورت۔ وجیہ تیرہ برس کا تھا اور شجاع الدولہ نے تازہ خریدکیا
تھا اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا[۲]۔ اور خود وزیر ہوے اور ذوالفقار جنگ کو میربخشی
بنایا اور دوسرے اُمرا بھی مقرر کیے۔ لیکن وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ صفدرجنگ

[۱] دیکھو آثار الصنادید ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین و مرآت آفتاب نما ۱۲

مین لکھا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنی جماعت سے نکل کر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سُنت و جماعت کا پاس اور خلیفۂ وقت کی رعایت و رفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہ ہو وہ جائے اس اعلان سے وہ روہیلے جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکھتے تھے نجیب خان کے ساتھ ہو گئے اور جو روہیلے صفدر جنگ کو مدد دینے کا خیال رکھتے تھے وہ بھی خلاف مذہب طعن کی وجہ سے اپنے مقام کو لوٹ گئے بیان الواقع مین مذکور ہے کہ دس ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت سے غرۂ شعبان سنہ مذکور کو نجیب خان جنگاہ مین داخل ہوے علاوہ ان روہیلون کے بادشاہ کی کمک کے لیے اور لوگ بھی آپہونچے۔ تھوڑے دنون مین جمال الدین خان دکن سے اور سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور جنا گوجر اور سواتی اور سردار زادہاے قدیم جیسے محمد صادق خان ولد سیف الدین خان صوبہ دار ٹھٹھہ حضور معلیٰ مین آپہونچے آشوب قیامت دلی کی نواح مین برپا تھا۔ بادشاہی افسرون نے توپین لگا کر مخالفین کو شہر مین گھسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تھے اپنی جان و مال کی حفاظت کی غرض سے اور سپاہ تورانی پاس مذہب اور رسم قومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بھاگ کر بادشاہی لشکر مین شریک ہو گئے۔ عمادالملک نے سب کو انعام و اکرام سے مالامال کیا سعادت خان برہان الملک نے ایک رسالہ بھرتی کیا تھا اور اُس کا نام داغ سین تھا کیونکہ یہ حرف سعادت خان کے نام کے شروع مین ہے۔ صفدر جنگ نے بھی یہ رسالہ اُسی نام سے تیمناً بحال رکھا تھا۔ غازی الدین خان نے منادی کر دی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گھوڑا داغ سین رکھتا ہو گا ہمارے پاس نوکری کو آئے گا تو سو روپے مدد خرچ کے اور ساٹھ ماہوار مشاہرہ پائے گا۔ سیر المتاخرین مین اسی طرح لکھا ہے۔

کرنا ہے تمکو چاہیے کہ ہمارے پاس فوج لے کر آجاؤ اِس حُسن خدمات کے صلے مین تمپر حضور کی عنایات مبذول ہو گی۔ جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب یہین ٹھہر گئے اور شاہی سفیرون سے کہا کہ مجھ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ نقض عہد مجھ سے نہین ہو سکتا اور اسی مضمون کی عرضی لکھ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی اور جواب کے انتظار مین یہین ٹھہرے رہے۔ تھوڑے دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اِس مضمون کا پہونچا کہ اگر ہمارے پاس حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنے مُلک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام مین مذموم ہے۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہونچا تو اُسکے دیکھتے ہی اپنے مُلک کی طرف لوٹنا پڑا اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا اور صفدر جنگ کو اِس بات کا عذر کہلا بھیجا۔

گُل رحمت مین لکھا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے درپے اسکے ہوے کہ کچھ جمعیت یہان سے صفدر جنگ کے مُقابلے کے لیے دلّی کو لے جائین جب یہ دیکھا کہ حافظ رحمت خان اپنے مُلک کو لوٹے جاتے ہین تو اُنکے رسالہ دارون جماعہ دارون اور سپاہیون کو مخفی ملانا شروع کیا اور روپے کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شایستہ جماعت اُنکے ساتھ ہو جائے۔ نجیب خان بن اصالت خان بن عنایت خان بن صید خان بن جہان خان بن نظیر خان بن اسمٰعیل خان بن عمر خان کہ دوندے خان کے داماد تھے اور انتظام علاقجات نگینہ و شیر کوٹ و چاندپور و بھالو و بجنور واقع آن روے دریاے گنگ اُن سے متعلق تھا اُنھون نے جانے کا اقرار کر لیا اور بہت سا روپیہ سفیرون سے لیکر مفلس اور طماع سپاہیون کو دیکر متفق کر لیا چنانچہ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ صاحب کے بغیر حکم دلّی کو روانہ ہو گئے تاریخ مظفری

مردانہ حملے کرتے تھے صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کی طرف امن مقرر کیا ہے اسلیے ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازے کی طرف جمع ہونے لگے عجب ہنگامہ تھا کہ شہر پناہ کے باہر جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو اس وجہ سے مفسدون نے بڑا اتھلبلہ ڈالدیا محمد اسحاق خان کا گھر جسدن لٹا تھا تو اُس کے ساتھ ایک عالم پامال ہوگیا تھا اسلیے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر وزیر کے سالے ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اس لیے اپنی عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا۔ اسی طرح خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا ہی حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ کے باہر تھا وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکھین پس وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت سے آدمی یہان جمع ہوگئے تھے جاٹون نے جنکو رام دل کہتے تھے یہان بھی دست درازی کی وہان جس قدر مال تھا لٹ گیا۔ اس قضیے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی۔ کشمیری دروازے کی طرف جس کو دار الامان جانتے تھے جاکر جمع ہوے لوگ نہایت مضطرب تھے اور اُنکی کہین پناہ سوا خدا کے نہ تھی۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو بیاے نام و ننگ تھے سمعیل خان کابلی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تھا اور صلابت خان کی حویلی مین اُس کا مورچہ تھا برج شہر پناہ مین کہ قمر الدین خان کی حویلی کے متصل تھا اور اُس مین سپاہ بادشاہ کا مورچہ تھا نقب لگا دیا اور ۳ شعبان کو اُس مین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم نہوئی مگر بہت سے آدمی ہلاک ہوے عماد الملک کے نوکر اور سنگ تراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے فنا ہوے۔ اور نیلے برج کے پتھر بھی اُس برج کی طرف سے جس مین

... مرآت آفتاب نما سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار انعام کی شرح
مقرر کی تھی اور رسالہ سین داغ اُس کا نام رکھا تھا اور اِس رسالے کو عاقبت محمود خان
کشمیری کے سپرد کر دیا یہ اعلان ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے نکل کر عماد الملک
سے جا ملے اور رسالۂ سین داغ مین ہزارون آدمی جا کر نوکر شاہی ہوے اور ایک
دوسری صورت بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کر کے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہے
خلیفۂ زمان پر لشکر کش ہوا ہے اُس سے مقابلہ کرنا بمنزلۂ جہاد کے ہے اس صدا سے
ہزارون سُنّی جمع ہو گئے۔ جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے بلکہ
مار ڈالتے۔ فریقین کے قضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے چوگنے ہو گئے۔
چنانچہ سُنّی شیعون کے لڑنے والون کا نشان اور ما بہ الامتیاز اُنکی ایک آواز تھی یعنی
سُنّی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے۔ صفدر جنگ کے بہت سے نمکخوار اختلاف
نمک کی وجہ سے اُنکی کمک سے دست کش ہو گئے۔ اور باوجود اس کے سوال و جواب
صُلح کے بھی جاری تھے۔ ایک دن بان قلعہ مین پہونچا لوگون نے اُڑایا کہ محمد اسحاق خان
کی حویلی سے آیا ہے اس وجہ سے اُسکی حویلی لٹوا دی۔ مرزا محمد علی سالار جنگ اور مرزا علی
افتخار الدولہ کو پیادہ پاکشان کشان لاکر قلعہ کے اندر کچہری خانسامانی مین قید کر دیا۔
اور اسمعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات بھی غارت کر دیے جسکے عوض
مین سورج مل جاٹ نے پُرانی دلّی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے کسی قدر زیادہ تھی
لوٹ لیا اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ
صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اس طرح برستی تھین کہ
مکھی اور مچھر کا میدان معرکہ مین اُڑنا مشکل تھا۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے

مارے گئے چار گھڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی- مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ
صفدر جنگ نے تھوڑے دنون کے بعد جناب دریا کی جانب جدھر بادشاہی مورچے
مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے اور بازار ملک الموت کو
رونق بخشی- میر بخشی وغیرہ بھی اُدھر مورچے دُرست کرا کے مُقابلہ کرنے لگے اِس لڑائی
مین راجہ اندر گر گوشائین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین بقا اسد خان
اور علی قلی خان کی رفاقت کی تھی بڑی جُرأت دکھائی یہ شخص بادشاہی توپخانے مین
کود پڑتا تھا اور اکثر دن کو ہلاک کرتا تھا یہانتک کہ لوگون کو سحر و جادو کا گمان ہوا
کہ اس وجہ سے اُسپر توپ و تفنگ اثر نہین کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے
گولی کھا کر مارا گیا تو عام کا مظنۂ جادو باطل ہوا- اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اُسکی
صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا اور لڑائی بلا فیصلہ
موقوف رہی- نواب وزیر نے اُمراؤ گر گوشائین چیلۂ اندر گر کو اُسکی جگہ مقرر کیا اور
جبکہ اِس طرف سے بھی صفدر جنگ کی فوج شہر مین نہ داخل ہو سکی تو تبدیل مقام کر کے
موضع تلپٹھ مین مورچہ قائم کیا اور خضر آباد اور دریا کی سمت پھر وہی آتش افشانی شروع
کر دی اور شاہی فوج نے اُنکے مقابلے مین چپرا کی گڑھی مین مقام کیا- لڑائی ہوئی-
غازی الدین خان اپنی فوج لے کر مقابلے کے واسطے آیا- طرفین کے بہادرون نے
بخوبی داد شجاعت دی- سُورج مل نے دشمنون سے قلعہ تغلق آباد چھین لیا فوج شاہی
مفرور ہوئی سارد ول گوجر اور گھمنڈی پروہت نے دہلی دروازے تک
اُسکا تعاقب کیا-

جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوے تو اُنھون نے سمجھ لیا کہ

آگ لگائی تھی بہت ٹوٹ گئے جس سے بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اُس کے بعد وزیر کی فوج نے حملہ کیا قریب تھا کہ اُسکو غلبہ حاصل ہو عمادالملک میر بخشی اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوے۔ نجیب خان کے گولی کا زخم آیا مگر وہ قائم رہے۔ رات کے وقت اسمٰعیل خان اپنے مورچون کو خالی کرکے صفدر جنگ کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہ ملی کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر وقت بلاے ناگہانی کے مثل برستے تھے۔ اسمٰعیل خان کے پسپا ہونیکے بعد میر بخشی اور بختاور خان وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا[۱]۔

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریاے جمنا کے قریب یگ مین مورچہ بندی کی۔ نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندر گر گوشائین اور اسمٰعیل خان نے کچھ فاصلے پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا اور خود نواب اور سورج مل شاہزادہ عادل شاہ کو لے کر پرانی دلی سے لڑائی پر چڑھے سورج مل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر کو لوٹے۔ فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا مکانات مین آگ لگائی اور لال دروازے تک پہونچکر لاکھون روپے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی مین مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکھ کر فوج کو لڑائی مین لگایا سورج مل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی طرفین سے

[۱] دیکھو مرأت آفتاب نما ۱۲

بزیر حکم ہلکر کے قریب پہونچا دیکھا جنکو غازی الدین حیدر نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا تو پریشان ہوے اور اس طرح صلح کرنے پر مجبور ہوے کہ اودھ اور الہ آباد اُنکے قبضے مین رہین چنانچہ مادھو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہوئی اور صفدر جنگ محرم ۱۱۶۷ھ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ رتناتھ سنگھ متخلص بہ بیدل نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے۔

شکر اللہ کہ جاٹ و صفدر جنگ ۔۔۔ صلح کردند با وزیر و شاہ

ہاتف غیب سال تاریخش ۔۔۔ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودھ مین پہونچکر گومتی کے کنارے مہدی گھاٹ پر مقیم ہوے (جیساکہ سیر المتاخرین مین ہے اور تاریخ مظفری مین مہدی گھاٹ کی جگہ ناہر گھاٹ بتایا ہے اور یہ پاپڑ گھاٹ کی تحریف معلوم ہوتی ہے) اور وہان ایک خاص مکان اپنی آسائش کے لیے آراستہ کر کے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی دُرستی مین مصروف ہوے مگر تحقیق یہ ہے کہ دار الحکومت اُنکا فیض آباد تھا۔

سادات خان اور صفدر جنگ مین ناموفقت

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودھ کو گیا اور وہان ٹھہرا آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہوگئے اور کوئی ثمرہ اُنکا ظاہر نہوا۔ ایکدن صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیر آباد کی لکھوا کر مُہر و صاد سے دُرست کر کے بھیجی۔ ذوالفقار جنگ اُسکے ملاحظے سے سخت برہم ہوا اور اُس فرد کو چاک کر ڈالا اور وہان سے کوچ کر کے اکبر آباد کو چلا گیا سورج مل نے وہان

بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے آرام مین ہے۔ شہرپناہ کی آڑ ہے اسلیے یہ مناسب سمجھا
کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹاکر غنیم کو میدان مین لائین یہان تک کہ آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹ گئے۔ اور جس قدر وہ پیچھے ہٹے اُتنے ہی عماد الملک کے مورچے آگے بڑھے اور
اُس کے حکم سے شادل خان و نجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و توپخانہ کے چرا کی گھڑی
سے کوچ کرکے میدان بدرپور مین کہ دلی سے آٹھ کوس ہے مقام کیا۔ صفدر جنگ اور
جاٹ کی فوجون نے وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب نہ ہوئی
کہ پیچھے سے گھو کر عماد الملک کے مورچون کو گھیرلین۔ کیونکہ اُنھون نے شہر کو بالکل خالی
نہین کیا تھا اس عرصے مین سید جمیل الدین پانچہزار سوارون کے ساتھ معین الدین عرف
میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عماد الملک کا حقیقی ماموں اور خسر تھا ملک کو
آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے فرید آباد مین ڈیرہ کیا
وہان بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت کچھ لڑائی کی پھر ایک لڑائی بلب گڑھ مین واقع ہوئی
اسمین بھی بہت کشت و خون ہوا مگر فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا صفدر جنگ کا اپنے صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھ مہینے کامل گزر گئے۔ غازی الدین خان نے باجرائے شقہ بادشاہ
مادھو سنگھ بن جے سنگھ سوائی والی جیپورا اور ملہار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول
مادھو سنگھ دس ہزار سوارون کی جمعیت کے ساتھ دلی مین داخل ہوا اُسنے طرفین کے
امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخر کار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو

شد بجنت مقیم صفدر جنگ　　شور محشر بخلق شد برپا
دور و نزدیک در غمش برگفت　　حسرتا دادریغا واسفا
سر آہے کشید رضوان گفت　　انما جنۃ لہ المثوی

یہ تاریخ سلطان الحکایات مین مندرج ہے اور اس سے ۱۱۶۶ھ نکلتے ہین۔

اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوے یہ باڑی صفدر جنگ نے تیار کی تھی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ گلاب اُس مین کثرت سے تھا انکی بیوی نواب عالیہ بھی شوہر کی قبر پر چند روز تک معتکف رہین تھوڑے دنون کے بعد انکی لاش نکالکر دلی کو لے گئے اور روضۂ شاہ مردان کے متصل دفن کیا اور اسپر بڑا مقبرہ بنایا گلاب باڑی فیض آباد مین بھی قبر کا نشان باقی رکھا ہے بعض کہتے ہین کہ لاش کو مرزا ہجو (یا بھجو) جد حکیم مسیح الدولہ کی معرفت کربلا کو بھجوا دیا وہان طاق ہشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوے۔

صفدر جنگ کے مقبرۂ دہلی کا حال سید احمد خان نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پانون تک سنگ سُرخ کا بنا ہوا ہے اور جابجا سنگ مرمر کی دھارین اور چوکے لگے ہوے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ بڑا سنگ مرمر کا ہے اور اُس مین ایک تہ خانہ ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے اس عمارت کے گرد چار دیواری کھنچی ہوئی ہے اُس مین بہت تحفہ باغ آراستہ ہے اور چارون طرف اس مقبرے کے چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین۔ باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوے ہین۔ یہ مقبرہ شیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپے

لہ دیکھو فرح بخش ۱۲ ۲ دیکھو فرح بخش مؤلفہ محمد فیض بخش حصۂ اول قیصر التواریخ ۱۲

خاطرداری کی تھوڑے دنون کے بعد مرگیا۔ اُس کا تابوت بریلی کر لیگئے اور سادات خان کلان کے مقبرے مین مدفون ہوا[له]۔

صفدر جنگ کی وفات اور اُنکے طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ اور کئی شفقت عنایتی مضامین کے اُنکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر جنگ اُس وقت بیمار تھے پُشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا آہستہ آہستہ بڑھنے لگا یہان تک کہ پنڈلی تک پہونچ گیا آخر مادۂ سرطانی ہوگیا جسکو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور فرح بخش مین شیو پرشاد نے طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دلی کو روانہ ہون اور اُن لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین کہ دانے کے صدمے سے ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۶ہجری کو مقام پاپڑ گھاٹ مین قریب سلطانپور کے کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا جیساکہ مفتاح التواریخ مین ہے اور محمد فیض بخش نے بھی فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ پاپڑ گھاٹ مین انتقال کیا۔

تاریخ وفات بطور تعمیہ

بہر سال رحلتش چون کردم از ہاتف سوال   با قلوب ریش گفتا فوت صفدر جنگ کرد

دیگر

ہفتدہم راز ماہ ذیحجہ   شد چو نافذ در یخ حکم قضا

له دیکھو فرح بخش مولفۂ شیو پرشاد ۱۲

اپنی تاریخ مین اُنکو بزدل کہا ہے۔ تاریخ ہندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وہ وقت پر دوست کو نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے۔ تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا و رسول اور قرآن و پنجتن کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب وعدہ خلافی کرجاتے اور جہان تک دھوکے اور دغا سے کام نکلتا تھا جرأت و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے اور دوسرون کی مدد پر زیادہ بھروسا کرتے تھے عماد السعادت مین مذکور ہے کہتے ہین کہ صفدر جنگ جس کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنے کے بعد اُسکو پچاس اشرفیان عطا کرتے اور یہی دستور اُن کا ہمیشہ رہا۔ اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف غور سے دیکھتے تو اُسکی تنخواہ مین دس روپے اضافہ کر دیتے۔ اُنکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ جنگ سے درست تھے انکی سرکار مین سواران مغلیہ بیس ہزار تھے لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا اُدھر میلان پاکر اُن کا سا لباس پہن کر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور تنخواہ پاتے تھے۔ انکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۲۵ روپے سے کم مشاہرہ نہ رکھتا تھا اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تھا۔ اُنکے سوارون کے گھوڑون کے پٹھون پر داغ صرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان برہان الملک نے اپنے نام کے حرف اوّل کو لیکر جاری کیا تھا۔ وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اُنھون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنائین اُن لوگون نے کہا ۷ ہزار روپیہ مہاجن کا ہم پر قرض ہے اگر نواب یہ قرض ادا کردین تو ہم نواب کے شریک ہین جبکہ اسمٰعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی تو فوراً لاکھ روپیہ

خرچ ہوکر تیار ہوا ہے اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہے اور عماد السعادت مین اکتیس لاکھ روپے اسکی تیاری کے مصارف بتائے ہین ابتدا مین ہر سال ۲۵ ہزار روپے اور تھوڑے دنون کے بعد دس ہزار روپے پھر بعد مین پانچ ہزار روپے سالانہ سوائے تنخواہ بلال محمد خان اور دوسرے خدّام مقبرہ کے روشنی کے خرچ کے لیے فیض آباد سے بھیجے جاتے تھے۔ مقبرہ کے اندر یہ تاریخ کندہ ہے ؎

چو آن صفدر عرصۂ مردمی　　زدار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم　　که بادا مقیم بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہے کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان حسن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین دیکھیے اب سلطنت ہندوستان کی کون کرے گا یہ کلمات کہکر دو تین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ تاریخ عالم شاہی مین ذکر کیا ہے کہ عماد الملک نے جب ۱۱۶۷ھ مین خانخانان انتظام الدولہ کو وزارت سے خارج کر کے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کر کے مع اُن کی والدہ کے قید کر دیا اور عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ کو تخت نشین بنایا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا دستے کہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم در بابروے ما رسیدہ بود آن قلع آن غرزہ بروی خود کشیدند صفدر جنگ بہت اولو العزم عالی حوصلہ صاحب غیرت اور اہل فطرت مجمع سخاوت و کرم تھے۔ سیر المتاخرین کا مؤلف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہے مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہے کہ وہ پوری پوری جرأت و عقل نہین رکھتے تھے۔ آرون صاحب نے

شاہ حمزہ صاحب اگرچہ قصبۂ مارہرہ کی بربادی کی وجہ سے نواب وزیر سے ناراض تھے تاہم اپنی راست بازی کو ہاتھ سے نہ دیکر کشف الاستار مین لکھتے ہین کہ وہ بہت بھاری آدمی تھے۔ اُن کا شمار اُمرائے عظیم الشان مین تھا۔ اُنکی مجلس بالکل لہو ولعب سے خالی تھی۔ اُمرا کی مجال نہ تھی کہ بغیر دریافت کیے کوئی بات بطور خود منھ سے نکال سکتے۔ اُنکے ہاتھ کے حروف غور و تردد کے ساتھ پڑھے جاتے تھے جب قصبۂ مارہرہ کے قرب وجوار سے گذرنے کا اتفاق ہوتا تو بہت سی نیازین اور خط اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجتے۔ شاہ حمزہ صاحب نے یہ باتین اُن کی طبعی عادتین مانی ہین۔ حالانکہ وہ بڑے قابو طلب اور کینہ توز تھے شاہ حمزہ صاحب کے خاندان کو محض اس وجہ سے اخلاق ظاہری دکھا کر ملتے تھے کہ افاغنہ ان سے بہت اعتقاد رکھتے تھے جس سے صفدر جنگ کو ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا ورنہ دیکھو اودھ کے شاہ ولایت مخدوم شاہ مینا صاحب کے قائم مقامون کے پاس اس قسم کا ظاہری سہارا نہونے کی وجہ سے محض تعصب مذہبی کی بناپر اُن کی درگاہ کی جاگیر ضبط کر لی۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کو بیحد مصائب مین مبتلا ہونا

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی پالیسی کا طفیل ہے چنانچہ عالم شاہی مین اس موقع پر لکھا ہے جہان صفدر جنگ اور پٹھانون مین صلح ہو جانے کا بیان ہے ازان وقت رسم آمد ہٹہ در ین ملک جاری شد و عالمے

بھیجدیا کہ یہ سوائے تنخواہ کے ہے۔ اُنھون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہے کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اُن کی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اُن کا دسترخوان نہایت پر تکلف کھانون سے ایسا وسیع چُنا جاتا تھا کہ اُس وقت مین کسی بادشاہی امیر کے ہان یہ بات نہ تھی اُنھون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دھوم دھام سے کی کہ یادگار زمانہ ہو گئی۔ انصاف یہ ہے کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اُن کے مرتبے کو صدمہ نہ پہونچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے اُمرا نے کیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین چھتے مین جو نکھود[1] کہلاتا تھا اور ساہر کا پانی اُس چھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہونچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا روکدیا۔ مرزا عظیمائے اصفہانی اکسیر تخلص اُن کے ساتھ تھا اُس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑھو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

قدِ خمیدہ سدِ رہِ گریہ ام نشد | این آب رفتہ زبالائے پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوے۔ پانچہزار روپے اور ایک تُرکی گھوڑا ساز تکلف کے ساتھ عطا کیا۔

[1] تاریخ مظفری مین سے الفاظ گزارہ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط نکھود کہ آب ساہر از بالائے ساباط مرقوم اندرون قلعہ سے اور دگر دید ساباط سے مراد چھتہ ہے مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہجہان آباد مین ایک چھتہ تھا جو نکھود کے نام سے مشہور تھا اور چھتہ ایسے راستے کو کہتے ہین جو ڈھکا ہوا ہو ۱۲

از شومئی قدم او بباد رفت"۔ صفدر جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۴ھ ہجری مین مدد دینے کے جلد دمین مرہٹون کو سرحد کول و جالیسر و مئو و فرخ آباد و قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک مُلک حوالے کر دیا تھا۔ مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو انتر بید کا منتہی ہے اپنا ہاتھ پہونچایا اور دس برس تک ایسی سخت گیری و جزرسی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانون پر بے حد مصائب گذرے۔ اگر گنگا و جمنا کا پانی روشنائی بن جائے تو بھی اُن مصائب کا ایک شمّہ تحریر نہ ہو سکے۔ گاؤن اور ملکین جو سادات اور مشائخ اور علما کو سلاطین اسلام نے وقتاً فوقتاً دی تھین اور اُن کی معاش اُنھین مین منحصر تھی یک لخت ضبط کر لین اُن لوگون کی نوبت بھیک تک پہونچ گئی۔ اور برہمن فقرائے اسلام کو اُسکا دینا بھی پاپ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی پیٹ پالنے کے لیے اُنکی سرکارون مین نوکری تلاش کرتا تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہمجنسون کے دوسرون کو جگہ کم دیتے تھے۔ خاصکر مسلمانون کو تو نوکری نہین رکھتے تھے اور اگر رکھتے بھی تھے تو سپاہیون کے زمرے مین اقتدار کسی قسم کا نہین دیتے تھے [لہ]۔

لہ [illegible] ۱۲۸۱

خزینۂ ذوق عبرت کا ہے گنج شوق حسرت ہے
عجب کچھ منظر دلکش طلسم جزو فطرت ہے

تاریخ اودھ

حصۂ دوم

(جیمین)

نواب شجاع الدولہ بہادر کی مسند نشینی سے اُنکے آخر وقت تک کی زندگی اور وفات کے تمام وکمال واقعات نہایت دلچسپ و عبرت و حسرت کے پیرایہ مین دکھلائے ہین۔ عماد الملک اور شجاع الدولہ کی چھیڑ چھاڑ شجاع الدولہ کی تخت گیری اور مظالم سے انگریزون کا ملک گیری کی جانب توجہ کرنا۔ اور روز بروز اُنکا اقتدار بڑھنا کارکنان سلطنت کی ریشہ دوانیان مسلمانون کی باہم نااتفاقیان خود غرضیان شجاع الدولہ کے ہاتھون ریاستہائے نجیب آباد بریلی اور فرخ آباد وغیرہ کی بربادی۔ روہیلکھنڈ اور روہیلون کی خرابی و تباہی۔ نواب وزیر کے وہ دردناک مناظر ظلم و ستم جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو۔ خاندان حافظ رحمت خان کی بیخ کنی اور حافظ صاحب مرحوم کی شہادت شاہ عالم بادشاہ دہلی کی شجاع الدولہ کے ہاتھون بیعزتی اور دربار دہلی کی کمزوری یہ وہ عبرت ناک — وسبق آموز سین ہین جنکے دیکھنے سے صرف صوبۂ اودھ ہی نہین بلکہ دہلی اور بنگالہ کی بھی پالٹیکس کا ہو بہو تمام نقشہ سامنے آجاتا ہے شجاع الدولہ کے زمانہ کی وسعت اور آمدنی ملک اور نواب سید سعد اللہ خان بہادر و نواب سید فیض اللہ خان بہادر نوابان رامپور کے حالات تفصیل وار نہایت شستہ زبان مین درج ہین

مصنفہٗ

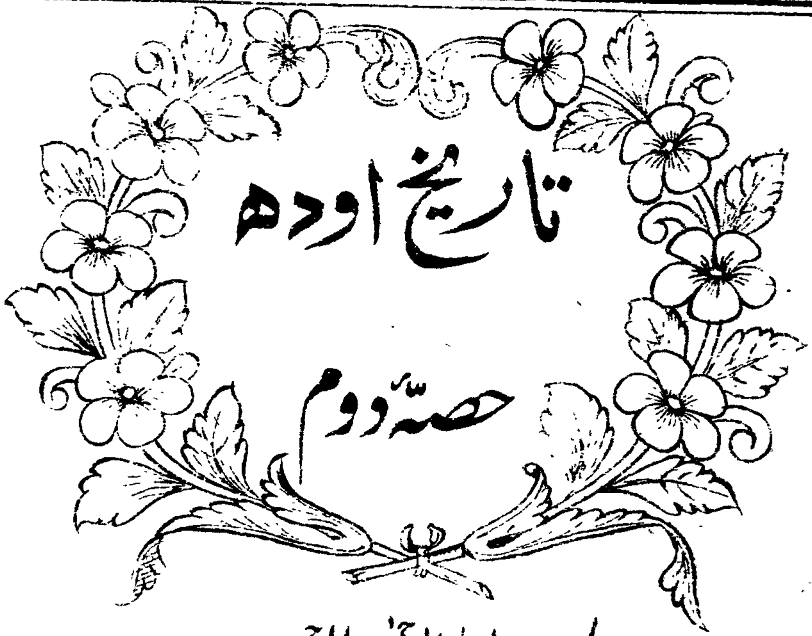
جناب مولانا مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری مدظلہ اللہ القوی مصنف کتب متعددہ

باہتمام

کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۱۹ء

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپکر شایع ہوئی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواب شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۳ء میں صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوے تو اسمٰعیل خان کابلی اُن کا مدار المہام بنا اُس نے چاہا کہ نواب کو صاحبزادون کی طرح رکھے اور خود حکومت کرے اس لیے سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا ۔ پس اُن مین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہین کرتا تھا بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجھتا تھا ۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تھا دولت خواہ تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اُسی کو مسند نشین کرکے شجاع الدولہ کے لیے کوئی جاگیر مقرر کردین ۔ اور ان کی یہ راے بھی تھی کہ عزیزان صفدر جنگ کے لیے جاگیرین مقرر کردی جائین ۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تھا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلیے کہ سرداران مغلیہ اُنسے بالکل انحراف رکھتے تھے اور شجاع الدولہ عیاش

شجاع الدولہ کا سرِ راہ ایک کھتّری کی نوجوان لڑکی کو دیکھکر فریفتہ ہوجانا اور ناگون کو شب کے وقت اُسکے مکان پر بھیج کر اُسکا پلنگ اُٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اُنکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اُنکی والدہ کی کوشش سے اُنکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک رستے سے نکلے ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۸ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اُسپر نظر جا پڑی۔ اُسکی دلفریب صورت دیکھکر فریفتہ ہو گئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگائین۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتّری کا ہے۔ نواب وہان سے اپنے مکان مین پہونچے مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بیچین رہے اور رات بھر کچھ نہ کھایا دوسرے روز راجہ ہمّت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملائین نواب نے اُنکو انعام و عنایات کا اُمیدوار کرکے اُس عورت کا پتہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا اُنھون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور تین روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند ناگے آدھی رات کے وقت اُس کھتّری کے مکان پر بطور چورون کے بھیجے اُس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے یہ لوگ اُس کا پلنگ اُٹھا کر نواب کے پاس لے آئے نواب کی عمر اُس وقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی اُس سے صحبت کرکے رخصت کردیا۔ وہ گرتی پڑتی اپنے گھر کو گئی۔ وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی اور کیا

بھی تھے امراؤگر اور ہمت بہادر سے زیادہ مانوس تھے یہی دونون نواب کی صحبت میں رہتے تھے اگرچہ امراؤگر عمر میں بڑا تھا۔

تاریخ تیموریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ہمت بہادر امرد رہا نواب کے ساتھ زنانہ اطوار سے رہتا تھا اور یوسف خواجہ سرا کہ حُسن مین یوسف ثانی تھا وہ بھی نواب کا منظور نظر تھا۔

سلطان الحکایات مین جو تاریخ جلوس لکھی ہے اُس سے ۱۱۶۶ھ نکلتے ہین۔

خوشا پور نواب منصور خاں — چو صفدر شجاع و بدولت جوان
بھفت و دہم ماہ ذیحجہ شاد — بمسند نشستہ خزائن کشاد
ز نجم سعادت بہ اختر نگر — تو گوئی کہ شد روشنی تازہ تر
بلا روے اہمال از صیت کوس — شنیدیم سالش خجستہ جلوس

شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوے تھے اُنکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور — برآمد آفتاب از مطلعِ نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اس لیے مفتاح التواریخ کے مولف نے دو مصرع اُسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی۔

چو آن فرخندہ اختر شد نمایاں — بدولت خانۂ نواب منصور
فلک برگفت تاریخ تولد — برآمد آفتاب از مطلعِ نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳۔۲۴ سال کی تھی بہت پرشاد نے ملخص تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ۲۶ برس کی عمر مین بمقام فیض آباد مسندِ ریاست پر بیٹھے تھے۔

ارادہ کروگے اِدھرسے کچی نہ پاؤگے۔ مغلیہ سرداروں نے محمد قلی خان کو لکھ کر الہ آباد سے طلب کیا اور دربار مین اپنی آمد و رفت موقوف کردی۔ شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نرائن کو اپنی ڈیوڑھی پر بلاکر پردے کی آڑ مین اُس سے کہا کہ اپنے آقازادے کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیئے تھا۔ لاکھون روپے جسکے باپ کے ہان سے پائے۔ کیا تم کو صفدرجنگ نے اِسی دن کے لیے پرورش کیا تھا۔ ایک ادنیٰ ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی۔ مانا کہ محمد قلی خان صفدرجنگ کا بھتیجا ہے لیکن ہر شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہے نہ بھتیجے سے۔ رام نرائن نے کہا کہ اگر صاحبزادے میری جان چاہین تو حاضر ہے۔ مگر جو رویّہ اُنھون نے اختیار کیا ہے اُس سے ملک ویران ہوجاتے ہین۔ دوست دشمن بن جاتے ہین۔ یہ جو کچھ شورش تھی اِس سے صرف یہ مقصود تھا کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرین جس سے بدنامی ہندوستان مین ہوگی۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نرائن کو اپنے شوہر کے احسانات جتاکر قائل و معقول کیا تو اُسنے کہا مین تابعدار ہون اگر مجکو معلوم ہوتا کہ اِس معاملے کو اتنا طول ہوگا تو کھتریون کو پہلے ہی راضی کرلیتا۔ اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بُلاکر اسی طرح تالیف کردین تو اُمید اصلاح کی ہے۔ چنانچہ اُنھون نے سب کو بُلاکر اسی طرح کے کلمات کہے کہ سب محجوب ہوے اور معزولی کے ارادے سے باز آئے۔

گیان پرکاش۔ سیرالمتاخرین اور ملخص التواریخ مولفۂ فرزند علی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان چیلہ مرگیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نرائن و مہا نرائن کا نیابت کے سوال و جواب مین

بلا پیش آئی اُس نے تمام حال بیان کیا گھر والون نے قرینے سے دریافت کرلیا کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے کوئی اُن مین سے چور نہ تھا بلکہ ناگے تھے جنکو ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا۔ پس چند آدمیون نے متفق ہوکر راجہ رام نرائن دیوان کے پاس جاکر زمین پر پگڑیان ڈال کر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے ہم یہان سے جلاوطن کرین گے۔ ہماری سکونت یہان ممکن نہین۔ راجہ رام نرائن اور اُسکا بھتیجا جگت نرائن دس بارہ ہزار کھتریون کا مجمع لے کر ننگے سر اور ننگے پانوُن اسمٰعیل خان کابلی کے پاس گئے اور عرض کیا کہ والیِ ملک نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے۔ ہم آپ کو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین۔ اب آپ ہمکو اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جائین یا ہماری فریادرسی کرنی چاہیے اسمٰعیل خان نہایت ناراض ہوا۔ اور کئی مغل سردارون کو بُلا کر یہ سارا ماجرا اُن سے بیان کیا اور سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اُس کے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینی چاہیے۔ اگر نواب اُنکے سپرد کرنے پر راضی ہوئے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دینا چاہیے اور نواب کے لیے جاگیر مقرر کردی جائے سب نے اسمٰعیل خان کی رائے سے اتفاق کرکے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اُسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے۔ نواب نے کہا کہ ہمت بہادر میرا محکوم ہے اُس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تم کو مجھ سے بازپرس کرنی چاہیے نہ ہمت بہادر سے۔ اور یہ بات بخوبی یقین کرلو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین۔ ایسی مسند سے فقیر کا بوریہ ہزار درجہ بہتر ہے تم کو اپنی جمعیت پر ناز ہے مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون جب

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی نواب سید سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اُنکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

جبکہ احمد شاہ دُرّانی نے دلّی کے دربار سے صوبۂ پنجاب کو حاصل کیا تھا تو اُنھون نے معین الملک عرف میر منو کو جو شاہ دہلی کی جانب سے پنجاب کا حاکم تھا اُسی عہدے پر قائم رکھا تھا۔ مرأت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک غازی الدین خان وزیر دہلی کا حقیقی خالو تھا اور یہ غلطی ہے اسلیے کہ میر منو قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے۔ فرح بخش مین شیو پرشاد نے بیان کیا ہے کہ میر منو ایک دن شکار کو گیا تھا موضع بھسین مین کہ لاہور سے سات کوس پر شرق کی طرف ہے ایک بڑ کے درخت کے تلے جو بہت بڑا تھا غش کھا کر گھوڑے سے گر کر مر گیا نوجوان تھا۔ احمد شاہ ابدالی نے اُسکے شیر خوار بیٹے کو اُسکی مان کی سرپرستی مین اُسکی جگہ جانشین اُسکا کیا تھا کچھ دنون کے بعد خرد سال لڑکا بھی مر گیا میر منو کی بیوہ کہ جانی خان کی بیٹی تھی نہایت بداطوار نکلی۔ جمون مین شہباز نام شاگرد مان خان کلاونت ملازم معین الملک سے مبتلا ہو گئی اور ننگ و ناموس آبا و اجداد کی برباد کر کے بدفعلی کرنے لگی اِس سے پیشتر دو تین گانون راجۂ جمون نے مدد معاش مین اُسکو دیدیے تھے جب اُسکی حرکات قبیحہ کا حال معلوم ہوا تو ضبط کر لیے اس کی بیٹی عمدہ بیگم غازی الدین خان سے منسوب تھی۔

الفنسٹن صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ غازی الدین خان وزیر میر منو کی

ملاحظہ ہو فرح بخش و آفتاب نما [illegible] ۱۲۷۶

رہنے لگے شجاع الدولہ نے گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبۂ اودھ کے سرکشون کی تادیب اور انتظام خوب کیا اور عیاشی مین بجز شراب نوشی کے منہمک تھے اکثر عورتون کی مباشرت مین راغب اور لہو ولعب مین مصروف رہتے تھے۔ لیکن مزاج مین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تھا۔

نواب شجاع الدولہ کا نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مبادا وہ بادشاہ کے مزاج کو اُن کی طرف سے مکدر کردے۔ اسلیے غلام رسول عرف میر منجھلے پسر غلام احمد خلف خان جہان بہادر کوکۂ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو نواب سید سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی۔ نواب سید سعد اللہ خان نے اُنکو جواب مین خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط میر مذکور کے حوالے کیا۔ میر منجھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سید سعد اللہ خان کی زبان سے سُنا تھا وہ بھی بیان کیا نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ نواب سید سعد اللہ خان کو میر منجھلے کے ہاتھ بھجوائی اور اُنکی دستار سربستہ آپ منگوائی اور تمام ہندوستان مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونون رئیس دستار بدل بھائی ہین اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال مین شریک ہے۔ فرح بخش مولفہ شیو پرشاد مین یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے جسکو ہم آگے چل کر ذکر کرین گے۔

افواج دُرّانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لے کر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبۂ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے ہمارے لیے پیش کش وصول کرے اگر شجاع الدولہ دینے مین عذر کرے تو تم عماد الملک کی مدد کیجیو چنانچہ حافظ رحمت خاں فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا۔ اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیئے۔ عماد الملک نے گنگا کو عبور کرکے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی اور کو دیلہ پرگنہ مہر آباد کے میدان مین ڈیرے نصب کر دیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے اور شہزادون کے لیے پیش کش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوے اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آئے یہ مقام لکھنؤ سے ۶۸ میل ہے۔

شیو پرشاد فرح بخش مین کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سید سعد اللہ خان کی خدمت مین بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت مین اس دوستدار کی مدد کرنی چاہیے میر منجھلے نے تمام حال نواب سید سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادون کو ہمراہ لے کر شجاع الدولہ کی بربادی کے درپے ہے اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لیے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہے ایسے وقت مین آپ مدد کرین۔ نواب سید سعد اللہ خان نے تیاری کرکے اپنے بھائیون کو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں عبد الستار خان شیخ کبیر

بیٹی سے اپنا بیاہ رچانے کے بہانے سے لاہور کی جانب روانہ ہوا اور جو کہ اُسنے ہر ایک قسم کا شک وشبہ مٹا دیا تو ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۱ھ ہجری مین یکایک شہر کو جا دبایا اور اپنی بیوہ ساس کو پلنگ پر سوتے مین گرفتار کر لیا جب اُس بیوہ کو لشکر مین لائے تو وہ غازی الدین اپنے ادھورے داماد کو کوسنے لگی اور اُسنے یہ پیش گوئی کی کہ احمد شاہ درّانی اس حرکتِ ناشائستہ کا انتقام لینگے اور اُنکے انتقام کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوستان بربادی کو پہونچے گا اور اُسکے باشندے مارے جائینگے چنانچہ یہ پیش گوئی بہت جلد اسکے بعد واقع ہوئی اسلیے کہ احمد شاہ درّانی نے اس زور وظلم کے سُنتے ہی جو اُن کے متوسل پر واقع ہوا انتقام دشمن پر کمر باندھی اور بہت جلد قندھار سے کوچ کر کے پنجاب سے گزر گئے اور کوئی مرد میدان اُن کے سامنے نہ ہوا یہانتک کہ دلّی سے بیس میل کے فاصلے پر پہونچ گئے غازی الدین خان نے یہ دانائی کی کہ اپنی ساس کو رہا کر کے اُسکی وساطت حاصل کی اور اُسکے ذریعہ سے احمد شاہ کی فوج مین یکایک جا پہونچا اور جو جو قصور اُسکی ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے مگر احمد شاہ نے اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا اور مطالبے کو پورا کرنے کی غرض سے دلّی کی جانب آگے بڑھے اور اُس مین پہونچ کر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک دلّی مین رہے جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیش کش کے طلب کیا تو اُسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا) مین جا کر زر بطریق نذرانہ وصول کر کے لاؤن۔ مگر اس سے اُسکا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرائے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع

صلح کی استدعا کی چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اسیلیے اتنا
روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اوراس عرصے مین طرفین کے قراولون مین
چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی شروع ہوگئین۔ حافظ رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر
مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوئے اور نواب سید سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ
کے پاس جاکر صلح کی تدبیر کرو چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہونچ کر تبدیل
دستار کرکے اُخوت پیدا کرلی اوراپنے لشکر مین لوٹ آئے حافظ صاحب نے بظاہر نواب
سید سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی مگراس تقریب سے صلح کی گنجائش
پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ نواب سید سعد اللہ خان نے بیخردی سے جو خُردسالی کا
مقتضٰے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جس کا حال آپ نے سُنا ہی ہوگا شجاع الدولہ
بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین اور مجھکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم
ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش اداکرنے مین حیلہ وحجت کرین اور لڑائی پر نوبت پہونچے
تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح مانو توصلح کرلو ورنہ مَین اپنے ملک کو لوٹ جاؤنگا
اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہ دون
کو پیش کرنے پر صلح کرلی شیوپرشاد نے فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سید سعد اللہ خان نے
ان پانچ لاکھ روپون کے خود اداکرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے
پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپے نواب سعد اللہ خان کے پاس پہونچادیے
اور نواب سید سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپے بادشاہ کے حضور مین بھجوادیے
شجاع الدولہ نواب سید سعد اللہ خان کے بہت ممنون ومشکور ہوے اور صلح سے انعقاد
کے بعد ۹ شوال ۱۱۷۰ھ کو شجاع الدولہ نے سانڈی پالی سے کوچ کیا اورچار دن مین

ملا محسن اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا۔اور میر غلام رسول کو پیشتر
سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا اور ایک خط اس مضمون کا اُسکے ساتھ کیا کہ جان ومال اور ملک
وناموس بموجب اُس عہد وپیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نہ کرین ہم بہت
جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہونچتے ہین۔نواب سید سعداللہ خان میر منجھلے کی روانگی کے
بعد کرٹے کرٹے کوچ کرکے کودپور مین پہونچ گئے۔اور دونون لشکرون کے درمیان مین قیام
کیا اور اپنے دربار مین زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف ومعاند ہے وہ
ہمارا دشمن ہے اُسکو چاہیے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا
ارادہ کرے اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سید سعداللہ خان کو پہونچتے
رہے کہ شہزادون کی خدمت گزاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین اور شجاع الدولہ کو
نکال کر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین اس خدمت کے صلے مین عنایت بادشاہی کے
مورد ہونگے۔مگر نواب سید سعداللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف
اُن احکام کے نواب عمادالملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہیے
بہتر یہ ہے کہ آپ دلی کو لوٹ جائین۔گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان
احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عمادالملک کے جنبہ دار تھے شجاع الدولہ
نے سانڈی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عمادالملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے
کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔آپ میرے چچا کی جگہ ہین ایسی تدبیر کرین کہ صلح
ہوجائے او میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو۔حافظ رحمت خان نے
صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے اور صلح کی کوشش
مین مصروف ہوئے اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عمادالملک کے پاس سفیر بھیج کر

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص مؤلف تذکرۂ ریاض الشعرا نے ۱۱۷۰ھ ہجری مین انتقال کیا تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎

خرد گفت پیوستہ والہ بہ رحمت

اُسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن وجمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اُسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے اور شیر انداز خان کو اُس لڑکی کی ماں کے پاس نکاح کا پیام لے کر بھیجا وہ عورت رضامند ہوگئی اور اپنی بیٹی کو لے کر دلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئی۔ جب آگرے مین پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اُسکے حسن وجمال کا شہرہ سُن کر مفتون ہوگیا اور آدمی بھیجے کہ اُس لڑکی کو چھین لین کٹرہ وزیرخان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی لڑکی کی ماں نے یہ خبر سُن کر چالبازی کی اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کر کے ایک دن موقع پا کر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور اُسکے انجام کار کا منتظر تھا اُسنے گنا بیگم کے حُسن وجمال کا حال سُنکر چاہا کہ اُس کو اپنے عقد مین لائے اور نواب احمد خان پر اپنا ما فی الضمیر ظاہر کیا مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اُنکے پاس پہونچا دیا جنھون نے اُس سے نکاح کر لیا۔ عالیہ سلطان بیگم اسکا خطاب تھا نصیر الدولہ اسکے بطن سے تھا۔ آرون صاحب کی

لکھنؤ پہونچ گئے اور نواب سید سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔

تنبیہ۔ حافظ رحمت خان اپنی ابتدائی عمر مین خُردہ فروشی کرتے پھرتے تھے نواب سید علی محمد خان نے اُن کو بُلا کرا میر کبیر بنادیا۔ یہان تک کہ ماہی مراتب اُنکے ساتھ چلنے لگا جس کا عوض حافظ صاحب نے یہ دیا کہ نواب موصوف کے انتقال کے بعد سردارون سے سازش کرکے رُوہیلکھنڈ کے بڑے حصے پر خود قبضہ کرلیا اور زبان بند رکھنے اور وقت سے بچنے کے لیے کچھ حصۂ ملک دوسرے سردارون کو دیدیا اور اپنے ولی نعمت زادون کو محروم کیا۔ حافظ صاحب کی ریاست کی بربادی کے بعد اُنکی اولاد نواب ممدوح کی اولاد کے کامون کی کتنی بُری تصویر کھینچتی ہے۔ حالانکہ حافظ صاحب کے بعد بھی جو کچھ آرام اُنکی اولاد کو نصیب ہوا یہ بھی نواب ممدوح کا طفیل ہے۔ یہ نواب سید علی محمد خان کی فتوت تھی جو اُنھون نے حافظ صاحب کو بُلا کر اپنے سردارون مین داخل کرلیا نواب صاحب کو انکی پروا نہ تھی کیونکہ انکی ریاست کی نیو بندھ گئی تھی سردار اور سپاہی اُنکے پاس فراہم ہوچکے تھے اور ہوز ہے تھے وہ بذات خود شجاع اور زمانہ شناس تھے اُنکو حافظ صاحب کی ضرورت نہ تھی۔ دیکھو محمد شاہ کی چڑھائی سے نواب صاحب کی ریاست جاتی رہی تو حافظ صاحب کی امارت و سرداری کہان رہی جب دوبارہ نواب صاحب نے بذات خود ریاست پر تسلط حاصل کیا تو حافظ صاحب کی امارت بھی قائم ہوئی اگر حافظ صاحب کچھ طنطنہ رکھتے تھے تو محمد شاہ کی واپسی روہیلکھنڈ کے بعد خود ریاست جمالیتے۔ غیر لوگون کا یہ حال ہے کہ وہ کلمۂ حق سے انحراف نہین کرتے اسی واقعہ کے متعلق سیر المتاخرین اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ یہ لڑائی نواب سید سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

اُن کو صحیح وسالم دیکھ کر خوش ہو گئے نواب نے اس بلا سے نجات پانے کی شکرگزاری مین کئی لاکھ روپے خیرات کیے۔

ایکبار مین نے بتیان الاخبار مین جو لکھنؤ سے نکلتا تھا یہ دیکھا تھا کہ نواب شجاع الدولہ روپے کے حروف چٹکی سے مٹا دیتے تھے۔

(۲) باوجود اس زور وقوت کے دیو نفس سے بے حد عاجز تھے کہ خواہش نفسانی اور غلبۂ شہوانی کے وقت بے حواس و مدہوش ہو جاتے تھے۔ آنکھون مین دُنیا اندھیر ہو جاتی تھی یہانتک کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا کہ راستے مین سواری چلی جاتی اور شہوت سے بیتاب ہو کر عورتون کے ساتھ صحبت کرکے آگے کو روانہ ہوتے اسلیے ہر وقت اور ہر جگہ عورتین اُنکے لیے مہیا رہتین رات دن مین عورتون کے ساتھ مباشرت کی نوبت دس پندرہ بار تک پہونچ جاتی تھی۔ چند کٹنیان مقرر تھین کہ جا بجا سے خوبصورت عورتون کو تلاش کرکے ہزارون روپے خرچ کرکے نواب کے واسطے لاتین اُنکی مدخولہ عورتون کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تک پہونچ گئی تھی کثرت مباشرت سے اکثر امراضِ مزمنہ مین گرفتار ہو گئے تھے اور آخر کار بد کے عارضے سے انتقال کیا۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دلی سے نکلجانا اور اودہ کے ملک مین وارد ہونا شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا وفریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر بن عالمگیر ثانی جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلائے

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اُسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان اُمید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکھدیا ہے۔

شجاع الدولہ کی فوق العادت طاقت اور قوت رجولیت

تاریخ تیموریہ مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ گوسفند کا کلہ چیر ڈالتے تھے اور اُنکی شصت کا تیر شیر کی پیشانی سے گذر کر دُم کی طرف سے پار نکل جاتا تھا۔ اپنے مرنے سے چند سال پیشتر وہ زرہ اور حلقہ پہن کر ہتھیار لگا کر ہاتھی پر بیٹھ کر شیر کے شکار کے لیے جنگل کو گئے۔ اتفاقاً ایک شیر پر حملہ کیا۔ شیر بوجھی سے نکلکر بے حد غضبناک نواب کے ہاتھی پر لپکا۔ ہاتھی شیر مست کی ہیبت سے ڈر کر بے تحاشا دریا کی طرف بھاگ نکلا فیلبان نے بہت سے آنکس اور تبر ہاتھی کے سر مین ارے لیکن اُسنے پروا نہ کی اور بھاگا چلا گیا یہانتک کہ دریا کے کنارے پر جا پہونچا اور او پنچے کرارے پر سے اُسکا پاؤن پھسلا فوراً پانی مین جا پڑا دریا بھرا ہوا بڑے زور سے بہ رہا تھا موجون کا طوفان برپا تھا شجاع الدولہ ہاتھی سمیت ایک بھنور مین پہونچگئے اُس اضطراب کے عالم مین دست و بازو کے زور سے زرہ اور حلقے کو پُرزے پُرزے کر کے بدن سے دور کردیا اور پیرنے لگے اُسوقت ایک مگر نے اُنپر حملہ کیا نواب نے اُسکا کلہ چیر ڈالا اور ایک ہاتھ سے اُسکو گھسیٹتے ہوے پورے پہر بھر کے بعد دریا سے باہر نکل آئے نواب کی سپاہ کے آدمی دریا کے کنارے کنارے اُنکو ڈھونڈھتے پھرتے تھے

خس کی خاص پالکی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی طرف بڑھے
محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بھائی الہ آباد کا حاکم تھا وہ شاہزادے کے پاس حاضر ہوا
شاہزادے نے اُسے اپنی سرکار کے تمام کامون کا مختار بنایا اور حکم دیا کہ فوج بھرتی کرے
شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ مین راجہ ہندو سنگھ
برادر پرتھی سنگھ حاضر ہوا اور غرۂ جمادی الاخریٰ کو موضع جھونسی مین بیرم خان سے
ملازمت حاصل کی۔ ۵ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی
دعوت کی اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذو الفقار الدولہ کا خطاب دیا۔
۷ رجب کو دریائے کرم ناسہ کو عبور کیا۔ ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نرائن
صوبہ دار عظیم آباد کی پیش کی۔ پھر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لے کر
محمد قلی خان کی وساطت سے حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اُسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان
سے ارشاد کیا کہ تم کو وزارت مبارک ہو۔ اُسنے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے
اسلیے اُسکی عرض کے موافق وزارت شجاع الدولہ کے لیے تجویز ہوئی اور بخشی گری
محمد قلی خان پر قرار پائی[15] اس محمد قلی خان کو شجاع الدولہ ہی نے شہزادے
کے ساتھ رہ کر بنگالے کے تسخیر کرنے کی ترغیب دی تھی کیونکہ وہ مدت سے یہ
چاہتے تھے کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کر دین[16]۔
سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتھ شجاع الدولہ کے چال کرنے کے قصے کو اسطرح
بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلیے محمد قلی خان
سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب آؤن گا مگر مین اپنے
اہل و عیال کی طرف سے متفکر ہون کہ اُنکو کس جگہ رکھون۔ چاہتا ہون کہ کسی محفوظ

؎ [illegible] ؎ سیر المتاخرین ۱۲

غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دلی مین ٹھہرنا مشکل سمجھکر ملک بنگالہ کے قصد سے وہان سے نکلے اور کنجپورے کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اُنھون نے آٹھ مہینے تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا پھر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اُدھر کو روانہ ہوے اور مرادآباد۔ رام پور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کی طرف بڑھے اور ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۴ھ کو بلگرام مین پہونچگئے اُنکے ستھ ان منازل مین مدارالدولہ و نوبت خان و بہادر علی خان و اصالت خان ریواڑی والا بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے مانوان مین داخل ہوے اور وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبۂ عین مین کہ موہان کے متصل لکھنو سے سات کوس ہے ٹھہرے۔ جبکہ صوبۂ اودھ کی حد مین قدم رکھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور محلدار خان کی معرفت پچاس ہزار (تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پنجاہ ہزار کی جگہ فقط پنجہزار ہے) روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گھوڑے اور تحائف وغیرہ شاہزادے کے حضور مین بھیجے تھے اور آپ بھی ۹ جمادی الاولی کو منزل متصل موہان مین حاضر ہوے اور حیلہ و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پھر بہانہ کرکے رخصت کیا۔

خزانۂ عامرہ اور عالم شاہی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گزرانی تھی اور مدد خرچ کے لیے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی مع عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات گھوڑے اور ایک خوان پُر از جواہر اور بہت سا پشمینہ اور خیمے اور برتن اور دس چھکڑے پیشکش کیے۔ شاہزادے نے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا چیرہ مع سرپیچ کے اور

وزارت مین رخنہ پڑجائے گا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف
کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اُسنے
جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا۔ اس وجہ سے نواب کے دل مین
زیادہ کدورت آگئی۔ اور سوچا کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جائے
تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آئے گا۔ سیر المتاخرین
اور مرآت آفتاب نما کے مؤلف لکھتے ہین کہ اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اُنکو گرفتار
کرنا چاہا نجف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اُنکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا جبکہ
محمد قلی خان کو یہ خبر پہونچی کہ شجاع الدولہ نے دغا کرکے اُسکے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد
چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہوگئے ہین اور اُسکے اہل و عیال کو نظربند
کرلیا ہے تو نہایت مضطرب ہوا اور اسی اثنا مین اُسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد
کے محصورین کی مدد کے لیے بنگالے سے لشکرِ عظیم آرہا ہے تو اُسکی ہمت پست ہوگئی اور
بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی۔ اور گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے
کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو الہ آباد سے واپس بلایا اُنکی تحریر پہونچتے ہی
وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی
دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا۔ بہر صورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس
ہونے لگا تو پہلوان سنگھ وغیرہ رفقا نے اُسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید
نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اُسنے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجوا کر اپنے
ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا۔ جب شجاع الدولہ نے
یہ خبر سُنی کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان بے فتح کیے لوٹے آرہے ہین تو کمال نامردی سے مروّت

مقام مین اُنکو چھوڑ کر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کر لون اور دلجمعی کر کے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لائق بود و باش بیگمات کے نہین اور اُسکی آب و ہوا بھی پہاڑون کی وجہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعۂ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پُرامن اور مضبوط جگہ ہے اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھ کر ایک جگہ رکھ کر اعانت کرون گا -
محمد قلی خان اپنی نافہمی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا رقعہ مُہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھ کر شجاع الدولہ کے حوالے کر دیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسی طرح کی جدائی نہین ہے چچازاد بھائی ہین حاضر و غائب ہمارے ورثے کے مالک ہین وہ جو کچھ کہین اُنکے حکم کی تعمیل کیجیو - بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام نرائن صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اُس سے محاسبہ چاہا جو کہ اُسکا ادا کرنا اُسکی قدرت سے باہر تھا اسلیے باغی ہوگیا اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوا شاہزادے کی فوج نے محاصرہ کیا -
گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لیے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہونچا دیے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہونچادی صرف یہ کام باقی تھا کہ آگ دی جائے اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے تردد ات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپکی

اجازت لے کر رخصت دی اور اس شخص نے صلہ رحمی کی اُمید پر اور اس خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچا زاد بھائی ہین - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہ سمجھا کہ بروقت ملاقات یہ سب رنجیدگی خاطر اور کبیدگی دل برطرف ہو جائے گی - یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے جو مشافہہ مین بالکل جاتا رہے گا - اور شجاع الدولہ کے ہان سے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اُسکی روانگی کے چند روز بعد اُسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام مال و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے منتظر نہ رہین - اسکو حکم قطعی سمجھین جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا تو راجہ بلونت سنگھ اور بینی بہادر نے اُسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے سے چڑھائی کی - ان کی دست درازی اور تعدّی سے لشکر مین جزع و فزع اور محشر کے آثار نمودار ہوے ایک خلق کثیر بلاے بے درمان مین مبتلا ہوئی اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند بے نام و نشان آدمی ان دونون راجپوتون کی قرابت داری کی وجہ سے اُس لشکر مین چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیون کو بارہ کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جماعہ دار تھا بچایا[۱] -

الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اُنھون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچھکر اُٹھ کھڑے ہوے حاضرین نے اُسکو قید کر لیا[۲] -

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو دغا سے ۱۱۷۵ھ ہجری مین قید کر کے قلعۂ جلال آباد مین جو لکھنؤ کے قریب ہے رکھا - عماد السعادت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شجاع الدولہ پانی پت کے میدان مین احمد شاہ کے ساتھ تھے تو محمد قلی خان نے ایک عرضی بادشاہ کی خدمت مین اپنی رہائی کے لیے بھیجی تھی نواب نے خفا ہو کر

۱؎ [illegible] ۱۲۰ ۲؎ [illegible] ۱۲

دوایاٰٰن چھوڑکر اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ زمیندار بنارس
کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خاں کے سامنے جاؤ اور سختی سے بند وبست
کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھُس سکے اور جس طرح ممکن ہو اُسے گرفتار کرلو راجہ ہاے مذکور حسب الحکم
متفق ہوکر بنارس کے مقابل دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم
ہوئے رام نگر بلونت سنگھ کا آباد کیا ہوا اور اُسکا وطن اصلی تھا وہ دونون راجہ توپین
محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگا کر مستعد مزاحمت ہوے۔ شاہزادے اور موشیر لاک
فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدھر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان
کو مجال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھائے شاہزادے نے اپنا
نکلنا ایسی بلاے ناگہانی اور مخمصۂ آسمانی سے غنیمت سمجھا۔ موشیر لاک کو اپنا رفیق بنا کر
چھتر پور مین قیام کرنے کی غرض سے مرزا پور ہوتے ہوے ملک بندیلکھنڈ کی راہ لی
اور محمد قلی خان سید راجی کی سرا سے کسی قدر فاصلے پر خیمہ زن تھا۔ جو کوئی اُسکے
لشکر سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑھاتا زمینداران اطراف بلونت سنگھ کا
شکار ہو جاتا۔ محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا۔ چاپلوسی کے سوال و جواب مین
بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا اور اُمیدوار تھا کہ شاید دوبارا
خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرأت تھے
صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ
جو کچھ مقدر مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ کو
جرأت نہ دلائی۔ چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ہمراہیون
کے ساتھ مجھکو شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجیے۔ مزاحمون نے شجاع الدولہ سے

۱۲ جون سے آخر اپریل ۱۷۶۱ء تک

کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ اگر آپ بھی ہمارے شریک ہوجئے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹھان (یعنے نجیب اللہ) کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین۔ شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارجی کو جو نہایت ظریف اور دانا تھا عماد الملک کے پاس بھیج کر لطائف الحیل مین رکھا تا کہ مخالفت پر آمادہ نہو۔ انھین ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مین نے احمد شاہ درّانی کو بُلایا ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت مین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہمارے اور آپ کے حق مین بہت مفید ہے اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا تو آپ کے ملک کی بھی طمع کرینگے شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہے کیونکہ ۱۱۷۲ھ ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لے کر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سید سعداللہ خان سے پگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اُسکے شر سے نجات پائی تھی اس سبب سے شجاع الدولہ نے اُسکے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا کیونکہ اسمین اُنکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آئی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے ماہ شوال ۱۱۷۳ھ ہجری مین لکھنؤ سے برامد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہونچ کر چند مہینے یہان قیام کیا کیونکہ گنگا کی طغیانی سُکّرتال پہونچنے مین مانع تھی۔ دتاسندھیا کو اتفاق مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو اُسنے گوبندراے بندیلے کو اپنے لشکر سے مع بیس ہزار پیادہ وسوار کے الگ کرکے روانہ کیا علی ابراہیم خان نے تاریخ بھاؤ جھنکو مین گوبندراے کے ساتھی سوارون کی تعداد آٹھ ہزار بتائی ہے۔

اپنے افسرون کو حکم دیا کہ لکھنؤ مین اُن کو قتل کرڈالین۔

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لیے مرہٹون کے مقابلے کیواسطے نجیب آباد کو جانا

جھنکو اور اُسکا چچا دتا سیندھیا محرم ۱۱۷۱ھ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبۂ اودھ مین مداخلت کا قصد تھا وزیر اعظم ہندوستان غازی الدین خان نے بھی اُنکو یہی صلاح دی ۱۱۷۲ھ ہجری مین اُنھون نے جمنا کو عبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑھائی کی۔ نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی و شمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے۔ ؎ ببرے را شکار آہو کرد ❊

(سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدّد مفتوح اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف اور لام سے)

اور وہان سے نواب سید سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جبتک نجیب الدولہ نے اُن مٹی کی دیوارون کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوے امروہہ مین پہونچ کر ٹھہر گئے اور نواب سید سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے

۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ع

کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہونچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے
رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اُٹھاتے سیندھیا کی فوج
اُس ٹکڑے کے ٹوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان
ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانوں اور ہندوستان
کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہوکر احمد شاہ ابدالی
کی خدمت مین عرضیان لکھی تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لائیے۔
چنانچہ احمد شاہ قندھار سے ہندوستان کی طرف کوچ کرکے بہت قریب آ پہونچے تھے۔
غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اُن
شرطون کے موافق باہم صلح ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کرکے
۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے اسوقت دتا کے ساتھ اسّی ہزار
سوار تھے۔ روہیلوں نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور
جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا اور ان سردارون نے شاہ کی
آمد آمد کی خبر سُن کر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کردیا اس خیال سے کہ
احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکے گی شجاع الدولہ ۷ جمادی الاولیٰ
۱۱۷۳ھ ہجری کو وارد بلگرام ہوے اور نوین کو لکھنؤ مین داخل ہوگئے۔ اور اُن سردارون
نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہوگئے
تھے اور اُنکے ملک مین فساد پیدا ہوگیا تھا اسلیے اودھ کو رخصت کردیے گئے۔ شجاع الدولہ
نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک
ہونے کے لیے نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دیے تھے۔[۵۲]

گوبند راے نے ٹھاکردوارے کے پاس گنگا کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اُس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع الدولہ اوائل ربیع الاول ۱۱۷۳ھ ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے اور بڑی بڑی منزلین کرکے نواب سید سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے۔ سفید ھیا کے حکم کی تعمیل معقول طور پر کی گئی اور ایک مہینے سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ[۱۳] سو گاؤن اطراف امروہہ کے تباہ کرڈالے۔ علی ابراہیم خان نے بھاؤ جھنکو کی تاریخ مین یہ بات غلط لکھی ہے کہ گوبند راے کے مقابلے کی تاب نہ لاکر نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان اور دوندے خان کماؤن کے جنگل مین چھپ گئے تھے۔

القصہ روہیلے اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہونچ گئے انھون نے جس دن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹون کی فوج راہ مین کم نظر آئی۔ پانچ کوس چل کر ہلدوہ پرگنہ چاندپور مین پہونچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر مقامات پر زور باندھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوسائین اور امراؤ گر گوسائین کو مرہٹون کی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خان کو پانچہزار سوارون کے ساتھ اور میر باقر میمونی کو چار ہزار سوارون کے ساتھ مرہٹون کے پڑاؤ کی طرف روانہ کیا ان سردارون نے مرہٹون کی خوب گوشمالی کی خاص کر انوپ گر نے ایکسو مرہٹے زندہ گرفتار کئے اور دو سو مارے گئے اور بہت سا اُن کا مال و اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی مین تھے گرتے پڑتے گنگا کو عبور کرگئے اس عبور مین اُنکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین نہ گھس سکے مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ھ ہجری کا ہے صحیح کو ہلدہ سے

وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بھاگنے لگا یہ ٹکڑا اسلیے سب دھی راہ سے منحرف ہوا تھا کہ
مسلمانون کی رسدون کو لوٹے کھسوٹے مگر مراد اُسکی پوری نہوئی کہ نیدرہ ہزار دُرانیون
نے اُسکا تعاقب کرکے اُسکو جادبایا اور قریب تباہی کے پہونچادیا۔جب دتا سیندھیا اور
ہلکر کی دُرانیون کے ہاتھ سے کامل شکستون کی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پنیوا کا
چچیرا بھائی سداشیوراؤ جو بھاؤ کے لقب سے چاردانگ ہندوستان مین مشہور رہے
مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا۔اس زمانے مین مرہٹون کی قوت غایت عروج پر تھی
اور اُنکی قلمرو کی وسعت یہانتک پہونچی تھی کہ شمال مین سرحد اُسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے
اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پھیلی ہوئی تھی اور
حدود مذکورہ مین جو ملک اُنکی حکومت سے خارج تھے وہ اُنکے باجگذار تھے یا اُنکے ہاتھ سے
پامال تھے اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تھی۔مرہٹون کی قوم کو جاہ و حشمت
کی حیثیت اور شان و شوکت کی روسے جو بات حاصل تھی بھاؤ کی قدر و وقار بڑھانے کی
غرض سے خاص اس موقع پر صرف کی گئی۔سیندھیا اور ہلکر کی تباہی سُنکر آمادگی پرآمادگی
زیادہ ہوئی اُنکا پورا ارادہ یہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی
فتح و کشائش مین پچھلی چوٹ ایسی لگاوے کہ قصہ ہی پاک ہوجائے۔بالاجی کا جوان بیٹا اور
علانیہ وارث اُسکا بسواس راے اور بڑے بڑے برہمن اور چنے چنے مرہٹے سردار
اُسکے ساتھ ہوے اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اُسکی امداد و اعانت کی غرض سے
راہ مین اُس سے ملتے گئے۔بھرت پور کا راجہ سورج مل بھی۔ہلکر اور جھنکو کے ذریعہ سے
بھاؤ سے ملا۔بھاؤ نے ایک کوس سے استقبال کیا۔سورج مل بیس ہزار جاٹون کے ساتھ
اُسکی مدد کے لیے ہمراہ ہوا۔سورج مل نے جو ایک عرصۂ دراز سے مرہٹون کی رفاقت مین

غازی الدین خان عماد الملک عالمگیر ثانی کی وزارت کرتا تھا اسنے بادشاہ کے ساتھ بہت سی بے ادبیان کی تھین احمد شاہ کی آمد کی خبر سے ڈر گیا کہ مبادا عالمگیر ثانی اُنسے اسکی شکایتین کرین اسلئے ۱۱۷۳ ہجری مین اُنکو قتل کرا کر محی السنۃ پسر کام بخش بن اورنگ زیب عالمگیر کو شاہ جہان ثانی کے خطاب سے تخت نشین کر کے خود سورج مل جاٹ کے ملک مین جا چھپا۔

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کر کے احمد شاہ درّانی کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹون کے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اُنکی مدد نہ کی تھی مگر باوصف اس کے اسّی ہزار سوار جرار اُنکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کا دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا ان مین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین تھا اور دوسرا لشکر ملہار راؤ ہلکر کے تحت مین تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سُنکر کہ مرہٹے روہیلون کو ایذا دے رہے ہین اُنکی مدد کے لیے ممالک متحدہ کی طرف روانہ ہوے اور ہمالیہ پہاڑون کے قریب قریب منزلین کرتے ہوئے سہارنپور کے برابر جمنا سے پار اُتر گئے سرداران روہیلہ شاہ کی آمد کا حال سُنکر سُکرتال سے کوچ کر کے احمد شاہ کے لشکر مین پہونچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹون کی دست اندازیون سے سخت ناراض تھے اس لیے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اُنکو واقف نہ کیا یہانتک کہ احمد شاہ نے میدان بادلی مین کہ دلّی کے قریب ہے دتا سیندھیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخریٰ ۱۱۷۳ھ مین خود دتا اور اُسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملہار راؤ ہلکر سکندرہ مین پڑا ہوا تھا

ملتوی رکھا کہ دُرّانیون کو اٹک پار اُتار دے ۔ بھاؤ نے محی السنۃ کو تخت سے اُتارا اور
مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم بن عالمگیر ثانی کو تخت پر بٹھایا - اور غائبانہ عہدۂ وزارت
شجاع الدولہ کے نام مقرر کیا اسمین یہ تدبیر تھی کہ یہ خبر شاہ ابدالی سُنین گے تو ضرور شجاع الدولہ
سے بدگمان ہونگے مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑ جائے گا مطلب ادا ہو جائے گا لیکن
انکا مطلب پورا نہ ہوا مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہ پڑا ان تمام ناشائستہ حرکتون کے دیکھنے
سے سورج مل متنفر ہوکر سخت گھبرایا چنانچہ اُسنے خفیہ شجاع الدولہ سے صلاح کی شجاع الدولہ نے
اُسکو پہلے بھی بھاؤ کی رفاقت سے منع کیا تھا اور خط بھیج کر سمجھایا تھا کہ تم اس لڑائی
مین شاہ دُرّانی کے خلاف قدم مت رکھو اُس خط کی نقل یہ ہے -

کنور صاحب برادر مہربان سلامت

بعد اشتیاق ملاقات بہجت آیات بقلم مے آید - درین مدت کہ مکاتبہ مسرت افزا وصول
نیامدہ بدریافت نوید خیریت گرامی تعلق خاطر بیش از بیش ست ہر چند روابط محبت معنوی
روز بروز افزایش و جہات طرفین تیز واحد لیکن مراعات مراسم عرفیہ کہ بعمل نمے آید
جاے شکایت دوستانہ است -

حقیقت توجہ رایات عالیات احمد شاہ از کابل و ورود عساکر منصورہ درنواح کنجپورہ
و کوچ کردہ رفتن سرداران قوم افغان براے حصول ملازمت والا از روے نوشت و خواند
وکلا دریافت شدہ باشد درین ولا شقۂ خاص درباب طلب دوستدار ہم صادر گردیدہ
چون نظر بر آمد آمد بھاؤ سردار دکن بہیئت مجموعی قرار یافتہ و ہمہ سرداران برفاقت
بادشاہ عہد موافقت بستند و براے مقابلۂ بھاؤ یکدل و یک جہت گشتند - چون
آمدن بھاؤ موجب اختلال ہندوستان و دفع این فساد کشور آشوب بدون اتفاق

لڑنے مرنے کا عادی ہو گیا تھا۔ بھاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیادون اور بھاری بھاری اسبابون کو ہمارے ملک مین چھوڑ دین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہینگے اور سوارون کو ہمراہ لیکر آگے کو باگ اُٹھائین اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنون کو تنگ پکڑین اور لڑائی کو یہانتک طول دین کہ درّانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنے پہاڑون کو لوٹ کر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورے کی کی مگر بھاؤ نے یکلخت اُسکو رد کر دیا اسلیے کہ وہ اپنی فتح کو جو ایسے وسیلے سے حاصل ہو اپنے بڑے پائے کے مقابلے مین کمتر سمجھتا تھا بلکہ بھاؤ نے سورج مل کے جواب مین یہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ہے بڑے بڑے ملکون کی تدبیرون اور انتظامون کی قابلیت نہین رکھتا۔ عماد الملک بھی سورج مل کی وساطت سے متھرا کے پاس بھاؤ سے ملا۔ حاصل یہ کہ بھاؤ بڑی دھوم دھام سے دلی کی جانب بڑھا جس پر تھوڑے سے دُرانی اور شریک اُنکے قابض و متصرف تھے۔ محیط شہر پناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی بُرج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اُسپر چڑھ گیا۔ اگرچہ محصورین نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا مگر توپون کی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ روضۂ شاہ مردان کے ظروف طلائی و نقرئی اور مقبرۂ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محفل کی آرائش کے سامانون کو اُٹھوا لیا دیوان خاص کی مینا کار نقرئی چھت کو بھی اُکھڑوا کر ٹکسال مین ڈھلوا لیا اور تخت شاہی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بھی دبا لیا بلکہ اُسنے یہ تجویز کی تھی کہ بسواس راے کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے اور اُسکی بادشاہی کا اعلان کرائے مگر لوگون کے سمجھانے سے اُسکو جبتک کے لیے

کی صلاح سے بلب گڈھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ نے اُس کے لیے احمد شاہ
کے ہان سے خلعت اور فرمان بھجوایا بھاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اُس نے اپنے ہان سے
خلعت اور فیل سورج مل کے واسطے بھیج کر کہلایا کہ ہم سے نا اتفاقی کر کے بادشاہ
سے اتفاق کرنا جو ہم دونوں کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو
کہ راستون کی ایسی نگرانی رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہونچ سکے
سورج مل شجاع الدولہ کے اشارے سے بلب گڈھ سے اُٹھکر اپنے مسکن
کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔

بھاؤ نے شجاع الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ہم اور آپ ایک کشتی کے
بادبان ہین۔ بادشاہ ہندوستان کے خیرخواہ ہین اور پٹھان تمام اہل ہندوستان کی
جان و مال اور ناموس کے دشمن ہین یہان کے مسلمانون کو بھی ہندوؤن سے بدتر
جانتے ہین امراے ہندوستان مین سے جس شخص کو اس قوم سے دلی نفرت ہے
وہ ایک آپ ہین باقی سب ایک دوسرے سے متفق ہین۔ احمد خان کی امارت
اگرچہ بادشاہ ہند کی وجہ سے ہے لیکن ہمقومی کے باعث سے وہ ضرور افغانون کے
شریک ہونگے اگر ہم یہ مان لین کہ افغان اہل دکن پر غالب آگئے تو اُسوقت شاہ
افغانستان اور اُنکے ساتھ کے سردارون کا دَور ہوگا تمھین کون پوچھے گا اور
ولایت کے ہزار امیرون مین ایک امیر کی آواز کون سُنے گا اور بادشاہ ہندوستان
پھر کیا کر سکین گے اور کہان جا کر بیٹھین گے۔ ہمارا مقصود افغانون کا استیصال
ہے جن کا دماغ احمد شاہ کی مدد سے فلک الافلاک پر پہونچ گیا ہے بعد اسکے ہم امیر
تیمور صاحبقران کے مکان کو آباد کرنا چاہتے ہین ہم یہ پسند نہین کرتے کہ دوسرے

و موافقت ہر رئیس و ہر نامدار صورت نمے بندد و ہر کسے کہ از رفاقت ہمدیگر پہلوتہی خواہد کرد ہدف تیر ملامت خواہد گردید لہذا بقلم می آید کہ آن مہربان کہ بفضل الٰہی رئیس عمدۂ ہندوستان اند از مصلحت کار چہ اندیشیدند در اصل اگر با بھاؤ نرد وفاق باختند اول بُردے شود کہ سردار مذکور از بس نخوت و غرور قدر و اقتدار احدے نہ سنجیدہ امروز فردا کج خواہد باخت بہتر ہمین ست کہ از ساختگی او کنارہ کشیدہ با سرداران ہندوستان عہد موافقت بربندند و عرضداشت متضمن وثوق ارادت و صدق عبودیت بجہت حضور والا بفرستند۔

چون قدم این جانب درمیان ست انشاء اللہ تعالیٰ حُسنِ ارادتِ آن مہربان را در حضور گزارش کردہ شقۂ خاص مع عہد نامۂ حضور اقدس کہ نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مراعات خاندان ذیشان از پیش گاہ مقدس بعمل آید حاصل نمودہ خواہد فرستاد و استحکام این بنا صرف برہمین موقوف نیست کہ خود ملک خود را خالی گزاشتہ بحضور اشرف بیایند الا مصلحت ہمین کہ بجاے خود مستحکم و مستقل بودہ تماشاے صنعت پردازی کارکنان آسمان ببینند و در صورت منظورات دیگر در حال و انجام قباحت کلی ست ۔ باقی دانا ے تجربہ کار و دور اندیش زمانہ اند۔ زیادہ چہ برطرازد۔

شجاع الدولہ کے مشورے سے سورج مل نے بھاؤ سے علیحدگی چاہی لیکن علانیہ بھاؤ سے بھی رفاقت نہ توڑی اُس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد بھجواتا رہون بھاؤ نے سورج مل کو رخصت کردیا اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ مرأت احمدی مین لکھا ہے کہ جب سورج مل شجاع الدولہ

لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغۂ رسالت بھیجا کہ شجاع الدولہ
کو واسطے شرکت کے اودھ سے ہمارے پاس لائین۔ نجیب الدولہ براہ اٹاوہ
قنوج آئے اور شجاع الدولہ اُن کی ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوان مین
پہونچے۔ دونون نے ملاقات کی بعد اسکے گفتگو ہوئی یہ گفتگو تاریخ مالوہ سے
یہان نقل کرتا ہون کہ مزے کی باتین ہین۔

نجیب الدولہ۔ احمد شاہ نے تمھین بُلایا ہے تمھارے منتظر ہین۔

شجاع الدولہ۔ مین کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے میرے باپ نے سرہند کے مقام پر
شاہ کو شکست دی تھی کدورت اُسکی شاہ کے دل مین ضرور ہوگی سوا اسکے ہم خادم
بادشاہ دہلی کے ہین دوسرون کے روبرو سر کب جھکاتے ہین مذہب مین بھی شاہ سے
اور ہم سے مخالفت ہے یہ تو کھُلی عداوت ہے۔ علاوہ اسکے مرہٹون کے وکیل آئے ہین۔
بُرہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اُسکے نباہ کو کہتے ہین اور اقرار جدید بھی ہوتا ہے
ہمارے ملک سے کبھی مزاحم ہونے کا عہد کیا جاتا ہے فرمائیے مجھے دوسرے سے کیا فائدہ
دوسرون کے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوے تمھین بتاؤ ہمین ہمارے
حال پر چھوڑینگے۔

نجیب الدولہ۔ یہ اتّفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہو گیا ہے تھین سوچو مرہٹون نے
بہت سر اُٹھایا ہے۔ اگر اب بھی اُنکی سزا نہوگی فرمائیے کوئی ریاست بچے گی تم وزیر کس کے
ہوگے جب سلطنت نہ رہے گی لٹیرون کی اطاعت کروگے یہ غیرت تمھاری تقاضا کرتی
ہے۔ ہان اسکا مین ذمہ دار ہون احمد شاہ تم سے کاوش نہ کرینگے۔ اگر بالفرض کچھ کاوش کرین
بندہ تمھارا شریک ہوگا۔ شاہ کو تمھاری طرف آنکھ اُٹھاکے نہ دیکھنے دون گا۔

اُنکی جگہ لیلین اور وہ بھیک مانگتے پھرین اگر تم بھی اس مکان کا پاس نمک رکھتے ہو
اور تم کو اپنے ولی نعمت کے مکان کی رونق منظور ہے تو بے تامل ہماری شرکت کرو اگر تم
ہمارے شریک ہوجاؤگے اور ہم افغانون پر کامیابی حاصل کرلینگے تو شاہ عالم کو
بادشاہ اور تم کو وزیر مقرر کرکے اور اپنا حصہ ٹھہرا کے دکن کو لوٹ جائینگے۔ اور غرض
ہماری آپ کو رفیق بنانے سے یہ نہین ہے کہ ہمارے لشکر مین رہ کر لڑائی لڑو بلکہ ہم تو
ہندوستانی فوج کو اپنا شریک کرنے مین خرابی سمجھتے ہین غرض ہماری یہ ہے کہ آپ
اپنے وطن کو لوٹ جائین اور احمد شاہ آپ کو اپنے پاس بلائین تو اس بات کو قبول نکرین
اور جو عہد و پیمان سرمیت مہاراجہ باجی راؤ اور نواب غفران پناہ برہان الملک مین تھا
وہ خاص و عام پر ظاہر ہے پس باوجود اس محبت و دوستی کے ہم سے موافقت نہ کرنا اور
ہمارے خلاف دوسرون سے ملنا انصاف سے بعید ہے۔

احمد شاہ دُرّانی برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودھ
کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے
خاص اودھ مین گئے تھے اسلیے کہ اُنکو یقین کامل تھا کہ سارے روہیلے اُنکے شریک
ہونگے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تھے شجاع الدولہ نے اپنے مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تھلگ رہنا مناسب تصوّر کیا اور احمد شاہ
کی شرکت سے وہ موروثی عداوت بھی مانع تھی جو اُنکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین
مقام سرہند پر ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ واقع ہوئی تھی۔ احمد شاہ اس غرض سے انوپ شہر
تک بڑھ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب و داب سے دبائین اور نواب احمد خان بنگش
اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا[۱]۔

۱؎ [illegible] فرخ آباد [illegible] صاحب ۱۲

یا نہین کلام اس مین ہے کہ ایسا جواب احمد شاہ کو دینے کی شجاع الدولہ مین جرأت تھی یا نہ تھی۔

باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی مگر شجاع الدولہ نے اس غرض سے خط و کتابت کا سلسلہ مرہٹون سے قائم رکھا کہ مصلحت کا مقتضیٰ ہوگا تو صلح کی جائیگی اور علاوہ اسکے یہ بات اُنکی وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیک و پیام آتے جاتے تھے۔ مولانا غلام علی آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بھاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا اُسنے مجھکو ایک خط مین لکھا کہ مین بھاؤ کے حکم سے سفارت کے لیے جمنا کے اُس پار شجاع الدولہ کے پاس گیا تھا شجاع الدولہ نے اپنا مافی الضمیر کہ نفس الامر اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کر لیا ہے اب یہ تمام جھگڑا اُنکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجہ ہاے ہند نے رگناتھ راؤ اور دوتا اور ملکرا اور انتاجی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور اُنکے متصدیون کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنے ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے شاہ دُرانی کو ولایت سے بُلایا ہے وہ برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی لیکن یہ کام انجام کو نہ پہونچ سکا اُسکا بیان تھا کہ صلح اس وجہ سے نہین ہوسکی کہ مرہٹہ سردار سب نغو کج فہم زود رنج کم ہمت خام طمع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین۔

احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے مگر بڑے بڑے تنگ آگئے یہانتک کہ برسات ابتک گزرنہ چکی تھی کہ اُنھون نے چھاونی توڑی اور انوپ شہر سے

شجاع الدولہ۔ اگر ہم جاوینگے تو مرہٹے ہم سے بُرا مان جائینگے اُن سے عداوت ہوگی اور جب شاہ سے بھی نہ بنی تو اُن سے بھی لڑائی ہوگی۔ ہم تم شاہ سے لڑینگے دونون کٹ کٹ مرینگے مرہٹے بلا دردسر ہمارا ملک لین گے اسکا نتیجہ کیا نکلے گا ہند مین کہین ٹھکانا نرہے گا۔

الغرض نجیب الدولہ کی طرف سے چلنے مین اصرار تھا اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا۔ نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکا کر یہ کہا کہ ضرور تشریف لیچلین ورنہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کیجئین۔ شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا نائب صوبہ مقرر کرکے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ مین دس ہزار[۱] فوج لے کر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر کو روانہ ہوئے اور ۱۳ ذیحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین گئے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا اور فرزند خانی خطاب بخشا۔

تاریخ اجودھیا مین راجہ درگا پرشاد نے لکھا ہے کہ اس خطاب کے ساتھ بادشاہ نے اپنی کمر سے تلوار بھی کھول کر دی یہ تلوار نادر شاہ کی تھی بعض کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپ کا آخر کار احمد شاہ نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی ہمین اسمین گفتگو کی ضرورت نہین کہ شجاع الدولہ کی نوبت احمد شاہ کے لشکر مین بجتی تھی

[۱] دیکھو سیر المتاخرین [illegible] عماد السعادت [illegible]

اور بقول بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس چقماق دار بندوقین تھین ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے اُسکی فوج قواعددان ہونے کی وجہ سے اُسکا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے یہ شخص فرانسیسون کی ملازمت چھوڑکر چلا آیا تھا اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپون کے بہت سی توپین ایسی تھین جنکے ذریعہ سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑی جاتی تھین اور بہت سے بانون کے ذخیرے تھے جو مرہٹون کا بڑا پیارا ہتھیار تھا اور لٹیرے سوارون کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی مگر کاشی راے شجاع الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹون کے لشکر مین خطوط لیکر گیا تھا ساری جماعت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بھاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکھ تھی۔

دُرّانیون کے بیان سے احمدشاہ کی اُس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئی تھی ترسٹھ ہزار قائم ہوتی ہے مگر نادرشاہ اور پچھلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے اور ایشیا والون کی تقسیمات افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغے سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے بہت سی تخفیف اُن قلعہ بند گروہون کے نہونے سے اصل افغانی فوج مین واقع ہوئی ہوگی جنکو پنجاب وغیرہ پر احمدشاہ چھوڑکر آئے تھے اور کسی قدر لڑائیون مین مارے جانے اور گرمی و برسات مین مرنے سے بھی فوج مین کمی پڑی ہوگی غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمدشاہ کی فوج کے چالیس[۴۰] ہزار سے زیادہ پٹھان جو اُس جگہ شریک وشامل تھے قرار نہ دیے جائین چنانچہ گل رحمت مین لکھا ہے کہ احمدشاہ کی افغانی فوج تیئس[۲۳] ہزار سوار تھی اور تیئس[۲۳] ہزار پیادہ و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تھے اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی۔ تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین جو لکھا ہے کہ نجیب خان اس لڑائی مین ستر ہزار سوار کے

دلی کو راہی ہوے۔ نجیب الدولہ نواب احمد خان بنگش حافظ رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا اور اُنکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا جب اُنھون نے یہ سُنا کہ بھاؤ چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے تو اُنھون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کیے۔ احمد شاہ جب دلّی کے قریب جمنا کے کنارے پہونچے تو اُسکو بڑی طغیانی پر پایا اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے کنارے چلے گئے یہانتک کہ کنج پورے کے مقابل جا پہونچے اور وہان اس بُری خبر کے سُننے سے نہایت آزردہ ہوے کہ مرہٹون نے کنج پورہ پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند دُرّانیون اور رُہیلون کو ٹھکانے لگا یا۔ غرضکہ احمد شاہ اس بے عزّتی سے کہ گویا وہ اُنکے سامنے واقع ہوئی ایسے بھڑکے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۷۶۰ع کو جمنا پار باگپت کے گھاٹ پر جو دلّی سے شمال و غربی جانب ۱۴-۱۵ کوس کے فاصلے پر ہے۔ شجاع الدولہ کی رہبری سے ایسی راہ سے اُترے کہ کہین سے پایاب کہین سے پیرنے کے قابل تھی اگرچہ اُنکے بہت سے ساتھی اس دلیرانہ کام مین جان سے گئے چنانچہ ڈیڑھ سو کے قریب آدمیون کی لاشین اور چوپایے رام گھاٹ کے مقام پر نکالے گئے اسی طرح اور گھاٹون پر نکلے۔ مگر دشمنون پر اُن کا ایسا رعب پڑا کہ وہ اُنکی رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلّی سے اُٹھا کر پانی پت کو چلے گئے اور وہان پہونچ کر لشکر کے آس پاس اُسکی حفظ و حراست کے لیے دمدمے اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا اور ایک چوڑی گہری خندق سے اُسکو گھیرا اور اپنے بھاری توپخانے کی حفظ و حمایت مین رکھا۔ بھاؤ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار کی تعداد ستر ہزار تھی جن مین سے نو ہزار

دور دورا سیلیے رہا کہ آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند اسیی
طرح ملک مین پھیلا کہ تمام رسدون کو روکنا شروع کیا اور گمان غالب ہے کہ بھاؤنے
اور بھی گروہ اپنے سوارون کے بھیجکر مسلمانون کی طرف رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا
اسلیے کہ بہت عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانون کا لشکر رسدون کی کمی وکوتاہی سے
نہایت تکلیفین اُٹھانے لگا۔ اگرچہ درّانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی کے عادی نہ تھے
جیسی مرہٹون کی دوڑ دھوپ سے پیش ہوتی تھی مگر انھون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا۔

خزانۂ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۱۷۴ھ
کو احمد شاہ نے مرہٹون کے توپ خانے پر حملہ کیا جہان خان اور شاہ پسند خان
اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا اور انکے پیچھے شجاع الدولہ اور احمد خان
بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان اور نواب سید فیض اللہ خان کو
رکھا اور انکے عقب مین احمد شاہ درّانی خود مع وزیر کے رہے۔ مرہٹے مقابلے
کو نکلے اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوے اور لڑائی ہونے لگی
ظہر کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی تھوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی
بندوقین مارتے ہوے مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے بلونت راؤ بھاؤ کا
سالا مارا گیا اور خلیل خان نجیب الدولہ کا بھائی بھی کام آیا جیسا کہ علی ابراہیم خان
نے لکھا ہے۔ آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہوجاتا مگر رات ہوجانے کی وجہ سے لڑائی
ختم ہوگئی اور روہیلے چیرہ دستی کرکے مرہٹون کے لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین
داخل ہوے۔ احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کی

مالک تھے یہ بیحد مبالغہ ہے۔ اور آٹھ ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی۔ اور پانچ چھ ہزار فوج احمد خان بنگش کی تھی عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے یہ تعداد مبالغہ آمیز ہے بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار تھے اور اُسی کا بیان ہے کہ درّانی خاص اپنی چالیس توپین رکھتے تھے مگر درّانیون کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہے محققین کی راے یہ ہے کہ احمد شاہ کی فوج مین تیس توپون کے قریب قریب تھین جو مختلف المقدار گولون سے بھری جاتی تھین جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون کی تھین علاوہ ان کے چند توپین فصیل شکن بھی تھین اور اسلیے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی چنانچہ اُنھون نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چارون طرف خندق کھُدوائی۔ بادشاہ نے اپنے لشکر کے بائین طرف شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کے کیمپ قائم کراے اور سیدھی طرف دوندے خان حافظ رحمت خان و نواب سید فیض اللہ خان و احمد خان بنگش کو مقیم کرایا جیسا کہ تاریخ بھاؤ جھنکو مین علی ابراہیم خان نے لکھا ہے اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے شجاع الدولہ کو اپنے دست راست پر ٹھیرایا تھا شاید یہ اُسوقت کی بات ہوگی جب انوپ شہر مین بادشاہ کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی امیدون کی صورت معقول طرح سے نہ بندھی چنانچہ اُسنے گوبند راے بوندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کی دھار پر جو فوج اُس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر دُرّانیون کے پیچھے سے پہونچا مگر احمد شاہ کی فوج سے

بڑے امیرون مین سے ہو مگر تھوڑی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگباز خان بنگش کی زبانی سب برائیان سُنی تھین جو اُسکے دشمنون نے کی تھین شاہ ولی خان وزیر کو جوابدیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اُترکر دریا کے کنارے خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دارالریاست اور میرا مکان وہان لوٹ لیا جاتا۔ سوا اس کے مین نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدرجنگ کو مع سورج مل و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزّت کا پاس کرکے اس قصد سے باز رہا شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم نے اسوقت بیان کیا مین نے اُس کی خبر کامل سُنی تھی۔ آخر نواب یہ کہہ کر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس روپے دے کر رخصت کردیا احمد شاہ اُنکی سخاوت سے بے حد رضی ہوے اور فرزند علی خان بہادر خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار سوارون کے ساتھ بہت ساخزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لیے ہوے جمنا کے اُس پار شاہدرے مین محاذی دہلی کے پہونچا ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ کنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بھاؤ کے لشکر مین داخل ہوجائے تو احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان خلف حافظ رحمت خان کی راہبری کے لیے اُنکے ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خان کی زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لیے روانہ کیے جو شاہ کے لشکر سے ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوے

رسدون کو گرفتار کرے اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گردوپیش کے گانؤن کو پندرہ پندرہ کوس تک برباد کر دے تاکہ مرہٹون کے لشکر مین رسد وہان سے نہ پہونچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور اُن مرہٹون سے جو رسد لانے کے لیے نکلتے تھے کئی بار مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہو کر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخر کار اُنکا خندق سے نکلنا بہت کم ہوگیا

تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ کر لائے گا اُسے ایک روپیہ انعام ملے گا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون کے جو آدمی ملتے اُنکو پکڑ کر اُنکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ یہ خبر نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اُسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائیگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دون گا تب دُرانی زندہ قیدی لانے لگے اور دو روپے لینے لگے۔ احمد خان آدھی رات کو اُنکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہونچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اُس روز سے شاہ نواب سے ناخوش ہوگئے۔ ناراضی بڑھانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لے کر آیا ہے۔ بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اُسکی پیشوائی کو اُٹھا اور اُسکو اپنے پاس بٹھایا اور پھر اُسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اے غالب جنگ تم ہندوستان کے

چھوڑ دیا اگر پھر انکو دیکھونگا تو سب کو مروا ڈالون گا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ ہمارے لشکر سے دور اُتریں کتنے بے قید ہین کہ مسلمانون کے سامنے ننگ دھڑنگ پھرتے ہین۔ نواب نے آداب تسلیمات ادا کیا اور اُنکی تقصیر کی معافی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے خیمے مین آکر ہمت بہادر و امراؤ گر کو بلا کر حکم دیا کہ ناگون کو لشکر سے نکالدو اسکی تعمیل ہوئی۔ عمادالسعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ شاہ کی یہ کمال مہربانی تھی ورنہ دو لاکھ ناگے مارے جاتے مگر یہ نادان مؤرخ یہ نہ سمجھا کہ شجاع الدولہ کی کل فوج اُسوقت کتنی تھی جس مین دو لاکھ ناگے علاوہ تھے۔

اُس زمانے مین خرابی و پریشانی کے ہجوم و کثرت سے بھاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اُس نے چند بار کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اسکی دُرّانیون سے صلح کرادین اور جبکہ اُسکی درخواست احمد شاہ کو سُنائی گئی تو اُنھون نے یہ جواب دیا کہ مین صرف مدد و معاون ہون راے دینا میرا کام نہین۔ ہان لڑائی پر قابو رکھتا ہون اُسمین دوسرے کو دخل نہین۔ ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہے کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط و کتابت جاری کرین۔ چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوے اور شجاع الدولہ نے بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا اور اس کام مین شاہ ولی خان وزیر کو بھی متفق کرلیا۔ لیکن نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستون کا ہمیشہ مقابلہ کیے گئے اور اُس بربادی کو باقی لوگون کے دلون پر جمانے مین کامیاب ہوے جو احمد شاہ کے ایسی صورت مین چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹون کی قوت کمال کو پہونچگئی تھی۔ اب یہ سوچنا دشوار ہے کہ مرہٹون کے بڑے بھاری گروہ کی اُسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی

اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکاس پر گوبند راے کی فوج کو یکایک جادبایا اور اسکو تہ تیغ کرڈالا یہانتک کہ خود گوبند راے مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے۔ اور جبکہ دُرّانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو بھاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹون کے لشکر مین رسد پہونچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے اور جبکہ اُنھون نے پانی پت کو کھاپی کر صاف کیا جو اُنکے لشکر مین واقع ہوا تھا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے۔ جبکہ حال ایسی نوبت کو پہونچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اُس نازک وقت کے ظہور و وقوع میں سعی وکوشش کرنے سے قاصر نہ تھا جس مین پورا فیصلہ ہوجائے چنانچہ دونون فوجون کی کچھ کچھ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی مرہٹون نے دُرّانیون پر تین بھاری دھاوے کیے جن دشواریون کو بھاؤ اُٹھائے جاتا تھا اُنکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اُسکے دشمنوں پر مخفی و مستور نہ تھا۔

کھائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قائم کیا تھا جس مین سورج کے نکاس پر اشراق کی نماز پڑھتے تھے اور شام کو کھانا کھاتے تھے اور دن بھر گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرون کو مختلف مقامون میں دیکھتے بھالتے اور دشمن کو چھیڑتے چھاڑتے رہتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ احمد شاہ مورچون کی دیکھ بھال کر رہے تھے اُن کا گذر ایک باغ کی طرف ہوا اُسمین فقیرون کی ایک جماعت دیکھی کہ سب کے سب بالکل برہنہ تھے۔ اُن مین سے بعض بیٹھے ہوے تھے بعض کھڑے تھے بعض لیٹے تھے بادشاہ اور دُرّانیون کو یہ بات ناگوار گذری۔ بادشاہ نے چاہا کہ اُنکے قتل کا حکم دین اُسوقت کسی نے عرض کیا کہ یہ نواب شجاع الدولہ کے ساتھ ہین۔ بادشاہ اُدھر سے لوٹے اور سراپردے مین داخل ہوکر شجاع الدولہ کو بُلایا اور فرمایا کہ آج ہمنے اُن ناگون برہنہ لوگون کو تمھاری خاطر سے

آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اُن سے کئی
دُرّانی جو غنیمت لادے لاتے تھے ملے اور اُنھون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے
اقبال سے مرہٹے بھاگ گئے۔ احمد شاہ نے یہ خبر سُنکر کاشی راے سے خطاب کیا
کہ اب جواب اسکا کیا ہے۔ مگر گفتگو کے درمیان ہی مین مرہٹون نے توپون کی
مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی۔ احمد شاہ اپنے گھوڑے
پر بیٹھے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چوکنّا ہوکر حقہ دور کردیا اور بڑے اطمینان
اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچّا پاتا ہون۔ بعد
اسکے فوج کو جلد آگے بڑھنے کا حکم سُنایا اور جبکہ صبح کھلنے لگی اور کچھ کچھ چیزین نظر آنے
لگین تو مرہٹون کی قطارون کو ٹھہر ٹھہر کتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے
بڑھتے دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے چلا آتا ہے۔ احمد شاہ نے اُنکے مقابلے مین فوج کو
آراستہ کیا۔ اور آپ لال ڈیرے مین جا بیٹھے جو اب فوج کے پیچھے رہ گیا تھا۔
مسلمانون نے توپون سے بہت کچھ کام نہ لیا اور جبکہ مرہٹون کی توپین قریب آگئین
تو اُنکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا۔
جسنے بھاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتے تھے کہ مین اپنے
سپاہیون کی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آکے ملاحظہ فرمائین کہ وہ
تنخواہ آپ سے بے فائدہ نہین لی گئی بعد اسکے اُس نے ایک نشان سنبھالا اور اپنے
سپاہیون کو گولیان مارنے سے روکا اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ
روہیلون پر حملہ آور ہوے جنکے قاعدہ دان نہونے سے اُنکی دلیری و دلاوری نے
خود اُنھین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم کے بعد اُنکی صف ٹوٹ گئی روہیلون کے

سخت عفونت مین مرغیون کے مانند ایک کھانچے مین محصور تھے اور مرے ہوے
اور مرنے والے جانور اور بھوکی پیاسی بے گناہ بھیر مین پڑے تھے اور اُن خرابیون
کی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے جن کو وہ ابھی اُٹھا رہے تھے۔

چھٹی جمادی الاخری ۱۱۷۴ھ ہجری چہارشنبہ کی شب کو سرداراور سپاہی جمع ہوے
اور بھاؤ کے ڈیرے کے گرد کھڑے ہوکر کہا کہ اب کھانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھ
گودام تھا وہ صرف ہوگیا بھوکون مرنے سے لڑائی کی جوکھون اُٹھانی آسان ہے
بھاؤ نے اتفاق کیا اور سب نے پان کھا کر مرنے تک لڑنے کی قسم کھائی۔ بعد اسکے
ساری فوج کو حکم سُنایا گیا کہ کل سورج کے نکاس سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا۔ بھاؤ
نے عین وقت پر شجاع الدولہ کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے
لکھ بھیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا اور ایک بوند کی گنجائش باقی نہین ہے
اگر کچھ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے۔ بعد اسکے
لکھنے پڑھنے کا وقت ہوچکا کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پچھلی رات مین اپنے
آقا شجاع الدولہ کو سُنا رہا تھا کہ کاشی راے کے جاسوس یہ خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہورہے
ہین۔ شجاع الدولہ فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے اور چوکی پہرے والون سے کہا
کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے۔ احمد شاہ اندر سے ہتھیار لگائے باہر نکلے۔ جو پہلے ہی
سے تیار بیٹھے تھے چنانچہ اُس گھوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ اُنکے دروازے پر تیار
کھڑا رہتا تھا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم سُنایا
جو بات پہلے پہل اُنھون نے کی وہ یہ تھی کہ کاشی راے کو اُنھون نے بلایا اور اس خبر
کے مخبر کی نسبت سوال وجواب کرنے لگے اور یہ تفتیش اُنھون نے اُسوقت کی تھی کہ

لڑائی مین شریک اُسکے نہوے جیسا کہ ہندوستان کی تاریخ مین الفنسٹن صاحب نے
لکھا ہے لیکن مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ دُرّانیون کو عنقریب شکست پہونچنے
والی تھی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹون کی کمر پر حملہ کیا اکثر
سرداران مرہٹہ ہلاک ہوے اور تاریخ بھاؤ وجھنکو مین مذکور ہے کہ شجاع الدولہ نے
مدد دینے کا ارادہ کیا مگر مرہٹون کی سپاہ کے ہجوم کی وجہ سے کہ درمیان مین حائل تھی
پہونچ نہ ہوسکی - یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نہ تھا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اُنھون نے منگائی
تھی وزیر اعظم کی تباہی و بربادی کی روک تھام کے لیے عین وقت پر پہونچی اور اب
لڑائی جمکر ہونے لگی مگر باوصف اسکے اب بھی مرہٹون کا پلّہ بھاری تھا یہان تک
کہ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑون کو گھیر کر جمع کیا اور اُن مین سے جنھون نے لڑنے سے
انکار کیا اُنکے قتل کا حکم سُنایا بعد اسکے خاص اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا
اور جبھی یہ ہدایت کی کہ ہماری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گھوم کر نکلے اور
دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر اُنکی بہت راس آئی اسلیے کہ اگرچہ عین قلب لشکر
مین بڑے زور وشور سے لڑائی ہو رہی تھی جہان بھاؤ و بسواس راے گھوڑون پر
سوار کھڑے تھے اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تیرون بلکہ بڑے بڑے کھانڈون
سے لڑتے بھڑتے اور مارتے مرتے تھے مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و
طلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دن کے بھاگ نکلے اور لڑائی کے
کھیت کو کُشتون کے پُشتون سے معمور چھوڑ گئے - فیروزمندون نے بڑے جوش و
خروش سے بھگوڑون کا پیچھا کیا - اور کسی کو پناہ نہ دی اسی باعث ایسا بھاری
قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک

پیچھے احمد خان بنگش تھا بھاگے ہوے روہیلے اُسکی طرف پہونچے۔ احمد خان نے لعن وطعن کر کے اُنکو روک لیا اور نواب نے داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بھیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے اسلیے احمد خان کو کوئی ضرورت کُمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت کُمک کی ہے۔ روہیلون کے شکست کھانے سے وزیر کا داہنا بازو کُھل گیا جو دُرّانی فوج کے قلب پر حکمرانی کرتا تھا اور بھاؤ وبسواس راے نے اُسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تھا۔ اس حملے مین وزیر کا برادر زادہ عطائی خان اُسکے برابر مارا گیا اور دُرّانیون کے پاؤن اُکھڑنے لگے۔ وزیر اپنے گھوڑے سے اُترا اور چند ہمراہی دُرّانیون سمیت اپنی جگہ پر قائم رہا اور مرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کھڑے تھے مگر دُھول کے اُڑنے سے کچھ محسوس نہین ہوتا تھا کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے اور جبکہ اُنھون نے وزیر اعظم کے آدمیون کی بولی اور اُنکے گھوڑون کے ہنہنانے کو یکایک کم پایا تو کاشی راے کو تفتیش وتفحص کے لیے آگے کو بھیجا۔ چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگون کو اُنکے بھاگ جانے پر بُرا بھلا کہہ رہا ہے اور اُنکو صفون پر لانے مین مصروف ہے اور اُنسے کہتا ہے کہ اے بیغیرتان راہ ولایت دور است کجا میروید بیہ برگردید۔ جبکہ اُسکی نظر کاشی راے پر پڑی تو اُس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہونچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اس وقت نہ کرین گے تو مَین مارا جاؤن گا۔ مگر شجاع الدولہ

دیکھ کر سخت مغموم ہوا آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ جھنکو نے راؤ کاشی ناتھ کو دیکھ کر شرم سے
سر نیچے کر لیا کاشی ناتھ نے دلجوئی کی اور اُسکی جرأت و جلادت کی تعریف کرنے لگا۔
اب جھنکو نے سر اُٹھایا اور کہا کہ دوستون کے ہمراہ مرنا اس سے بہتر ہے کہ دشمنون کے پاس
جیتے رہین آخر کار اُسنے یہ کہا کہ میرے باپ کے حقوق نواب شجاع الدولہ کو یاد دلانے چاہئین
تاکہ وہ میری دستگیری کر کے رہائی کی کوشش کرین۔ کاشی ناتھ نے شجاع الدولہ کے
پاس پہونچکر تمام حال حرف بحرف گذارش کیا نواب نے شادی خان کو متفق کر کے
بادشاہ سے عرض کیا کہ جھنکو کی جان بخشی فرمائی جائے بادشاہ نے برخوردار خان کو
طلب کر کے حقیقت حال استفسار کی اُسنے صاف انکار کیا اور اُسیوقت ایک آدمی نے
اُسکے اشارے سے جھنکو کے خیمے مین پہونچکر اُسکو قتل کر کے وہین دفن کر دیا۔
ابراہیم خان گاردی کا انجام یہ ہوا کہ شجاع قلی خان چیلہ نواب شجاع الدولہ کا سے
گرفتار کر کے اپنے خیمے مین لیگیا تھا اور شجاع الدولہ کی اجازت سے اُسے اپنے پاس
رکھ لیا تھا جب دُرانیون کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ جمع ہو کر آئے اور کہا کہ ہمارے ہزارون
بھائیون کا خون اسکی گردن پر ہے جسکی حمایت مین وہ ہوگا وہ ہمارا دشمن ہے شجاع الدولہ
کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ لڑنے کو تیار ہوے۔ اسوجہ سے آشوب عظیم پیدا ہوگیا آخر کار
شاہ ولی خان وزیر نے شجاع الدولہ کو خلوت مین لیجا کر سمجھایا اور کہا کہ دُرانیون کا نزاع
مٹانے کے لیے میرے سپرد کر دینا چاہیے ایک ہفتے کے بعد جب دُرانی خاموش ہوجائینگے
تو تمھین واپس دیدیا جائیگا اور اُسکو لیکر زخمون پر زہر آلود پھاے رکھوائے جس سے
ایک ہفتے کے اندر وہ مر گیا۔ لیکن یہ علی ابراہیم خان وغیرہ کی ناسمجھی ہے کیا وہ وقت
ایسا تھا کہ جس آدمی کو دُرانی مٹانا چاہتے اُسکو شجاع الدولہ کے خوف سے ایسے

تعاقب کیا گیا جدھر نظر کرتے تھے تو مرہٹون کی لاشین ہی لاشین نظر آتی تھین اور جو
مرہٹے فاتحون کی مار سے بچے رہے وہ ہاتیون کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو دُرّانیون
اور روہیلون کے پالے پڑے وہ نہایت بے رحمی سے قتل ہوے۔
علی ابراہیم خان تاریخ بھاؤ و جھنکو مین کہتا ہے کہ برخوردار خان کے ساتھ کے
دُرّانی لسوا اس راے کی لاش کو ہاتھی کی عماری سے اُتار کر پالکی مین ڈالکر لیچلے
جب شجاع الدولہ کے ڈیرے کی طرف سے گذرے تو اُنھون نے انعام دے کر اُنسے
وہ لاش لے لی اُسی وقت شاہ دُرّانی نے اُس لاش کو ملاحظے کے لیے طلب کیا۔
بادشاہ حسنِ ترکیب۔ نزاکت اندام۔ زیبائی رخسار اور حسنِ دلفریب کو دیکھ کر افسوس
کرنے لگے۔ شاہ ولی خان اور دوسرے اُمرا نے عرض کیا کہ ایسا خوبصورت آجتک
نظر سے نہین گزرا اگر زندہ رہتا تو تحفے کے طور پر ولایت کو لیجانے کے قابل تھا پھر
اُس لاش کو موتی لال کے خیمے مین بھیجا۔ یا یہ شخص برخوردار خان کا دیوان تھا
رات بھر لاش وہان رہی دوسرے روز نواب شجاع الدولہ نے عرض کیا کہ وہ
لاش مجھے مل جائے شاہ نے اجازت دیدی نواب نے اپنے وکیل کاشی ناتھ
(کاشی راے) کو موتی لال کھتری کے پاس بھیج کر لاش مانگی موتی لال نے سمجھ لیا
کہ یہ اپنے شہرۂ نیکنامی کے لیے لاش مانگتے ہین ناچار کاشی ناتھ کے حوالے کردی
اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایک خیمے مین لے گیا اس مین بابو پنڈت وکیل تھا اُسکے
بدن پر چند زخم تھے۔ بعد اُسکے دوسرے خیمے مین لیگیا وہان جھنکو سیندھیا
محبوس تھا اُسکی عمر کوئی بیس سال کی ہوگی نہایت زیبا رخسار نوجوان تھا۔ وہ
اُسوقت اپنا زخمی ہاتھ گردن مین لٹکائے ہوے تھا۔ راؤ کاشی ناتھ اُسکی یہ حالت

دکن مین دو آدمیون نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ہم بھاؤ ہین اور بہت سے آدمیون کو اپنے پاس
جمع کر لیا آخر کار ایک تو دکن مین وہان کے سردارون کے حکم سے مارا گیا دوسرے نے بنارس
مین فتنے برپا کیے تھے کچھ دنون قلعۂ چنار گڑھ مین قید رہا پھر رہا ہوکر اپنی مراد سے ہاتھ دھو کر
گورکھپور کے علاقے مین ۱۱۹۹ ہجری کو مر گیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بادشاہ سے شجاع الدولہ
نے اجازت لیکر ان لاشون کو ہمّت بہادر اور راؤ کاشی ناتھ کی معرفت جلوا دیا۔ مقتولون
کی کُل تعداد تمدّن ہندو غیرہ مین دو لاکھ بیان کی گئی ہے۔ بڑے بڑے مرہٹہ سردار
اُن سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی ہوے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت پر دلی مین
چھوڑ دیے گئے تھے۔ مہاجی سیندھیا بعد اسکے کہ ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا
عمر بھر کے لیے لنگڑا ہو گیا اور اسکے لنگڑے ہونے کا قصہ سُننے کے قابل ہے۔
تاریخ بھوپال مین لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گھوڑی پر سوار ہو کر بھاگا ایک
دُرّانی سوار نے اُسکا پیچھا کیا ساٹھ کوس پر جا کر گھوڑی کھڑی ہو گئی۔ دُرّانی نے برابر
پہونچکر ایک تیر مہاجی کے گھٹنے مین مارا کہ اُسکا گھٹنا ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتھیار و
لباس وغیرہ چھین کر پھر ساٹھ کوس لوٹ گیا۔ نانا پھڑنویس جس نے پیشوا کی حکومت
کو ایک مدت تک پائے سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لیگیا ملہار راؤ
ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغماض کی
وجہ سے نکلکر کرنال کی طرف چلا گیا کیونکہ اُس سے اور نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان
ہو چکا تھا کہ اگر فتح مرہٹون کو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے تعرض نہ کیا
جائے اور اگر مسلمانون کو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راؤ سے تعرض نہو گا جیسا کہ فرح بخش
مولفۂ شیو پرشاد اور دوسری کتابون مین لکھا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے

بزدل طریقے پر ہلاک کرتے۔ ان لوگون نے شجاع الدولہ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ بھاؤ کے انجام کے متعلق بڑا اختلاف ہو کر نچوڑ ان دو تعبیرات پر ٹھہرتا ہے (۱) مرہٹون کی شکست کے بعد نواب شجاع الدولہ سوار ہوے اور شیشادھر پنڈت و گنیش پنڈت اور دوسرے محرمان بھاؤ کو ہمراہ لے کر میدان قتال مین پھرنے اور بھاؤ وغیرہ کی لاش تلاش کرانے لگے چنانچہ جسونت راؤ پوار اور بنلاجی اور سنباجی ماگھ کی لاشین ملین آخر الذکر پر تلوار کے چالیس زخم لگے تھے دوسرے نامورون کی لاشین بھی دیکھی گئین مگر بھاؤ کی لاش برآمد نہوئی۔ ناگاہ ایک لاش کے تلے سے تین قیمتی موتی ملے جو نواب نے اپنے ہمراہی پنڈتون کو دیدیے اور اُس تنِ کشتہ کے مرتب کرنے کا حکم دیا زمانۂ سابق مین بھاؤ کے پیر مین بندوق کا اور پشت پر کٹار کا زخم لگا تھا وہ دونون نشان اس لاش مین موجود تھے ان نشانون کو دیکھکر وہ پنڈت آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا کہ فرمانروائے دکن بھاؤ یہی ہے اُسوقت ایک دُرّانی برخوردار خان کے ساتھ والون مین سے وہان حاضر تھا اور اُسکے ہاتھ مین ایک سر تھا اُسنے کہا کہ لڑائی کے وقت مین نے یہ دیکھا کہ ایک سوار ایک نہایت عمدہ سامان والے گھوڑے پر بیٹھا تھا اور اُسکے بدن مین بہت سے جواہر تھے جب اُسکا گھوڑا گولی کھا کر مارا گیا تو دوسرا گھوڑا بدلا یہ گھوڑا بھی مارا گیا تو ایک گھوڑی بدلی۔ آخر کار نیزے اور گولیون کے زخمون سے مجبور ہو کر نیلے گر پڑا دُرّانیون نے اُسکے جواہر لوٹ لیے اور ایک نے سر کاٹ لیا یہ سر جو میرے ہاتھ مین ہے اِسی دھڑ کا جُز ہے۔ غرضکہ وہ سر اُس سے بڑی کوشش سے لیکر دھڑ سے ملوا کر حرب گاہ سے اُٹھا لیگئے (۲) بعض کا گمان یہ ہے کہ بسواس راے کے مارے جانے کے بعد بھاؤ رزم گاہ سے غائب ہو گیا پھر کسی نے اُسے نہ دیکھا اسلیے

باندی غلام بنائے گئے پچاس ہزار گھوڑے دو لاکھ بیل اور بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقد وجنس کے مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی اور پچیس ہزار گھوڑے اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان واسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جوکئی کروڑ روپے کا مال تھا بیس ہزار مرہٹے جاٹون اور راجپوتون کے ملک مین مدت تک برہنہ بھیک مانگتے پھرے آخرکار سورج مل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپے دے کر دکن کو روانہ کردیا اور دوسرے راجپوت سردارون نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے قتل کرائے گئے پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اُنکی جان بخشی کی۔ اہل درایت مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ ولایتی افغان مرہٹون سے قدآور اور زیادہ جفاکش تھے اور انکے گھوڑے بھی اچھے تھے۔ مرہٹے انکے سامنے تھک گئے۔ آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش خلعت کے واسطے طلب ہوا خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے اُسکی تلوار کو لے کر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اُسمین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اُسکو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی تلوار باندھتے ہین احمد خان نے جوابدیا کہ اسکی کاٹ سے تمھارے والد خوب واقف تھے یعنی اُسنے صفدرجنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا۔ تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست نے تلوار مانگی اور بطور ہجر ملیح کے اُسکی خوب تعریف کی اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجیے احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجیے نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا

بسبب موافقت قدیم کے ملھار راؤ ہلکر سے کہا کہ اس معرکے مین ہم اور تم دونون موجود
ہین لیکن مخالف فریقون مین ہین مین اقرار کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا
تمھین کوئی نہ ستانے پائے گا تم بھی اقرار مجھ سے کرو اگر فتح بھاؤ کی ہو مجھ سے کوئی مزاحم
نہو۔ ملھار راؤ نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکھا ہے کہ جب ملھار راؤ ہلکر نے بھاؤ
کو یہ مشورہ دیا کہ خندق کھدوا کر اور مورچے بنوا کر اُسمین قید ہو جانا اور مسلمانون سے
صف جنگ نکرنا عقل سے دور ہے اُسمین نقصان جان و مال ضرور ہے مناسب یہ ہے
کہ تم مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو۔ زد سے علیحدہ رہکر گھیرو مجھے اور سیندھیا اور دوسرے
سردارون کو حکم دو کہ شجاع الدولہ اور پٹھانون کے ملک مین جائین اور اُسکو لوٹین
شاہ کے لشکر مین رسد نہ آنے دین ہر طرح تنگ کرین امرائے مسلمان اپنے ملک اور
ناموس کی حفاظت کے لیے چلے جائینگے شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے آپ کے ہمراہ
بڑا لشکر ہے چارون طرف سے شاہ کو گھیر لو گے ہر طرف سے تنگ کروگے جب شاہ
عاجز ہو گا اپنے ملک کو چلا جائے گا حصار مین رہنا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے اُسمین
تو مجبور رہو کر مرنا ہے۔ بھاؤ نے جواب دیا تو گنڈریہ ہے تجھے اسمین دخل کیا ملھار راؤ نے
بھاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول و قرار کیا اور مرہٹون سے جدا ہو گیا مگر
فرح بخش کا بیان اس بارے مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسکا مصنف اس
جنگ مین نواب سید فیض اللہ خان بہادر والی رامپور کے ساتھ موجود تھا یہ جنگ عظیم
۷ جنوری ۱۷۶۱ء مطابق ۶ جمادی الاخری ۱۱۷۴ھ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی
تھی مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی نہین ملی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی
اُن مین پھیلی اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورت مرد

کرکے خود آگے کو کوچ کیا دلیر سنگھ بھی یعقوب علی خان کے ساتھ گیا۔ یعقوب علی خان
جب دلّی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے کئی
نمک حرامیان ظہور مین آئی ہین ہمکو اُسکی وزارت منظور نہین اگر بادشاہ کو زر مطلوب ہے
تو ہم بہم پہونچا ئینگے مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علی خان کو غازی الدین
خان کے پاس رخصت کردینا چاہیے تو مجبور ہوکر اُسکا روکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ ۲۰ شعبان
کو وہان سے روانہ ہوا اور اشیاے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہونچا ئین
اب غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اُس مجہول شخص کو جسکو
صفدر جنگ نے اُسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اُنھون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے
بغاوت اختیار کی تھی اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا
مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ او رشجاع الدولہ
اور تمام ارکان سلطنت نے غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسیلیے
وہ اس منصب پر نہ پہونچ سکا۔ لیکن مرآت احمدی کی اس روایت کے خلاف
تاریخ مظفری۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا وغیرہ مین اس طرح لکھا ہے کہ احمد شاہ نے
سلطنت ہند شاہ عالم کے لیے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور
شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لیے امیر الامرائی تجویز کی اور دونون سے
سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دلی مین رہین
اور جبتک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہون مرزا جوان بخت کو اُنکا نائب سمجھین
اور شجاع الدولہ کو خلعتِ فاخرہ مع اسپ ویراق خاصہ دے کو صوبہ اودھ کو رخصت
فرمایا اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اُٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلے گئے۔

صرفت نہین لیتے ہین اسلیے اُنھون نے ایک پیسہ منگوا دیا اور مسخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اُسکو دونون ہاتھون پر رکھ کر احمد خان کے روبرو پیش کیا۔ نواب نے اس پیسے کو اُٹھا لیا اور کہا کہ تمھارا نذر دینا بجا ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے۔

مرآت احمدی مین ذکر کیا ہے کہ بعد اس فتح کے احمد شاہ دلی کو بھاگئے کچھ دنون یہان رہے اور سورج مل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے کے لیے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کیطرف جانے کا حکم دیا جب یہ دونون روانہ ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان ٹھہرنے کا معلوم ہوتا ہے ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون۔

اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیش کار دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا اور اُسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو وہ ستر لاکھ روپے کا جواہر اور نقد نذر کریگا۔ شاہ نے منظور فرما لیا اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے رخصت ہو کر روانہ ہوے اور باغ شالامار مین دو مقام کیے۔ پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لیے آئے۔ احمد شاہ نے اُنکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو لاکھ روپے کا غلہ جو قلعۂ دہلی مین جمع تھا دیا۔ اور خلعت اور فرمان اور قلمدان وزارت غازی الدین خان عماد الملک کے لیے یعقوب علیخان کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اُس سے پیشکش مقررہ وصول کر لائے اور اُسکو شاہزادے کے ہمراہ

یوزباشی نے اُس سردار کی حمایت سے دوسرے دن ایساہی کیا عبدالعلی خان نے
نواب شجاع الدولہ کی طرف دیکھا نواب نے اشارے سے یوزباشی کو کئی بار منع کیا اُسنے
نہ مانا اور چاہا کہ عبدالعلی خان کو کھینچتا ہوا اپنے ڈیرے مین لیجائے اور شجاع الدولہ کی
طرف گھور کر دیکھا بلکہ عبدالعلی خان کو چھوڑ کر نواب سے جا بھڑا نواب نے ایک طمانچہ رسید
کیا وہ زمین پر گر گیا اوپر سے ایک لات ماری اُسوقت دس بارہ مغل اور افغان شور
مچاتے ہوے آئے کہ کس لیے بادشاہ کے یوزباشی کو مارا اور نواب کی طرف دوڑے
نواب نے تلوار کے قبضے ہاتھ ڈالکر کہا کہ "خبردار دور سے آدمیون کی سی باتین کرو اگر
قریب آئے تو اسکا وہ مزہ چکھو گے جو عمر بھر نہ چکّھا ہوگا جسنے تمھین بہکایا ہے وہ سامنے
کیون نہین آتا دور سے فاحشہ عورتون کی طرح اشارے کرتا ہے" اُس وقت
شاہ ولی خان وزیر اعظم اور دوسرے بڑے اُمرا نواب کی آواز پہچان کر آگئے اُن مغلون
اور یوزباشی کو وہان سے ہٹا دیا اور نواب کی بہت دلجوئی کر کے اُنکے کیمپ کو روانہ
کردیا یہ واقعہ دلّی کا ہے جہان خان نے یہ باتین سن کر دم نہ مارا۔ بعد اسکے نجیب الدولہ
نواب شجاع الدولہ کے پاس آئے اور کہا کہ "دو لاکھ پٹھانون کا سر آپ پر نثار ہے خاطر
مبارک جمع رکھیئے" نواب نے فرمایا کہ "ہمکو کسی سے لڑائی کا خیال نہین اگر ہمکو کوئی بے سبب
دق کرے گا تو مجبوراً ہاتھ پاؤن مارینگے۔ چیونٹی بھی ہاتھی کے پاؤن کے تلے آکر
ہاتھ پاؤن ہلاتی ہے تاکہ جان بچ جائے مین تو آدمی زادہ ہون"۔ جب اس قصّے کی
خبر احمد شاہ کو پہونچی تو اُس یوزباشی اور اُسکے حمایتی مغلون کو بلوایا اور جہان خان کو
معاتب کیا لیکن بظاہر اُسکا کوئی قصور ثابت نہ تھا اسلیے زبانی تنبیہ کافی سمجھی۔
اسکے بعد شجاع الدولہ کو پاس بُلایا اُنھون نے نجیب الدولہ کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت

شجاع الدولہ پر احمد شاہ کی غایتِ شفقت

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ احمد شاہ شجاع الدولہ سے بہت محبت رکھتے تھے اور یہ بات کئی امور سے ظاہر ہے (۱) محرم کے زمانہ مین شجاع الدولہ سیہ پوش ہوے اور سیہ پوش جماعت کے ساتھ جنکے سر و پا برہنہ تھے ماتم کرتے ہوئے احمد شاہ کی فرودگاہ کے سامنے سے گذرے ان لوگون کے کندھون پر علم تھے اور سینہ کوبی کرتے جاتے تھے اور علانیہ نوحے کے الفاظ زبان سے نکالتے تھے البتہ تبرّا کے لفظ ہونٹون مین کہتے تھے دُرّانیون کا ارادہ ہوا کہ انپر حملہ کرین مگر بادشاہ نے اُنکو سمجھا دیا۔ (۲) بادشاہ کے لشکر کے ایک یوزباشیؔ نے ایک ۲۲ برس کی حسین عورت پنجاب سے پکڑی تھی یہ عورت افغانستان کو جانے پر دل مین راضی نہ تھی اور سوچتی رہتی تھی کہ کسی طرح اسکے ہاتھ سے نجات پائے ایک عرصے کے بعد ایک بوڑھی عورت اُسکو نکالکر میر عبد العلی کے پاس لیگئی یہ شخص شجاع الدولہ کا میر منزل اور گورجی غلام تھا یوزباشی جب گھر مین آیا اور اُس عورت کو نہ پایا تو بیچین ہوکر خیمہ بہ خیمہ تلاش کرتا پھرا رفتہ رفتہ اُسے معلوم ہوا کہ وہ عورت عبد العلی خان کے پاس ہے اور اُس نے دس بارہ دن سے لکھنؤ کو بھیجدیا تھا یوزباشی نے یہ قصہ جہان خان سے بیان کیا یہ شخص احمد شاہ کے وزیر شاہ ولی خان کا سالا تھا اور نواب شجاع الدولہ سے دوستی رکھتا تھا۔ علانیہ خود تو نواب سے کچھ نہ کہا یوزباشی کو سمجھا دیا کہ جب نواب شجاع الدولہ احمد شاہ کے دربار سے واپس ہوکر پیش خانے مین بیٹھین اور عبد العلی خان ہمراہ ہو تو اُسکی کمر پکڑکر روک لیجیو جبتک عورت کو حاضر نہ کرے نچھوڑیو

ط محرم اور درانیون کا افسر ۱۱۶۷ھ از غیبات

شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اُسکو بہت کچھ ملتا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے
اُس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلا لو مین اُسکو اپنا نائب مقرر کرون گا
ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ کو تین لاکھ کے
برابر جانتا ہون کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون تو وہ تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرون گا اور کسی روز اُنکے دروازے پر
جاؤن گا تو خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین اور اُسوقت مجھے دروازے پر
انتظار کرنا پڑے گا اور یہ موت سے بدتر ہے آخرالامر لاچار ہوکر اُس کا بیٹا
لوٹ گیا لیکن ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخ کی کتابون مین یہ گزرا ہے کہ ناصر خان
۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چٹونی کے مقام پر احمد خان کے مقابلے
مین کام آیا تھا۔

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ وسکّہ اپنے ملک مین جاری کیا اور کسیقدر روپے
واشرفیان اُس سکّے کی بادشاہ کی خدمت مین بھیجین اور بادشاہ کے لیے تخت اور
چتر اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کر کے اِس مضمون کے عرائض لکھے کہ حضور بنگالے
سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اُنھون نے
شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا۔ اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی
شاہ عالم کی اطاعت کر کے زر و اسباب نذر کیا۔ بادشاہ نے بنگالے سے مراجعت
کی شاید آخر شوال یا اوّل ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ مین گڑھ باندھو کی طرف کوچ کیا اور

مین عرضی بھیجی کہ غلام کے دل مین بعض سردارون کی طرف سے ملال بیٹھ گیا ہے اور
کسی طرح اطمینان حاصل نہین ہوتا ہرچند جانتا ہون کہ حضور انور کا سایہ غلام کے
ہمراہ ہے لیکن دل نہین چاہتا کہ کُشت وخون پر نوبت پہونچے گو فدوی کی طرف سے
نہو پھر بھی لشکرِ والا شاہنشاہی مین اس حرکت کا باعث ہونا بے ادبی ہے اُمیدوار
ہون کہ یہین سے خلعتِ رخصت پہن کر چلا جاؤن شاہ نے اُن کا التماس قبول کیا
خلعت فاخرہ جسمین جیغۂ مرصع اور مالائے مروارید اور تلوار ڈھال تھی اور پچاس گھوڑے
جواہر نگار زینون کے ساتھ وہین بھیج کر رخصت عطا کی۔

نواب نے دلی سے کوچ کر کے جاجمؤ مین چند مقام کیے اور شکار کھیل کر ماہ
رمضان ۱۱۷۴ھ ہجری مین اپنے صوبۂ اودھ مین داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ کے نائب السلطنت کا تذکرہ

گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ اُسوقت نیابت بینی بہادر کی چمک گئی اُسکے حُسنِ انتظام
سے سپاہ کو ماہ بہ ماہ تنخواہ ملنے لگی بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب کرتا تھا رعایا شاد تھی
اور مال و دولت سال بہ سال بڑھنے لگا۔ خیرات بہت کرتا تھا۔ برہمنون کی بہت خاطر
رکھتا تھا اُسکے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکھکر پیش
ہوتی تھی اور وہ اُسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا۔ ناگری کا
دفتر اپنے سمجھنے کے لیے علحدہ مقرر کیا تھا متصدیون کی روزی خوب کھلگئی تھی اور
ہر ایک خوشحال تھا۔ آرون صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ ناصر خان صوبہ دار
معزول کابل فرخ آباد مین رہتا تھا تین ہزار روپیہ ماہوار وظیفہ تھا اُسکا بڑا بیٹا

ملازمت حاصل کی تھی بادشاہ اُنکو خواصی مین بٹھاکر سید راجی کے پاس آئے اور خیمے مین اُترکر شجاع الدولہ کو خلعت دیا۔ مرزا علی اور سالار جنگ اور منعم خان اور راجہ دیارام کو بھی تقدر مراتب خلعت بخشے۔ شجاع الدولہ نے تخت اور چتر اور دوسرے لوازم پیش کیے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوے۔ محرم علی خان نے سنو اشرفیان والدہ شجاع الدولہ کی طرف سے اور نصرت خواجہ سرا نے سو اشرفیان اُنکی بیگم کی طرف سے نذر گذرانین اُنکی والدہ کے لیے بادلے کے دو تین تھان اور بہو بیگم کے لیے زری تار کا دوپٹہ مرحمت ہوا۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ کو یہان سے کوچ ہوا شجاع الدولہ نے ایسی خدمت اور اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دلّی جانے سے روکدیا۔ عرض کیا کہ بعد برسات فدوی ساتھ چلیگا اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کریگا چنانچہ بادشاہ نے اُنکی عرض کے موافق چھاؤنی کی شجاع الدولہ نے سرداران بگھیلہ کو اس ذوفنونی سے بادشاہ کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کہ اُنکا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت یمین و یسار کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اُنسے اختلاط کرکے دوستی پیدا کرلی اور پگڑی بدلی۔ بعد اسکے بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر لیگئے بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوے تو دونون سرداران بگھیلہ بدستور کھڑے ہوگئے بھانڈ تماشا کررہے تھے وزیر نے اُنسے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو کہ جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہوجائین۔ جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونون خفا ہوے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصّے ہوکر اُسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اُسی سواری پر اپنے ملک کو لوٹ گئے بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی[1]

[1] عماد السعادت ص ۱۱

مکند پور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا یہان چھ مہینے رہنے پر [illegible]
اور ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اکبر ثانی رکھا[۵۱]

راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ بجالایا اور اپنے دو بھائیون کو پانچہزار سوار دیکر رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو دلّی لیجاکر تخت پر بٹھائین اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس ہون اور آپ بھی چند منزل تک مشایعت کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۵۲]۔ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بُلایا[۵۳]۔ وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنے ملک مین توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان ۱۱۷۴ھ مین شاہ عالم کو لانے کے لیے روانہ ہوے مقام روانگی مین اختلاف ہے گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوے اور سید غلام علی آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ لکھنؤ سے روانہ ہوے تھے اور بیس دن کے عرصہ مین بنارس کے متصل سیدپور مین پہونچے اور یہان سے دریاے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کرکے پیشوائی کی۔ تنقیح الاخبار مین ذکر کیا ہے کہ ماہ شوال ۱۱۷۴ھ مین بادشاہ دریاے کرم ناسہ سے عبور کرنے والے تھے کہ شجاع الدولہ کے فرستادہ راجہ بینی بہادر نے پہونچکر عرض کیا کہ شجاع الدولہ یہان سے تین منزل پر پہونچ گئے ہین بادشاہ نے اُنکو خلعت بھیجا اور ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سراے سیدراجی اور آب کرم ناسہ کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے اُنکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے۔ چونکہ شجاع الدولہ نے عین سواری مین

چند تھان عمدہ عمدہ کپڑون کے اور دو خوان جواہر گران بہا کے جنمین ایک دھگدگی
قیمتی ہیرون سے جڑی ہوئی اور ایک موتیون کی مالا تھی اور ایک سو ایک اشرفیان
نذر کین اور آصف الدولہ نے ۲۱ اشرفیان نذر گذرانین ۔ اُسوقت نواب نے بادشاہ
سے عرض کیا کہ لکھنؤ کو رخصت مرحمت ہو جائے وہان سامان مہیا کر کے واپس حاضر
ہو جاؤنگا اُنکی عرض منظور ہوئی ۔ شجاع الدولہ روانہ ہو کر چند روز لکھنؤ مین رہے ۔
موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ھ کو بادشاہ کالپی کی طرف
روانہ ہوئے شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر
شاہ عالم کے پاس آئے اور اُن کو ہمراہ لیے ہوے کالپی پہونچے وہان کے
سردار وسواس راؤ وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے
کالپی سے جھانسی کو فتح کرنے کے لیے کوچ کیا شیدی بشیر نے اُسکے مسخر کرنے مین
بڑی کوشش دکھائی باغیان کوتہ اندیش مغلوب ہوے اور پانچوین رجب
۱۱۷۵ھ کو قلعہ مفتوح ہوا ۔ شیدی یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ
نے خلعت وزارت نہین پایا تھا ۔ ۲۱ رجب کو خلعت ہفت[1] پارچہ مع چار قب
و مالاے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲۴ ماہ مذکور کو مرزا امانی خلف
شجاع الدولہ کو غسل خانے کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اُنکی نیابت
پر مقرر ہوئے جیسا کہ مرآت آفتاب نما و سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہے جام جہان نما
مین غسلخانے کی جگہ دیوان خاص لکھا ہے اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبدالحمید لاہوری
نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر اعظم کے زمانے مین دیوان خانے اور
زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تھا جسمین اکبر غسل کیا کرتا تھا بادشاہ

[1] دیکھو جام جہان نما مولفہ مولوی قدرت اللہ ۱۲

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور غایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لیے پیادہ پا جلومین چلتے تھے۔ اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہوتے جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہانسے سبقت کرکے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لیے آگے پہونچے اور اُسکے اہتمام مین تین پہر کھڑے رہے اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۸۰ اشرفیان اس عنایت کے شکریے مین کہ سوار ہونے کے لیے حکم صادر ہوا نذر کین جب حدود بنارس مین پہونچے تو ۳۔ ذیحجہ ۱۱۷۴ھ کو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہوکر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنگدان بخشا مرآت آفتاب نما مین اسیطرح لکھا ہے۔ ماثرالامرا و سیرالمتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا پر پُل بندھوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵۔ ذیحجہ کو عبور کرکے الہ آباد مین پہونچے اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بُلایا تھا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لیے سرحد تک پہونچے تھے۔ بہرصورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمؤ مین داخل ہوکر مقام کیا۔ چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹون کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اُسپر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ مین چھاؤنی کرکے اُسطرف سے مرہٹون کے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا۔ اُنکی جگہ بادشاہی عمّال مقرر ہوے۔ شجاع الدولہ نے اپنے خیمے مین بادشاہ کی ضیافت کی اور اُسوقت

پہونچ کر مقام کیا راجہ گمان سنگھ باندا والے نے اپنے آپکو مقابلہ افواج نواب وزیر کمزور سمجھ کر راجہ ہندوپت والی پنّا و دیگر سرداران بندیلکھنڈ سے اعانت چاہی چنانچہ بہت سے رئیسون نے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ نواب کی فوج پسپا و مغلوب ہو گئی دور تک تعاقب کر کے بہت آدمی قتل کیے اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوے اور دونون سردار گھوڑون سمیت جمنا مین کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارۂ عافیت پر بہ سلامت لے گئے نادر العصر مین لکھا ہے کہ اس سے کسی قدر اقتدار نواب کا کم ہو گیا۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا۔ بالآخر نواب سید سعد اللہ خان کی مداخلت سے صلح ہو جانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جھانسی سے بسمت الہ آباد آتے وقت ۱۱۷۹ھ مطابق ۱۷۶۵ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر فوج کشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوے کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کی تین وجہین نکالین۔

وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنی ایک اخبار نویس نے

خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر بار پاتے تھے اور ضروری باتین بادشاہ کے گوش گذار کرتے تھے کچھ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسلخانہ مشہور ہوگیا اسوجہ سے کہ اس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تھا۔ شاہجہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدل کر دولتخانۂ خاص نام رکھا۔

مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ ۱۱۷۶ھ مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے مرہٹون کے نکالنے اور اُن محالات کی مختاری پر مامور ہوے نواب کیطرف سے راجہ ہمت بہادر وہانکی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ اُن اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا وہان پہونچکر مرہٹون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سُنایا اُنھون نے اطاعت نہ کی اور آخرکار لڑائی پر نوبت پہونچی بادشاہ کیطرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر غلام شاہ تھا وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بھاگ نکلا اور اُس ضلع کا انتظام بگڑ گیا تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بھی انحراف واختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکھتا تھا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تھا اور اُنکو بہکاتا تھا۔

مرآت التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لیے ہمت بہادر کے جانے اور اُسمین ناکامیابی اُٹھانے کا حال لکھا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بنظر تسخیر ملک بوندیلکھنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان وہمت بہادر مامور فرمائی تو ان دونون سردارون نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلۂ سات کوس جانب شمال ہے

جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کُل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان مرہٹون کے قبضے مین آگیا تھا۔ ۱۱۷۵ہ ہجری مطابق ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے میان دوآب کے نیچے کے حصّے سے اُنکے مقامات کو بالکل صاف کردیا اور بندیلکھنڈ مین جھانسی تک بڑھگئے۔ اور نواب احمد خان نے کُل پرگنے جو کسی زمانے مین اُسکے باپ کے قبضے مین تھے لیلیے اور شکوہ آباد اور کڑا اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپوند اور مین پوری پر روہیلون نے احمد شاہ دُرانی کے حکم سے قبضہ کرلیا تھا۔

تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوشائین کو پناہ دی تھی۔ امراؤ گر ۱۱۷۶ھ مین نواب شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ سے لے بھاگا اور بارہ ہزار ننگے سپاہی لیکر فرخ آباد مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا اور فخر الدولہ بخشی کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی۔ نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجیے کیونکہ اسکے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپ کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اُسکو مین ہرگز نہ بھگاؤنگا۔ یہ مجھسے کسیطرح ممکن نہین اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اُسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجدیا۔ امراؤ گر کے بھائی ہمّت بہادر نے امراؤ گر کو شکایت لکھ بھیجی کہ تمنے اپنے مالک کو چھوڑ کر جسنے تمھاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمھاری فوج کی تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے۔ امراؤ گر نے جوابدیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے

روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اُسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا ہے گلال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کیے ہین۔ شجاع الدولہ نے یہ حال سُنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور یہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے ذکر کردیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط تخت پر قدم رکھنا باقی ہے۔ بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سُن کر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے کو مستعد ہوگئے

دوسری وجہ جو غالباً اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت قبضہ ملک میان دوآب جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو سابق مین اُسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کرلیے اور شاید کچھ زائد بھی جن پر اُسکو کچھ حق نہ پہونچتا تھا بخلاف اسکے شجاع الدولہ کی یہ منشا تھی کہ احمد خان صرف اُسقدر ملک پر قابض رہے جو اُسکو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر موقوعہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے۔ ریاست فرخ آباد کے ۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اُسوقت تک تھے جب اُنھون نے پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ہاتھ سے شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہ محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور اُنکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تابنیے کے پتر پر تحریر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی۔ پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان چھوڑکر جمنا پار ہو کر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک وہ خانگی

واقع ہے لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل کی سرائے مین قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے پرگنۂ بلھور مین نانا مئو گھاٹ تک پہونچے یہ پرگنہ ضلع کانپور مین قنوج کے مشرق مین ہے۔ لشکر تو ام اترکر قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کی عملداری مین تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور مین ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لیے گئے۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے جب شجاع الدولہ مکن پور پہونچ گئے اور انھون نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک پہونچنے مین کتنا عرصہ لگے گا تب اسکا حال کھلا۔ مجیدی کا راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا اُسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اُسنے احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اور اپنے قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اُسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اُسکو یہ خط پہونچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذرے احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور مشرف خان داروغۂ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اُس وقت نواب کھانا کھاکر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پاؤن داب کر خط اُس کو دیا۔ قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بخشی بہ عجلت تمام طلب ہوے اُنھون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ محررون کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو

مین نے یہان چند مہینے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اُس سے تنخواہ بھی نہ مانگون گا ہمت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف میان عیسیٰ کو دکھلایا اور اُسنے شجاع الدولہ سے اُسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اُٹھے گا۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ مین سوائے خدائے کریم کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھ آپ کے دلمین ہو کیجئے مین نے امراؤ گر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا مگر چند مہینے تک اُسکا کچھ حال نہ کھلا۔ اس عرصے مین احمد خان کے سردارون نے امراؤ گر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہوجائیگی تو زمانہ یہی کہے گا کہ امراؤ گر خاندانِ بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤ گر نے اُنکی بات مان کر وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سنو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نہین نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پائون مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤ گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ احمد خان نے نواب شجاع الدولہ کی چڑھائی کی خبر سُنکر اُسکو پھر بلا بھیجا شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جابجا پرگنجات پر متعین ہے اُنھون نے مشہور کیا کہ مین ملک گھری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہین دیا ہے اُنسے وصول کرنے جاتا ہون کچھ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین ریاست فرخ آباد کے قصبۂ موسیٰ نگر کو جو دریاے جمنا پر

ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہو گئے۔ انھون نے
جوابدیا کہ مجھے اسکی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہون سب طرح
سے شرکت کے واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے اگر روپیہ ملے تو مین
نواب سید سعد اللہ خان اور دوندے خان وغیرہ کے ساتھ آجاؤنگا اگر روپیہ نہو سکے
تو مین اپنی ذاتی فوج سے حاضر ہون۔ جب بخشی نے پہونچ کر نواب احمد خان سے اپنی
ملاقات کا حال بیان کیا تو اُسنے بخشی مذکور کے ساتھ دو لاکھ روپے بھیجدیے اور
کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سید سعد اللہ خان وغیرہ
آجائینگے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا۔ جس وقت روپیہ پہونچا اُسوقت حافظ رحمت خان
اور نواب سید فیض اللہ خان وغیرہ بلا توقف ایک لمحہ کے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوے اور
شیخ کبیر حاکم اٹاوہ کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کُل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو
اور خداگنج کے نیچے مقام کرے۔ ان دنون نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید
علی محمد خان کی طبیعت علیل تھی سل کے عارضے مین مدت سے مبتلا تھے خود تو نہ گئے
مگر اپنے بڑے بھائی نواب سید فیض اللہ والی رام پور اور دوندے خان اور
بخشی سردار خان کو بھیجا۔ آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سید
سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہے۔ بخشی فخر الدولہ نے حافظ رحمت خان کے پاس
سے واپس ہو کر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا۔ اسکے بعد نواب احمد خان
نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ اگر مدد دیجیے۔
وزیر مذکور اسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا۔ خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے
وکیل کے حوالے کیا گیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہدیا تھا کہ اگر سورج مل کو

کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون اور بریلی[1]۔ بدایون[2]۔ بسولی[3]۔ اوجھیانی[4]۔ اترچھینڈی[5]۔ آنولہ[6]۔ رام پور[7]۔ مو[8]۔ شمس آباد[9]۔ عطائی پور[10]۔ تلہر[11]۔ اور شاہجہان پور[12] کے پٹھانون سے بھی مدد طلب کی۔

اُسوقت حافظ رحمت خان والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ جہرآباد مین جواب ضلع شاہ جہان پور مین ہے مقیم تھے۔ نواب احمد خان نے بخشی فخر الدولہ کو اُنکے پاس بھیجا اور پٹھانون کو بےعزتی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ صاحب اس خوف سے کہ اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو میرے اور دوندے خان کے علاقے کو جو میان دوآب مین واقع ہے یعنی اٹاوہ وشکوہ آباد وپھپوند کو نہایت

---

[1] حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تھا [2] فتح خان خانساماں نواب سید علی محمد خان کے ایک امیر بدایون مین رہتے تھے [3] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہے ابتدا مین ایک گاؤن تھا نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا۔ دوندے خان نواب سید علی محمد خان کے ایک سردار تھے [4] اوجھیانی ضلع بدایون مین واقع ہے یہان نواب سید عبداللہ خان پسر کلان نواب سید علی محمد خان رہتے تھے [5] اُنترچھینڈی مین کہ آنولہ سے مشرق کیطرف دو کوس پر ہے نواب سید سعداللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان رہتے تھے [6] آنولہ نواب سید علی محمد خان کی دار الحکومت تھا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے [7] رام پور نواب سید فیض اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان کی حکومت کا مقام تھا [8] مو فرخ آباد کے ماتحت تھا اسکو رشید خان پسر جلالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہے [9] شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہے۔ [10] عطائی پور پرگنۂ قائم گنج ضلع فرخ آباد مین ہے [11] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہے [12] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان قنوج اور کالپی کے جاگیردارون نے سنہ ۱۶۴۷ء مین شاہ جہان سے اجازت لیکر اُسکے نام پر آباد کیا تھا ۱۲

توپ خانہ باہر نکال کر درست کیا گیا۔ بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے
اُس پار ریگار ندی کے کنارے پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے جو صفدر جنگ اور
نول رائے کی لوٹ سے ہاتھ آئے تھے لگا دیے گئے۔ تب نواب احمد خان نے
اپنی اور تمام معاونوں کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا ایک راست رکھکر اپنی فوج اپنے
بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا۔ روشن خان وامراؤ گر کو یہ حکم ملا کہ
پانچہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے شیخ کبیر کے جاکر شریک
ہون۔ تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ مکن پور مین پہونچے اُنکا ایک خواجہ سرا
فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھہرا یہ اُس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے
آیا تھا جس پر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا۔ نواب نے اپنی چار
پانچہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردارون کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا خواجہ سرا نے
ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھ
مین دیا جس نے اُسکو بآواز بلند پڑھا نواب نے اُسکا جواب شجاع الدولہ کو بڑے
غیظ و غضب سے لکھا۔ چونکہ سرداران روہیلہ شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری
رکھتے تھے اور اُنکی دوستی کا دم بھرتے تھے اور اُن کو یہ گمان تھا کہ روہیلے ہمارے
طرفدار ہین شجاع الدولہ نے ان سردارون کی تحریرون کے اعتماد پر دوسری مرتبہ
اپنے سالے سالار جنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لیے پٹھانون کے لشکر مین بھیجدیا
سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹھانون نے اُسکا نامناسب جوابدیا
جواب سُنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاؤن روہیلون کی ایک جماعت نے
دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گھیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجھ گئے

اسکا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیون نہ طلب کیا تو اسکا جواب یہ دینا
چاہیے کہ سابق مین تم نے حق ہمسائگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدرجنگ کے شریک
ہوتے - اسلیے مناسب تو یہ ہے کہ صفدرجنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد
کرو مجھے تمھاری مدد کی چندان ضرورت نہین ہے اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ
کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا جیسی صفدرجنگ کی کی تھی - جب خواجہ خان ڈیگ
مین پہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے فوراً سورج مل کو طلب کیا
اور اُس سے کُل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہے
راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بُلایا تب خواجہ خان نے لفظ بہ لفظ نواب کا
پیغام اُس سے کہدیا - راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضیٰ ما مضیٰ اب مین
بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سوار چست و چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا
ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون اگر شجاع الدولہ آگے بڑھین تو وہ کوچ در کوچ
چلکر احمد خان کے شریک ہوجائین - علاوہ ازین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ
روانہ کرونگا یہ سب روانہ ہوے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہونچا تو
احمد خان اُسکے استقبال کو گیا اور اُسکو خیمۂ حیات باغ مین لیگیا - بجواب پروانجات
احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین اور مع افغانان
شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کے کُل تیس[3] چالیس[4] ہزار فوج مجتمع ہوئی
تھی - جب حافظ رحمت خان آئے اُنکا خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا -
تو ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پُل کشتیون کا تیار ہوا - اور نواب سید
فیض اللہ خان - مُلّا سردار خان اور دوندے خان مع فوج اُسکے ذریعہ سے اُترآئے

اور چونکہ کوئی اُنھین ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتے ہیں۔ اسی عرضداشت مین احمد خان نے اُن لوگون کی اُس سازش کا بھی مذکور کیا جو اُنھون نے احمد شاہ درّانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لیے کی تھی۔ بعد ازان اُسنے انصاف چاہا تھا کہ شہنشاہ خود امور متذکرۂ بالا پر توجہ مبذول فرمائین اور تھوڑی دور اس مقام سے کسی طرف نہضت فرمائین تاکہ ہم متخاصمین میدانِ جنگ مین باہم تصفیہ کرلین۔ جو باقی رہے ملازمت غلامان حضور سے شرف اندوز ہو۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایکسَو آدمی اُسکی جلو مین جانے کے لیے متعین کیے گئے تھے اور نواب احمد خان نے اُس سے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان سے چلا آئے۔ مہتاب خان وہان پہونچ کر خدمت شاہی مین باریاب ہوا۔ منشی نے بآواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑھکر سُنائی۔ سُنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اُسکا جواب نہ دینا چاہیے۔ خاموشی بہتر جواب ہے مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھ جواب نہ مِلا تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچ کر کُل حال بیان کیا دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہیے اُسوقت یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نبی گنج مین آپہونچے ہین۔ نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین ہویر وچھبرامؤ کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ نجیب الدولہ جو دلّی مین تھے براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کھیتی جلاتے اور مواضعات کو مسمار کرتے ہوے بڑھے۔ نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی تھے۔ نواب احمد خان نے

کہ سالار جنگ کو قید کر لیا ہے۔ عماد الملک نے اُسوقت پٹھانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہیے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہینگے کہ اُسنے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کورنمک ہے اسلیے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھ بھیجین دیکھین کیا جواب آتا ہے جیسا کچھ جواب دینگے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کر لی ہے۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کے گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہے شجاع الدولہ سے ان کُل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے۔ اگر مست ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگل کو بھاگ جائین اور وہان جا کر لڑین تو اسمین کس کا قصور ہے۔ گلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ پٹھان چونکہ قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین اسلیے چند لکڑیان کھڑی کر لی ہین وہان اُنکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ کا سکھلایا جاتا ہے اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہے جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہین کہ احمد شاہ دُرّانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بمجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے اُسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتے ہین۔ نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کے ملازم تھے اب اسقدر بڑھے ہین کہ دعوی ہمسری کا رکھتے ہین

اور اس شرط پر کہ امرائگر کو فرخ آباد سے رخصت کر دیا جائے اور سالار جنگ کو یہان آپ
کے پاس پہونچا دیا جائے احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔
دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ فرخ آباد کی طرف بڑھے یہ سُن کر شیخ کبیر نے اُنھین پیغام بھیجا
کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل مین تمھاری کچھ مدارات کرنے والا ہون نجیب الدولہ نے
جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے
آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جوابدیا کہ اس صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ نجیب الدولہ اپنی
فوج چھوڑکر آگے بڑھے اور کالی ندی اُتر کر اپنے خیمے کھڑے کرائے دوسرے روز پھر روانہ
ہوے۔ جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اُنھون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر
سوار دیکھا اور اُسکی تمام فوج صف باندھے ہوے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو
دیکھتے ہوے گزر گئے اُنکو معلوم ہوا کہ سپاہ بیشمار تھی اور اسمین خود اُنکی فوج کی نسبت
زائد سردار فیل نشین تھے نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب نہ دیا۔
بڑھکر نجیب الدولہ کشتیون کے پُل سے دریاے گنگا پار ہوے اور نواب سید
سعد اللہ خان اور فتح خان اور مُلا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان
سے ملاقات کی۔ نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اُنکو ملامت کی کہ قوم پٹھان
کے برخلاف تمنے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُنھون نے یہ جوابدیا کہ
جب مرہٹون نے سکرتال مین مجھپر حملہ کیا تھا اُسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک
حال مین میری مدد کی تھی۔ پھر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترشروئی کے ساتھ
کہا کہ تم نے سالار جنگ کو کیون قید کر لیا ہے۔ نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے
کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اُن کو

اڑھائی سو خوان کھانے کے ایکسو پچیس کہارون پر بہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و گلشیر خان سونٹے والے کے بھیجے اور پیام دیا کہ کھانا تو نجیب الدولہ کے خرچ کیواسطے ہے اور ملک اُنکی سپاہ کے صرف کے لیے ہے کیونکہ بھائی بھائیون مین تکلف نہین ہوا کرتا ہے - نجیب الدولہ نے غصّے ہو کر کہا کہ کھانا یہان سے اُٹھاؤ اور اُسپر اپنے نواب کا فاتحہ پڑھو - کہتے ہین کہ مقام نبی گنج مین چھ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب الدولہ کی نوکری چھوڑ دی - نواب احمد خان نے اُنکی بڑی خاطر ومدارات کی خلعت دیے اور روزانہ کھانا مقرر کر دیا - دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کر کے کالی ندی کے کنارے خداگنج مین شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہوے - نجیب الدولہ نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون - اُنھون نے جواب دیا کہ میری تمھاری شمشیر بدست ملاقات ہوگی - شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو اور ہمسے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کیے ہوے وہانسے روانہ ہوے اور قنوج مین پہونچے - شجاع الدولہ نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور تدابیر کے دفتر کھُلے - نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمھاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا ملگیا اور اُسنے فوج مجتمع کر لی - اور کہنے لگے کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین میدان مین جاؤنگا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے پٹھان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اور بالفرض لڑائی شروع بھی کر دی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہے قوم و مذہب کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اُن مین موجود ہے دیدہ و دانستہ قصور کرینگے اگر آپ کی مرضی ہو تو سرداران روہیلکھنڈ کو لعنت ملامت کر کے راہ راست پر لے آؤن

افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اُنکو کسی حال مین صلح منظور نہ تھی آپکو لازم ہے کہ وزیر کو کہیے کہ فی الفور پٹھانون کی حدود سے چلے جائین۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چل کر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا حلیف ہون بلا اجازت نواب کے کیسے جا سکتا ہون۔ اُسنے نواب سید سعد اللہ خان کی کُل فوج کی مدد حاصل کی ہے اور اُسکے کُل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا اور اُس سے اجازت حاصل کرونگا۔ احمد خان نے کچھ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار کو اپنے ساتھ لیتے گئے اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے۔ پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ تمکو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے اور حافظ رحمت خان اپنے لشکر گاہ کو واپس آئے دوسرے روز نواب سید سعد اللہ خان اور نواب سید فیض اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت ہو گئے۔ یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہے۔ لیکن فرح بخش مین شیو پرشاد کہتا ہے کہ نواب سید سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بدایون سے آگے نہین بڑھے تھے اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہے وہ یہ کہ جب نواب سید سعد اللہ خان کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوے طرفین نہین رُکنے کے تو صلح کرانے کے لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوئے آنولے سے چل کر بدایون پہونچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی بدایون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہے کہ جنگ ٹالدی جائے اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ

بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا بعض کہتے ہین کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے
بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا
کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑون گا آخر تصفیہ اس پر
ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہو جانی چاہیے اس شرط پر کہ احمد خان
امرأ دگر کو اپنے ہان سے علیحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ
کے پاس لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات
کو جاؤنگا جب حافظ صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اُنھون نے اُسکو اِس خوشخبری
کی مبارکباد دی نواب نے پوچھا کہ یہ مبارکباد کیسی ہے حافظ صاحب نے جواب دیا
کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خوف
کھا کر نجیب الدولہ کو نواب سید سعداللہ خان کے پاس صلح کی غرض سے بھیجا ہے۔
احمد خان نے جوابدیا کہ جو کچھ تمھاری راے ہوگی مین تو اُسپر رضامند ہون مگر اس باب
مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے
اُسنے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھ کر مائل بصلح ہوے ہین یہ خیال رکھنا
چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اُنکے نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین ہے حافظ رحمت خان
نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُنکو جیسی اسوقت سزا دی جا سکتی ہے
اُسوقت مین بھی ممکن ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہے تب
عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے۔

اب معاملہ صلح کا یون طے ہوا کہ جو کچھ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اُسکی
اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے

تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اُسنے اپنے
سرداروں سے اس بارے مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے
مزاج اور رویہ سے واقف تھا اُنکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اُدھر نہ جائیے
بلکہ خود بدولت مع متعلقین کے قلعہ رہتاس مین رہیے اور انگریزون کی مہم میرے سپرد
کیجیے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اُنکو آرام و فرصت کی مجال نہ دون
عالیجاہ نے آب و ہواے رہتاس کی ناموافقت اور دوسرے وجوہ سے اس مشورے
کو ناپسند کیا مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ
عازم دکن ہوجیے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجیے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت
اور اُنکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورے پر بھی رضامند نہوا بادشاہ
اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایک دن صبح کو ڈیڑھ لاکھ روپے نقد اور پانچ
ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نہ تھا دیکر رخصت کیا
اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا شجاع الدولہ
اُن دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تھے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم
رسالت اُنکے پاس بھیجا اُسنے یہان آکر راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور
مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تھا مع دیگر عملہ و ارکان دولت
کے ربط پیدا کیا اور اُنکو بہت کچھ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ
کے پاس واپس ہوا اور اُسکے پہونچنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو
نہایت عطوفت اور استمالت کے ساتھ تھی اور اُسمین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تھا۔
چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ الہ آباد مین بندیلکھنڈ کے انتظام مین مصروف تھے

شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپ کی راے سے باہر نہین ہون مگر دوندے خان کو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے نواب سید سعد اللہ خان نے سکرات کی حالتین دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیٹرھومل کو بھی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹادین دوندے خان اس تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ سے راے لیکر دریاے گنگا کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہونچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی بادشاہ مع شجاع الدولہ کے قنوج سے چلے گئے۔ حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا اور یہ کہدیا کہ جسقدر تھانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اُٹھ گئے ہین وہ بٹھادیے جائین۔ عنایت خان ملک کے تھانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنؤ کو گیا اور وہان سے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑھائی کرنا

جبکہ اواخر ۱۱۷۶ھ مین انگریزون اور نواب قاسم علی خان عالیجاہ والی بنگالہ مین کدورت پیدا ہوگئی اور لڑائیون مین اُسکو پے درپے شکستین دیکر ۱۱۷۷ ہجری مین انگریزون نے عظیم آباد[1] کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ میر جعفر خان کو مسندنشین کیا

[1] عظیم الشان بن شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر اپنے دادا کے عہد سے پٹنے کا حاکم تھا اُسنے اس شہر کا نام عظیم آباد رکھا۔ فرخ سیر اسی کا بیٹا ہے ۱۲۔

وزیر کو توقع تھی کہ عالیجاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود بنگالے پر قابض ہو جائینگے[له] چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکھون روپے کی قیمت رکھتی تھی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بھیجی اور اُسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ کو بندیلکھنڈ کے معاملے کا تصفیہ مدنظر تھا اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی۔ راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھے مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے اسلیے زیادہ عرصے تک اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالیجاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا تھا کہ انگریزون کو قدم جمالینے کی فرصت نہ ملے جب میر قاسم نے وزیر سے جلد اُدھر کو کوچ کرنے کی خواہش کی تو اُنھون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالیجاہ نے کہا کہ اگر صرف اسیوجہ سے انتظار ہے تو مجھے فرمائیے مین جاکر بندیلون کو مسخر کر لون گا وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا۔ عالیجاہ جمنا اُتر کر ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اُسکا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعددان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا۔ بندیلون نے عالیجاہ کی فوج کی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلیے زر واجبی کے ادا کرنے پر راضی ہوے اور مرزا نجف خان کے ذریعہ سے جو کرم ناسے کے مقام سے رخصت ہو کر راجہ بندیلہ کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہو گیا اور حصول زر خراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان

[له] گلستان رحمت مصنفہ نواب محمد مستجاب خان ۱۲

عالیجاہ بھی حسب المطلب اُدھر ہی کو روانہ ہوا جبکہ عالیجاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہونچا کہ تین کوس کا فاصلہ تھا تو شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لے کر استقبال کو گئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کرکے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کھڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کرایا۔ عالیجاہ کے سردار اور عمائد بھی عمدہ لباس پہن کر حاضر تھے جب وزیر پہونچے تو دروازے تک استقبال کیا۔ حسب ضابطۂ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلّی دی اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجا کر آپ کا سلام بادشاہ سے کراؤن گا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑون کی اکیس[21] کشتیان اور بہت ساجواہر اور ہاتھی بطور تحفے کے دیے۔ پھر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لیے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہو کر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے۔ دوسرے روز عالیجاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا اُنھون نے بھی مغلیہ ملازمون کو حکم دیا تھا کہ بانا تی لباس پہنکر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ دستہ سرِ دروازہ سے لیکر جہان تک گنجائش ہو کھڑے ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے۔ جب عالیجاہ سراپردۂ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لبِ فرش تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پر برابر بٹھایا۔ اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکال کر تمھارے حوالے کرون گا۔

پکڑ لیا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج سے ایک پٹھان نے گاے ذبح کی اور اسکو اپنے ڈیرے پر لیے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اُس پٹھان پر حملہ کیا اُسکا گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اُس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے اپنی فوج کے پٹھانون کو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو چنانچہ دوسرے روز صبح کے وقت پٹھانون کا ایک گانون پر گزر ہوا جسکو تین سو ناگے محاصرہ کیے ہوے لوٹ رہے تھے پٹھان اُن ناگون کے قتل پر پل پڑے ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بھاگ نکلے اس موقع پر اڑھائی سو ناگے کام آئے پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے اور اخبار حسن مین کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اُسیوقت سوار ہوکر عنایت خان کے ڈیرے پر آیا اور معذرت کرنے لگا دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر اور امراؤ گر کو جو گوشائیون اور ناگون کے سردار تھے اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پر گئے اور صفائی کرادی اور یہ قرار پایا کہ آئندہ سے ناگے پٹھانون کے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوشائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتے ہین یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لیے ناگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقراے ہنود مین شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی کے لیے جمع تھے۔

ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم علی عالیجاہ بنارس مین داخل ہوے اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار

صوبہ دار بنگالہ کو شکست دیکر اُسکے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علیخان امداد کی امید پر ہمارے پاس آیا ہے چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلیے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لیے بھیجین جب کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان رحمت مین مذکور ہے اور بقول مؤلف سیرالمتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور تنقیح الاخبار کے مؤلف نے غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادون کے ساتھ اپنے باپ سے روٹھ کر شجاع الدولہ کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلیے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔

شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تھے جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہونچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لیے بھیجا اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لیگئے۔ دوسرے روز تمام فوجین بنارس کیطرف چلین۔ سیرالمتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیون کا اتنا ہجوم تھا کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے مگر افسرون کی بے خبری اور ربط وضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا اور اسباب لوٹ لیتا تھا کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا بلکہ جان سے بھی جاتا۔

شجاع الدولہ کے ساتھ اسوقت سمت گر اور امراؤ گر دونون کا ہونا گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ ۱۱۷۶ھ مین امراؤ گر شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لے بھاگا تھا۔ پھر نہین معلوم کس تقریب سے نواب نے اُسکا قصور معاف کرکے اپنے پاس

یہ حال تھا کہ اُسکی خدمت گزاری پر کچھ اعتبار نہ تھا اُن مین بغاوت کی بو آتی تھی
اُن مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تھے اس آتش بغاوت کے
مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزون
کی رفاقت اور ملازمت مین تھا - میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لیے اُنسے وعدۂ
انعام کیا تھا اُسنے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موشیر لاک کا کچھ انگریزون
سے بگاڑ ہوگیا وہ اپنے سو سوا سو آدمیون کو لیکر انگریزون سے جدا ہوگیا - اور وزیر
کے پاس پہونچکر اُن کا نوکر ہوگیا - انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی
سپاہیون نے بھی لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا
کچھ روپیہ انکو دیا گیا اس سے کچھ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی غرض ایک طرف یہ ناراضی
سپاہ کی تھی اور دوسری طرف غلے کی قلت تھی - میر جعفر کی مرضی لڑائی کی نہ تھی یہ
سب باتین ایسی جمع ہو گئی تھین کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا
ارادہ چھوڑ دیا اور لشکر آگے بڑھکر پٹنے مین اُلٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے
لیے لڑنے کا ارادہ کیا تینون لشکر یعنی بادشاہ اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار
شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس مین حاضر ہوا کرتے تھے شیخ کے فحواے
کلام سے انگریزون کے ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ
وزیر کی فوج مین نہ انتظام تھا اور نہ قواعد دان تھی - کبھی شیخ کہتے تھے کہ اس
جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہونچے گا منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ
آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندھکر عبور کیا اور تھوڑے سے
توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تھا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری

بنارس کا سفیر عنایت خان کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی
صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی مگر زرخراج ہمیشہ بھیجا رہتا تھا
اب اُسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع اللہ سے آپ اُسکی ملاقات کرادین عنایت خان نے
شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجۂ بنارس میرے
دربار مین حاضر ہو اسلیے اُنھون نے بخوبی اطمینان کردیا اور راجہ کی حاضری کی
اجازت دی بلونت سنگھ عنایت خان اور ہمنی بہادر کے اعتماد پر جسکا متوسط سید
نورالحسن بلگرامی ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا لوگ
اُسکی دولت کو کرورون سے متجاوز بتاتے تھے۔ یہ بھی دو تین ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ
شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا۔ یہ شخص ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا مگر جسوقت
سرکار وزیر سے خود اُسکی طلبی ہوتی تو کہتا تھا کہ جناب عالی خدا کے برابر ہین جو کوئی
خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا وجہ اُسکی یہ تھی کہ یہ تھی یت زمیندار تپلکبد (?)
صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا۔ بنارس مین بلدۂ رام نگر کی بنیاد اسی بلونت سنگھ
نے قائم کی ہے اور قلعۂ بجے گڈھ مین جو نہایت دشوار گزار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ رکھتا تھا
میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اُسوقت سے کہ وزیر گنگا سے پار
اُترینگے اُسوقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤنگا دونگا اب انگریزون اور بادشاہ
اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تھے اُنسے معلوم ہوتا تھا کہ میر قاسم
انگریزون کے حوالے کیا جائیگا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم ہو جائیگا مگر جب
انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنگ کو حکم ہوا کہ
کرم ناسہ پر دشمنون کو جاکر روکے اور دریا سے اُترنے نہ دے۔ مگر اُسوقت کمپنی کی سپاہ کا

اُنکو وہان بھیجیے اور اُنکو تاکید کردیجیے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کسی کو تکلیف نہ پہونچائین اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھ کرین تاکہ زمینداروں اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نہ کرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہ ہو عمل و دخل کرلینا چاہیے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بھیجکر اُسیطرح اُدھر بھی حاکم مقرر کرنا چاہیے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتے کی طرف سے عظیم آباد کو آئے اور جس طرف سے ملاح لیے جاتے ہون اُس طرف کی فوج پہونچکر اُس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل نہونے پائے اس صورت مین انگریزون کو بڑی پریشانی پیدا ہوگی اور بجز کلکتے کو بھاگنے اور قلعۂ عظیم آباد چھوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کرسکین گے بعدازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیے گا۔ وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچھ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اُسے ہرگز نہ سُنتے چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اُن کے مقلدون مین سے جانتے تھے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو میری راے اور سلیقے پر چھوڑنا چاہیے۔ نواب کی سپاہ کی جرّاری کی اُسوقت مین شہرت بہت تھی۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالیجاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوش وقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے۔ انکے لشکر کے غارتگر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکھتے تھے۔ عامۂ خلائق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر اور بادشاہ کے ورود سے خوش تھے اُسیقدر عاجز ہوکر انگریزون کی فتح کے لیے دعائین کرنے لگے کیونکہ انگریزون کے

جگہ حرکت کر رہا تھا - جو کچھ دار السلطنت دہلی مین کہ اُسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تھا میسر تھا وہ اس لشکر مین بھی موجود تھا -

سیر المتاخرین مین ہے کہ بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین کیونکہ جس جگہ یہ لوگ صف باندھکر کھڑے ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قائم ہوجاتی ہے اگر وہ دس ہزار ہون تو پچاس ہزار اُنکے مقابلہ مین عہدہ برآ نہین ہوسکتے چونکہ مدت سے حلہ اور دھاوا حضور کا معمول ہے اور سلازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جان فشان منتخب ہمراہ لیجیے اور عورتون کو مع بہیر اور سامان واسباب کے اس جگہ چھوڑیے باقی فوج سے گزر کریے اسطرح کہ حضور کی شہرت نہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اسوقت گھبراکر بکسر سے جاتی ہے دھاوا کرنا چاہیے بڑے سویرے قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اُنپر چڑھائی کرنی چاہیے اگر اُنکی جمعیت پریشان ہوئی تو فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اُنکو تباہ کرنا چاہیے اور پس ماندہ اسباب جلا کے اور توپین اور بار برداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام روز اُنکا تعاقب کرنا چاہیے - اور رات کو ایسی جگہ مقام کرنا چاہیے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسی طرح قلعہ عظیم آباد تک پیچھا کیے جائیے - اگر اس رہروی مین اُنکا خاتمہ ہوا تو بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہیے - بلکہ سہسرام پہنچ کر مع زبردست فوج کے مقام کیجیے اور کچھ فوج کو نہایت لائق اور بہادر سرداروں کی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کو عبور کراکے اُسکو مامور کیجیے اور ہر ضلع مین حکام لائق اور ایماندار مقرر کرکے

ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گھوڑے پر رکھ کر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لیے جو دامن قلعہ رہتاس مین رہتا ہے بھیجا ہے وہان جاتا ہون اُسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے مین نے جواب دیا کہ میرا رفیق ہے اور میری بار بر داری پیچھے آتی ہے یہ کہکر روانہ ہوا اُسنے میرا دلیرانہ جواب سُنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ تعرض نہ کیا۔ بعد اسکے نصف میل پر ایک دستہ ملا مگر اُسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی چارون طرف گانؤن مین آگ لگی ہوئی اور دھوان چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل طے کر کے موضع مهوان مین پہونچے تو گانؤن کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اُن سے دریافت کیا کہ آگے بھی لٹیرون کے قدم بڑھے۔ جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین اور گانؤن کو لوٹ مار کر جلا دیا ہے اور تمام مویشی اور سامان لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہونچا دو کہ کل وہ یہان سے بھی آگے کو جائینگے تھوڑی دیر وہان ٹھہر کر مؤلف مذکور آگے کو روانہ ہوا

مخالف کا انتظام مقابلہ

انگریزون نے پٹنہ مین پہونچ کر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لیے چند کوس اردول سے آگے بڑھایا لیکن اپنی فوج کو مد مقابل نہ سمجھکر قلعہ مین واپس آئے اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑھا دین اور خود پچپہاڑی کے بند پر جو شہر کی طرف دریا کے پانی کی آمد کو روکنے کے لیے تیار ہوا تھا ٹھہرے اور یہان مورچے

ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تھا اور کسی شخص کو ضرر نہین پہونچتا تھا۔
سیر المتاخرین کا مؤلف کہتا ہے کہ جب یہ لشکر مکراین مین دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تھا چوپلے مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا۔ جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چھوڑکر آپ آگے کو بڑھگیا۔ موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانؤن کو خالی کرکے بھاگ گئے تھے پہونچا اژدھام نظر آیا گھوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی کیونکر رہ گئے ہین اُسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ گرد و غبار اور اُسمین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی۔ بعد اسکے دیکھا کہ ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان دُرّانی جو وزیر کے ملازم تھے اُنکے پیچھے چلے آتے ہین بندے کو اُس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلیے دل مین یہ قرار دیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے نہ دیکھا ہوگا۔ کنارۂ دریا سے اُتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سوہن مین ہوکر اپنے ملک کو جانا چاہیے۔ کہارون کو حکم دیا یہ لوگ پُرانے نوکر تھے اُن کے جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہم نے اُنھین دیکھا ہے تو اُنھون نے بھی ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہوجائینگے بس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتھ جائیے بندے نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے۔ اُسکی صلاح کو پسند کیا۔ جب پاس پہونچ گئے

دُرّانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی وتورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کھڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اُس سے تخمیناً ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر قاسم علی خان نے اپنی فوج جمائی اُسکے ساتھ پانچ پلٹنین مع توپون کے انگریزی وضع پر چقماق دار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے۔ قاسم علی خان کی فوج پچا پہاڑی کے مقابل جدھر میر جعفر کا مورچہ واقع تھا اُس سے ایک گولے کے ٹپے پر کھڑی ہوئی تھی اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان کے راستے پر نمایان ہوے اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے حسبارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے۔ انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اُس سے کسی قدر فاصلے پر تھا اور تلنگے زخمی ہوے۔ اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذر کر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تھا۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو مگر اُس نے لیت ولعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ ظہر کے وقت گشتائیون نے حملہ کیا مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑھنے دیا۔ دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دھاوا کیا تو انگریزون نے بندوقون کی باڑھین مار کر توپون سے گراب مارے اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ نے تمام فوج نے ہلہ کیا اور جلادت دکھائی۔ یہانتک کہ انگریزی

بنائے اور ایک توپ بھی اوچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑھائی۔ اور میر جعفر کو مع ہمراہیان
ہندوستانی کے شہر سے جنوب کی طرف اُس بند پر مقیم کیا اور اپنی چند کمپنیان
تلنگون کی اُسکی محافظت کے لیے چھوڑین گویا میر جعفر خان انگریزون کی مدد پر مقیم تھا۔
شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریاے سوہن کے کنارے کنارے کوچ و مقام
جاری کیا اور پٹنے کا سیدھا راستہ چھوڑ کر پھلواڑی مین جو اُس سے چار کوس پر ہے
پڑاو ڈالا۔ اس مقام مین کثرت سے کنوین تھے مگر پھر بھی پانی کی قلت تھی اسلیے
اور بھی کنوین بنوائے ایک روز پھلواڑی مین آرام کر کے دوسرے روز جنگ کیواسطے
مع عالیجاہ اور کُل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اُنکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہوسکنا بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر کے لشکر کا مُنھ پھر جانا اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۱۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۷ ذیقعدہ ۱۱۷۷ھ کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع
فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ
ہوے اس جنگ مین اُنھون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو میمنہ مین رکھا
اور عنایت خان اور انوپ گر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر و امراؤ گر کو میسرہ مین متعین
کیا اور شجاع قلی مشہور بہ میان عیسیٰ اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو پیش لشکر مین
مقرر کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر
میمونی اور کراچی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان

ادھر عالیجاہ نے شمرو کو واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا شجاع الدولہ اُس سے پیشتر پہنچ گئے تھے عالیجاہ نے نصف رستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے نکلا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادھر کھڑا ہے چونکہ انگریزون کو اُس سے سخت عداوت تھی ایک باڑھ ماری جو سُست لوگ پیچھے رہگئے تھے اس جسارت کو دیکھکر بھاگ نکلے دوسرے روز صبح کو پھر وزیر کے دھاوے کی خبر مشہور ہوئی لیکن ظہور مین نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اُڑی کہ وزیر کے دنبل نکل آیا ہے اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت دنبل کے نام سے کردی۔ شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریاے پن پن کے پاس کیمپ قائم کیا ہر روز تازہ خبرین اُڑا کرتی تھین کبھی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر جعفر خان کے مورچون کی طرف یورش ہوگی کبھی شہر کے مشرقی طرف سے دھاوا ہونے کی خبر اُڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ پُرانے قاعدے کے مطابق شہر اور مورچون مین گشت کیا کرتے تھے۔

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالیجاہ کا نوکر تھا لیکن اُس سے علٰحدہ ہو کر انگریزون سے متفق ہوگیا تھا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گھومتے تھے اور چند بہرے تلنگون کے ہمراہ تھے وزیر اسوقت نہایت جریدہ تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جنگل مین پھر رہے تھے انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوا اور طرفین سے لڑائی ہونے لگی گولیان اور تیر بطور سیاہ

صفون تک پہونچکر اُن مین اضطراب ڈالدیا۔ تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھ آگئے جن کے ڈھول اور طنبور چھین لیے مگر اُنھون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑھین مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی۔ اور سب کا مُنھ پھر گیا لیکن بلونت سنگھ اور بینی بہادر اپنی اپنی جگھون پر قائم رہے۔ شیخ دین محمد پسر متبنائے شیخ مجاہد اور اُسکا بیٹا محمد شاہ مارے گئے اور اتبک پچھوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی اور اُسکے جھونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنّاٹا بندھا۔ اُسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑھ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑھالائے وزیر نے ایک شتر سوار عالیجاہ کے پاس بھیجکر اُسکے تساہل اور عدم یورش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے کا وقت نہین ہے کل تدارک مافات کیا جائیگا[1]۔

گل رحمت مین لکھا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہونچکر ایک نشیب مین گھوڑے سے اُتر گیا تھا اور سواران مغلیہ کے حملے کا انتظار کرنے لگا تھا جبکہ انگریزی فوج کی آتشباری سے ناگون کا مُنھ پھر گیا تو مغلیہ سوارون کی ہمّت آگے بڑھنے کو نہ بندھی عنایت خان نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین ادھر سے مین حملہ کردون اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی لیکن سوارانِ مغلیہ نے دھاوا نہ کیا بلکہ پھلواڑی کی طرف جہان کیمپ قائم تھا بھاگنے لگے شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ میری راے مین پھلواڑی کو چلنا چاہیے عنایت خان بھی مجبور ہو کر دو گھڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا اور کئی بھاری توپین جو سپاہِ مغلیہ سے چھوٹ گئی تھین وہ اپنے ساتھ پھلواڑی کو لیگیا۔ اسکے سردارون مین سے میر خان بازخان کام آیا تھا

[1] دستور الانشا مخزن ۱۲۱

رفع شر اور دولت خواہی نہین ہے بلکہ جناب کی شجاعت کا امتحان اُسکو مقصود ہے
اور یہ چاہتا ہے کہ مغلون اور دوسرے سردارون کو بالکل موقوف کرکے اُنکی جگہ انگریزی
تلنگون کی چند پلٹنین حضور مین رہین اور اپنے ساتھ بھی یہی تلنگے رکھے پھر انگریزون سے
موافقت کرکے تمام ملک پر متصرف ہو جائے اور آپ کو بے دخل کردے خلاصۂ کلام یہ ہے
کہ جسقدر بینی بہادر صلح کے لیے اصرار کرتا تھا اُسیقدر نواب شجاع الدولہ اُسکو اپنی بدخواہی پر
محمول کرتے تھے اور راجہ کی کوئی بات اس معاملے مین نہین چلتی تھی لیکن انگریزون کو
یہ بخوبی معلوم ہو گیا تھا کہ راجہ صلح کا خواہشمند ہے اسلیے وہ اُس سے راضی تھے۔ الغرض راجہ
نے جب دیکھا کہ نواب صلح کی بات پر کان نہین رکھتے تو دائرۂ ادب سے قدم باہر رکھا اور
نواب کو آتش خانۂ فرنگ سے ڈرانے لگا اور اپنی بساط سے بڑھکر باتین کرنے لگا
کہتا تھا کہ ان لوگون سے جو رات دن ناچ گانے اور عیش و عشرت مین مصروف
رہتے ہین جنگ مین کچھ نہین ہو سکے گا یہ تو اس کام کے ہین کہ جو بات دو لفظون مین
تمام ہو سکتی ہے اُسکو دو گھڑی کامل تک آب و تاب کے ساتھ بیان کرتے رہین اور
اگر حضور کے فرش پر سنگریزہ ہو تو اُسے لعل بدخشانی سے بڑھا دین اور دوسرے کے
پاس کے یاقوت کو کنکری سے بدتر بتائین یہ بیچارے لڑائی مین کیا کام دیسکتے ہین
ہمیشہ خسخانون مین اُنھون نے آرام کیا ہے یہ دھوپ مین کھڑے ہو کر لڑنے کی تاب
کیسے لائینگے۔ بینی بہادر کا روئے سخن مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم وغیرہ
مصاحبانِ نواب کی طرف ہوتا تھا۔ نواب نے راجہ کی تمام تقریر نواب سالار جنگ
کے سامنے بیان کی اُنھون نے عرض کیا کہ اس شخص کی بات بالکل لغو ہے دل
اسکا صاف نہین ہے۔ خدا جانے اس صلح کا انجام کیا ہو۔ اب صلاح دولت یہی ہے

پیش رو لشکر کے چلنے لگے جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب ہوئین تو مھدی علیخان
نے وزیر کو پہچان کر مہجر کا رنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ شجاع الدولہ
ہین اُسنے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی اور آپ وزیر سے مقابلہ کرتا رہا جب
نئی فوج حصار مین سے نکلی وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین خبر پہونچائی کہ
وزیر انگریزون کے چنگل مین پھنسا چاہتے ہین ادھر وزیر نے گرفتاری کے خوف سے
اس تہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے واپس ہوکر گرفتاری
سے بچ گئے لیکن جب یہ خبر لشکر مین گئی عجیب انقلاب برپا ہوا عالیجاہ مع اپنے
رفیقون اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہو سکے جلد مدد کو جا پہونچا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا
وزیر کا بکسر مین جاکر مقام کرنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون سے صلح کی گفتگو شروع کی انگریزون کو اسپر
اصرار تھا کہ میر قاسم اور شمرو کو حوالے کرین اور وزیر کو اسپر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت
سے صوبۂ بہار جدا ہو جائے اس لیے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔

ان دنون راجہ بینی بہادر نائب سلطنت اور کارپرداز مہمات مالی و ملکی کا تھا
اور اُسکے ذریعہ سے انگریزون اور نواب کے درمیان خط و کتابت ہوتی تھی وہ یہ
چاہتا تھا کہ صلح ہو جائے اور صلح کو بہتر سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ جبکہ عمدہ طور پر صلح نہو سکے
تو مجبوراً لڑنا چاہیے لیکن بعض نواب کے مصاحب جو اُنکے مُنھ لگ رہے تھے وہ راجہ کی
صلاح کی یہ تاویل کرتے تھے کہ راجہ کی غرض صلح کی طرف حضور کو مائل کرنے سے

گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین
تھا جو وزیر کا خراج گزار تھا۔ برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا
مصلحت نہ سمجھا اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھ کرنا ہوگا کیا جائے گا وہ الہ آباد کو
اُسوقت نہین گئے تھے مؤلف مآثر الامرا کی غلطی ہے کہ اُسنے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو گئے
اور وہان سے واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے۔

عنایت خان رخصت ہوکر روہیلکھنڈ کو چلا گیا۔ حافظ رحمت خان نے جلد
لوٹ آنے کی جگہ اُسکے دیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا۔

غلام حسین مؤلف سیر المتاخرین اور اُسکا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر
مین مقیم تھے چونکہ ان سے اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے بہت دوستی تھی اسلیے
ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے اور اُن مین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کردے
غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجائے تو انگریز بہت ممنون ہونگے
وزیر کا حال معلوم ہے کہ اُن کو فتح حاصل ہونا دور ہے۔ اس صورت مین انگریزون سے
دوستی پیدا ہوجانا مصلحت کے مناسب ہے پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو شقہ لکھا دیجیے
سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ چھیڑا۔ چونکہ
بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اُنکے پاس رہنے سے راضی نہ تھے فوراً مان گئے اور
ایک شقہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا اور اُسمین یہ بھی تحریر کردیا کہ جو شقہ غلام حسین کی
معرفت پہونچے قابل قبول ہے اور اُسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ
پہونچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا۔ اس تحریر سے بادشاہ کی
غرض یہ تھی کہ راؤ شتاب راے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے

کہ جو کچھ ہو سو ہو لڑائی کرنی چاہیئے یہ ہندو آتش خانۂ فرنگ کی بڑائی کرتا ہے لیکن جس وقت شمشیر مغلیہ چمکے گی اُسوقت اسکو قدرت خدا نظر آئیگی نواب کا بھی ارادہ لڑائی پر جم گیا اور راجہ کو صلح کی بات عرض کرنے سے روک دیا۔ راجہ نے انگریزون کو لکھا کہ مین نے وزیر کو بہت سمجھایا لیکن کیا کرون کہ اُنکی سمجھ اوندھی ہوگئی ہے میری ایک بات نہین مانتے مین یقین کرتا ہون کہ نواب سے اس لڑائی مین کچھ نہو سکے گا مین ہمہ تن سرکار کمپنی کا ہوا خواہ ہون۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ یہ بات بے اصل ہے لوگون نے یون ہی اپنے جی سے بنالی ہے۔ انگریزون نے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کرکے اُسکو اپنا رفیق بنالیا تھا نواب وزیر کے اکثر دوسرے بد باطن سردارون نے بھی انگریزون کو خط لکھے ہر ایک کا مضمون جدا جدا تھا کسی نے اُس مین اپنے آپ کو نواب برہان الملک کا بھتیجا لکھا تھا کسی نے کچھ لکھا تھا اور ہر ایک مسند پر بیٹھ کر تکیہ لگاتا تھا یہان تک نوبت پہونچی کہ بعض عمائد نے فیض آباد مین خیال کیا کہ شجاع الدولہ کا سواے مرزا علیخان اور سالار جنگ اور میان عیسے اور میر نعیم کے کوئی رفیق دلی نہین اور ان لوگون مین کوئی شخص بہادر اور مرد میدان نہین ہے مغل جتنے ہین اُنکے دل مین نواب کی محبت کا اثر نہین وہ ہمارے جان نثار اور شریک ہین اسلیے اُنکے کوتوال کو خوب پٹوایا اور نشان گرادیا اور کوچہ بکوچہ منادی کرادی کہ جو ستم رسیدہ فریاد کے وقت شجاع الدولہ کا نام لے گا زبان اُسکی کھچوالی جائیگی میر باقر میمونی کا کوئی خط انگریزون کو نہین پہونچا یہ شخص پہلے دن لڑا بھی خوب۔

جب ایک مہینے سے زیادہ عرصہ گزرا تو آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاؤنی توڑی اور تمام لشکر لے کر بکسر مین چلے گئے یہ مقام صوبۂ عظیم آباد کے متعلق دریاے

تنبیہ انگریز خود جانتے تھے کہ بادشاہ کے طرفدار ہوجانے سے اس لڑائی مین اُنکو کچھ فائدہ نہ تھا اُنھون نے توصرف مخالفین کے اتفاق مین خلل اندازی چاہی تھی ورنہ یہ بالکل بے اصل بات ہے کہ میجر کارنگ اور ڈاکٹر مین اختلاف پیدا ہوگیا تھا انگریز مسلمانون کی طرح قوم فروش نہ تھے جو ایسی بیہودہ باتین کرتے اور خاصکر ایسے اہم اور نازک موقع پر جب ان لوگون مین اتنی سمجھ نہ تھی تو جتھا باندھکر ان سے لڑنے کا ارادہ کیون کیا تھا۔

شجاع الدولہ کی عالیجاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالیجاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپے ماہوار وہ اُنکو ممالک شرقیہ پر قبضہ پانے تک دیتا رہے گا۔ عالیجاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضائے وزیر کے ہر مہینے مین اُنکے جال سے نکلنا مشکل ہے اسلیے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو مرشدآباد کی جانب رخصت فرمائیے تاکہ وہان جاکر عمل و دخل انگریزی مین خلل اندازی کرون بالفعل اُنکی فوج بھی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور اُسطرف اپنے آدمی مقرر کرکے زرتحصیل حاصل کرون چونکہ اُسطرف کے حکّام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہے اسلیے یہ کام آپ کے دوسرے متوسلون کی نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے کہا اگر عالیجاہ نہ لوٹا اُسکی کیا صورت ہوگی اُسنے جوابدیا کہ عالیجاہ کو بجز آپ کے درِ دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالیجاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضائقہ ہے۔ علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ مجھے

رفقامین سے تھا۔ اور بادشاہ نے غلام حسین کوبھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نہ کرے یہ شقہ حاصل کرکے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھیے کہ اُس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہوگئی۔ جب غلام حسین بادشاہ کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اُسنے میجر کارنگ کو مطلع کرکے اُس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کرکے بھیجی۔ غلام حسین جب ڈاکٹر کے گھر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید کردی کہ اس شقے کا مضمون سادھورام کو جو شتاب راے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور منیرالدولہ اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا مین حتی الوسع اخفا مین کوشش کرونگا لیکن میری راے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین کو طلب کیا اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے دن مین غلام حسین اور ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اُسنے شقے کو سر پر رکھ کر کھولا اور تنہائی مین میر جعفر خان اور میجر صاحب نے سُنا اور مضمون پر مطلع ہوکر غلام حسین کو جوابدیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین ہم اُنکی ایلچی گری نہین کر سکتے اور برخلاف ڈاکٹر کے اور بہ سبب محبت شتاب راے کے سادھورام کو طلب کرکے شقے کے مضمون سے مطلع کردیا اور اُسنے اُسکی نقل کرکے راجہ شتاب راے کے پاس بھیجدی اور میجر نے غلام حسین کو رخصت کرکے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اُسکے مضمون پوچ پر نظر کرکے بادشاہی جاسوسون کی معرفت بادشاہ کے پاس پہونچوادی۔

ایسی باتین بہر سلیمان تک پہونچتین اور اُسکو عالیجاہ کی طرف سے کدورت بڑھتی تھی
یہانتک کہ ایک روز عالیجاہ کے لشکر سے اُٹھکر مرزا ابہلول اور علی بیگ خان نسقچی
ملازم وزیر کے پاس جا کر ٹھہر گیا۔ اس واقعہ سے پانچ چھ روز کے بعد وزیر نے عالیجاہ
سے اُس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا۔ عالیجاہ نے تنگدستی کا عذر کیا۔ اور اکثر وقت
عالیجاہ وزیر کی ناہنجاری بیان کیا کرتا تھا علی ابراہیم خان اُسکو منع کرتا تھا اور
میر ابو وغیرہ جو عالیجاہ کے نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو گوش گزار
کرکے اُنکی طبیعت حیلہ جو کو بھڑکاتے تھے۔ آخر کار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے
بقایائے صوبۂ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین۔ آپ جلد فکر
کیجیے عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و جواب کے لیے وزیر کے پاس بھیجا اُسنے
وزیر کی خدمت مین پہونچکر عرض کیا کہ عالیجاہ بامید اعانت حاضر ہوا تھا جو کچھ میسر تھا
اُسکے پہونچانے مین دریغ نہین کیا۔ اب تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہ
بے موجب ہے۔ جناب عالی بینی بہادر کو حساب سمجھنے کے لیے حکم صادر فرمائین جو
اُسکے ذمہ برآمد ہوگا اُسکے ادا کرنے مین قاصر نہوگا اور اگر محض بموجب ہو امیدوار
ضمانت ہے۔ وزیر نے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ تجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین
بینی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل شکار کو جاتے ہین بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو
چاہین کرین اُس نے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچا دیا اور مشورے کے وقت عرض کیا
کہ اگر روپیہ آپ کے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنی چاہیے نہین تو وہان خود تنہا
جاکر کہنا چاہیے کہ ہم آپ کی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھ چاہیے کیجیے۔

حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر زر موعود کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمال جائین وہان آپ کے سزاول بھی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین۔ وزیر نے کہا کہ ایسا ہو نہین سکتا علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو بہتر ہے مگر اسوقت مین ایسے کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عائد ہوگا۔ کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنی چاہیے کہ آبروے سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ نہ تھی۔ مگر پھر بھی متاثر ہوے۔ فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین۔ علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے۔ غرض تو حضور کے افزائش اقتدار سے ہے۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا اور لہو و لعب مین مصروف ہوے اسلیے وہ کام فراموش ہوگیا۔ علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہونچایا۔

عالیجاہ کے خانسامان میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا اور عالی جاہ کی خرابیِ دولت

میر سلیمان نے مرزا ابلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکانِ دولت وزیر سے سازو باز پیدا کرلیا تھا اور ایکبار ترک لباس کرکے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالیجاہ نے اُسکے ڈیرے پر جاکر نئی پوشاک پہنوائی لیکن اس رنجش بے وقت کا کبتک علاج ہوسکتا تھا اکثر عالیجاہ سے رنجش پیدا کرتا رہتا تھا اور عالیجاہ اُسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اُسکی شکایت کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر سرپیچ دکھا تھا وہ ہمارے یہان کا تھا شاید میر سلیمان نے اُسکو دیا ہوگا کیونکہ وہ تحویلدار تھا۔ فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی ایسی

معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اُسکو ہمنے ظاہر کردیا اُسکی تدبیر معذرت
کرنا تھی یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خانۂ اُمید سمجھکر آئے تھے جب بادشاہی پیغام سے حضور
نے آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جاے امن نہ تھی اور حضور نے اسمین کمی کی ناچار
دنیا سے ہاتھ اُٹھایا وزیر نے مینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو
کرو وہ دونون علحدہ ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے
باب مین پیروی کرنے لگے مینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالیجاہ کے ذمے تحویل زر
ثابت کیجئے اور علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان
کرتا تھا۔بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے دریافت کیا کہ کیا طے ہوا مینی بہادر نے کہا
کہ دونون طرف کی گفتگو سخت ہے۔وزیر نے علی ابراہیم خان کو اپنے خس کے خیمے
مین بلاکر جو کچھ معلوم کرنا تھا دریافت کیا اور جو کچھ کہ مینی بہادر اور علی ابراہیم خان
مین سوال وجواب ہوے تھے سُنے۔بعد اسکے کہا کہ اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار
کی ہے میری بڑی بدنامی ہے۔مجھے کیا کرنا چاہیے۔علی ابراہیم خان نے کہا کہ عالیجاہ
کو بدرجۂ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے۔وزیر
نے کہا کہ ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے
یہان سے جاکر تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کیے اور کہا کہ وزیرالممالک بھی آتے ہین
ابھی یہ گفتگو ختم نہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور
کہا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنیے
عالیجاہ نے منظور نہ فرمایا اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی۔

عالیجاہ کا پوشاک امیری اُتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالیجاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح سے بے سوچے سمجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ ۱۱۷۷ھ کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا چھوڑ کر صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا اور اُسکے بعض مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کر کے اُس کے ساتھ ہوے جب یہ خبر وزیر کو پہونچی اُنکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالیجاہ کی فقیری اُنکی رفاقت مین بددیانتی کا موجب تھا اسلیے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لیے علی بیگ خان کو اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کی طرف سے جو صفدر جنگ کی بیوی اور برہان الملک کی بیٹی تھی بھیجا اُسنے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کیے عالیجاہ کو بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اُسنے علی ابراہیم خان کو بلایا علی ابراہیم خان نے گو تبدیل لباس نہ کیا تھا مگر بدگویون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھکر اور اسی طرح کے کپڑے پہن کر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا کہ تمکو نواب وزیر نے بلایا ہے۔ علی ابراہیم خان اُسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ عالیجاہ نے کہا کہ اس لباس سے وزیر کے پاس جاؤ گے اُسنے جوابدیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہے تو بندے کو بجز اس لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہے اور اُسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین پہونچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگوے سابق سے

تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کرتا ہون انکی وجہ سے کوئی تم سے متعرض نہو سکے گا
علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جبکہ
عالیجاہ بلامین مبتلا ہوگا تو بندہ بھی کسی کی حفاظت نہین چاہتا دوسرے روز پہردن
چڑھے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالیجاہ کے خیمون کی طرف آئی جب وہ فوج دور سے
نمودار ہوئی دوبارہ موشیر لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور
کل کی باتون کا اعادہ کیا اُسنے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی
فوج نے عالیجاہ کے خیمون کو گھیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قائم
کرلیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمے مین گیا اور اُسکو ہاتھی
پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹھکر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کردیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

بہ پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے اور اُسکو
حراست مین لے لیا علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تھا۔ سوا اسکے عالیجاہ کے
تمام مصاحب اور اعلےٰ ارکان وزیر سے ملگئے تھے۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض
دوسرے کارندے قید ہو کر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تھے علی ابراہیم خان کے
ایک دوست نے اُس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو اُسنے تھوڑا سا مضمون
اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بھیجا اُسوقت وزیر محلسرا مین تھے۔ حرم سراے وزیر
کی محافظ جو عورتین تھین وہ اُسوقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تھین جبکہ وہ عالیجاہ
کی طرف سے وزیر کی مان کے پاس زیور لیکر گیا تھا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو

وزیر کے اشارے سے شمرو نمک حرام کا عالیجاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کرکے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لیے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکۂ رائج کہان تھا اشرفیان اندر سے منگا کردلادین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین ہے سپاہیان پلٹن اور توپخانے کے عملے کو برطرف کرکے توپین اور چقماقی بندوقین خانسامانی مین داخل کردو صرف دو پلٹنین رکھلو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے ملگیا تھا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اُسکی ہین جسکے پاس ہین اور وہان سے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا انھون نے اُسکو نوکر رکھ لیا یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تھا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالیجاہ کی فوج کا عہدہ دار بن گیا تھا۔

وزیر کے حکم سے عالیجاہ کا قید ہونا

موشیر لاک فرانسیس جو پہلے عالیجاہ کا نوکر تھا اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تھا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکھتا تھا پانچ چھ اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالی جاہ کی گرفتاری کو آئے گی خدا جانے اُسوقت کی دار و گیر مین تمیز کیا گزرے اسلیے مین یہ آدمی

اُسکے سامنے سے نکلے تو وہ ہمپر فیر کرے" علی ابراہیم خان نے کہا کہ "مجھے اسکی خبر نہین
افسوس کہ اُسکے واسطے آپ نے یہ تکلیف گوارا کی اپنے دارالملک سے اُسکی مسندنشینی کے
لیے ادھر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے" وزیر نے آشفتہ ہو کر کہا "کیا
مین دروغ گو ہون شمرو کو طلب کر کے مقابلہ کرادون" علی ابراہیم خان نے آزردہ ہو کر
عرض کیا کہ "مین نے اپنی بیخبری بیان کی ہے آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے
شمرو کے مقابلے کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب شمرو کیا ایک خدمتگار
بھی مقابلے کو تیار ہوگا" وزیر نے خجل ہو کر بکمال دلداری کہا کہ "تم بڑی خوبی کے آدمی ہو
مگر عالیجاہ تم سے بھی بدظن تھا اُسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے دربار مین میری شکایت
کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے کہ تم
جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا" علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ "مین نے اُنکی
خدمت مین کوئی قصور نہین کیا مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف راے تھا
اُنکے رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس مدد کی استدعا کے لیے جانا چاہیے اور بندہ حضور
کی طرف آنے کو اصرار کرتا تھا کیونکہ میری نظر مین آپ کے آستانۂ دولت سے زیادہ کوئی
جاے امن وپناہ عالیجاہ کے لیے نہ تھی" وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوے پھر
کوئی بات نہ کرسکے حرم سرا کی جانب چلدیے مقربین نے دروازے تک مشایعت کر کے
سلام گزارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کر کے کچھ اپنے مقربین سے
کہا شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے مکتب مین لیگئے اور بیٹھنے کے بعد
کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب
جاسوس تلاش کر کے واپس لائین۔ چنانچہ وہ سب مال واسباب آگیا ہے اور وزیر نے

اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اُن عورتون نے جب
علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سُنا تو سب رنجیدہ ہوئین اور عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا
نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین اور
عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکھیے دوسرے
دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا علی ابراہیم خان
کے پاس آکر کہا کہ تمھین وزیر طلب کرتے ہین علی ابراہیم خان کرتے اور دستار سے پالکی
مین سوار ہو کر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا سواران ہمراہی کہ سفلہ مزاج تھے کبھی
اُسکی پالکی محبس عالیجاہ کی جانب لیجاتے اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ ایسی
حرکت ہوئی تو خانِ مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیج کر کہلایا کہ ناحق
سوارانِ ہمراہی دق کرتے ہین جہان حکم ہو پہونچا دین اُسنے ایک آدمی بھیجکر سوارون کو
تہدید کی اور اُنکو کہلایا کہ خان صاحب کو ہمارے پاس لے آئین وہ سوارون کو بُرا
بھلا کہتا وہان آیا اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اُس دیوان خانے مین جہان اُنکے بیٹے
مرزا امانی کا مکتب تھا لیگیا اور وہان سے وہ وزیر کے حضور مین لیگئے اسوقت سہیل علی خان
خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملۂ عالیجاہ وزیر کے
سامنے کھڑے تھے علی ابراہیم خان نے حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکھائی اور
بلا اجازت بیٹھ گیا بینی بہادر اور شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور
کو لیکر گئے تھے بیٹھے ۔ وزیر کمال رعونت سے سریر آرا تھے ۔ علی ابراہیم خان کی طرف
متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کیون صاحب ہم نے میر قاسم خان کے ساتھ کیا بُرائی کی تھی کہ
جو اُسنے پنچا پہاڑی کی لڑائی کے روز شمرو سے کہا کہ جس وقت بعد فتح ہماری سواری

علی ابراہیم خان

بجز ندامت اور تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دے گا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لیے حکم صادر کیا اُسنے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے پڑوس مین آرام نہین ملے گا اگر عنایت کرکے آپ اپنی چھاؤنی مین جگہ دین تو بہتر ہو۔ شجاع قلی خان نے حرم سرا کے دروازے پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجاکر ٹھہرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا۔ ڈیڑھ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نچھوڑا۔ عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا۔ شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسی قدر جواہر بیش بہا جو اس سانحہ سے قبل اُسنے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بھیجدیا تھا وہ ضبطی سے محفوظ رہا۔

تاریخ ہندوستان مین مولوی ذکاءاللہ صاحب کہتے ہین کہ اس ضبطی مال مین وزیر نے ذرا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی بھی معلوم ہوتی تو لے لیتے۔

اگرچہ وزیر نے وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہے خود عالیجاہ کے ساتھ نہین کی مگر یہ اُنکی بڑے درجے کی وضعداری تھی کہ ہرچند انگریزون نے باربار باصرار اُن سے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اُنکے حوالے کرین لیکن اُنھون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رُہتاس کے فتح کرنے کے لیے روانہ ہونا اور وہان سے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین

یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوان خانے کے پاس تمھارے لیے خیمہ کھڑا کیا جائے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اُسکے رازدار ہو بعض رفقاے عالیجاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور عالیجاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان تمھارے حوالے کی تھین اگر یہ بات واقعی ہے تو جسکے پاس تمنے رکھدی ہین اُسکا حال بتادو۔ اور ان لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتادینے سے وزیر کی مہربانی تمپر زیادہ ہو گی ۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے ابتک ایسی باتین بندے سے دریافت نہین کی تھین اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا اور لوگون نے شمبھو سنگھ ہرکارے کو جو سیکڑون کا خون کراچکا تھا اور شرو کی ناک کا بال ہو رہا تھا اور ان اشرفیون کا حال بھی اُسنے بیان کیا تھا طلب کرکے مقابلے کے لیے علی ابراہیم خان کے روبرو کھڑا کیا علی ابراہیم خان نے جو جوابدیا تھا اُس سے لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تھی اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض کردیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی اُمید ہوتی ہے جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانے سے جواہرخانے تک سب نقد وجنس شرو کے بہرون کے سپرد تھا لاکھون اشرفیان اُسکے حوالے ہوئی تھین مگر وہ سرکار مین نہین پہونچین" لوگ شمبھو سنگھ کی طرف متوجہ ہوے اُسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد اور امین ہو بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہے۔ بینی بہادر اس بات کو سنکر محلسرا کے دروازے پر گیا اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور دوسرون کی نادانی ثابت کرے اُس سے معارضہ کرانا

انگریزی فوج کے پہونچنے کی خبر سُن کر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی بُرائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لیے آنا اور وزیر کی فوج میسرہ کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی مین بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اُسنے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظۂ توپخانہ کی نہ تھی نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی چوپڑ کھیلنا کبوتر اُڑانا ہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو آئے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کراے تھے اور اُسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵ ستمبر ۱۷۶۴ء کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کے لیے چلین ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارے پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا دوسری طرف میجر منرو خود آیا۔ شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کی طرف سے پرگنۂ بھٹا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجین

رسوخ حاصل کیا۔ اور اُنکے مقربون کے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہان کا قلعہ دار میرے متوسلون سے ہین اور وہان کا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اُس قلعہ پر جناب عالی کا قبضہ کرادون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین تھے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اُسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا۔ اُدھر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مؤلف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضے مین آجائے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اُسکو سمجھایا کہ انگریزون کا پلّہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزون کے حوالے کردو تاکہ تمھارے اور تمھاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھ کر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلالو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لیے دستخط کرادو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کٹاری سے منگالی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرامنگائے چنانچہ وہ قلعہ انگریزون کے قبضے مین آگیا اور میر سلیمان

دشمنون پر نہین ہے وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین - اُسکا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر
اپنی حد کو چھوڑ کر لڑائی کے ارادے سے مورچون سے باہر نکلے - ہوشیر لاک اور شمرد آٹھ
توپ انگریزی اور آٹھ پلٹن تلنگون کے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے - اُنکی
پشت پر شجاع قلی خان مع چھ سات ہزار پیادہ و سوار کے معین ہوا اور خود وزیر فوج
مغلیہ کے ساتھ دست راست پر ٹھہرے اور راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ زمیندار بنارس
دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قائم ہوے توپ کی
لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ
کے دھاوا کیا - درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیون پر ٹوٹ پڑے - اُسکی بہیر اور لشکرگاہ
کو خوب قتل و غارت کیا - شمرو اور ہوشیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان
ہو گئی - میجر منرو اسوقت جھیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دھاوا نہین
کر سکتا تھا - اُسنے تھوڑی فوج گنگا کی طرف روانہ کی جس نے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ
غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے - کھنڈرون کی آڑ مین چھپے ہوے
تھے - انگریزی تلنگے اُنکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے - جب آبادی کے کنارے پر پہونچے تو ڈھیلون
کی آڑ سے اُن تلنگون نے باڑھین مارنی شروع کین - شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی
تو مستعد مقابلہ ہوا جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی
شیخ زادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے - چونکہ دفعتہً ان پر باڑھین پڑنے
لگی تھین اُنکا جواب پورا پورا نہ دے سکے - اُن تلنگون کی آتشباری نے انکا کام تمام
کر دیا - شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے - اس وقت راجہ
بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو

ادھر بڑھنے لگین تو اُسنے اپنی فوج مغلیہ کو اُنپر دھاوے کرنے کا حکم دیا جن پر انگریزی لشکر نے گولے چلا کر ہٹا دیا۔ اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کی وجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثنائے راہ مین بعض جگہ دلدل مین وہ توپ ایسی پھنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایکہزار سوار لیکر گئے اور اُسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے۔ اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اُتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تھا۔ میجر منرو نے اُسکی طرف کوچ کیا اور ۲۲ اکتوبر سنہ مذکور کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آن کر خیمہ زن ہوا۔ وہ جھیل دونون لشکرون کے درمیان مین واقع تھی۔

فرح بخش مین شیو پرشاد کہتا ہے کہ نواب نے یہ ناتجربہ کاری کا کام کیا کہ اپنی بیگمات کو فیض آباد کو بھیجدیا بیگمات کے ساتھ بازاری اور دوسرے لشکری آدمی بھی چلے گئے اور باقی ماندہ سپاہ نے تمام اپنا بھاری بھاری سامان اپنے وطنون کو بھیجدیا جریدہ بھاگنے کو مستعد رہ گئے۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی۔ انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بھیجا کہ جاکر خبر لائین مگر جب وہ آدھی رات تک واپس نہ گئے تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنون کے پنجے مین گرفتار ہو گئے اسلیے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھہرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ دور بھیجدیا ہے توپخانہ چلا آتا ہے مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر رہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک اور شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اس وجہ سے وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑ کر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شیخ زادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقون کی آواز سُنی تو اُسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اُسکے ساتھیون نے جسارت کر کے دشمنون پر حملہ کیا ہے اگر اُسنے لڑائی فتح کر لی تو میری وزیر کے سامنے بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اُسنے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دل مین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت سے شمرو اور موشیر لاک کے عقب سے نکلکر آگے بڑھا روبرو دلدل تھی اُس سے گزرنا مشکل ہوگیا اسکے علاوہ انگریزون کی طرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑھانے کی مجال نہ ہوئی اُسکے ساتھ چھ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھ جانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفون کے درمیان حائل ہوگیا تھا اُدھر سے میجر منرو نے دھوین اُڑا دیے۔ شجاع قلی خان اور اُسکے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکلگئے مگر انگریزی فوج کی باڑھون نے اُنھین پچھاڑ دیا ملک عدم کی راہ لی جو ہمراہی بچے وہ بھاگ نکلے اور میدان مین جو لوگ کھڑے تھے اُنھین بھی اپنا اضطراب دکھلا کر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا اور بینی بہادر کے مقابل سے گزر کر لشکر وزیر مین داخل ہوے

جان نثار کیجیے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اُسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے متبنے وحید الدین خان کے پیادہ ہوکر بڑھا۔ بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے مُنھ پھیرا میر وحید الدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھ کر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا۔

چو از رفتنش گشت آگہ سپاہ گریزان برفتند زاوردگاہ
چنان لشکرش و آن انجمن پراگندگی یافت از چند تن

شیو پرشاد نے فرح بخش مین یہ جو لکھا ہے کہ غلام قادر خان وغیرہ شیخ زادہاے لکھنؤ ہمراہی بینی بہادر داد مردانگی دادہ بر انگریزان غالب آمدہ بودند چنانچہ انگریزان از معرکہ آوارہ و سرگردان شدہ برکشتی ہا رفتہ بودند در عین معرکہ بازار ملک الموت گرم بود و مردان جنگ دیدہ کشش و کوشش فراوان مے نمودند مغلان دست بغارت و تاراج کشادند انگریزان بمعائنہ چنین حالت بد رہاے اشرفیہاے حبشی و برنجی کہ براے چنین روز ہا ہمراہ داشتند کشادہ در میدان مصاف افشاندند و پراگندہ کردند مغلان حفظ مراتب خودداریہا کہ لازمۂ سپاہگری و سرداری ست از دست دادہ بتاراج اشرفیہا پرداختند سرداران انگریزیہ بوالفضولی مغلان ملاحظہ کردہ و خود را جمع ساختہ وقت دوپہر بازیورش و حملہ کردند و بندوق چقماقی سردادند و بہ تجدید فتنۂ خوابیدہ بیدار ساختند شکست فاش بر لشکر نواب اُفتاد۔ یہ بالکل بے سروپا قصہ ہے شکست لشکر وزیر کی وجہ اور ہے جواب بیان کرتا ہون۔

ندانست بیچارہ از را سے خام | ز دستور در کین برآوردہ تام
بہیجر جیان تنگ بد کردہ کار | کہ جستے ز میدان کینہ کنار
شدے فرہی جفت دستور شاہ | نماندے ز انگریز یک تن سپاہ
ز اندیشۂ خام آن شور بخت | شود واژگون کار و بسیار سخت
برآوردہ نامش بخاک افگند | سپہ را بدام ہلاک افگند

یہ لڑائی بھی قابل یاد رکھنے کے ہے۔ اُسمین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹھارہ ہندوستانی سوار کُل سات ہزار آدمی تھے اور بیس توپین تھین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور جنھون نے اُسکا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدانِ کارزار مین راہ عدم لی اور سردارون مین سے شجاع قلی خان عرف میان عیسیٰ اور میر مرتضیٰ رسالہ دار مغلیہ اور غلام قادر خان اور غلام یٰسین و عبد الرزاق اور اُسکے بھائی اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مغل مارےگئے اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ ۱۳۳ توپین انگریزون کے ہاتھ آئین۔ انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوے۔ شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزون سے مل گیا۔ نواب کا جو مورچہ اُسکے سپرد تھا اُسمین انگریزی لشکر کو بلالیا تھا۔ بلکہ فرح بخش مولفہ فیض بخش سے ثابت ہوا کہ نواب کے دوسرے

اور اب کسی کو تاب قیام نہ رہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمکحرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہے جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلے۔ وزیر کا اور اُنکے تمام لشکر کا مال و اسباب انگریزون کے ہاتھ لگا آپس مین بھی خوب لوٹ مار کی جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر ہر جنس سے معمور تھا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی اور بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہ کر وزیر کی فوج بھاگی۔ اسوقت انگریزی لشکر نے اُسکا تعاقب کیا مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا اگرچہ اُنکی تھوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی مگر بہت سی بچ گئی۔ میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اُسپر کشتیون کا پُل اُنھون نے باندھا تھا۔ پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہونچین اُسے توڑ ڈالا اگرچہ دو ہزار آدمی اس پُل شکنی کے سبب سے ڈوب کر اور اَور طرح سے مر گئے لیکن شجاع الدولہ اگر یہ نہ کرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اُتر کر اُنکی ساری سپاہ کو کرم ناسہ مین ڈبو کر تہس نہس کر دیتی اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپے کا لیلیتی بہت سے لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پھنس کر تلنگون کی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوے۔ انگریزون نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر فراریون پر گراب مارنا شروع کیے اور بندوقون کی گولیون کا مینھ برسایا کچھ بھگوڑے گولے اور گولیون سے ہلاک ہوے۔ جو گنوارون کے پالے پڑے اُنکے ہاتھ سے کام آئے۔ باقی ماندہ نہایت بے عزتی سے بچکر نکل گئے اور دریا پار مفرورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامے کا ناظم اُسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے

خاص جسمانی یا اخلاقی تفوق کی وجہ سے وقوع مین نہین آئی انگریزون مین دو خصائص ایسے ہین جن کا مقابلہ ہندی ہرگز نہین کرسکتے ایک اُن کا اعلے درجے کا استقلال دوسرے اُنکی اعلے درجے کی مستعدی انھین دو خصائص سے اُنھون نے ہند کو فتح کیا ہے۔ دیسی رئیسون کی بڑی بڑی فوجین جب میدان مین آئین تو وہ چھوٹی سی یورپی فوج کا بھی مقابلہ نہ کرسکتین۔

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکال کر ایک لنگڑی ہتنی دے کر رخصت کردیا تھا اُس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اُسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لائیے میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مین نے یہ چیزین آپ کے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے تذویر ہون اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے جوابدیا کہ تمھاری مروت پر آفرین ہے مگر اسوقت مناسب نہین بروقت ضرورت طلب کرلون گا۔ اتفاق سے اُسی شب کو وہ ہتنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھ نکلگیا اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزون کی پناہ مین داخل ہوجانا اور اُنکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

بینی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لیے گنگا کے کنارے بنارس کے

سردار بھی انگریزون سے ملے ہوے تھے اس کتاب مین لکھا ہے کہ بسبب مخالفت بعضے سرداران فوج خودش در عالم نہانی خطوط موافقت خویش بہ سرداران کمپنی مے فرستادند وراجہ بینی بہادر نائب صوبہ با جمعیت دہ ہزار سوار درعین وقت کنارہ گرفتہ از دور تماشا مے دید باستصواب برادران مثل نواب سالار جنگ وغیرہ کہ مقتضاے آن وقت بود مراجعت فرمودہ

وزیر نے اپنے زخمیون کی خبر نہ لی اُن کو میدان مین بے دست وپا چھوڑ گئے اسوقت نصرت مندون کی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ پانچ روز تک متواتر اُن زخمیون کو چنتے رہے جنمین جان باقی تھی اُنکو پانی پلایا خشکہ کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیون کی مرہم پٹی بھی اچھی طرح سے کرتے اسلیے دشمنون کے زخمیون پر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی۔

اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لیے پیدا ہوے نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوے تھے وہ تو پست ہو گئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہو گیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہے۔ ؎ در ہند امیر شد فرنگی ؛

فائدہ جلیلہ تمدن ہند مترجمۂ سید علی بلگرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کو انگریزون کے مسخر کر لینے کے دو سبب ہین اولاً یورپی تعلیمیافتہ افواج کے مقابلے مین دیسی افواج کا کمزور ہونا اور ثانیاً دیسی افواج کا اس تعلیم کو یورپی افسرون کے تحت مین حاصل کر لینا۔ اور جیسا کہ انگریزون کا خیال ہے یہ فتح ہرگز اُنکی کسی

فوج انگریزی سے ملک کو بچاؤن گا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرون گا اور مین اُس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دلی چلا جاؤنگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوؤن جس نے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور اُنکی سابق مُراعات کی نسبت مین ہمیشہ اُنکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اُنکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جسمین دولت اور روپیہ بکثرت ہے اور مین اُسیقدر پر راضی رہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالائق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین۔[له]

شرائط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

بنظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جس نے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنائے سلطنتِ خداداد کو انجام دیا ہے ہم بخوشنودی تمام عنایاتِ شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعۂ شرائط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرائط حال و استقبال مین جاری و قائم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا اور اُسنے تکالیف اور خطرات جنگ جو ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اُنسے کی تھی اُٹھائے ہین ہم نے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہے اُسکو دی اور وہان کا انتظام و حکومت اُسکے سپرد ہوئی جسطرح اب تک نواب شجاع الدولہ کے سپرد تھی اور جو کہ

له مکتوب [illegible]

مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوے تھے مقیم تھا۔چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ
کا نتھنون مین دم تھا شکست کے بعد بادشاہ نے ایک شقہ میجر منرو کو اس فتح وظفر
کی تہنیت مین لکھا اور بیان کیا کہ مین اپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید
سے آپ چھٹائیے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجیے اگرچہ مین وزیر
کے ساتھ تھا مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اُس سے جدا ہو گیا تھا۔بینی بہادر نے
جب یہ حالت دیکھی تو مع لشکر کے دریا کو اُتر گیا۔انگریزی سپاہ بکسر مین کئی روز تک اس
سبب سے رہی کہ مُردون کو دفن کرے اور زخمیون کی خدمت اور چارہ سازی کرے
اب میجر منرو نے بنارس کی طرف کوچ کیا۔بادشاہ بھی اپنے پہرے چوکی سمیت اس
طرف چلے آتے تھے اور انگریزی لشکر سے اُنکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا۔جب بینی بہادر
گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیرالدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا انگریز بھی
اُنسے ملنا چاہتے تھے۔میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔بادشاہ نے اُس
سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجیے اور اسکے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست
لے لیجیے یا جو کچھ اور جی چاہے وہ مانگ لیجیے۔میجر منرو نے اپنے اعلےٰ افسرون سے
اس باب مین صلاح پوچھی اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جبتک کونسل کلکتہ
سے حکم نہ آئے مین منظور نہین کرسکتا۔میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام
بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ
ملک رکھنا ہے تو مجھ کو اُسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ
ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین اور اُسکا خرچ میرے ذمے ہوگا۔اگر کوئی دشمن
مجھپر حملہ کریگا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اُس تھوڑی

کیا تھا۔میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب سُن لو کہ میر قاسم
اور شمرو کے حوالے کردینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہے۔اسپر بینی بہادر نے کہا
کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ناممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو یون ہوسکتی ہے کہ
پچیس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی لے اور آٹھ لاکھ آپ لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے
یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہے اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے مجھے
دیدین تو بھی مین اُسکو خون بہا اُن اپنے ہموطن مصیبت زدہ شریفون کا نہین سمجھتا ہون
کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوے۔مین کبھی صلح نہین کرونگا جبتک میر قاسم
اور شمرو کو میرے حوالے نہ کروگے۔چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے
آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ شمرو تو صاحب فوج ہے اُسکا ملنا
دشوار ہے مگر عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین اس سوال و
جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنے آدمیون مین آیا اور اُن کو
سارے ماجرے سے آگاہ کیا۔علی ابراہیم خان نے جو کچھ سُن گُن پائی تو عالیجاہ کے
حق نمک کا پاس ولحاظ کرکے جو بینی بہادر کے لشکر سے پانچ چھ کوس پر مقیم تھا اُسے
خبردار کردیا اُسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنے اہل و
عیال کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلا گیا یہان پانچ برس رہا پھر یہان سے رانا ے گوہد
کے پاس چلا گیا اور یہان سے دہلی پہونچا نواب نجف خان نے اُسکی تعظیم کی اور
جبتک زندہ رہا خبرگیری اور خدمتگذاری بجالاتا رہا۔

میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا اور پھر آنکر میجر
صاحب کو سمجھایا مگر اُنھون نے انکار کیا تو بینی بہادر نے یہ درخوست کی کہ کپتان سٹیلیس صاحب

راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کرلیا ہے اسواسطے وہ اُس کے مطابق انگریزی کمپنی کو مالگذاری دیا کرے اور علاقۂ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور اُنسے خارج کی جائے گی فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادے گی اس علاقے کی مالگذاری سوا مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے قبض وتصرف مین آئے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ملک پر ہمارا قبضہ کرانے کی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر ہمکو قبضہ ملتا جائیگا خزانۂ عامرہ سے اُسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہین گے جسقدر ہم سے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہوجائینگے تو کمپنی کے تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے چنانچہ بادشاہ نے بموجب ان شرائط کے ۴ رجب ۶ سنہ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھ کر غازیپور اور باقی علاقۂ راجہ بلونت سنگھ انگریزی کمپنی کو عطا کردیا۔ آخر کار کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اُسوقت سے بادشاہ انگریزون کے سایۂ حمایت مین داخل ہوے اور بادشاہ نے انگریزون کے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کے لیے آنا اور صلح کا کام پورا نہ ہونا

جب میجر منرو بنارس پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو اُسکے پاس صلح کا پیام دے کر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک

طرح ایک ہی رات رہکر نقدی و اجناس کا انتخاب کر کے ساتھ لیا اور روہیلکھنڈ مین چلے گئے
الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعۂ چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا
اور بینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے
مدد لیکر پھر انگریزون سے لڑنے کا ارادہ تھا اور اُسکو لکھنؤ کو رخصت دی اس نظر سے
کہ بینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تھا تاکہ اُسکا عمل صوبے مین رہے اور خود
شجاع الدولہ بریلی مین آئے۔ ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ
روہیلے حسنپور مین مقیم تھے عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تھا اُسنے شہر
سے دور نکلکر استقبال کیا۔ اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی عزت کے ساتھ مہمانداری
کی۔ منتخب العلوم اور عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر
عنایت خان کے ساتھ بریلی چلے گئے یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی جنگ
مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا۔ بکسر کی شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تھا۔ غرضکہ
شجاع الدولہ نے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اُسکو حافظ صاحب کے پاس
حسنپور کو روانہ کیا عنایت خان نے حسنپور پہونچ کر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی
آگئے ہین اور یہان آنے والے ہین۔ شجاع الدولہ نے اپنے اہل وعیال کو سالار جنگ
کی نگرانی مین بریلی چھوڑا اور خود تمام خدم وحشم کے ساتھ قصبۂ حسنپور کو روانہ ہوے
روہیلہ سرداروں نے دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر
لیگئے اور بظاہر ہر ایک نے اُنکی بخوبی تعظیم وتکریم کی اور پھر اُنکے ساتھ اپنی اپنی ریاستون
کو لوٹے دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو
بھی کمک کے لیے لکھا تھا۔ مگر اُنھون نے جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور کی

کو ہمراہ کر دیجیے وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین نواب صاحب سے خود گفتگو کرین اسپر
میجر صاحب نے کہا کہ نہ مین اُنکو جانے کے لیے کہون اور نہ اُنکو جانے سے روکون-
یہ اُنکی مرضی ہے چاہے جائین یا نہ جائین مگر کپتان صاحب مینی بہادر کے ساتھ
شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کے لیے کہا اُسپر شجاع الدولہ
نے جوابدیا کہ میر قاسم کو تو قیامت تک حوالے نکرونگا مگر آیندہ اُسکی حمایت نہ کرونگا (منشی
ذکاءاللہ صاحب کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے سے اس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ
اُسکی حمایت کیا کرتا تھا) اور شمرو کو بھی نہ دونگا مگر مجھے منظور ہے کہ تین چار آدمی انگریزی
لشکر کے میرے پاس آئین اور مین شمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اُسکو دعوت مین
موت کے مُنھ کا لقمہ بنائین اور کپتان صاحب کو بہت کچھ روپیہ دیا کہ وہ میجر صاحب
کو صلح پر راضی کر دین مگر میجر صاحب کب ایسی باتون کو سُنتے تھے وہ تو میر قاسم اور
شمرو کے ذبح کرنے کو اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے۔

وزیر کا روہیلون کے ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے
اہل وعیال اور دولت ومال کو یہان رکھتے اسلیے اپنے معتمدون کو لکھنؤ اور فیض آباد بھیج کر
تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزائن وزر وجواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین
اور بریلی مین ٹھہرین اور خود بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بیوی کو لیکر فیض آباد
مین آئے اور قلعہ سے ضروری سامان سمیٹ کر ایک دن مین لکھنؤ پہونچے یہان بھی فیض آباد کی

حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اُنکو طرح طرح سے خفّت پہونچائی اور جو کچھ مال باقی تھا اُسکے چھین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہے کہ چونکہ انگریزون کی جلادت کا تمام مین شہرہ ہوگیا تھا اسلیے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا شیو پرشاد کی فرح بخش مین مذکور ہے کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سے بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار رہکر انگریزون سے جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جھگڑا پیدا کرنا اور فتنۂ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہے ہم سے یہ نہو سکے گا۔ مگر حافظ صاحب شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اُنکے ہمراہ روانہ ہوے۔ اِنھون نے نواب وزیر سے صاف کہدیا تھا کہ یہان کسی سے اُمید رفاقت نہین فرخ آباد مین چلکر جو کچھ آپ کی مرضی ہوگی اُسکا انتظام کیا جائیگا نواب احمد خان بنگش بھی نہایت عقیل اور کارآزمودہ ہے اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اور اُس سے صفائی نہ تھی اور آپ کے ساتھ بھی خط و کتابت نہین ہے لیکن جبکہ آپ وہان چلینگے تو یقین ہے کہ وہ آپ کے جانے کو فخر سمجھے گا اور اچھی طرح مہمانداری کریگا اور عمدہ مشورہ دیگا بلکہ عجب نہین کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہو۔ اور عمادالملک وہان موجود ہے وہ بھی شراکت کرے تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورے کو پسند کیا اور فرخ آباد کو روانہ ہوے اور اپنے عیال و اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ اور مظفر الدولہ بخشی الملک ابوالبرکات خان کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے روہیلے نواب کے آدمیون کو رات دن لوٹتے کھسوٹتے اور ردق کرتے رہتے تھے شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سُن سُن کر صبر کرتے تھے[1]

رہیلکھنڈ گزیٹر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بے دلی کے ساتھ

[1] دکھیو تاریخ مظفری ۱۲

مخالفت کا عذر کیا۔ عماد السعادت اور تاریخ شاہیہ مین بیان کیا ہے کہ روہیلون
مین سواے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اسلیے
نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوے بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے تھے کئی بلادر روہیلون
نے چاہا کہ اُنکو لوٹ لین لیکن اس وجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اُنکے ساتھ تھی
کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلون کے
شریک نہ تھے یہ سارا فساد دوندے خان کا تھا جنکو حافظ رحمت خان منع کرتے
رہتے تھے۔ ایک دن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے تکرار ہوگئی
اُس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین۔ روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہونچکر
سارا حال بیان کیا تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے دوندے خان بھی انکے
شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ
کرین۔ نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورے کا حال معلوم ہوا تو اپنی فوج مین
تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اُنکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ
رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور آپ روہیلون
کی جمعیت مین جاکر اُنکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا اور سب کی
کمرین کھلوادین پہر دن چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ
رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مین نے
اُنکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کی طرف
تشریف لیچلین مین بھی آپ کے ساتھ چلتا ہون (انتہی) پھر مجھے تعجب ہے کہ
مآثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد

کوس کے فاصلے پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا۔ شیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈرپوک[1] تھا لیکن اُس کے ہمراہی دلیر تھے اُنھون نے محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری رکھی انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا مگر ہندوستانی سپاہ کی نامردی سے قلعہ ہاتھ نہ آیا دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے چنارگڈھ کا محاصرہ اُٹھا لیا اور کچھ سپاہ یہان چھوڑکر باقی سپاہ ساتھ لے کر بنارس کی طرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانۂ لکھنؤ ہوکر راجہ شتاب رائے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزون کی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین شمرو کا تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتھ سے نکل گیا۔ شتاب رائے انگریزون کا بڑا معتمد اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اُسنے بینی بہادر کی خدمت گزاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا۔ شجاع الدولہ نے بھی اپنی سپاہ کو چنارگڈھ سے بلالیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے مگر پہلے اس سے کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑدیا اور ولایت کو چلا گیا اور اُسکی جگہہ میجر کارنگ مقرر ہوا۔ میجر کارنگ کو راؤ شتاب رائے سے اتحاد تھا شتاب رائے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ صاحب سے ظاہر کیا اُس نے

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اُنکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوے۔
اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے
پاس گئے اور اُنکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیون کا پُل
تیار کراکے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آیا اور مہمانی کی رسم ادا کی اور بہت
دلجوئی کی تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے پھر دونون ملکر عماد الملک
کے پاس پہونچے اُسکے پاس اسوقت ملک ومال کچھ نہ تھا۔ اُسنے شجاع الدولہ سے پگڑی
بدلی۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لیے درخواست کی تو اُسنے بہانہ کرکے
ٹالدیا۔ فرح بخش مین شیو پرشاد کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک
اور حافظ رحمت خان کے مشورے ہوے مگر آخر کار رسوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت
نہ کی۔ شمرو۔ موشیر لاک۔ ہمت بہادر اور امراؤ گر نے بھی جو مدتون کے نمکخوار تھے نمکحرامی کرکے
ترک رفاقت کی۔ شمرو کا تو یہانتک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے لیکن حافظ صاحب
کی دھمکی سے اُسکا ارادۂ فاسد کارگر نہ ہوا[۱]

[۱] تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمت بہادر بندیلکھنڈ کی طرف چلا گیا تھا چونکہ
یہان نا اتفاقی کا درخت سرسبز وشاداب تھا یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہوگیا۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ اُمید نہ رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کی طرف
کوچ کیا راہ مین چنار گڑھ کا محاصرہ کیا اور راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی تحریک سے
میجر منرو نے قلعۂ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس

بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہان یہ بات ٹھری تھی کہ غازی پور اور
بنارس انگریز لے لین اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کرلین اس انتظام کو کورٹ
ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرون کو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اُن احکام وہدایات
کے خلاف ہے کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہین ہے کہ اس انتظام سے
سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہوجائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری
متصور ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قائم رہنا مناسب
ہے لارڈ کلایو اور اُسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے
تھے کہ سرکار کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہوجائین کہ اُس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین
توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہے۔
سرکار کمپنی کا اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور
ملک کو بڑھانا۔ یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے تھے اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہونچاتے
تھے اسلیے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہوجانے کو پسند کرتا تھا اور اب اُسنے
یہ اصرار بھی چھوڑدیا کہ وہ میر قاسم اور شمرو کو حوالہ کرین بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے
کے لیے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کردیے جائین۔ جسوقت
اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اُسنے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہے جسکا
منظور ہونا ناممکن ہے کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنون کے
حوالے نہین کرتا وہ بھلا اُنھین قتل کیسے کرائیگا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ شمرو کے قتل کرانے پر
خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے
ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل وعیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلیے

بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام سے لکھکر شتاب راے کے ذریعہ سے اپنے پاس بُلا لیا
بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اوراپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور کسی قدر
معاملات کا حل وعقد اُسکی سپردگی مین آیا۔ کارنک صاحب کہتا تھا کہ جس وقت تم
اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکھدو گے اُسوقت دلجمعی سے دونون صوبون
کے معاملات تمھارے سپرد کر دینگے۔ اور بینی بہادر اس امر مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا
یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راؤ وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کی طرف آئے۔ بینی بہادر
ایک فقیر کا معتقد تھا اُس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ انگریزون
کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور اُڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو
بہتر سمجھا۔ شتاب راے نے ملہار راؤ اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سُنکر بینی بہادر
سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجیے تاکہ مین انگریزون سے کہہ کر
تم کو رخصت دلادون آپ بخوشی خاطر چلے جائیے اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے۔ جس سے ہماری
بدعہدی ہو وہ نہ کیجیے کیونکہ میرا نقصان ہوگا آپ کی بدنامی ہوگی بینی بہادر نے
اپنی بدطینتی اُس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت رہا اور بعض محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے
سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا چند کمپنیان تلنگون کی اُسکے ساتھ تھین اُنکو لیکر
لکھنؤ کی طرف عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر لشکر وزیر کی طرف رُخ کیا تلنگون نے
مزاحمت کی مگر اپنی قلت اور اُسکے ساتھیون کی کثرت کی وجہ سے مجبور رہے وہ وزیر کے لشکر مین جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

جو سپاہ شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملکِ اودھ کے اندر

ساتھ لے کر تماشائیون کی طرح ہمراہ ہوا۔ شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک گنگا کو عبور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوے اس عرصے مین ملہار راؤ آپہونچا وزیر اپنا لشکر اور مددگارون کو ساتھ لے کر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے۔ کرنیل کارنگ نے یہ خبر پا کر کہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ میجر فلیچر کے دستۂ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا اور میجر صاحب سے مل گیا ۳ مئی ۱۷۶۵ء (جمادی الاولی ۱۱۷۸ھ) کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپون کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ توپون کے چھوٹتے ہی کوؤن کی طرح اُڑ گئے۔ عماد الملک بے چارہ کیا کرتا۔ وزیر کے پاس گو سپاہ تھی مگر بکسر کی شکست کا ہول اُسکے دل سے دُور نہین ہوا تھا۔ مرہٹے جمنا پار بھاگ گئے اور عماد الملک کا اس لڑائی مین تمام اسباب لُٹ گیا۔ شجاع الدولہ نے اپنے اقتدار کے وقت مین اُسکو ۱۵ لاکھ روپے کا ملک دینا چاہا اُسنے قبول نہ کیا لیکن خط وکتابت جاری رکھی اس لڑائی مین حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ گلستانِ رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے اور آخر کار امداد سے انکار کیا مگر اُس کی تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہے اور مآثر الامرا سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگا کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے اور نواب احمد خان کے ہان اُنکو پہونچا کر اپنی ریاست کو لوٹ گئے لیکن فرح بخش مولفہ شیو پرشاد اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہے کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے۔

الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کھا کر دریاے جمنا کو عبور کر کے قلعۂ

بریلی بھیجدیا تھا اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لیے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کر لی کہ اپنے پر و بال درست کر کے پھر انگریزون سے جنگ کرین شمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چل دیا تھا جاٹون سے اپنی نوکری کی گفتگو کر رہا تھا۔ انگریزون نے دو پلٹنین میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنو کو روانہ کی تھین۔ اُنھون نے اسپر قبضہ کر لیا اور اُسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کر دیا تھا۔ علی اکبر خان کو توال مقرر ہوا تھا۔ اور راؤ شتاب رائے سب کامون کا منتظم تھا۔ مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تھا بندیلکھنڈ سے یہان آگیا تھا اور انگریزون کا ملازم ہو گیا تھا۔ سر رو برٹ فلیچر صاحب کو اُسنے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی بتلا دی کہ جہان پشتہ اُسکا نہ تھا صاحب ممدوح نے اُسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہو کر قلعہ حوالے کر دیا اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے قلعۂ چنار گڈھ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالے کر دیا بعض ان مین سے بادشاہ کے ملازم ہو گئے اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

مرہٹون کی مدد سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راؤ ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ تیس ہزار روپے روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بُلایا۔ اور عماد السعادت مین لکھا ہے کہ ملہار راؤ کو پینتالیس ہزار سوارون کے ساتھ مالوے سے بُلایا اُسنے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی چند آدمیون کو

اُٹھ کھڑے ہوے۔ شجاع الدولہ فتح گڑھ کو روانہ ہوے اور آ کر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے یہان تک زیادتی کی کہ مجھے موتیون کا ہار بطور خلعت کے دینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لیے گیا دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دائم خان چیلہ احمد خان کی گود مین تھا جو علے العموم چھوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دائم خان نے کہا مین بھی پیون گا اُسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اُس وقت سے الماس علی خان دائم خان کی بڑی عزت کرتا تھا اور آصف الدولہ سے دائم خان کو بکراؤن واقع پرگنۂ ساہور اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

دو گرفتار شدہ انگریزون کو شجاع الدولہ کا خاطر سے رکھنا

دو انگریز فوجی افسرون کو اثناے راہ مین میر باقر خان کے رسالے کے سوار گرفتار کر لائے تھے نواب شجاع الدولہ نے اُن کا قتل حالت مجبوری مین مناسب نہ جانا اور اُن کو خیمے مین علٰحدہ ٹھہرایا اور جملہ ضروریات مع شراب وغیرہ اُنکے واسطے مہیا کرادین اکثر تبہ وہ دونون نواب کی ملاقات کے لیے آتے تھے اور اکثر تبہ نواب شجاع الدولہ بذات خاص اُنکی خبرگیری کو اُنکے خیمے مین جایا کرتے تھے اور اُنسے یہ بھی کہدیا تھا کہ تم کو ہم اجازت دیتے ہین جب چاہو اپنے لشکر مین چلے جاؤ مگر اُنھون نے لشکر شجاع الدولہ مین چند روز تک اپنا قیام خود پسند کیا بعد اسکے نواب سے رخصت کی درخواست کی نواب نے آٹھ خاصے کے گھوڑے اور چار ہاتھی اور کشتی جواہر اور

کالپی مین پناہ گزین ہوگئے اور تمام کشتیون پر قبضہ کرلیا انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہوگئے ہین اور کشتیون پر قبضہ کرلیا ہے اب دریا سے کیسے اُتر سکتے ہین اور بغیر عبور کے لڑائی ممکن نہین آخرکار جوار کے سینٹون کے گٹھے جمع کرکے اور سن کے رسّون سے بند ھوا کر اور سب کو جما کر اور وھان یعنی جانورون کی پرال اُسپر بچھوا کر ایک دمدمہ اس طرح تیار کرلیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اُسپر بٹھا کر قلعۂ کالپی پر گولہ باری کرائی وہ قلعہ کچھ زیادہ مضبوط نہ تھا اسلیے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہان سے بھاگ کر پھر فرخ آباد مین پہونچے - یہان شجاع الدولہ کا مقام پشتہ حیات باغ مین تھا - بعدازان فتح گڈھ مین ہوا ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اُنھین قتل کرڈالین کیونکہ اُنکے باپ صفدرجنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہے - کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین کہ دغا کرے اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے -

ایک بار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا نواب سعادت علی خان کے اُستاد میر اکبر علی نے مصنف لوح تاریخ سے کہا کہ مین بھی اُسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا - نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ اپنے سلاح خانے سے منگوائے جنکی بہت تعریف ہوئی بعدازان جواہرات طلب کیے - ایک موتیون کا ہار جسکو قائم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اُسکی تعریف کی - احمد خان نے وزیر کے گلے مین ڈالدیا - شجاع الدولہ غصّے سے لال ہوگئے اور اُس ہار کو اُتار کر دیر تک ہاتھ مین لیے رہے اور ہر ایک دانے کو گھما گھما کر دیکھا بعدازان ہار کو تکیے پر رکھ کر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون نواب احمد خان اور عمادالملک بھی

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہوگئے تھے سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے ہر ایک صلاح دیتا تھا مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے انکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اُنسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیرالمتاخرین مین درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدون کو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو اگر حیات مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ عزت کے ساتھ جان جائے گی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اُنکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے اور تمھارے آرام و احترام مین سعی کرینگے یہ روہیلے تم کو توقع رفاقت مین رکھینگے اور کچھ نہ کرینگے یون ہی مضحکہ اڑائینگے مفت اپنا روپیہ اُمید و توقع مین برباد کرتے ہو کیے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا یہ بات شجاع الدولہ کے بھی سمجھ مین آگئی - گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوارون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کر کے بطور سفارت کے بھیجا - ۹ - مئی ۱۷۶۵ء کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جنرل کارنگ کے لشکر مین آموجود ہوے جنرل صاحب نے استقبال کیا اور وزیر نے

دو ہزار اشرفیان دے کر رخصت کر دیا اُنھون نے اپنے لشکر مین پہونچکر نواب کے
حُسن اخلاق اور طریقۂ مہمانداری وسخاوت کی ایسی تعریف کی کہ انگریزی لشکر کا سپہ سالار
مشتاق ملاقات ہوا اُن دونون انگریزون نے نواب کو اپنے افسر اعلےٰ کے حال
اشتیاق سے اُسکی اجازت لے کر خبر دی جس وقت مین لشکر انگریزی مہدی گھاٹ
واقع دریاے گنگا پر قیام پذیر تھا نواب شجاع الدولہ بلا تزک واحتشام پالکی مین
سوار ہو کر مع چند خواص کے عبور دریا کے ارادے سے کشتی مین سوار ہوے۔ جب
انگریزی سپہ سالار نے خبر پائی متعجب ہوا الغرض جب کشتی کنارے کے قریب پہونچی
تمام انگریز اپنے خیمون سے نکلے اور نواب کا استقبال تعظیم سے کیا سلامی کی توپین
لشکر انگریزی سے سر ہوئین۔ سپہ سالار نے بعد کلمات اخلاق عرض کیا کہ فقط
عالیجاہ نواب قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ کی بدعہدی کی وجہ سے سرکار کمپنی کو
اُسکی سزا دہی منظور تھی مگر اس تدارک مین یہانتک نوبت پہونچی کہ آپ اُسکی اعانت مین
مقابلے پر آئے ہر چند لشکر انگریزی آپ سے صلح پر آمادہ رہا مگر اتفاقات نے
بعوض صلح ابتک جنگ وجدل مین وقت ضائع کیا اور آپ نے ہمارے افسران
گرفتار شدہ کو عین وقت جنگ مین مہمان اپنا سمجھکر مراسم مہمانی ادا کیے ہین اس کا
تمام لشکر انگریزی شکر گزار ہے اب آپ طریقۂ صلح منظور کرین چونکہ نواب شجاع الدولہ
جنگ سے تھک گئے تھے حرف اجابت زبان سے نکلا اور اُس شب کو لشکر انگریزی
مین استراحت کی افضل التواریخ مین رام سہاے نے اسی طرح لکھا ہے۔ یہ بات بھی
درست ہوگی مگر نواب کے لشکر انگریزی مین جانے کا زیادہ محرک نواب احمد خان بنگش
والی فرخ آباد ہے جس کا حال آگے آتا ہے۔

اور آٹھ لاکھ کے جواہرات اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقساط ماہواری اس طرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین اس عہدنامے کی تاریخ سے سب ادا ہوجائے اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اُنکی کمیٹی کی راے کے نزدیک بہت تھوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور زیادہ روپیہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر ظلم وستم توڑتے پھر اُس سے ملک مین فتور مچتا نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کو کوٹھیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین اسپر اُنھون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن وامان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کھڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہورہے ہین غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پھر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد وپیمان بھی ٹھہرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجھین اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اُسکی اعانت کرے اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اُسکے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگھ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزون کی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا اور خائن اور نمکحرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے ملگیا تھا نواب کا مورچہ جو اُسکے سپرد تھا اُسمین انگریزی لشکر کو بلالیا تھا اور نواب کی شکست کا ایک یہ بھی سبب ہوا اُسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا اور اُنکی اطاعت مین اور اپنی حمایت مین اُسے لے لیا۔ اور یہ ٹھہرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکھتا تھا وہی زمینداری رکھے اور جو

پالکی سے اُتر کر اُنسے معانقہ کیا اور جنرل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جنرل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری وضیافت کے تمام لوازم ادا کیے اور راؤ شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمکخوار تھا اور بینی بہادر کے ساتھ رہتا تھا اُسی کے ذریعہ سے دو تین روز مین صلح ہو گئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کر کے انگریزون کے ایما سے اپنے نوکرون طلب کر لیے وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپسمین ملتے اور ایک دوسرے کے ہان آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی۔ سولجرون کی نشانہ بازی سے نہایت متعجب ہوے اور کئی ہزار روپے انعام کے دیے لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تھا۔ شجاع الدولہ جرنیل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر بنارس مین نواب ثابت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تھا انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اُنکی ساری ریاست اور مُلک خود چھین لیتے یا اُنکو جن شرائط پر چاہتے مُلک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تھے کہ اُنکی ریاست گئی گنوائی قائم رہی اُنھون نے بہت سا انگریزون کی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف مین کہ اسقدر ملک اُن کو عطا ہوتا ہے۔ بناے مصالح ان امور پر قرار پائی۔ کہ شجاع الدولہ اپنے ملک پر کہ جو اُنکے قبضے مین پہلے تھا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے بیبے دیدیے جائین۔ پچاس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکھ اس وقت نقد دین

ثلث کسی نے ربع کا اقرار کرکے بھیجدیا تھا یہانتک کہ وزیر کی مان اور سالون اور غلامون اور نوکرون نے بھی چندہ کیا وزیر کی بیوی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تھے اور اُسکی کنیزون کے پاس جو کچھ زیور تھا یہان تک کہ ناک کی نتھنیون کو بھی مع موتیون کے وزیر کے پاس بھیجدیا۔ جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچھ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اُنکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین۔ شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچھ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا انہی بیگم کے حوالے کردیتے نصف زر معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا۔

مجھے اس بیان سے تعجب ہے کہ وزیر سے تو بارہ لاکھ روپے نقد اور آٹھ لاکھ کے جواہرات مانگے تھے کیا اتنی سی رقم بھی اُنکے پاس نہ تھی مؤلف سیر المتاخرین کا بعض حصہ بیان کا سُنا سُنایا معلوم ہوتا ہے۔

فرح بخش مین اور بھی طرفگی کی ہے اُسکا مؤلف شیو پرشاد کہتا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بھی صفائی ہوگئی بادشاہ کی مطلق مرضی نہ تھی کہ نواب کو پھر ملک ملے۔ مگر چونکہ ترحم ذاتی اُنمین تھا۔ اسلیے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی نواب سے لارڈ کلایو نے ۶۵ لاکھ روپے طلب کیے۔ نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے مگر کارنگ صاحب اس بات سے خوش ہوا اور نواب کو مبارکباد دی اور کہا کہ تمھارا ملک تم کو واپس مل جائے گا نواب نے کہا کہ مجھ سے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کرین

زرمالگذاری دیتا تھا دے غرض سب طرح عہدنامہ بمقام الہ آباد مین ۱۶ اگست ۱۷۶۵ء کو مہر اور دستخط سے تیار ہو گیا۔ میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ ہوا اسلیے کہ اب اُنکا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا البتہ یہ اقرار نواب سے لے لیا گیا کہ وہ اُن دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دین گے اور جو انگریز فراری ہو کر اُنکے ملک مین آئے گا اُسکو حوالے کر دینگے۔

منشی اعتصام الدین نے شگرف نامے مین لکھا ہے کہ لارڈ کلایو نے انجیل ہاتھ مین لے کر نواب کو دی اور نواب نے قرآن ہاتھ مین لیکر لارڈ کلایو کو دیا بعد اُس کے باہم گلے ملے تمام ملک اودھ کی آمدنی جو نواب کے پاس رہا ڈیڑھ کروڑ روپے کی تھی اور ۱۵ لاکھ روپے بنارس وغازیپور کے محاصلات تھے۔

انگریزون نے صلح کے بعد وہ تمام خط شجاع الدولہ کو دیدیے جو اُنکے سردارون نے انگریزون کو لکھے تھے اسلیے نواب وزیر کے دل مین اُن کی قدر نہ رہی۔

وزیر کو زرمعاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زرخرچۂ جنگ کے کسی قسم کی پریشانی نہ رہی وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا۔ اسلیے اپنے ہر ایک رفیق سے اُسکی مقدرت کے بموجب مانگتے تھے اپنی والدہ اور ساس اور بیوی اور سالون کو لکھا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے۔ مؤلف سیر المتاخرین نے سُنا تھا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اُن مین سے کسی نے نصف کسی نے

آخر تک عرض کیے۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزون کے ساتھ تصفیے کا انحصار حضور کے تفضلات پر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمکو تمھاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہین جس مین تمھاری بہبود ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۲ لاکھ روپے کی رسید مرحمت ہو۔ بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مُہر سے مزین کر دیا۔ نواب آداب اور شکریہ بجالا کر رخصت ہو گئے بعد اسکے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے پہونچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۶ لاکھ روپیہ خرچۂ جنگ پر تصفیہ قرار پانے کا قصّہ عرض کیا اور گزارش کیا کہ حضور ۳۲ لاکھ روپے کی رسید نہ دین بادشاہ نے مُسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اُسکو ۳۲ لاکھ روپے بخشے۔ منیر الدولہ اور شتاب رائے تاسف کرتے ہوے اُٹھکر چلے گئے نواب نے ۳۲ لاکھ روپے کی تو یہ رسید اور ۲۸ لاکھ روپے کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کر دی۔ جرنیل نے بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپے اور تین لاکھ روپے اہلکاران کمپنی حق کے امداد کی بابت مانگے۔ نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپے میسر آئے۔ نواب مجبور ہوکر شتاب رائے کے ڈیرے پر گئے اور اُس سے روپیہ چاہا اُسنے دو لاکھ روپے نذر کیے اور پچاس ہزار روپے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپے خان عالم نے دیے اسپر بھی دو لاکھ باقی رہ گئے نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اُنکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کر دیا اور ملک کی بحالی کی چٹھی اُسکے حوالے کر دی اور اُسکو حکم دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہو جائے

آپ سے بسہولت یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اُڑلیسہ کی بابت تبیس ۳۲ لاکھ روپے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لیے مقرر کیے ہین اور بنارس وغیرہ ۲۸ لاکھ روپے سالانہ کے محالات بادشاہ نے انگریزون کو جاگیر مین دیے ہین لیکن اسوقت تمھاری تباہی پر رحم آتا ہے اسلیے بنارس ہم تمھین دیے دیتے ہین۔ بالفعل صلاح یہ ہے کہ تبیس ۳۲ لاکھ روپے کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہمکو دیدو اور ۲۸ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین مجرا کر لیا جائے گا۔ اس طرح ساٹھ لاکھ روپون سے تم کو سبکدوش کردیا جائے گا اور باقی پانچ لاکھ روپے نقد جمع کرادو۔ نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۳۲ لاکھ روپے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست برداری کرینگے اسلیے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین۔ ثابت جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۶۵ لاکھ روپے بابت خرچۂ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی چھٹی کارنگ صاحب کو دے کر کلکتے کو چلے گئے جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس گئے۔ منیر الدولہ رضا قلی خان اور شتاب رائے بھی اس مشورے پر مطلع ہوکر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کو شجاع الدولہ کو ۳۲ لاکھ روپے کی رسید دینے سے روکین مگر یہ دونون ابھی حضور مین باریاب نہین ہوے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے در دولت شاہی پر پہونچ گئے۔ اور تسبیح خانے مین حاضر ہوکر کورنش بجالائے۔ حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا۔ نواب نے تمام حالات اوّل سے

ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اُنکے حقوق پر نظر نہ ہوئی پہلے اُن کو وزیر کا تمام ملک
ملتا تھا وہ نہ ملا - اور اُسپر یہ اور طرہ ہوا کہ بیس لاکھ روپیہ جو میر جعفر - میر قاسم اور نجم الدولہ پسیر
میر جعفر مرحوم پر واجب الادا تھا جب اُنھون نے مانگا تو اُسکا جواب صاف لارڈ کلایو نے
کہدیا کہ اُس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائے گا اسلیے کہ لڑائی کے سبب سے خزانہ
بالکل خالی ہے - ان بہار - اور بنگال - اور وڑلیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط
کے موافق ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ اور ساڑھے پانچ لاکھ روپے کی جاگیر بادشاہ کی ٹھہری
تھی جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلیے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھ
روپے سالانہ کے بوجھ سے بچ گئے اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا
کرتے بادشاہ اور وزیر دونون انگریزون کی جرأت اور جلادت کے زیردست اور اُن کے
فہم و فراست کے محکوم تھے چار و ناچار قبول کرنا پڑا - کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اُن کو
دیے گئے جنکی آمدنی اٹھتالیس لاکھ روپے سالانہ شگرف نامے مین بتائی ہے - اب
لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اُڑلیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ
کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو - یہان کیا تھا سوا منظور کے
اور کچھ زبان سے نہ نکل سکتا تھا - حسب درخواست فرامین اسناد تینون ضلعون کی دیوانی
کی کمپنی کے نام لکھ کر دیدی گئی - اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکھ روپے
مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کی طرف سے لکھی گئی اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی - دو
کھانے کی میزون سے جوڑا ہوا بادشاہ کا تخت تھا جسپر اُنھون نے بیٹھ کر ڈھائی کروڑ
آدمیون پر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کر دیا
یہ واقعہ بھی اگست ۱۷۶۵ء کا ہے - میر جعفر جنگ بکسر سے ساڑھے تین ماہ کے بعد

تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اُنکے صوبجات کی طرف رخصت کیا۔ جو احسان جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلیے کہ صرف زبانی جمع خرچ پر دو صوبے چھوڑ دیے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبون پر نواب کو قبضہ حاصل ہو سکے گا اور انگریز آسانی کے ساتھ چھوڑ دین گے۔ اور نواب کی مروت کا کیا بیان ہو سکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نہ رکھی تحفہ و ہدایا کا بھیجنا تو بڑی بات ہے اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے۔ کہ آلہ آباد اور کوڑے کے اضلاع کہ جو بادشاہ کے مصارف کے لیے مقرر ہوے تھے اُنپر قبضہ کر لیا اور ۳۲ لاکھ روپے جو انگریز بادشاہ کو سال بہ سال دیتے تھے وہ بند کرا دیے اور نواب کی دوسری حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین (انتہے کلامہ) اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلیے ہم اُن کی تردید سے قطع نظر کرتے ہین۔

بادشاہ کا بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزون کو دینا

شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا غرض یہ مجمع الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کیے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طرح ہمایون بخت نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزون کے قاتلون کے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی اُنکے ساتھ جو رعایتین

کوڑہ مانک پور کو گئے تو شجاع الدولہ اُنسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لیے انگریزون کو ساتھ لائے اور پچاس لاکھ روپے نقد پیش کرنا مقرر کیے اور بادشاہ سے ملے بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سربستہ اور تلوار جس کا قبضہ مرصع تھا اور ملمع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہرنگار عطا کیا اور فرمان آل تمغاے لکھنؤ اور صوبۂ اودھ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپے نقد بخشے پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے اس مضمون مین ہمکو اگر جاے گفتگو ہے تو صرف پچاس لاکھ اور دس لاکھ روپون کے طرفین کے دینے مین ہے

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کردینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمکحرامی کی وجہ سے اُس سے ناراض تھے اور بوستان اودھ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی۔ اور افضل التواریخ مین رام سہاے نے تحریر کیا ہے کہ نواب شجاع الدولہ جب بعد صلح کے سب طرح سے مطمئن ہوگئے اور تخمیناً ایک سال سے زیادہ ہوگیا تب بھی اپنی شکست کا رنج دل سے نہ بھولے اس واسطے دل مین خیال کیا کہ ملک بے سیاست کے نہین رہ سکتا ہے اور بغیر کارپردازون کے انتظام ریاست بھی غیر ممکن ہے پس لازم ہے کہ جسکی وجہ سے میری شکست ہوئی ہے اُسکی سزادہی مین دریغ نہ کرون نواب نے سوچا راجہ بینی بہادر وہی ہے جو انگریزون کی طرف سے صلح کی گفتگو مین مؤکد تھا مگر جب صلح نہین ہوئی اور جنگ کی نوبت آئی تب اُسی کے مورچے سے فوج انگریزی بلاتعرض

مرگیا تھا اُسکے بیٹے نجم الدولہ کو انگریزوں نے جانشین کیا تھا اب لارڈ کلائو نے نئے نواب کے لیے ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کرکے باقی تمام معاملات مالی وملکی وجنگی وتحصیل زرحاصلات وسائر سب افسران کمپنی کے ہاتھ مین دیدیے تھے گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادیے۔ فرانسیسون کے ساتھ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بے وفائی۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدل دیا اور تاجر سے حاکم بنا دیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح ہوجانے کے مضمون کا خط ٹیک چند کے ہاتھ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا بندوبست کرکے حفاظت کے ساتھ اودھ کو بھیجدو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل وعیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجدیے گئے۔

سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعۂ چنارگڈھ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کرکے خود صوبۂ فیض آباد کو چلے گئے اور یہین سکونت اختیار کی۔ اِنہین قلعون کے مبادلے کی روایت صحیح نہین۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبۂ اودھ کی سند آل تمغا عطا کرنا

مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے جبکہ ۱۱۸۰ھ ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے

حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر سُنا دو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے ابتک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہونچا تم کو بھی چاہیے کہ شکر الٰہی بجا لاؤ اور راجہ کے تمام دولت و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو انشاءاللہ تمہارے ساتھ واجبی رعایت کیجائے گی نقیبون اور چوبدارون نے حکم جاکر سُنایا تو سب نے طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کیا لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی اور ہر ایک بدحواس ہوکر بھاگنے لگا حتّٰی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہوگیا۔ راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۳ سو تھے۔ ایک سو اسّی ۱۸۰ ہاتھی تھے شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل رہے اور مقابلہ کرسکے اسی سبب سے محمد قلی خان کو مروا ڈالا وہی پاداش تم کو دیتا ہون اور راجہ کو اندھا کرادیا[لہ] نادر العصر مین اس کام کی تاریخ ضیاے چشم دا سے لکھی ہے۔

راجہ بینی بہادر ایک برہمن تھا بیسواڑہ توابع اودھ کا رہنے والا راجہ رام نرائن دیوان شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا۔ رام نرائن نے اُسکو اپنا مصاحب بنا لیا۔ نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اُسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی۔ مہا نرائن پسر رام نرائن نے اُسکو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کردیا۔ رام نرائن کے بعد دیوانی کا تمام کام مہا نرائن سے متعلق ہوگیا۔ مہا نرائن چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لیے نواب

لہ [illegible] ۱۲

گھس آئی جسکی وجہ سے ہزارون نمکخواران ریاست اودھ جان سے مارے گئے اور
تمام مال و متاع ضائع ہوگیا اور نیکنامی مبدل بہ بدنامی ہوگئی حکومت سے ماتحتی رہگئی
اور خود زندہ بدستور کار ریاست پر قائم ہے۔

۱۱۸۱ھ مین ایک دن شجاع الدولہ علاقۂ محمدی سے (اور بقول مقام باڑی سے)
ایکہزار سوار ساتھ لیکر اُسکی گرفتاری کے لیے منڈیانون کو روانہ ہوے جو لکھنؤ کے
پاس ہے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے
راجہ نواب کی آمد کا حال سُنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین
چونکہ راجہ کے تحت مین تمام مغلیہ سپاہ تھی اور پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر
رکھتا تھا اسلیے نواب نے بظاہر استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اس کو
گرفتار کرنا چاہا اُسکے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اُسکے خیمہ مین ٹھہر گئے
اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہے کچھ کھانے کو منگواؤ راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگاکر
کھلایا نواب نے وہین استراحت کی۔ جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی اور دن ڈھل گیا
تو شکار کے حیلے سے سوار ہوے اور چلتے وقت راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصی
مین بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہے۔ راجہ جانے سے انکار کرتا تھا
مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے
ایک شخص کو خواصی مین بلا لیا اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہے تم اس
عماری دار ہاتھی پر سوار ہولو اگرچہ راجہ فراست سے اُن کا مافی الضمیر سمجھ گیا مگر حکم
کی تعمیل کی جب راجہ عماری مین بیٹھ گیا تو ہاتھی بان کو نواب نے حکم دیا کہ تمام
عماری پر غلاف ڈھک دے اور خیرآباد کو روانہ ہوے۔ اور نقیبون اور چوبدارون کو

بلاکر ۱۱۸۳ھ ہجری مین آصف الدولہ کی شادی کی ۲۴ لاکھ روپے خرچ ہوے یہ
شادی قمرالدین خان کی پوتی کے ساتھ ہوئی تھی قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ اس
شادی کے دنون مین شاہ عالم بھی فیض آباد مین موجود تھے اور شادی مین شریک
تھے نام اس دلہن کا شمس النسا تھا۔

شجاع الدولہ کا فیض آباد کو اپنا دارالحکومت قرار دیکر اُسکی رونق افزائی مین کوشش کرنا

جس زمانے مین شجاع الدولہ انگریزون پر فتح سے مایوس ہو کر فرخ آباد مین
مقیم تھے تو نواب احمد خان نے اُن کو تین باتین کام کی بتائی تھین ایک تو انگریزون سے
صلح کرلین دوسرے جب اپنے ملک پر بدستور قابض ہوجائین تو قوم مغل کو بالکل نامعتبر
سمجھ کر نظرون سے گرادین اُنکی جگہ اپنے غلامون اور خواجہ سراؤن کو افسر بنائین تیسرے
لکھنؤ کو چھوڑ کر اپنا دارالریاست فیض آباد مین مقرر کرین چنانچہ نواب نے تینون باتون
پر عمل کیا ۱۱۷۹ھ ہجری مین فیض آباد آکر وہان سلطنت کے کارخانے قائم کیے سوار
وپیادے نوکر رکھے توپین اور بندوقین بنوانے لگے برہان الملک کے وقت کی
شہر پناہ کی دیوارون کو از سر نو درست کیا اور محلسرا کی عمدہ عمدہ عمارتین تعمیر کرائین
اور یہ سب قلعہ مین تھین اور قلعہ پختہ تیار کرایا۔ مغلون کے تمام مکان گروا دیے اور
اپنے بعضے متعلقان خانگی کو بھی حکم دیا کہ وہ قلعہ کے باہر مکان بنوائین اور قلعہ سے
ایک کوس کا فاصلہ دے کر ایک وسیع میدان منتخب کرکے اُسکے آس پاس خندق
کھدوائی اُس مین حویلیان بنوانے کے لیے تمام متعلقین اور رسالہ دارون کو حکم دیا

شجاع الدولہ اُس سے نہایت آزردہ تھے مگر اُسکی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اُسکو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا۔ ایک دن تین لاکھ روپے نواب نے منگائے مہانرائن نشے مین مست پڑا ہوا تھا چوبدار کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا۔ بینی بہادر نواب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو اور سود فی صدی دو روپیہ منظور کیا جائے اور خیرآباد کی نظامت فدوی کو دی جائے تو روپون کا انتظام کرکے حاضر کرے۔ پھر پرگنۂ خیرآباد سے یہ روپیہ وصول کرکے مہاجن کو دے کر رسید خزانے مین داخل کردی جائے گی۔ نواب نے اُسکی عرض قبول کرکے خلعت فاخرہ بخشا۔ راجہ نے دوسرے دن ہی زر مقبولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا۔ اسلیے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھ گیا۔ اور اسکے بعد مہانرائن عہدۂ دیوانی سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا اور اُسکے گذارے کے لیے چالیس ہزار روپے سال کی جاگیر مقرر ہو گئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہو کر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اُس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہو گیا۔

آصف الدولہ کی شادی

نادر العصر مین لکھا ہے کہ بینی بہادر جس سال نابینا کیا گیا اُسی سال آصف الدولہ کی شادی ہوئی۔ عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ نواب نے سات ہزار آدمیون کے ساتھ علی بیگ خان شتاب جنگ اور لطافت علی خان جارچی کاشی کو دلی بھیج کر شولاپوری زوجۂ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کو

اور قلعہ کی چوتھائی حصۂ زمین اسمین آگئی تھی۔ دوسرا موتی باغ عین بازار چوک مین
تیار کرایا۔ تیسرا باغ بنوا کر اُس کا نام لال باغ رکھا یہ تمام باغون سے بڑا تھا اور
ایسا عمدہ تھا کہ نوجوان لوگ گروہ گروہ سیر کو جاتے تھے یہانتک مطبوع خاطر تھا کہ شاہ عالم
جبکہ الہ آباد سے فیض آباد مین آئے تو اسی مین اُترے تھے چوتھا آصف باغ اپنے
بیٹے آصف الدولہ کے نام پر تیار کرایا۔ پانچوان بلند باغ شہر کے کنارے پر شہر پناہ
کے اندر لکھنؤ کی طرف تھا۔

نواب روز سوار ہو کر شہر کی درستی کراتے بیلدار اُنکی سواری کے پیچھے پھاوڑے
اور کسیان لیے ہوے پھرتے تھے جس جگہ نشیب و فراز پاتے یا کسی دوکاندار کا چبوترہ
دوکان کے اندازے سے بڑھا ہوا دیکھتے فوراً کھدوا کر جگہ کو برابر کرا دیتے مرہٹون
اور نظام الملک دکھنی اور نواب ضابطہ خان اور ذوالفقار الدولہ نجف خان کے
سفیر بہت سے انبوہ کے ساتھ اسی شہر پناہ مین رہتے تھے۔ اور نعیم خان ثابت خانیون
کی سپاہ کے ساتھ اور بُندیلون اور چندیلون کی جمعیتین اور محمد بشیر خان کے سوارون
کا رسالہ و پیادے بھی اسی شہر پناہ مین مقیم تھے جنکی چھاونیون مین بڑی چہل پہل
رہتی تھی۔ جب اس احاطے نے تنگی کی تو سید جمیل الدین خان اور گوپال راو مرہٹے
کے آدمی شہر سے نکل کر مغرب کی طرف نواہی کے قریب جا بسے اور مرتضیٰ خان و
میر احمد بائیسی والہ و میر ابو و شیخ احسان اجودھیا مین رہتے تھے آدمیون کی کثرت
سے شہر مین کندھے سے کندھا چھلتا تھا راستے مین نکلنا دشوار تھا خاصکر چوک
کے بازار مین بڑی بھیڑ بھاڑ رہتی تھی اور مال و اسباب دوکانون مین کثرت سے
جمع تھا ہر ملک و اقلیم کے تاجر رہتے تھے جنکے پاس قیمتی سامان تھے۔

اور اُسی مین کارخانے اپنی ضروریات کے رکھے جوق جوق ہر قسم کے ہزارون
آدمی آ آکر اُسمین آباد ہونے لگے یہانتک کہ یہ وسیع رقبہ مکانون کے لیے تنگ ہوگیا
کئی سال کے بعد دو کچّی گڑھیان بنوائین ایک اتنی بڑی تھی کہ اُسکا طول و عرض
مشرق و مغرب و جنوب کی طرف ایک ایک کوس کے قریب تھا اور دوسری گڑھی
احاطۂ بیرونی اور قلعہ کے درمیان مین تیار ہوئی تھی اسکا طول و عرض آدھ کوس کا
تھا ان کی دیوارون کا ارتفاع چودہ گز کا اور عرض سات گز کا تھا اُسی سال ترپولیا
جو قلعہ کے چوک مین ہے بنوائی اور چوک مین جنوبی قلعہ کے دروازے سے ناکۂ الہ آباد
تک ایسا وسیع بازار بنوایا کہ اُسمین بھلیان اور چھکڑے آسانی سے چلتے تھے۔
شہر پناہ کی دیوار درمیان سے دس گز چوڑی تھی اور اوپر پانچ گز سے کم چوڑی نہ تھی اکثر
تلنگے سُرخ وردی والے اور سپاہیان نجیب سیاہ وردی والے اسپر رات دن مقرر
رہتے تھے چونکہ یہ دیوارین مٹّی کی تھین اسلیے برسات مین بڑے بڑے چھپر ڈلوا کر اُنکی
حفاظت کردی جاتی تھی گرمیون مین آندھیون اور آتش زدگیون کے خوف سے
اُنکو دور کردیا جاتا تھا ایک لاکھ کے قریب چھپر ہر سال تیار ہوتے تھے۔ اور دو رمنے
بنوائے ایک غربی جانب اسکے دو جانب کچّی دیوارین تیار کرائین اور دو طرف
دریائے گھاگرہ گھیرے ہوئے تھا اسمین ہر قسم کے وحشی چوپائے جیسے چیتل نیل گائے
ہرن پاڑھے وغیرہ چھُڑوائے دوسرا احاطہ مشرق کی طرف بنوایا یہ تین کوس کی مسافت
رکھتا تھا اسمین پندرہ گانؤن آگئے تھے لیکن اسمین جانورون کے چھوڑنے کی نوبت
نہ پہونچی ناتمام رہا۔

شہر مین کئی باغ دلکش بنوائے ایک کا نام انگوری باغ تھا جو قلعہ کے اندر تھا

سپاہ اور سامان جنگ کی تیّاری

شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوج تیار کرنی شروع کی تلنگے اور جھلنگے مقرر کرکے توڑہ دار بندوقون کی جگہ چقماق دار بندوقون سے اُنکو مسلح کیا پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو یکقلم موقوف کردیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب سپاہی نوکر رکھ کے پلٹنین بنائین اور قواعد سکھائی۔ اور سوار اُنکے پاس پچاس ہزار سے کم نہ تھے۔ علاوہ اگلی توپون کے چارسَو توپین نئی تیار کرائین بعض کہتے ہین کہ ایک لاکھ ۳۳ ہزار ہرقسم کے پیادے تھے اور نادر العصر مین لکھا ہے کہ آخر زمانۂ شجاع الدولہ مین اٹھائیس ہزار سوار شیخ احسان مرتضےٰ خان بڑیچ۔ خواجہ اسد خان انکسی اور یوسف خان قندھاری کی افسری مین تھے۔ اور تاریخ شاہیہ مین پیادون کی ستر یا اسّی پلٹنیں بتائی ہین محمد فیض بخش فرح بخش مین کہتا ہے کہ نواب نے اسّی ہزار سُرخ وردی والے تلنگے اور سیاہ وردی والے چالیس ہزار سپاہی جمع کیے تھے۔ بانسی کا شمار سیاہ وردی والون مین تھا اور اپنے بعض خواجہ سراؤن اور چیلون اور غلامون کو انگریزی فوج کی نقل سے جنرل بنایا جنکے ساتھ پلٹنین توپخانے اور اسباب وغیرہ مع متعلقات کے مقرر کیا۔ اُنکے نام یہ ہین۔ محبوب علی بسنت علی۔ شیدی بشیر۔ لطافت علی جس کا عرف خواجہ لطافت ہے۔

رسالہ دارون کے یہ نام ہین مرتضیٰ خان بڑیچ۔ ہمت بہادر۔ امراؤ گر۔ شیخ احسان۔ گرجی بیگ خان یہ نواب کا مصاحب بھی تھا۔ گوپال راؤ مرہٹہ۔ رفیع الدولہ سید جمیل اللہ خان داماد میر جملہ پادشاہی بخشی ابوالبرکات خان مظفر الدولہ تہور جنگ

گھوڑے ہاتھی اونٹ بیل شکاری کُتّے رتھ اور بہلی وغیرہ شہر مین کثرت سے موجود تھے - امیر سردار - شوقین جوان - یونانی حکیم - قوال - رقاص - پری پیکر رنڈیان ہر ایک شہر سے یہان آکر بس گئے تھے اور یہ لوگ بڑی بڑی تنخواہین پاتے تھے - ہر ایک اعلےٰ و ادنیٰ اشرفی اور روپون سے مالامال تھا - افلاس و ناداری نے شہر سے کوچ بول دیا تھا - نواب کا ارادہ شہر کو بڑی رونق پر پہونچانے کا تھا - مگر اُن کی عمر نے وفا نہ کی - ہر اقلیم کا آدمی یہان پایا جاتا تھا - نواب زیادہ تر شہر مین موسم برسات بسر کرتے تھے باقی گرمی جاڑے مین سیر و شکار مین مصروف رہتے تھے دولت کی اتنی کثرت تھی کہ لوگ شب و روز عیش و عشرت مین خوش رہتے تھے غم کسی کے پاس نہین پھٹکتا تھا -

چونکہ نواب صاحب بالطبع عورتون کی صحبت کے شائق تھے اسلیے رنڈیون کی اتنی آبادی ہوگئی کہ کوئی کوچہ اور محلہ اُن سے خالی نہ تھا اور اس فرقے نے اسقدر دولت و مال پیدا کیا کہ اکثر آسودہ حال رنڈیون کے پاس دو دو تین تین پیش خیمے مہیا رہتے تھے اور سفر مین ہر ایک کا پیش خیمہ نواب کے پیش خیمے کے ساتھ چلتا تھا اور دس دس بارہ بارہ خاص بردار اُنکے نوکر ملازم تھے - نادر العصر مین لکھا ہے کہ شاہ دہلی کے ماتحت تمام صوبون مین اودھ کا صوبہ مشہور تھا اور ہر ایک ارکین و سرداران خودسرے میل ملاپ بھی رہا - یوم مسند نشینی سے ایسے جھگڑے اور خرخشے رہے کہ ایک دن بھی آسائش نہ پائی - انگریزون کے مددگار ہونے سے اس ریاست کا زور ہوتا گیا بلکہ موروثی اور خود اختیاری ہوگئی اور دشمنان اندرونی و بیرونی سے نجات پائی -

سُرخ تھی۔

دوسرا بسنت خواجہ سرا اسکے پاس ایکہزار جوان تھے جو جھلنگے کہلاتے تھے انکے پاس بندوقیں نہ تھیں ہاتھون مین نیزے رکھکر نواب کی پالکی یا ہاتھی کے آگے آگے چلتے تھے جھلنگون کے سوا ایک پلٹن بھی اسکے ساتھ تھی فرح بخش مین فیض بخش نے اسی طرح لکھا ہے بعض نے یون لکھا ہے کہ بسنت علی خان کے ساتھ چھ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسکے سپاہی جھلنگے کہلاتے تھے یہ اشتباہ ہے۔ جھلنگون کی وردی سبز تھی جیساکہ عماد السعادت مین ہے۔

محبوب علی خان اسکے ساتھ پانسو سوار اور چار پلٹنین تھین فیض بخش نے ایسا ہی لکھا ہے۔ گلِ رحمت مین لکھا ہے کہ محبوب علیخان کے ساتھ نو ہزار پیادے تھے جو برق یا برق پلٹن یا برق انداز کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار بتائی ہے اور فرزند علی کی ملخص التواریخ مین بارہ ہزار بیان کی ہے جسمین پیادہ وسوار دونون تھے اور تاریخ تیموریہ مین انکی تعداد چھ ہزار درج کی ہے۔ ان کے پاس چقماق دار بندوقین تھین انکی وردی سیاہ تھی۔

عنبر علی خان اسکے ساتھ پانسو سوار اور ایک پلٹن تھی جسکی وردی سیاہ تھی

لطافت علی خان اسکے ساتھ پانسو سوار اور چار پلٹنین تھین اور بعض نے لکھا ہے کہ اسکے ساتھ سات ہزار پیادۂ بندوقچی تھے جو نجیب کہلاتے تھے۔

رگناتھ سنگھ اور پرشاد سنگھ کے ساتھ تین تین سو سوار اور چار چار پلٹنین تھین۔

مقبول علیخان اور یوسف علیخان کے ساتھ پان پانسو سوار تھے۔

ثابت خانی ان کا افسر میر نعیم خان تھا جو نواب کا پُرانا مصاحب تھا انکی تعداد

کاکوروی۔ معزالدین خان شیخ زادۂ لکھنؤ۔ میر حبیب اللہ پسر میر عزیز اللہ خان پنجابی
رفیق آدینہ بیگ خان۔ اور دوسرے رسالہ دار بھی تھے جنکے ساتھ ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار
سوار سے کم نہ تھے۔

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ ہمت بہادر اور امراؤ گر بکسر کی شکست کے بعد
نواب کی بداقبالی کے زمانے مین اُن کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے تھے دونون کچھ عرصے
تک جواہر سنگھ جاٹ والی بھرت پور کے نوکر رہے ہزار پیادہ و سوار انکے حکم مین تھے
کچھ عرصے کے بعد مہنت رام کشن نامی بیراگی نے جسکو جواہر سنگھ اپنا مرشد جانتا تھا
انکے کئی خط پکڑ لیے جو رگھناتھ عرف راگھو کو لکھے تھے اور جواہر سنگھ کو دیدیے جواہر سنگھ نے
دونون کو نکالدیا وہان سے بیک بینی و دوگوش بھاگ کر بندیلکھنڈ پہونچے اور سواے
آستانہ نواب شجاع الدولہ کے کوئی آرام کی جگہ نہ پائی تو عرضی بھیج کر قصورات کی
معافی چاہی۔ نواب نے تسفہ معافی قصورات کا بھیجکر بلا لیا۔ ان دونون گوسائیون
کے پاس تین ہزار سوار تھے اور دونون بھائیون کو اختیار حاصل تھا کہ جسے چاہین اپنے
رسالے سے موقوف کر دین اور جسے چاہین نوکر رکھلین اور جسکو جو تنخواہ چاہین دین
ہر ایک کی ذات خاص کی تنخواہ چار ہزار روپیہ تھی اور رسالے کے لیے جدا جدا ۴۵ ہزار
روپیہ خزانے سے مقرر تھا غرض کہ دونون کو ۹۵ ہزار روپیہ ملتا تھا اسی مین ذات
اور رسالہ دونون کی تنخواہ شامل تھی جیسا کہ عماد السعادت مین ہے۔ فرح بخش مین
شیو پرشاد نے دونون بھائیون کی سپاہ کی تعداد تیس ہزار کے قریب بتائی ہے دونون
گسائین اتنے گستاخ تھے کہ نواب کے سامنے فحش الفاظ ہنسی ہنسی مین باہم بولتے تھے
بسنت علی خان اسکے ساتھ دو کمپو تھے جن مین چودہ ہزار مِلنگے تھے وردی انکی

بھی نہ کیا اگرچہ جلادت و تہور مین زیادہ جانتے تھے بہر صورت تلنگے برق پلٹن اور لطافت علیخان کی پلٹنون سے ڈرتے تھے۔

گوپال پنڈت نام راگھوبسر باجی راؤ کے بھائیون مین سے نواب کا نوکر تھا اسکے پاس ڈیڑھ ہزار سوار تھے اسکا مشاہرہ ۴۹ ہزار روپیہ تھا بحالی و برطرفی کا اسکو بھی اختیار تھا جیسا کہ امراؤ گر اور ہمت گر کو تھا سواے ان تینون کے اور کسی کو یہ اختیار نہ تھا کیونکہ نواب خود دیکھتے تھے اور ہر شخص کے نام پر دستخط کرتے تھے۔

شیخ احسان ساکن میہم متصل دہلی کے ساتھ سات سو سوار تھے بعض کتابون مین اسکی قوم کمبوہ بنائی اور پورا نام احسان علی ہے۔

مرتضیٰ خان بڑیچ۔ ساکن تھانہ پسر مصطفےٰ خان بیر جنگ کے ہمراہ پانسو سوار تھے یہ شخص مہابت جنگ کا نوکر تھا آقا سے منحرف ہوکر بنگالے مین بغاوت کی اور کچھ نہوسکا نواب شجاع الدولہ کے پاس چلا آیا۔

سات آدمیون کا افسر عملدار کہلاتا تھا اور پندرہ کا افسر حوالہ دار بولا جاتا تھا اور ۳۰ یا ۲۵ کا افسر جماعہ دار ہوتا تھا۔ اور سنو آدمیون کی ایک کمپنی ہوتی تھی جس کا افسر صوبہ دار تھا۔ اور پلٹن کے مالک کو کمیدان کاف کے ضمے سے کہتے تھے۔ یہ لفظ کپتان کا مرادف ہے۔ یہ تلنگون کا حال ہے۔ نجیب پلٹن مین ۲۵ آدمی کے سردار کو جماعہ دار کہتے تھے اور پچاس آدمی کے افسر کا نام نائب تمن تھا اور سو آدمیون کے افسر کو تمندار بولتے تھے اور پانسو آدمیون کا افسر البوش دار کہلاتا تھا اور پلٹن کا مالک سالار بولا جاتا تھا تمام نجیبون کے

بارہ ہزار تھی۔

بائیسی یاد رکھو کہ ۲۲ ہزار بندوقچیون کی جماعت نواب نے علیحدہ مقرر کر کے اُنکا نام بائیسی رکھا تھا وردی ان کی سیاہ تھی سرداران کا میر احمد پسر میر کریم اللہ مصد تھا ان کی توڑہ دار بندوقون کے سر کرنے کے مقابلے مین انگریزی چقماق دار بندوقون کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپے ماہوار پر نوکر رکھے تھے ان مین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اُنکے پاس توڑہ دار بندوقین تھین مگر وہ اُنکو بھرتی سے آگ بتلاتے تھے چونکہ وہ لوگ شریف و نجیب تھے اسلیے اُنکی خاطرداری زیادہ تھی اور تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بیان کیا ہے کہ چند پلٹنون کی وردی سبز تھی اور یہ نجیب پلٹن کہلاتی تھی اسکی تنخواہ چھ روپیہ فی سپاہی مقرر تھی اور کوئی رذیل آدمی اسمین نوکر نہین ہو سکتا تھا اگر کوئی رذیل نوکری کر لیتا تو گدھے پر سوار کرا کے تشہیر کرایا جاتا اور تلنگون مین ہر قسم کے آدمی تھے۔ باقی پلٹنون کا مشاہرہ سات ہزار روپیہ تھا۔ تلنگے اسقدر نجیبون سے ڈرتے تھے کہ پچاس تلنگے دو نجیبون کا سامنا کرنے کی قدرت نہین رکھتے تھے۔ تلنگہ سوائے میان صاحب کے دوسرا لفظ نجیب کو نہ کہتا تھا اور نجیب سوائے فحش کے اور کوئی دوسری لفظ سے اُسکو خطاب نہ کرتا۔ یہ گنون مین بھی جو کام ہزار تلنگون سے نکلتا وہ کام سو نجیب سرانجام دیتے۔ بقول مؤلف عماد السعادت کے نجیبون کی ستر پلٹنین تھین نجیب وہی لوگ تھے جنکا سپہ سالار میر احمد تھا نواب شجاع الدولہ نجیبون کے غرور سے خوش نہ تھے اسلیے مشاہرہ ان کا تلنگون کے برابر

دن کابل سے فیض آباد خبر آجاتی تھی۔

انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہو کر اُن سے عہدنامہ کرنا کہ وہ پینتیس ہزار سے زیادہ سپاہ نہ رکھین گے

۱۱۸۲ھ ہجری مین کارپردازان انگریزی کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ اُنکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کرلین اسلیے انگریزون کو یہ امر ضروری متصور ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جس کی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو۔ چنانچہ ۱۹ ر رجب ۱۱۸۲ھ ہجری مطابق نومبر ۱۷۶۸ء کو مقام بنارس مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا جسکا مضمون یہ تھا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہ رکھین گے اسمین پیادہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا اور اسمین دس ہزار سوار ہونگے اور دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جماعہ دار اور حلدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہون گی اور پانسو سپاہ توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ رگولر یعنی فوج آئینی ہوگی اُنکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کے مثل ہونگے اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا دس ہزار فوج مذکورۂ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے

پاس توڑہ دار بندوقین تھین اور تلنگون کی پلٹنون مین چقماق دار۔ مگر میر احمد افسر اعلے نجیبان نے ایسی مشاقی سے قواعد کرائی تھی کہ چقماقی سے بھی جلد چھوڑتے تھے سو کے قریب فرانسیس نوکر تھے یہ لوگ پلٹنون کو قواعد سکھاتے تھے توپین تیار کراتے تھے اور دوسرا لڑائی کا سامان اور بندوقین بنواتے تھے بڑے سویرے سے شام تک اور شام سے صبح تک آواز تنبورون اور ڈھولون کی پلٹنون مین رہتی تھی اور کرنال کی آوازین گجردم برابر ایسی آتی تھین کہ کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے۔

نادر العصر مین شجاع الدولہ کی سپاہ کے انتظام کو ناپسند کیا ہے اور اچھا نہین بتایا ہے کہا ہے کہ اُنکے اکثر سپاہ سالار خواجہ سرا تھے کہان شجاعت کا فرقہ اور کہان افسری مخنّث خواجہ سراؤن کی۔ اسی عہد سے عیاشی اس ریاست اور ارکان مین ہوتی گئی۔

نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بہ ماہ ملتی تھی گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولھا سولھا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی چارون طرف پکار ہوگئی کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کرلیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تھا دفتر تحریر عمدہ حالت مین نہ تھا دفتر کے کاغذات مُرتّب نہ تھے اُنکے دفتر کے متصدیون کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا نواب کی سرکار مین ۲۲ سو ہرکارے اور جاسوس نوکر تھے اور بعض نے مبالغہ کرکے اٹھارہ ہزار بتائے ہین ساتوین دن پونا سے اور گیارھوین دن کابل سے خبر آتی تھی اور کسی نے لکھا ہے کہ نوین دن پونا سے اور بارھوین

راجہ درشن ناظم قوم برہمن کو جو سرکار اودھ مین با اختیار تھا ملا ۔

نواب کے عدل وداد کی حکایات

ایک دن ایک مغل گھوڑا دوڑا رہا تھا ایک بوڑھی عورت اُدھر سے نکلی اور گھوڑے کی جھپیٹ مین آکر مر گئی مغل نے اسکی کچھ پروا نہ کی اور چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد اُس عورت کا بیٹا اور دوسرے چند آدمی اُسکو چارپائی پر ڈال کر نواب کے در دولت پر لائے اُسوقت نواب سیر کے لیے روانہ ہو رہے تھے کہ دور سے اُس چارپائی پر نظر پڑی دریافت کیا کہ یہ کیا ہے لوگون نے حقیقت حال عرض کی حکم ہوا کہ ہماری سواری کے ساتھ چلے آئین اور وہ جگہ بتائین جہان مغل کے گھوڑے نے اسکے لات ماری اُنھون نے ساتھ آکر وہ مقام بتا دیا نواب نے ہاتھی روک لیا اور وہان دریافت کیا کہ وہ سوار کدھر گیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ اس طرف گیا ہے ۔ جاسوسون کو حکم دیا کہ کوچہ بکوچہ پھر کر پتا لگائین پھر بھر کے بعد وہ لوٹے اور مغل کا نام و نشان معلوم کر کے ظاہر کیا اُسوقت تک نواب وزیر ہاتھی پر سوار وہین کھڑے رہے ۔ نواب نے اُس مغل کے حاضر کرنے کے لیے حکم دیا ۔ جب نواب کے آدمی اُسکے بُلانے کو پہونچے تو اُسکے ساتھی مسلح ہو کر کہنے لگے کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہے یہ سوار وہان نہین جائیگا نواب صاحب نے ایسی بے انصافی پر کمر باندھی ہے کہ ایک بوڑھی عورت کے لیے جسکی عمر ستر سال سے متجاوز تھی مغل نوجوان کو جو کام کے قابل آدمی ہے مار ڈالنا چاہتے ہین ہر ایک شخص اپنی قوم کا پاس و لحاظ کرتا ہے مگر نواب کو

فضل العظیم ۱۲ تاریخ ۱۲۱۳ ... مکھنؤ

فقط اُنکی قواعد انگریزی فوج کی طرح ہوگی اور یہ اقرار کیا کہ ۵ ۳ ہزار پیادہ وسوا
کے سوا جسقدر سپاہ اُنکے پاس ہے اُسکو برطرف کردینگے اور اس شرط کی تعمیل
تین مہینے کے عرصے مین تمام وکمال کردینگے اور اپنے اقرار پر قرآن کی قسم کھائی۔
کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا فساد منیر الدولہ کا تھا جسکے بہکانے
سے نواب کی طرف سے انگریزون کے دل مین شک پڑگیا عین برسات مین
اس خدشے کے رفع کرنے کے لیے بنارس مین نواب کو گورنر جنرل کے پاس جانا پڑا
گورنر نے اُن سے یہ کہا کہ آپ نے نئی فوج بھرتی کی ہے اور پٹھانون سے اتفاق
کیا ہے شاید کہ آپ کو ہم سے محبت توڑنا منظور ہے نواب نے کہا کہ پٹھانون
سے ہماری موافقت کا حال آپ پر جلد کھل جائے گا خدا گواہ ہے کہ یہ خیال
ہمارے ذہن مین نہین ہے۔ بعد اسکے نواب فرخ آباد ہوتے ہوے مقام اٹاوہ
کو چلے گئے۔

خزانۂ نواب شجاع الدولہ

نواب نے بعد اسکے خزانے کا یہ انتظام کیا کہ جسقدر روپیہ آمدنی ملک کا
خرچ کے بعد بچتا تھا وہ اُس کو بہو بیگم صاحبہ کے تفویض کردیتے تھے چنانچہ بہو بیگم صاحبہ
نے اُس خزانے کا نام چورا بھونرا رکھا تھا اس خزانے مین اسقدر روپیہ تھا
جس کے ایک حصّے سے بیگم نے وثیقہ متعلقین وملازمین خاص کا کرایا اور اپنی
زندگی بھر نہین معلوم کس قدر خرچ کیا اور وفات کے بعد بھی چھہتر لاکھ روپیہ نقد ایک
قسم کا رکابی دار سکے کا برآمد ہوا۔ مشہور ہے کہ اس خزانے سے بہت کچھ روپیہ

اسکے انتہا درجے کا شریر تھا۔ نواب باوجود حرکات بد کے اُسکی بہادری کی وجہ
سے خاطر کرتے تھے ایک دن اُس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور نواب کے چوبدار سے
جھگڑا کیا تلوار لے کر اُسپر دوڑا دو تین دن نواب نے تغافل کر کے غلامان حبشی کو
حکم دیا جنھون نے اُسکے بدن کو گولیون سے چھلنی کر دیا پھر سر کاٹ لیا۔

فیض آباد مین ثابت خانیون کا ہنگامہ اور اُن کی بربادی

ایک دن فیض آباد مین ایک جھلنگہ بنیے کی دوکان سے آٹا خرید رہا تھا
اُسی وقت ایک ثابت خانی جوان دوکان پر آیا اور اُس بنیے سے کہا کہ مجھے
دو پیسے کا گھی دیدے بنیے نے کہا کہ ذرا ٹھہرئے کہ اس سپاہی کو آٹا دیدون۔
ثابت خانی نے آٹے کی ترازو اُسکے ہاتھ سے لیکر اوندھا دی آٹا بٹ گیا بنیے
نے جھلنگے کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ تمھارا آٹا تھا دام مین تم سے لونگا ابھی کوئی
بات جھلنگہ کہنے نہ پایا تھا کہ ثابت خانی نے تند ہو کر بنیے کو کہا کہ اے بُچّے
تو مجھے ایک ذلیل جھلنگے سے ڈراتا ہے اگر تیز نگاہ سے اسکی طرف دیکھون تو
پیشاب نکل جائے۔ جھلنگے نے کہا کہ میان ثابت خانی آدمیون کی طرح
بات کرو مین نے تم کو کیا کہا تھا جو تم مجھے بُرا کہنے لگے۔ ثابت خانی نے گالی دیکر کہا
کہ جا چلا جا ورنہ ابھی مزا چکھا دونگا۔ جھلنگے کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور کہا
کہ تو نے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے جو ایسی زبان درازی کرتا ہے۔ ثابت خانی
تلوار سونت کر دوڑا جھلنگہ بھی تلوار لے کر مقابل ہوا لیکن ثابت خانی کا ہاتھ پڑ گیا

اپنی قوم کی کچھ رعایت منظور نہین ہم آپ اپنے بھائی ہندی کا پاس کرینگے
اور اس مغل بیچارے کا کیا قصور ہے وہ گھوڑا دوڑا رہا تھا اُس نامراد عورت نے
اپنے آپ کو کیون نہین بچایا کہ پامال ہوگئی اگر عمداً اُسنے عورت کو گھوڑے سے
کچلوایا ہوتا تو اُسکا قصور تھا جو کچھ ہوا بے خبری مین ہوا گناہ وہ ہے جو دیدہ و دانستہ
کیا جائے اور جو کچھ بے خبری مین کسی سے ہوتا ہے اُسکا شمار نہین ہوتا ہم کو
نواب کی ذات سے یہ توقع تھی کہ اگر کوئی مغل کسی ہندوستانی کو عمداً بھی مار ڈالتا
تو نواب عصبیت قومی سے باز پرس نہ کرتے یہ ہم نہ جانتے تھے کہ نواب ایک نوّے
برس کی بوڑھی عورت کے واسطے جو اپنی حماقت سے ہلاکت کو پہونچی جوان
مغل کو جلاد کے حوالے کرینگے - نواب کے آدمیون نے جو کچھ سنا تھا حاضر ہوکر
حرف بہ حرف عرض کیا یہ سُنتے ہی آتش قہر وغضب نواب کی بھڑکنے لگی اور کہا
کہ امیر المومنین میرے پیر ہین وہ جبتک اُس مجرم کو یہان نہ پہونچا ئینگے یہان سے
کہین نہ جاؤن گا گو ایک سال گذر جائے اور نہ کھانے پانی کی طرف رغبت کرونگا
یہ عاجزی کی بات اس لیے تھی کہ مغل لوگ اُسوقت تک قوت رکھتے تھے اور اُنکے
مقابلے کے لیے دوسری سپاہ طاقتور ابھی تیار نہونے پائی تھی پہر دن چڑھا
ہوگا کہ سواری بازار مین پہونچی تھی اُسوقت سے گھڑی بھر دن باقی رہے تک
وہین سوار کھڑے رہے - آخر کار اُس مغل کو حضور مین پہونچایا نواب نے جلاّد
سے اُسکے ٹکڑے کرادیے بعد اسکے دیوان خانے کو لوٹ گئے اور ہاتھ دھوکر
پہلے دوگانہ شکر ادا کیا پھر کھانا کھایا۔

(۲) ملا خان نام ایک پٹھان جلادت و شجاعت مین بے نظیر تھا ساتھ ہی

توپون اور رہکلون کے ساتھ اور تمام سوار آگئے اور یہان سے وہان تک
صف بندی کرلی۔ کپتان ہارپر بھی جس کا خطاب سرفرازالدولہ ہے اور نواب
شجاع الدولہ کے پاس گورنر جنرل کی طرف سے رزیڈنٹ تھا اپنے ساتھ کے
تمام انگریزون اور آدمیون کو تیار کرکے فوج مین شامل ہوگیا۔ نواب وزیر ہاتھی
کی عماری مین سوار ہوکر فوج مین آئے اور اب پھر دو ایک آدمی ثابت خانیون
کے افسرون کے پاس بھیجے اور کہلایا کہ اس حرکت سے باز آجاوٗ اُنھون نے کچھ
نہ سُنا بلکہ ایک بان نواب کی فوج کی طرف چھوٹا۔ نواب نے خفا ہوکر حکم دیا کہ ان
ناحق شناسون کو مارو۔ فوج کے آدمی نیزے لے کر اُن پر لپکے۔ اُنھون نے
بندوقین سرکین اور اُن دونون توپون کے پاس پہونچ گئے جو راستے پر اُن کی
تہدید کے لیے کھڑی کی گئی تھین اس درمیان مین ہمت بہادر اور امراوٗ گرنے
اُن کے مکانون کے پاس پہونچ کر چھپرون مین آگ لگادی اُن کی عورتین
بچون کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر نکل پڑین اور چلانے لگین اُن راجون کے سوارون نے
عورتون سے تو کچھ تعرض نہ کیا لیکن مکانون مین گھُس کر اُنکو لوٹ لیا اس خبر کے
سُننے سے ثابت خانیون کے ہوش اُڑ گئے اور پہلے حملے مین جو مرتضیٰ خان بڑیچ
اور گوپال راوٗ مرہٹہ کی طرف سے ہوا تھا پسپا ہوگئے۔ دلاورون نے اُنکا تعاقب
کیا وہ بھاگنے لگے اور اکثر خندق مین گر گئے۔ اور زخمی ہوے۔ بہت سے گلیون
مین گھُس گئے اور لوگون کے دروازون مین چھپنے لگے تھوڑے سے نہایت
عاجزی کرکے حملہ آورون کے گھوڑون کے سامنے لیٹ گئے توپین اور ہتھیار
دے دے کر چارون طرف بھاگ گئے اگرچہ بظاہر ثابت خانیون کا رسالہ کہلاتا تھا

جھلنگے نے زخمی ہوکر شور کیا اُسکی آواز پر دوسرے جھلنگے جمع ہوگئے اور اُنھون نے ثابت خانی کو لاتون۔ گھونسون اور لکڑیون سے بہت مارا اور چھوڑکر چلے گئے ثابت خانی نے اپنے مجمع مین جاکر لوگون سے پٹنے کا حال بیان کیا واقعہ طلب لوگ مسلح ہوکر جھلنگون کے داروغہ میان بسنت کے مکان پر چڑھ گئے اور محاصرہ کرلیا بسنت دوسرے دروازے سے نکلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اور اپنے اوپر حملہ ہونے کا حال عرض کیا نواب نے ثابت خانیون کے رسالہ دار نعیم خان کو حکم دیا کہ جاکر اُن کو سمجھادو کہ آپس مین ہنگامہ آرائی نامناسب ہے محاصرہ اُٹھاکر اپنے رسالے مین چلے جاؤ اُس نے چند افسرون کو بلاکر نواب کا ارشاد اُن سے بیان کیا اُنھون نے جوابدیا کہ ہم اب کسی کے نوکر نہین ہین ایسی نوکری پر لعنت ہے کہ لنگوٹی بند جھلنگے ثابت خانی کو مارین اور ہم ڈرکر کچھ نہ کہین اسقدر بے عزتی کی ہم سے توقع نہ رکھنی چاہیے اور تم کس قابل ہو کہ ہمکو سمجھاتے ہو تمھاری لیاقت اس سے زیادہ نہین ہے کہ مسخرگی مین ہم سے سبقت لیگئے ہو نواب صاحب نے آج تک تلنگون اور جھلنگون پر جو لنگوٹی لگائے پھرتے ہین حکومت کی ہے ثابت خانیون سے اُن کو کام نہین پڑا ہے۔ قسم خدا کی جبتک ہم ہر ہر جھلنگے کے سر پر ہزار ہزار جوتیان نہ مارلین گے اپنی کمرین نہ کھولین گے اور تمام شہر کو برباد کردین گے۔ میر نعیم خان اس جواب سے دل مین بے حد مکدر ہوکر نواب کے پاس پہونچا اور جو کچھ اُن سے سُنا تھا عرض کردیا۔ نواب نے اُسی وقت تمام سپاہ مین حکم بھیجا کہ تیار ہوکر دروازۂ قلعہ سے میان بسنت جھلنگون کے داروغہ کی حویلی تک جمع ہوجائین حکم پہونچتے ہی تلنگون کی پلٹنین نجیبون کے رسالے اور برق پلٹن

کہ سوائے مسلمانون کے اور دوسرے بندگان خدا سے عداوت رکھین اور جو کچھ آپ نے میری قدرت وحشمت کا حال سُنا ہے وہ دوسرون کے لیے ہے نہ انگریزون کے واسطے مین ہمیشہ یہ آرزو رکھتا ہون کہ انگریزون کے دشمنون پر حملہ کرون نہ کہ خود اُن سے لڑون۔ یہ دنیا چند روزہ ہے دنیا کی بدنامی کے سوا خدا کو اس محسن کُشی کا کیا جواب دونگا۔ یہ خریطہ اپنے دو جاسوسون کے ہاتھ حیدرعلیخان کے پاس نہایت احتیاط سے بھیجا اتفاقاً ہاربر صاحب رزیڈنٹ کے تلنگون نے اُن جاسوسون کو پکڑ لیا۔ صاحب مذکور نواب سے نہایت عداوت رکھتا تھا اُسکے ملنے سے وہ بیحد خوش ہوا اور کھولکر عطا حسین خان باشندۂ اٹاوہ کو دیا یہ شخص خط شکستہ لکھنے مین بڑا کامل تھا جب مضمون سُنا تو بہت شرمندہ ہوا اور نواب کے پاس اُسکو لے کر گیا۔ معذرت کر کے اُنکے حوالے کردیا اور کہا کہ جب آپ کا دل چاہے حیدرعلیخان کے پاس بھیجدیجیے لیکن میری خواہش یہ ہے کہ مین اسکو اپنے خط کے ساتھ گورنر جنرل کو بھیجدون تاکہ وہ بھی اس کا مضمون سُنکر خوش ہوجائین نواب نے اجازت دی رزیڈنٹ نے وہ خریطہ وہان بھیجدیا گورنر جنرل بہت خوش ہوے اور نواب کی صفائی طبیعت کا حال اُنکے اور اُنکی کونسل کے ممبرون کے خاطرنشین ہوگیا۔ گورنر نے وہ خریطہ رزیڈنٹ کو واپس کردیا اُس نے نواب کو دیدیا نواب نے حیدرعلی خان کے پاس بھجوادیا۔

حیدرعلیخان فتح خان نائب کا بیٹا ہے ابتدا مین سپاہیون کے زمرے مین میسور کے راجہ کا نوکر تھا یہان تک ترقی کی کہ ۱۱۷۳ھ ہجری مین راجہ کو قید کرکے خود والی ملک ہوگیا اور جب تک جیا ہمیشہ اُدھر کے انگریزون سے لڑتا رہا

مگر اس مین دوسری جگھون کے آدمی بھی بہت سے نوکر تھے۔

حیدر علیخان والی سرنگ پٹن کا نواب کو انگریزون کی مخالفت پر آمادہ کرنا۔ نواب کا انکار کردینا

عماد السعادت و تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین لکھا ہے کہ حیدر علیخان والی سرنگ پٹن نے نواب شجاع الدولہ کو ایک خط لکھا کہ نہایت افسوس ہے کہ آپ کے پاس اسقدر توپخانہ اور پیادہ و سوار کی فوج ہے اور نصاریٰ نے ہمارے اور آپ کے مذہب کے دشمن ہین اور تمام مسلمانون کے بدخواہ ہین ان کو ممالک بادشاہی سے نہ نکالا جائے اگر میرا مشورہ آپ قبول کرین تو اس طرف سے مین مسلمانون کی اور فرانسیسیون کی عظیم الشان سپاہ لے کر یورش کرون اور اُدھر سے آپ حملہ کرین اور تمام امراے ہندوستان کو بھی شریک کرلین تو یقین ہے کہ اس قوم کی جڑ اُکھڑ جائے اور کلکتہ دار الاسلام بن جائے۔ پھر اُسپر آپ قبضہ کرلین نواب نے اسکے جواب مین ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جب پہلے ہم نے انگریزون سے لڑائی کی تو کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا آخر کار انگریزون نے اپنی مرضی سے ہمارا تمام مُلک چھوڑ دیا اور ہماری حکومت ہم پر بحال کردی پس افسوس ہے کہ ایسے احسانات کے عوض مین دل مین بُرائی رکھی جائے ہماری دولت کا قیام انکی وجہ سے ہے مذہبی تعصب کی وجہ سے مُحسن کُشی پر کمر باندھنا کب جائز ہے۔ اسلیے محسن کُشی آسان کام نہین پس مین کمر محسن کُشی پر نہین باندھ سکتا تعصب مذہبی ایسے لوگون کا کام ہے جو انصاف سے کام نہین لیتے ورنہ خاصان خدا کی یہ شان کب ہے

اشتیاق رکھتے تھے۔ مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے اسلیے وہ اس ارادے کو پورا نہ کرتے تھے۔ ۱۱۷۴ہجری مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون مین اور نربدا کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے۔ وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے اور اُن کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنھون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزاے واقعی دین۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کے لیے اُنھون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹھائین ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتۂ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیر الدولہ اُن سے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تھا بادشاہ نے اُسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام جزئی و کلی کامون کا مختار بنایا اُس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین رہتے ہین اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے چلین تو مناسب ہے اُنکی صلاح کے مطابق اُن کامون کا ارادہ کرنا چاہیے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین بادشاہ نے قبول فرمایا۔ اور عماد السعادت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود وزیر نے ۱۱۸۳ہجری مین بادشاہ کو الہ آباد سے فیض آباد بلایا تھا بہرصورت بادشاہ الہ آباد سے کوچ کر کے فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے مع اپنے بیٹون کے سلطان پور تک کہ بیس۲ کوس کا فاصلہ ہے استقبال کر کے فیض آباد کے لال باغ مین ٹھہرایا اور اُنکی بیگمات بھی

آخرکار غرۂ محرم ۱۱۹۷ھ ہجری مطابق ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء کو قضا کی سرنگ پٹن مین ایک باغ مین جس کا نام لال باغ ہے مدفون ہوا بعض نے حیدر علیخان بہادر اُسکی وفات کی تاریخ بتائی ہے اس حساب سے ۱۱۹۶ھ ہجری مین مرنا ثابت ہے اُسکے بیٹے ٹیپو نے مسندنشین ہوکر اپنا لقب ٹیپو سلطان مقرر کیا یہ نہایت شجاع و دلیر تھا انگریزون سے بڑی بڑی جنگین کین پچھلی لڑائی مین ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ مطابق ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو مقتول ہوا اُسوقت سے سرنگ پٹن مین انگریزون کا قبضہ ہے اور میسور وہان کے راجہ کے ایک وارث کے حوالے کردیا گیا۔

شجاع الدولہ اور انگریزون کا بادشاہ کو الہ آباد چھوڑکر دلی جانے سے روکنا لیکن اُنکا مرہٹون کے اختیار مین ہوجانا۔ مرہٹون کا اُنکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار تھا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کرلی وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کوڑے کی نظامت پر مامور تھا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن اُسکو اُس خدمت سے معزول نہین کراسکتے تھے آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کیے اور کوڑے کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی اور نجف خان کو معزول کرادیا۔ ابھی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے سرکار کمپنی نے اُنکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادیے تھے اور چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا دیتی تھی مگر بادشاہ کو دلّی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا

شہر کو چھوڑ کر سکر تال کو چلے گئے - ہر چند گورنمنٹ انگریزی نے اُنکو منع کیا مگر اُنھون
نے نہ مانا شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی صرف حسام الدین خان کے مشورے
سے یہ کام ہو رہا تھا شجاع الدولہ بذات خاص بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے
کے لیے اُن کے پاس روانہ ہوے اُدھر الہ آباد سے بادشاہی خیمے بطور پیش خانہ
کے روانہ ہو کر سراے عالم چند مین کھڑے ہو گئے تھے سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین وزیر
بھی فیض آباد سے کوچ کر کے سراے عالم چند مین کہ الہ آباد سے نو کوس کا
فاصلہ رکھتی ہے جا پہونچے اور لشکر شاہی سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرے
بادشاہ کے حکم سے اُنکے شاہزادے اکبر شاہ ثانی نے کہ اسوقت مین گیارہ برس
کے تھے ڈیڑھ کوس پر استقبال کیا اُسوقت اُنکی خواصی مین وزیر کے بیٹے
سعادت علی خان تھے جو چودھوین سال مین لگے تھے - وزیر شاہزادے کے
ساتھ بادشاہ کے حضور مین پہونچے اور سلام سے مشرف ہو کر خلعت پہنا دوسرے
دن بادشاہ نے دعوت کی انگریزی جرنیل بھی یہان آگیا تھا بادشاہ نے
سات دن یہان قیام کیا شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک
سال اور توقف کرین بعد اسکے مین ساتھ چل کر دار الخلافت کا بندوبست کرونگا
جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک
انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین اور پھر رخصت ہو جائین وزیر کوڑہ جہان آباد
سے اپنے صوبے کو رخصت ہوے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہے اور بعض
کتابون مین لکھا ہے کہ وزیر اور انگریز کانپور تک ساتھ رہے یہان سے وزیر
اپنے بیٹے سعادت علی خان کو ساتھ لیکر فیض آباد کو چلے گئے اور بادشاہ دلی کی

آداب استقبال بجالائین یہان شاہی متوسلون کی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری ہوئی اور تین لاکھ روپے اور بقولے چار لاکھ روپے نذر کئے اور ایک قول کے مطابق گیارہ لاکھ روپے کا نقد وجنس دیا تین روز یہان رہ کر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی اُنھین دنون وزیر کے بیٹے سعادت علی خان کو حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت ملا اور وزیر نے اُنکو بادشاہ کے حضور مین اس عہدے کی تکمیل کے لیے رکھدیا حسن رضا خان اور راجہ لچھمی نرائن اُنکے پاس مقرر کیے گئے تاکہ جو کچھ دربار کی حقیقت ہو ہر روز لکھتے رہین سعادت علی خان کی عمر اسوقت مین بارہ سال کی تھی۔ بادشاہ نے دہلی کا قصد اسلیے نہین کیا کہ وہان شرف الدولہ نواب ضابطہ خان قابض ہوگئے تھے اور خوف تھا کہ مرہٹون سے موافقت کرکے کوئی جھگڑا اکھڑا کردین اسلیے اول یہ مناسب سمجھا کہ مرہٹون کو متفق کرلیا جائے اسلیے الہ آباد پہونچکر یاقوت خان نائب ناظر کو مرہٹون کے پاس بھیجا اور قبل اسکے سیف الدین خان کو اُنکے پاس بھیج چکے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپے بھی مرہٹون کے لیے نائب ناظر کے ساتھ کردیے تھے اور اُنکو بہت سی رعایتون کا امیدوار بنایا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھ غنیمت حضور مین پہونچے گی وہ آدھی مرہٹون کو دی جائے گی۔ مرہٹون نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ حضور الہ آباد اور کوڑہ منیر الدولہ کے تفویض کرکے ادھر آجائین جب تمام مراتب طے پاچکے تو بادشاہ نے دلّی کے چلنے کا عزم مصمم کیا منیر الدولہ اور انگریزون کی یہ خوشی نہ تھی کہ بادشاہ دلّی کو جائین ضابطہ خان دلّی پر قابض تھے جب اُنھون نے مرہٹون کی ادھر آمد کا حال سُنا تو مشوش ہوکر

له انتخاب رفیعی بحوالۂ حسن خان مین (؟) کے سالہ مطبوعہ حاجی بنج ۱۲

شاہ عالم کا تخلص آفتاب تھا ایک شاعر نے اُنکے ورود دہلی کی کیا اچھی تاریخ کہی ہے ؎

زینت دہِ تاج و تخت شاہِ عالم   بادولت و بخت و کامیابے آمد
تاریخ ورود او ز ہاتف جُستم   گفتا کہ زشرق آفتابے آمد

اگرچہ بادشاہ کو اسوقت کچھ خوشی حاصل ہوگئی مگر عمر بھر مرہٹون کی رفاقت سے پشیمانی اُٹھائی نہ ملک ہی ملا نہ دولت ہی ہاتھ آئی بلکہ جو کچھ تھا وہ بھی باقی نہ رہا اور مرہٹے مالامال اور صاحب اقبال ہو گئے بادشاہ کی قابل رحم حالت کا اندازہ ایک دوہے سے ہوتا ہے شان نزول اُسکی یہ ہے کہ وقائع عالم شاہی مین جو عالم شاہی سے علیحدہ کتاب ہے ۱۱۹۹ھ کے واقعات مین لکھا ہے کہ ایک مقام مین بادشاہ کی طبیعت علیل ہوگئی جب صحت ہوئی تو مادھوجی عرف مہاجی سیندھیا صدقہ لایا اُس وقت بادشاہ نے یہ دوہا بنا کر بطور طرّے کے اُسکی پگڑی مین رکھ دیا ؎

ملک و مال سب کھوے کر پڑے تمھارے بس   مادھو ایسی کیجیو آوے تم کو جس

سرداران روہیلہ کو مرہٹون کے اس طرف آنے سے بڑی تشویش پیدا ہوئی کیونکہ ان مین اور اُن مین سخت عداوت تھی اس باب مین حافظ رحمت خان نے جو خط بھرت پور کے مہاراجہ نول سنگھ کو لکھا ہے اور جواب اُسنے دیا ہے اُنکے دیکھنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے نقل اُن کی اُن خطون سے جو بھرت پور سے ملے ہین یہان درج کرتا ہون (خط حافظ رحمت خان بنام مہاراجہ نول سنگھ)

راجہ صاحب بسیار مہربان مخلصان سلامت

بعد ترقیم مدارج اشتیاق ملاقات بہجت آیات گرامی کہ زیادہ از اندازۂ بیان ست

طرف عازم ہوے راستے مین فرخ آباد پہونچے تو نواب احمد خان نے بادشاہ کو
نذر بھیجی اور غلبۂ بیماری کی وجہ سے خود حاضر نہو سکا - عدم حاضری کا عذر کہلا بھیجا
بادشاہ کے ورود سے دو روز کے بعد اُس کا انتقال ہوگیا اُسکا بیٹا دلیر ہمت
باپ کا جانشین ہوا اور بادشاہ کے حضور مین پیشکش بھیجا بادشاہ نے اُس کو
مظفر جنگ خطاب دیا ۲۲ دن بادشاہ یہان رہے پھر دلی کی طرف روانہ ہوے
اور آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد مین مذکور ہے کہ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ
مطابق ۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو
شاہ عالم الہ آباد سے دلی کو جاتے ہوے دوسرے روز مع پانچہزار ہمراہیون
اور شجاع الدولہ اور دوسرے سردارون کے موضع سریا پرگنۂ پہاڑہ مین پہنچے
یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشۂ جنوب و مغرب مین واقع ہے احمد خان کے
بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپے سات ہاتھی گیارہ گھوڑے بادشاہ
کی نذر مین پیش ہوے اور ایک لاکھ روپے نواب نجف خان کو دیے گئے تاریخ
مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ معاملہ طے پایا - بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر
خطاب دیا - اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا - یہان بائیس روز قیام کر کے شاہ عالم
نبی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے چلے گئے جہان وہ تین مہینے تک
مہاجی سیندھیا کے دلی سے آنے تک مقیم رہے وہان سیندھیا بیس ہزار فوج
اور پچاس توپین لے کر پہونچا اور شریک ہوا مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو
ہر شان و تجمل دلی کو لیگئے اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو تخت نشین کیا -

سماوی کامیاب گشتن ضرورت لاحق نخواہد ماند نظر براینکہ ملک مقبوضۂ آن مہربان درگزار سیلاب فسادست و انقلاب ہا سریع الظہور لہذا در خدمت قلمی شدہ کہ فردا در عالم اخلاص جای شکایت نباشد باقی مراتب از گفتۂ منشی چتر بھوج داس واضح ضمیر منیر خواہد شد زیادہ چہ برطرازد۔

جواب مہاراجہ نول سنگھ بہ حافظ رحمت خان

نواب صاحب مہربان مخلصان سلامت

صحیفۂ گرامی وصول نمودہ موجب ابتہاج موفورہ گردید انزواہمہ خاطر بسبب آمد آمد اہل دکن و این کہ آن مہربان بمقتضاے صفائے محبت و خلاص تقدیم شرائط دوستی ہا مستعد و مصروف بادیگر مراتب دور اندیشی کہ رقم پذیر خامہ تو د دنگار گردیدہ بود مفصل دریافت شد۔ مہربان من حفظ مراتب وفاق ہمین ست کہ عیار محبت در عین شدائد جلوہ نماید۔ مجملے این کہ این ہمہ احوال از نوشتہ جات و کلاے دوستدار کہ در خدمت پیشوا صاحب بہادر حاضر پیش از ارقام آن مہربان دریافت گردیدہ کہ سرینت بہادر صوبہ دار تکوجی ہلکر و پٹیل صاحب بہادر را براے اخذ وجر معاملات ہندوستان کہ از سالہا سال نہ رسیدہ و بسبب انقلاب سابقہ ہنوز آبلۂ دل نہ شکستہ رخصت فرمودند و را و رام چند گنیش را مع راے ٹیکہ ہمراہ دادند چنانچہ سرداران موصوف با فوج گران و سامان شایان در نواح اجین تشریف آوردند و بدوستدار نوشتہ اند کہ امسال دار و گیر ہندوستان منظور خاطر و انتظام اصلاح و صوابدید ہم دیگر مرکوز وکیل خود را رخصت نمایند و از ہر راہے کہ بنویسند گزار لشکر قرار گیرد۔ بالفعل روزے چند سواد جے پور مخیم عساکر فیروزی خواہد ماند چنانچہ

مکشوف ضمیر منیر مے گرداند۔ درین مدت کہ مکاتبہ مسرت افزا لمعہ وصول نیفروختہ خاطر دوستدار بہزار تمنا مشتاق دریافت نوید خیریت سامی ست ہرچند در عالم محبت معنوی نوعے اختلالے نیست لیکن بظاہر انسداد ابواب رسل و رسائل موجب تشویش خاطر ست۔

احوال خروج فوج دکنی و کوچ سہ سردار بعزم زیروزبر کردن ہندوستان وگرفتن معاملات تظلم نما از خارج بسمع شریف رسیدہ باشد ہرچند واہمہ در دل نیست کہ ہر رئیس و ہر نامدار ہم از تدبیر این کار غافل خواہد بود یا باختلاف ہواے خواہد ساخت یا اینکہ بر فضل او سبحانہٗ جل شانہ نمودہ بچارہ کار خواہد پرداخت لاکن سخت تاسف ہمین ست کہ سرداران این مرز و بوم اندور اندیشی غافل و نفاق را باہم ترویج دادہ اند اگر خانۂ یکے سوخت دیگرے را آہ برلب نخواہد بود بلکہ شمع خواہد افروخت وزمان باستانی کہ بھاؤ راؤ لشکر باین طرف کشید و براے اخراج ہریک کمر بندی نمود شاہ ولایت متوجہ و مصروف این مہم دشوار گزار گردید و جمیع سرداران ہندوستان را در حلقۂ اطاعت کشیدہ بتدارک پرداخت امروز کہ بچشم تامل نگاہ کردہ مے شود در ہر خاندان آشوب حوادث برخاستہ و کسے بکسے نیست چون آن مشفق رئیس عمدہ و شوکت و شکوہ خاندان گرامی در تمام ہندوستان مشہور اگر براے انسداد رخنۂ این فساد از اول متوجہ شوند و سرداران این ضلع را رفیق خود گردانند از غدغہ شبانہ روزے خاطر جمع مے شود مگر امداد دوستان لازم کہ بسبب توفیر مخارج دکنی مداخل نمی توانند کہ بدلجمعی فوج و سپاہ و سرانجام اسباب سفر پرداختہ شرط دوستی بمنصۂ ظہور آرند و در اصل امروز دشوار و فردا کہ بتائید

خفا ہو گئے تھے اور خفگی کی وجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خان کو حکم دیا تھا کہ ملک انتربید سے دست برداری کرین اور زرپیش کش نذر کرین اُنھون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلّی پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۵ھ روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادھوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اِتفاق سے نواب ضابطہ خان ابن نجیب الدولہ کے مُلک پر چڑھائی شروع کی ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخر کار مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے۔ مرہٹون نے اُنکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ دو تین کروڑ روپے رعایا سے جبراً وصول کیے اور نجیب الدولہ کی قبر کو غصّے کے باعث سے اُکھیڑ ڈالا اور ضابطہ خان کے اہل وعیال اور اُنکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا اور تمام توپخانہ بھی جسمین دو سو توپین تھین اُٹھا لیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سُنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک ومال کو پامال کر ڈالا تو ان لوگون پر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہونچنے کے اپنے تمام عیال واطفال اور مال واسباب کو لے کر ترائی کی طرف دامن کوہ مین چلے گئے اور نانک متہ مین جا پہونچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے اور پیلی بھیت سے شمال کی جانب ۱۳ کوس کے فاصلے پر ہے نواب ضابطہ خان بھی بھاگ کر جنگل کی راہ سے یہان آ گئے۔

دوستدار معتمدے را رخصت کردہ خود ہم منظور دارد کہ بعد تشریف آوردن سرداران عالی شان بملاقات ہا پردازد چون این دفعہ سرداران ذی شان ارادہاے دور دراز منظور خاطر دارند صرف گرفتن بیک کس مرکوز نیست لہذا بمقتضاے وثوق محبت بقلم مے آید کہ آن مہربان ودیگر صاحبان الوش را انہ اتفاق ونفاق باسرداران فوج دکھنی ہرچہ منظور باشد باقتضاے بے تکلفی بدوستدار نبویسند کہ ہر وقت پاس دوستیہا مطمح خاطر داشتہ بانتظام والتیام امور دوستان خواہد پرداخت۔

برتقدیر اگر از صاحبان دکھن وسرداران ہندوستان غبارے ہم درون خواہد بود بصفا خواہد انجامید وصرصر جنگ وپیکار نخواہد وزید کہ قدم دوستدار درین معرکہ قائم۔ رونق وسرسبزی امور دوستان از دل میخواہم واگر در افشائے سخن واظہار مظنونات خاطر حجاب بردل باشد لاچاری ست کہ بروقت شروع کار تدبیر تیر ہوائی ست وبرہدف مدعا نمیخورد دیگر مراتب خصوصیت وموالات قابلیت دستگاہ منشی چتر بھوج داس ظاہر خواہد نمود مدام بہ تحریر مفاوضات مسرت آیات متضمن نوید خیریت مسرور مے نمودہ باشند زیادہ ایام مسرت بکام باد۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑھائی وزیر اور انگریزون کی روہیلون کے بچانے کے لیے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے وہ صرف براے نام بادشاہ تھے۔ مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین علاوہ اسکے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے

روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوے - اور جنوری ۱۷۷۲ء
مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے جوالہ آباد کی راہ پر تھا اور
شجاع الدولہ کی امداد کے لیے کپتنڈنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی چاہی اور
۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اُس سے ملے اور اُسکے آگے بیان کیا کہ مین بڑی
خرابی اور سرگردانی مین ہون اگر روہیلون کو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو
ایک زبردست قوم سے ڈانڈا مینڈا مل جائے گا جن سے ہر وقت اندیشہ اور
خوف رہے گا - اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے
شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے اور زیادہ خوف وخطر کا اندیشہ ہے ان خرابیون
اور بُرائیون سے نجات پانے کے لیے مین نے یہ تدبیر سوچی ہے کہ مین سپاہ لے کر
روہیلون کے مُلک کی سرحد پر جا پڑتا ہون وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا
اور کچھ حکمت عمل مین لاؤن گا - تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لیے
لون گا کچھ مُلک اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے اور کچھ روپیہ لونگا اُسمین سے
کچھ مرہٹون کو دون گا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائین کچھ روپے اپنے پاس
رکھون گا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلون کی دولت
اور مُلک سے خریدونگا مگر میرے یہ تمام مقاصد دلی جبتک حاصل نہون گے کہ
میرے ساتھ انگریز نہونگے یعنی اُن کے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے
اور نہ اُسکو مانین گے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بے ایمان
جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہن کر آتے تو بھی اُنھین جھوٹا جانتے -
جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈینسی کو

جس وقت ضابطہ خان کی شکست کی خبر سنی تو روہیلکھنڈ کے سردارون پر سناٹے کا عالم گزر گیا اور اُنھون نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اگرچہ ۱۱۶۷ھ سے روہیلون مین طوائف الملوکی کا آغاز ہو گیا تھا چنانچہ اہرات اور کوٹ وغیرہ سیر حاصل علاقے پر بخشی سردار خان نے قبضہ کر لیا تھا آسیت۔ آنولہ اور بدایون فتح خان خانساماں کے حصے مین آگیا تھا۔ مراد آباد۔ بجنور۔ سنبھل۔ امروہہ کاشی پور اور ٹھاکردوارہ وغیرہ پر دوندے خان نے اپنا قدم جما لیا تھا اور بریلی وغیرہ باقی تمام وکمال علاقہ حافظ رحمت خان کے تصرف مین رہا تھا اور نواب سید علی محمد خان کے صاحبزادون مین سے کسی کی نقدی اور کسی کی تھوڑی سی جائداد مقرر کر دی تھی اور ظاہرداری کے واسطے نواب سید سعد اللہ خان پورے روہیلکھنڈ کے فرمانروا مانے جاتے تھے لیکن ۱۱۷۶ھ مین انکے انتقال کرنے پر نواب سید علی محمد خان بہادر کے تمام سردار خود مختار بن بیٹھے اور اُنکے دوسرے بیٹے نواب سید فیض اللہ خان کو جو روہیلکھنڈ کی سلطنت کے مستحق تھے اور جوانمردی فتوت ومروت اور انتظام مُلکی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے تین لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ کی آمدنی کا علاقہ رامپور مین دیکر نواب سید علی محمد خان کے حقوق کو بالکل پامال کر ڈالا تھا اس طوائف الملوکی نے اُنکی قوت کو بہت گھٹا دیا تھا اور اُن مین اب اتنا سکت نہ رہا تھا کہ کسی بڑی طاقت کے مقابلے سے عہدہ برآ ہو سکتے اسلیے اُن سب نے ایک راے ہو کر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اُن کو بھی بڑا خوف ہے۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے

مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے۔ مگر یہ شرط ہے کہ خرچ چار لاکھ روپے سے زائد نہوگا اور اُس حساب کی جانچ اور صحت اشخاص ماموردۂ فریقین کرینگے۔

دوسرا عہدنامہ قلعۂ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا اس قلعہ پر بادشاہی قلعہ دار منیر الدولہ نے انگریزون کا قبضہ کرا دیا تھا تاکہ مرہٹون کے ہاتھون مین نہ چلا جائے۔ اس عہدنامے مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جائے جب کبھی اُنکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ قلعہ طلب کرینگے اُس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کردیگی دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعۂ الہ آباد مین اُسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جس طرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اُس سے طلب نہ کرین یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اُسکے خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اُسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دی جائے گی۔

جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلون کے پاس بھیجین تو انھین ملک دینا پسند نہوا اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گزر گیا کہ ۳ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا اور نواب ضابطہ خان کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سُن کر اپنے ملک کی حفاظت کے لیے فیض آباد سے کوچ کرکے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے

یہ ضروری متصور ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹون کے مقابلے مین کی جائے۔ اسواسطے
یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعۂ چنارگڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے اور ۱۲ فروری
سنہ ۱۷۷۲ء کو ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ
کی تدابیر منظور رہین وہ جو تم سے مدد مانگین اُنھین دو۔ اس غرض سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور
کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنارگڑھ واقع زمینداری راجہ
چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین
عہدنامہ قرار پایا جس مین مفصلۂ ذیل تین شرطین تھین۔

شرط اول اس وجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کے مُلک کی
حفاظت کے لیے مدد دینے مین سہولت حاصل ہو نواب نے اُسکو قلعۂ چنارگڑھ
دیا کہ اُسکے قبضے مین رہے اور صرف اُسکی فوج اُسمین اُسوقت تک رہے کہ اُسکی
ضرورت واسطے مدد دہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع
بنگالہ و بہار و اوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے لیجانے اور قلعۂ
چنارگڑھ کے خالی کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعۂ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے
ہوگا اور اسی طرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے
مغربی جانب کوچ کرے گی تو قلعۂ مذکور ہر وقت اُسکے واسطے خالی رہے گا کہ
اپنی مطلب براری یا اپنا قبضہ اُسپر کرے۔

شرط سوم جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعۂ چنارگڑھ کی
مرمت مین یا برجون کے تیار کرنے یا میگزین و اسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے

حافظ رحمت خان اور شجاع الدولہ مین معاہدہ ہونا کہ چالیس لاکھ روپے حافظ صاحب شجاع الدولہ کو امداد کی عوض مین دین گے

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اُس نے شاہ آباد پہونچ کر شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹون کے مظالم کا تمام حال بیان کیا شجاع الدولہ نے دلجوئی کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے مدد دینے کا اقرار کرونگا۔ اس مجمل جواب سے شجاع الدولہ عنایت خان کو ٹال کر اس فکر مین ہوے کہ مجھکو روہیلون کی مدد کر کے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکھنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے۔ مگر جب بارکر صاحب سے صلاح کی تو اُسنے کہا کہ روہیلون کی مدد کرنا بہتر ہے اور اُسنے بھی اس کام مین معاونت کی اور کپتان ہارپر صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کی طرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تھا عنایت خان کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بھیجا۔ کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا اور جرنیل صاحب اور شجاع الدولہ کے خطوط اُنکو دیے۔ حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر صاحب کے ہمراہ ابتداے ۱۱۸۶ھ مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو گئے شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب وشیرین باتین کر کے جرنیل صاحب کے روبرو اس مضمون کا اقرار نامہ لکھا لیا کہ شجاع الدولہ لڑ کر یا صلح کر کے مرہٹون کو روہیلکھنڈ سے نکالدین۔ اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بالفعل ملک سے چلے جائین

مقام پر جو اُنکی سرحد پر واقع تھا ٹھہرے جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اُنکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کر کے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اس غرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی قید سے اُنکے متعلقین کو رہا کرا دین۔ شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کر کے مرہٹون سے اس باب مین تحریک کرونگا۔ ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائیے۔ جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلون کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اُنکا ضعیف ہونا مرہٹون کا قوی ہونا ہے پھر اگر اُنکی مراجعت خبر یہ بھی لی جائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اُنکو دوبارہ لائے گا اور جس مُلک پر چاہین گے وہ قبضہ کر لین گے۔ اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی تھین کہ جرنیل صاحب بھی سُن کر گھبرا گئے اور شجاع الدولہ کو اُنھون نے لکھا کہ ان شرائط پر صلح ہرگز نہ کرنا۔ مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرائط صلح کو ایسا لغو اور پوچ جانا کہ ہر دفعہ اُسمین کچھ ردوبدل کی اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی۔ اس عرصے مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے سے پہلے مرہٹے اپنے مُلک کو واپس جائین گے اور روہیلون کے مُلک مین کسی طور سے نہ ٹھہرینگے کچھ اُنکو دینا اسلیے کہ وہ واپس چلے جائین عبث ہے یہ راے اس بات پر مبنی تھی کہ مرہٹون کے ملک مین اُن کی حکومت کی ایسی حالت تھی کہ وہ ضرور بلائے جاتے۔

چالیس لاکھ روپون کے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہے جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہم نے اُس عہدنامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اُن مختلف روایات کو بھی ردوقدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہے تاکہ اشتباہ باقی نہ رہے۔

(الف) عمادالسعادت مین سفر رام گھاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہے کہ جب مرہٹون کو دکن سے یہ خبر پہونچی کہ نرائن راؤ مارا گیا اور اُسکا چچا رگناتھ جسکا عرف راگھوبہ ہے اُسکی جگہ مسندنشین ہوا تو یہ دکن کی واپسی کے لیے مضطرب ہوے اور شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گزرا ہے اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھ روپے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھ روپے روہیلون سے دلوادین تو ہم دوآبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے اگر روہیلے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے معترض نہون ہم اُنسے خود وصول کرلینگے بلکہ تھوڑے عرصے مین ہم اس ملک سے اُنکی بیخ اُکھیڑ کر اُنکا ملک بھی آپ کے ہاتھ فروخت کردینگے۔ شجاع الدولہ روہیلون کی بربادی مروت سے بعید سمجھے اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب و فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اُنکی آفت کو ٹالدینا چاہیے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا اور کہا کہ بہزار خرابی مین چالیس لاکھ روپے بتدریج دیسکتا ہون

اور اگلے جاڑون مین پھر وہ لوگ روہیلکھنڈ کا قصد کرین تو اُنکا مقابلہ اور اخراج پھر شجاع الدولہ کے ذمے رہے گا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیسؔ لاکھ روپے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کر کے تمام اُن خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہین اپنے گھرون مین آباد کردین تو دسؔ لاکھ روپے اُنکو دیے جائین اور باقی تیسؔ لاکھ روپے تین برس مین ادا کیے جائین اور سال ۱۱۸۰ فصلی سے شروع ہو اس اقرارنامے پر سررابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱۔ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ کو تیار ہوا۔ سررابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد و پیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھ روپے نواب وزیر کو اس بات کے لیے دینے کا اقرار کیا کہ مرہٹون کو اُنکے ملک سے خارج کردین اور اُنکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گھرون مین آباد کردین اُن مین سے بیسؔ لاکھ روپے سرکار کمپنی کے ہاتھ آئینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹھہری ہے کہ روہیلے اپنا ایفاے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکھ روپے سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کر کے روہیلون کے اُس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادے۔ کمیٹی نے سررابرٹ بارکر کو جواب دیا کہ چالیسؔ لاکھ روپے کے آدھے تم اس بات کے لیے منظور کر لو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائے گا مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

موسم قریب تھا اور مرہٹون کو ملکداری کا دعوے نہ تھا اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اُنکے ذریعہ سے مرہٹون نے چالیس لاکھ روپون پر صلح کر لی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اُتر گئے۔

(س) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین روہیلون پر چڑھائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت جو مرہٹون کے ساتھ تھا پچاس لاکھ روپیون پر صلح ہوگئی تھی۔ اُسی دن نجف خان انگریزون سے ملا اور اُنکے ذریعہ سے وزیر سے تصفیہ کرکے قلمدان نیابت وزارت اور خلعت فاخرہ اور ہاتھی گھوڑا وزیر سے حاصل کیا اور بادشاہ کے پاس رہنے کی وزیر سے اجازت دی۔ اور وزیر اور انگریزون نے اُسکی سفارش بادشاہ کو لکھی۔

(س) اخبار حسن مین تحریر کیا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھ روپیے کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑھائی کی تھی۔ جب حافظ رحمت خان اور نواب سید فیض اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کردیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپے دینے کا ہم نے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہوسکتا ہے چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلیے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقعہ کے خلاف ہین یہان اتنی باتون کو ذہن نشین رکھنا چاہیے

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے

اُن مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سرداروں سے دلاؤنگا۔ اب آپ کروڑ روپے اپنے خزانے سے مرہٹون کو پہونچادین۔ ساٹھ لاکھ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھ روپے بتدریج آپکو ادا کردونگا۔ شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی اور مرہٹون کو ایک کروڑ روپے دے دیے۔ منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔ تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بھی اس کا مذکور ہے۔

(ب) مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھ روپے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا۔

(ج) مؤلف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کر لیا کہ چالیس لاکھ روپے اُنکو دیے جائین اور دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرلونگا اگر وہ مجھکو چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور سردارون کی صلاح لے کر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے غرض جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑ کر چلے گئے حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھ نہ دیا۔

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر ۱۱۸۶ھ مین مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے۔ چونکہ برسات کا

ہوئی تھی - مرآت آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مؤلفہ منشی منو لال - اور شاہ نواز خانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ھ مین نواب ضابطہ خان تکو ہلکر سے ملے اور اُس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکھ روپے دونگا اگر بادشاہ سے قصور معاف کرا دو - تکو نے اقرار کرلیا اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت بیساجی اور مہاجی سے بھی تصفیہ کرلیا تکو ضابطہ خان کو لے کر دلّی کی طرف بڑھا بادشاہ سے اُنکے عفو قصور کی درخواست کی مگر پذیرا ہوئی اسلیے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹون کی پچاس ہزار فوج کا نقطۂ مقابل نہین ہوسکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی - ۲ - شوال ۱۱۸۶ھ کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا اور منصب امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تھا نہ شجاع الدولہ کی منت -

(۷) بادشاہ نے دکھنیون سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو کچھ ہم اور تم ملکر مُلک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدھی ہماری آدھی تمھاری[۱] بادشاہ نے چالیس[۲] لاکھ روپے دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تھا یہ غلط ہے -

(۸) اصل واقعہ یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھدیا تھا کہ وہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلون کے مُلک سے نکال دین اور اگر موسم برسات کے بعد پھر وہ لوگ روہیلون کے مُلک کا قصد کرین تو اُنکا مقابلہ اور اخراج شجاع الدولہ کے ذمے رہے گا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھ روپے شجاع الدولہ کو خرچۂ جنگ کی بابت ادا کرینگے

علاقے سے نکلکر روہیلکھنڈ مین نہین آئی تھی[1] پس جام جہان نما مین جو لکھا ہے
کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے تھے اور فرح بخش مین شیو پرشاد نے
کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے یہ
دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلّی کو لوٹ گئے تھے[1]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکھ روپے دینے کا
وعدہ نہین ہوا تھا۔ نہ شجاع الدولہ مرہٹون کے پاس ان روپون کے پہونچانیکے
روہیلونکی طرف سے ضامن ہوے اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھ روپون پر
مرہٹون اور روہیلون مین صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کا ملک فتح کرکے دلی کو اس وجہ سے
نہین لوٹ گئے تھے کہ اُن مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہو گئی
تھی کیونکہ ایسا نہین ہوا تھا بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ
اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کیے بدون ندی نالون کی طغیانی کے
خوف سے گنگا پار چلے گئے[2]

(۵) ان چالیس لاکھ روپون کے دینے کا معاہدہ سفر رام گھاٹ سے
پہلے واقع ہوا ہے۔ یہ معاہدہ ۱۱۸۶ھ کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا اور سفر رام گھاٹ
سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا۔ پس عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گھاٹ
مین سمجھا ہے یہ صحیح نہین۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹون کی پامردی سے

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [2] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲ [3] دیکھو فرح بخش مؤلفہ شیو پرشاد ۱۲

بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر جور و جفا روا نہین رکھتے مردون پر سختی کرتے ہین اسواسطے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیروار ہین نہ اُنکی بیوی بچے۔ یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنی بیوی بچون کی محبت مین آپ کے لشکر مین حاضر ہو جائین کیونکہ اُنکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے پس اُنکا آپ کے لشکر مین آ جانا آپ نے کیسے متصور کیا ہے اس صورت مین اُنکے زن و فرزند کو قید رکھنے مین کیا فائدہ ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اُن قیدیون کو یہان بھجوا دیا جائے اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہے۔ اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اُنکو رہائی دیجیے اور اس تحریر کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکرگزار بنائیے فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپ کی قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نہ چھوڑیے سیندھیا نے اس دستار اور تحریر کی بڑی عزت کی اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھ لیا۔ اور ایلچی خان کی بڑے تکلف سے دعوت کی اور اُنکے ساتھ ضابطہ خان کے اہل و عیال کو کرکے رخصت کیا۔ ضابطہ خان انکی رہائی سے بے حد خوش ہوے اور اس احسان کے مقابلے مین وہ اپنے آپ کو نواب شجاع الدولہ کا درم ناخریدہ غلام سمجھنے لگے۔

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ زمیندار بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزون کے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ

اور اس اقرار نامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط پختگی کے لیے کرائے گئے تھے اور یہ اقرار نامہ حافظ رحمت خان نے اور سرداروں کے مشورے کے بدون لکھا تھا۔ مؤلف گلستان رحمت نے جو یہ لکھا ہے کہ اور بھی سرداروں کی صلاح لے کر لکھا تھا یہ قول صحیح نہین اُسنے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان صاحب کی صفائی اور دوسرے روہیلہ سرداروں کی کج ادائی ثابت ہو۔ فرح بخش کا مؤلف شیو پرشاد کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو چکنی چپڑی باتون مین راضی کر کے چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھا لیا اور وعدہ کیا کہ مین مرہٹون سے معاملہ کرا دون گا اور اُنکی جنگ کو اپنے ذمے لیا۔ سبحان اللہ دکھنیون کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپ کو سرداران قوم سے مشورہ لیے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپون کے عوض مین دکھنیون کی بابت مقید اور مرتہن کرا دیا نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کھا کر اسطرح دام بلا مین گرفتار نہوتے۔

بہر صورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کی وجہ سے خود بخود نجیب آباد کے مُلک سے دلی کی طرف چلے گئے۔ شجاع الدولہ کو مرہٹون کے نکالنے مین انگلی بھی نہین ہلانی پڑی۔ اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سُنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد ایلچ خان کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی اور اُسکو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکن کے سرداران عالیشان عفت اور جوانمردی مین شہرۂ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا اور حافظ صاحب کو اُس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپے سالانہ اُسکے لاؤ بالی مصارف کے لیے دیا کرتے تھے اخبار حسن مین مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی وخانہ ویرانی کے دل سے خواہان تھے اسلیے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۸۵ھ مین اُس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی اور آخرکار شکست و ذلت اُٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا وہ اُن دنون نوراہی مین جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے مقیم تھے عنایت خان کی خبر سُنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضیٰ خان بڑھیچ اور ہمت بہادر کو پیشوائی کے لیے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر مین پہونچا اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے مین آرام کیا۔ دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے خلعت اور خیمے اور تلوارین اُسکو اور اُسکے دونون بھائیون کو جو ہمراہ تھے بخشین اور اُسکی بہت خاطر کی اور اُسکے آنے کو غنیمت سمجھا۔ اسلیے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کو فتح کرنے کی تاک مین تھے۔ چنانچہ ایک دن اُنھون نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اس طرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل مُلک لیکن لاکھ

زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا بموجب فرمان بادشاہی کے ۱۷۶۴ء مین اُسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو گئے۔ مگر کورٹ ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونے کی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اپنے مُلک پر بحال رہے علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دیے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کرلی کہ راجہ کو اُسکے علاقے پر قابض رکھین بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اُسیقدر ادا کرے۔ بلونت سنگھ اُنیس لاکھ اٹھانوے ہزار چارسو اُنچاس روپیہ نواب وزیر کو دیتا تھا۔ ۱۷۷۰ء مین بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بے دخل کردین مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸ جمادی الاخرے ۱۱۸۷ ہجری مطابق ۶ ستمبر ۱۷۷۳ء اپنی ضمانت پر دلوائی چیت سنگھ نے اُس خراج پر جو اُسکا باپ وزیر کو دیتا تھا اڑھائی لاکھ روپے اضافہ کیے۔

نواب نے اس سند مین تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم رہو گے اور مالگزاری دیتے رہو گے تو تمھارا ملک اور تمھاری رعیت آسیب سے بچی رہے گی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثون کے اور تمھارے اور تمھارے وارثون کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہ ہوگا۔

مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کھاتے تب بھی حافظ صاحب اُنکی بات کا اعتبار نہ کرتے تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اُس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے مُلک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو مُلک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے اور اگر آپ کسی طرف نہ بولین اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین اور ہمارے سفر مین خار راہ نہین تو ہم چالیس لاکھ روپے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدین اور اگر دونون شرطین آپ کو نامنظور ہونگی تو ہم آپ کے مُلک کو لوٹ کھسوٹ لین گے اور آبادی کو ویرانہ بنائینگے اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین نے یہ عہد کیا ہے کہ کبھی بجز کافرون کے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا۔ اسلیے مین تمھاری شرائط ترغیب و تحریص مین نہین آتا اور اپنے عہد کو نہین توڑتا اُسکا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو بھگتنے کو مین موجود ہون اور شجاع الدولہ کو سارے اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدانِ جنگ مین جاتا ہون اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گھاٹون کا انتظام کر لینا چاہیے اور اُسکے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کیا جائے جس کا ابتک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہے اور نہ آئندہ ایسی حالت مین مرہٹون کے پاس بھیجا جائے گا۔ اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بھیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لے کر میری مدد کو آتے ہین۔ اور وعدہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائے گا (انتہے)

فوج اور کارخانون کے مصارف کے لیے کافی نہین اسلیے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کرین اور یہ اشارہ حافظ صاحب کے ملک کے فتح کرنے کی طرف تھا۔ عنایت خان مغز سخن کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بھائیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہیں۔ شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے شجاع الدولہ نے نوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ مین داخل ہوے اور یہان آٹھ ہزار روپے عنایت خان کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لیے جائداد مقرر کردون گا اور ایک ہفتہ کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے مہدی گھاٹ کی طرف کوچ کیا۔ عنایت خان بدون رخصت حاصل کیے اُنکے لشکر سے جدا ہو کر روہیلکھنڈ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گل رحمت کے مؤلف کا ہے۔ لیکن فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گزر کی آخر کار مجبور ہو کر پھر بریلی کو لوٹ گیا۔

مرہٹون کے مقابلے کے لیے شجاع الدولہ کی رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی۔

۱۱۸۶ھ مین بیساجی پینتوا اور مہاجی سیندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کرا کے نجف خان کے تین ہزار روپے روز اور لقولے پانچہزار روپے روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا۔ اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین مگر حافظ رحمت خان

علاقہ تھا اسلیے اُسکو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ رام گھاٹ پر پہونچ کر گھاٹ کا بندوبست اور کشتیون کی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب پہونچ کر اسدپور مین ایک محفوظ جگہ کی تلاش مین تھا کہ یکایک ۲۷[1] ذی الحجہ ۱۱۸۶ھ کو مرہٹون کی ایک رجمنٹ نے گنگا اُتر کر اسکی فوج پر حملہ کیا اور بعد اسکے تکوہلکر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس رجمنٹ کی مدد کو آگیا اور احمد خان کو گھیر لیا اور اُسکو مغلوب کرکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال واسباب گھوڑے ہاتھی ضبط کرکے احمد خان کو اپنے کیمپ مین گنگا پار بھیجدیا۔ اب مرہٹون کے غول اطمینان کے ساتھ اس علاقے مین پھرنے لگے۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجیے اور چونکہ مرہٹون کی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلیے اُنھون نے بھی شجاع الدولہ کو درپردہ لکھا کہ اس قوم کا استیصال کردینا چاہیے۔ بادشاہ کا دل مرہٹون سے مکدر ہوگیا مگر وہ اُنکے ہاتھ سے مجبور رہتے تھے۔ اسلیے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ مین بادشاہ کی جانب سے مرہٹون کا شریک ہونا پڑا۔

افاغنہ روہیلکھنڈ کے فتح کرلینے کے بعد اب کی بار مرہٹون کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزون کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[2] شجاع الدولہ کو جس وقت مرہٹون کی یورش کی خبر پہونچی اُسی وقت اُنھون نے اپنی رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی۔ اسکے جواب میں سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لے کر اودھ پہونچا اور وہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیان کرتے ہوے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ غلام علی آزاد نے یہان بڑی ڈینگ کی لی ہے کہ شجاع الدولہ کے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار دوکانون کی تعداد درج کی ہے

[1] دیکھو مرآت آفتاب نما و گل رحمت وغیرہ [2] دیکھو مرآت آفتاب نما و تاریخ مظفری ۱۲

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چالیس لاکھ روپے کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اُسکا روپیہ مرہٹون کو نہ دینا ٹھہرا تھا نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹون کے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹون کے حوالے کیا تھا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹون کے اخراج کے لیے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپے تین سال کے عرصے مین معاوضۂ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا۔ بہرصورت مرہٹون کی فوج ۱۱۸۶ھ مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی اس بار اُن کی یورش بدایون سنبھل اور مرادآباد کے علاقے مین تھی۔

روہیلکھنڈ گزیٹر مین لکھا ہے کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اُس معاہدے کے روپون کے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدرجنگ سے ہوا تھا کہلا بھیجا۔ یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا اور شیو پرشاد فرح بخش کا مؤلف کہتا ہے کہ مرہٹون نے اُس تمسک کے چالیس لاکھ روپون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بھیج کر اُن روپون کا تقاضا کیا اور حقیقت مین پایاب گھاٹون کی تلاش مین مصروف تھے۔ روہیلون کی طرف سے اسکا کچھ جواب نہ گیا۔ اور حافظ رحمت خان۔ صاحبزادہ سید محمد یار خان ابن نواب سید علی محمد خان اور فتح خان خانسامان اور احمد خان پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کر کے روانہ ہوے اور بسولی مین جا کر ٹھہر گئے۔ احمد خان بخشی کی جاگیر مین امرات کا

شجاع الدولہ سے آکر ملے اور جیبورہ مین کہ انوپ شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ہے ٹھہرے[۱] عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اس سفر مین نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونون کے ہاتھی برابر رہتے تھے اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے اور نواب شجاع الدولہ اُنکو حافظ جیو کہتے تھے۔

یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب مین روانہ ہو اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین۔ اِس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر اپنی فوج لے کر رام گھاٹ کے روبرو کشتیون کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے بیساجی پنڈت کے تعاقب مین روانہ ہوا جو ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دُم[۲] تر نہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین تھا اور اُسکے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر برق پلٹن کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلے کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حدتک کہین نہ ٹھہرا جسقدر اُسکا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا اور دوسرے دن سرحد بدایون تک یہ فوج اُسکا پیچھا کر آئی یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے روپون مین جھگڑا ڈالنے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اُنکے ذمے کا کام بھی اُسی کو پورا کرنا پڑا چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑھا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے۔ اور گلستان رحمت و گل رحمت اور شیو پرشاد کی فرح بخش فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے۔ اُن مین لکھا ہے کہ مہاجی سیندھیا کا انگریزی فوج

[۱] عماد السعادت صفحہ ۱۰۲
[۲] گلستان رحمت صفحہ ۱۰۲

جب دو کانون کی تعداد یہ لکھی تو لشکر و بہیر کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوگا۔ یہ بزرگوار آنکھین بند کر کے جو چاہا لکھ گئے ہین۔ لطف یہ کہ کم فہم اسی کو مان لیتے ہین۔ روہیلکھنڈ مین پہونچ کر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج مین گرفتار ہو گیا اور مرہٹون کی فوج مع اپنے توپخانے کے گنگا پار اُتر آئی۔ اس فوج کا بڑا افسر بیساجی پنڈت تھا۔ حافظ رحمت خان ہنوز بسولی مین ہین احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہین۔ اُنکی منشا ایسی معلوم ہوتی تھی کہ اس مخمصے سے اپنی جان بھی بچے اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپیون کے ادا کرنے مین بھی کوئی حجت ہاتھ لگ جائے۔[۵۱] لیکن مستجاب خان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہو گئے تھے اور مرہٹون کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے۔ مرہٹون کے گنگا پار اُتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سُننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی اور وہ مرہٹون کی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لیے آگے بڑھی۔ مرہٹون کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دور دنیاپور[۵۲] کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین مشغول تھے۔ لیکن انگریزی فوج کے پہونچتے ہی وہ لوگ دکھنی کنارے کو بھاگ گئے اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اُنکا تعاقب کیا اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہو گئی یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مراد آباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہ گئی۔ اسد پور کے پاس پہونچ کر مرہٹون کی فوج مین سے ایک گولا انگریزی لشکر مین آیا۔ اُسکے جواب مین ادھر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اُنکی توپ بند ہو گئی اور مرہٹون نے اپنا کیمپ اُٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[۵۳] اُسکے دوسرے روز حافظ رحمت خان

[۵۱] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲
[۵۲] ہملٹن نے غریق پور لکھا ہے لیکن آج کل دنیاپور مشہور ہے ۱۲
[۵۳] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲

بڑی توپ ایک ٹیلے پر کھڑی کر کے اُس کی آتشباری کی حمایت مین دریا کو عبور
کر جائین لیکن محبوب علیخان کی توپ کے پہلے گولے نے اُنکی توپ کا پہیہ اُڑا دیا
اور دوسرے گولے نے میگزین مین آگ لگادی جسکے صدمے سے سیکڑون سوار
مرہٹہ تباہ و ہلاک ہوے اب مرہٹے ڈرے اور اندھا دُھند دریا مین گھسنے سے
تامل کیا۔ محبوب علی خان نے توپخانے کو دریا کے کنارے پر کھڑا کر کے برابر گولہ باری
جاری رکھی اس عرصے مین دور سے ایک غبار اُٹھتا نظر آیا محبوب علی خان نے
دوربین سے اُس گرد مین سوار دیکھ کر خبردار کیا کہ شاید مرہٹون کی کچھ فوج دوسرے
گھاٹ سے اُتر کر ہم پر حملہ آوری کو چلی آرہی ہے کوئی سپاہی دل مین خوف
نہ کرے اور جبتک یہ لوگ مار کی زد مین نہ آجائین ان پر باڑھ نہ ماری جائے
اسی عرصہ مین نواب شجاع الدولہ کی سپاہ کے علم نظر آنے لگے محبوب علی خان
نے اس بات کو مرہٹون کے فریب پر محمول کیا کہ یکایک ایک شتر سوار دوڑتا ہوا
شجاع الدولہ کا پیام لایا کہ نواب نے توپ کی آواز سُن کر مرہٹون کی یورش کا
قیاس کیا اس لیے مرتضیٰ خان بڑیچ اور عالم خان و جعفر خان و شیخ احسان
وغیرہ رسالہ دارون کو مع اُنکے سوارون کے تمھاری مدد کے لیے بھیجا ہے جب یہ بات
پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی تو محبوب علی خان خوش ہوا اور سردارون کے استقبال کے
لیے بڑھا ملکر اُنھون نے کہا کہ نواب کے حکم سے ہم لوگ اور ہماری تمام فوج آپ کے
زیر حکم ہے جو کچھ آپ کی مرضی ہو گی اُسکی تعمیل کی جائے گی محبوب علی خان نے
کہا کہ میری مرضی یہ ہے کہ اسی گرمی مین دریا پار ہو کر مرہٹون کے کیمپ پر حملہ کیا
جائے اور اُنکو فرصت نہ لینے دی جائے سب نے اُس کی بات قبول کی۔ لیکن

اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکو کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا
مگر تکو اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اُسکا تعاقب
نہ کر سکی۔ تکو کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مراد آباد کو لوٹ لاٹ کر غرہ محرم ۱۱۸۵ھ کو قصبۂ
اہار کے گھاٹ سے گنگا کو اُتر گیا۔ جسقدر روہیلون کی فوج گھاٹون کی حفاظت کے لیے
متعین تھی اُسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور خود تکو جس
کے متعاقب حافظ رحمت خان تھے پھپھوند کے قریب گنگا کو عبور کر گیا۔ حافظ
رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔

تاریخ تیموریہ مین محبوب علی خان کے حالات مین ایک بیان لکھا ہے جو اس
موقع کے مناسب ہے اسلیے یہان تحریر کرتا ہون نواب شجاع الدولہ نے محبوب علیخان
خواجہ سرا کو پانچ چھہ ہزار پیادۂ نجیب اور چند ہزار سوار اور پرشاد سنگھ کی دو پلٹنین اور
راجہ بہادر کے آدمی دے کر رام گھاٹ مین مرہٹون کے مقابل تعینات کر دیا اور خود
تمام فوج کے ساتھ تکو کی تنبیہ اور حافظ رحمت خان کی مدد کو مراد آباد کی جانب چلے گئے
محبوب علی خان سے نواب نے کہدیا تھا کہ میری واپسی تک مرہٹون سے جنگ نہ کرے۔
مورچے بنا کر اُن مین رہے اگر مرہٹے اُسپر حملہ کرین تو میدان مین نہ نکلے مورچون کی آڑ
مین مدافعت کرتا رہے۔ القصہ بیساجی کو جب یہ پرچہ لگا کہ نواب شجاع الدولہ اپنے
تمام لاؤ لشکر کے ساتھ یہان سے چلے گئے ہین تو اُس نے محبوب علی خان کی تاراجی کا
ارادہ کیا اور اپنی سب جمعیت کے ساتھ سوار ہو کر دریا کو عبور کر کے محبوب علی خان پر
حملہ آور ہونا چاہا۔ باوجودیکہ محبوب علی خان کے ساتھ سپاہ کم تھی لیکن قواعددان ضرور
تھی اُسنے سپاہ کو تیار کر کے اور توپخانہ جما کر گولہ باری شروع کی مرہٹون نے چاہا کہ اپنی

بھاگ گئے۔ محبوب علیخان نے چاہا کہ تعاقب کرکے شبخون مارے کہ اتنے مین ایک شتر سوار نواب کی طرف سے حکم لایا کہ جرنیل صاحب تمھارے آگے بڑھنے سے ناخوش ہوے ہین اب پیشروی نہ کرنی چاہیے اور لوٹ آؤ کہ کل کو انگریزی فوج کے ساتھ مرہٹون سے جنگ کی جائے گی۔ محبوب علیخان اس حکم سے مایوس و مغموم ہوکر لوٹا لیکن مرہٹون کے جاسوس اپنے آقاؤن کو شبخون ہونے کی خبر دیچکے تھے اسلیے وہ اپنا کیمپ اُٹھا کر آگے چلے گئے۔

اس کام کو پورا کرکے سنہ ۱۷۷۳ء مین شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر اس نیت سے ٹھہر گئے کہ بعض روہیلہ سردارون سے موافقت پیدا کرلین۔ احمد خان بخشی نے انکو ستر ہزار روپے دیے تو رہائی پائی۔ احمد خان اپنے لشکر مین پہونچا اور حافظ صاحب سے مل کر اور شباشب چل کر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوے تھے اور اُنسے عہد و پیمان دین و ایمان کی قسم کے ساتھ کرکے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد مین داخل ہوے۔

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے شہر امروہہ کو لوٹ کر وہان کے بہت سے سیدون اور شریفون کو قید کرلیا تھا ذوالفقار الدولہ نجف خان نے اُن غریبون پر رحم کھا کر مرہٹون کو اُنکی رہائی کے عوض مین اپنے پاس سے روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اُنکو رہا کرادیا۔

عالم خان رسالہ دار نے ظاہر کیا کہ ہم لوگ ۷ اکوس گھوڑے دوڑاتے ہوے ایک
پہر مین یہان پہونچے ہین گھوڑے پسینے مین تر ہین اگر ایسی حالت مین اُنکو دریا مین
ڈالا جائیگا تو سب بندہ جائینگے اور چلنے پھرنے سے معذور ہونگے رات بھر
مہلت دیجیے کل صبح کو سوار ہو کر مرہٹون پر حملہ کرینگے محبوب علی خان نے
بضرورت اس راے کو مان کر اپنے مورچے کو مراجعت کی ابھی رات ختم ہو کر سورج
نہ نکلا تھا کہ خود نواب شجاع الدولہ تکو ہلکر کا پیچھا کر کے جرنیل بارکر کے ساتھ ہاتھی پر
سوار رام گھاٹ پر آگئے اور جرنیل کو حکم دیا کہ دریا کو عبور کر کے مرہٹون پر حملہ کرے
اُسنے خود نمائی کے طور پر عرض کیا کہ جبکہ حضور لڑائی مین ہم لوگون کی مدد اور اعانت
کے محتاج ہین تو اسقدر سپاہ آراستہ کر کے ہمراہ کس لیے رکھی ہے نواب کے دل پر
اس بات سے چوٹ لگی لیکن ابھی بہت سے کام لینے تھے اسلیے جواب مُسکت ندیا
اور نہایت انفعال سے سر جھکا لیا۔ محبوب علی خان سامنے کھڑا تھا اُسنے عرض کیا
کہ مرہٹون کی اس جماعت کی سرکوبی کے لیے غلام کافی ہے اگر حکم ہو تو دریا کو اُتر کر
اُنکی گوشمالی کرون نواب کو اس بات سے خوشی حاصل ہوئی اور اُسکی تعریف کی اور
دریا کے عبور کرنے کا حکم دیا اُسی وقت محبوب علیخان گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے کیمپ
مین آیا اور سپاہ کو تیاری کا حکم سُنایا اور خود اپنے ڈیرے مین پہونچکر ہتھیار لگا کر باہر
نکلا اس عرصے مین اُسکی تمام سپاہ بھی تیار ہو چکی تھی۔ سب دریا کے عبور مین مشغول
ہوے مرہٹون نے اُنکے عبور کرنے کا حال سُنکر اپنے آدمیون کو دوسرے کنارے پر
روکنے کو کھڑا کر دیا تھا۔ محبوب علیخان نے اپنی سپاہ کی صف بندی کر کے اور توپخانہ
آگے رکھ کے اتنے گولے مارے کہ مخالفون کو تاب مقاومت نہ رہی اور سات کوس پر

مجھ سے لے لیجیے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی بڑے بڑے سردار اُنکے لڑائیون مین مارے گئے تھے جو باقی تھے اُن پر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور نہ کی۔

شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے مُنہ پر یہ کہنا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے سچ نہین معلوم ہوتا۔ یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادسے ہین۔ نہایت دانا اور خوش خلق تھے۔ ابتدا مین صفدرجنگ کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ اور اُنکے ہر ایک مشورے مین شریک ہوتے تھے صفدرجنگ کی وفات کے بعد الہ وردی (بقولے علی وردی) خان مہابت جنگ ناظم بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہے۔ جب اس الہ وردی خان نے انتقال کیا تو سراج الدولہ کو جو اُسکا بھانجا تھا مسند نظامت بنگالہ ملی تھی۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو شاہ مدن پھر اودھ مین چلے آئے۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی مین جو شاہ جہان پور کے متصل ہے رہنے لگے اور شجاع الدولہ سے توسّل پیدا کرلیا شجاع الدولہ اُنکی عزّت کرتے تھے پھر خالص پور مین جو لکھنؤ سے پانچ کوس پر ہے سکونت اختیار کرلی کیونکہ شاہ آباد کی سکونت مین اُنکی طرف سے شجاع الدولہ کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلون کی دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہین۔ شاہ مدن کے ہان ہر سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عرس ہوا کرتا تھا ہندوستان کے شہرون سے ہزارون علما۔ طلبا۔ مشائخ اور پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب کی آمدورفت کے مصارف شاہ صاحب کے ہان سے ادا کیے جاتے اور اُنکو کھانا دیا جاتا تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیون کو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان مین جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت مین لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم مین مرہٹون کو شکست ہوجانے کے بعد نواب وزیر اودھ مین گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے واسطے اُنکے پاس بھیجے اُنھون نے کانون پر ہاتھ دھر اکر مین نے وعدہ واپسی تمسک کا نہین کیا مجھپر یہ تہمت ہے۔ شاہ مدن (جن کی معرفت شجاع الدولہ نے مرہٹون کی چڑھائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لیے بلائے گئے۔ اُنھون نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام چلے آئے۔ اور سارا حال حافظ صاحب کے گوش گزار کیا۔ اسوقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور شکوہ آباد سے مرہٹون کو نکال رہے تھے حافظ صاحب نے اُنکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر مین دیے ہین مین لشکر لے کر اُنکا بندوبست کرنے جاتا ہون۔ مجبوری سے مرہٹون کے ہاتھ مین وہ چلے گئے تھے۔ اسکا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوےٰ ان پرگنون پر کچھ نہین ہے مین اُنکو اُسی طرح اپنے قبضے مین رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹون کا فتح کرکے اپنے قبضے مین رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا۔ اُسپر اُنھون نے جواب لکھا کہ پرگنون کی بابت پھر سوچونگا اور جواب دونگا بالفعل ۲۵ لاکھ روپے بابت تمسک کے ادا کیجیے۔ یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلینے کے لیے تھا اور اُنھون نے سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا حافظ رحمت خان نے اسکا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپ نے مرہٹون کو دیا ہے وہ

عداوت تھی۔ اور جو کسی وقت وہ اُنکے شریک ہو جاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہین کیا تھا اور چالیس لاکھ روپون کے دینے مین حیلہ وحجت کرتے تھے اسلیے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کی طرف سے کینۂ دیرینہ تازہ ہوگیا تھا[ط]۔ اسکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہوگیا تھا جس نے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا۔ اولوالعزمی ملک گیری۔ بہانہ جوئی۔ بے مروتی اُنکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی۔ روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے پنجۂ فولادی کی مدد نے اُن کو روہیلون کی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر دیا تھا۔ اُدھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہوگیا تھا وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہے جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ اصل کیا ہے۔

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط وکتابت کرکے اُنسے دوستی پیدا کرلی اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اُنھون نے انگریزون کے ہاتھ سے بکسر مین شکست کھانے کے بعد اور صلح سے قبل مدد دینے کے واسطے حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کرلیا اور اُسکے سنہ ہجری کو بدل دیا یعنے بجاے ۱۱۷۹ھ کے ۱۱۸۶ھ بنا کر اپنا رسوخ اور بکمال خیر خواہی جتانے کے لیے ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جس کا مضمون یہ تھا اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمھارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ یہ بلا ہم ہی سے مخصوص ہے

[ط] دیکھو [illegible] ۱۲

کئی بقال اس کام پر مقرر رہتے تھے بہت سے ناگے اور بیراگی بھی اسمین شریک ہوتے تھے ایسے لوگون کو سواے خوراک کے بھنگ چرس اور بوزہ بھی ملتا تھا تیس[۳] ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے روہیلے بھی اُنکی پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے

عمادالسعادت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہوجانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا وجمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹون نے دبالیا تھا اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے اُسپر شجاع الدولہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس[۴] لاکھ روپے جو مرہٹون کی بابت آپ کے ذمے ہین ادا کیجیے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہین ہون۔ دوسرے سردار بھی یہان کے رئیس ہین اوّل آپ اُنسے طلب کرین مین نے اُنکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہین کرتے اُن روپون مین سے میرے ذمے بیس[۲] لاکھ روپے ہین تو اُس کا تقاضا مجھپر کرنا آپ کو مناسب نہین کیونکہ ملک دوآبہ جو میرا تھا اُسپر آپ نے قبضہ کرلیا ہے اور مین خاموش ہون اسقدر ملک اس تھوڑے سے روپے مین گران نہین ہے مین ایک روپیہ بھی نہین دونگا جو ارادہ ہو کیجیے مین مقابلہ کو حاضر ہون۔ قوانین دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اُس خط کے دو فقرے نقل کیے ہین جو اُنھون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اُن فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے وہ فقرے یہ ہین "اگر باصلح کیشان ہم رنگ رحمکم اللہ واگر باستیزہ و جنگ بسم اللہ"

کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی

درمیان مین صلح نہوئی تھی معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اُسکا مضائقہ نہین یہ پُرانا خط تاریخ بدل کر دشمنون نے ہمارے اور آپ کے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجدیا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندے خان حافظ رحمت خان کے چچازاد بھائی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندے خان حاکم بسولی ۱۱۸۴ھ مین فوت ہو چکے ہین اور اس خط مین ۱۱۸۶ھ مرقوم ہین اگر یہ خط دوندے خان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے توجس نے یہ خط پیش کیا ہے اُسکا قول درست ہے اور اگر دوندے خان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اُس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سوائے اُس دوندے خان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندے خان ہے جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو اُنکا دل صاف ہوگیا۔ اور وہ کلکتے کو چلے گئے شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوے مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے نواب کے دل مین بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا۔ حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ کو شجاع الدولہ سے دشمنی ہے تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ۔ منتخب العلوم اور قیصر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔ تاریخ تیموریہ مین لکھا ہے کہ نواب کی اور گورنر جنرل کی صفائی ہوجانے کے غم سے منیر الدولہ ۱۱۸۵ھ مین مر گئے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد صاحب مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہوگئی مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلیے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑیے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو اس راز سے

اگر نصاریٰ کا ہاتھ پہونچے گا تو ایک مسلمان سردار کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے۔
اسلیے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت
حاصل ہوجائے تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے۔ اگر انکو زور پیدا ہوگیا اور ہندوستان
مین اپنا پاؤن اُنھون نے جمالیا تو ان کا یہان سے اُکھڑنا مشکل ہوجائے گا اسلیے
انکا جلد استیصال کرنا چاہیے۔ اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپ کی بھی سلامتی
کا باعث ہے لیکن مین روہیلون کو پچاس لاکھ روپے اپنے پاس سے دونگا اور آپکی
ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا قول قابلِ اعتبار نہین
جبتک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مُہر و نشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے اُنکا
قول مسموع نہوگا۔ دوندے خان آپ کے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بینظیر ہین
لیکن عقلمند نہین اسلیے اُنکی بات قابلِ اعتبار نہین جبتک اُنکی مُہری تحریر قسم اور
ایمان کے ساتھ مؤکد نہوگی اُنکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ ہسٹنگز صاحب گورنر
اس خط کے مضمون سے بیحد آشفتہ ہوے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر
اس بات کی تحقیق کے لیے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوے نواب شجاع الدولہ بھی عین
برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لیے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہونچگئے
تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے
گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی
مُہر دیکھکر بہت خجل ہوے دریاے حیرت مین ڈوب گئے آخر محمد ایلچ خان کے ذہن
مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے
مگر مین نے حافظ رحمت خان کو اُسوقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے

ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لیے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھانجے خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیج کر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اُسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا مگر اتنا لیت ولعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوے اور واپسی تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام تھی جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی گورنر نے مقام بنارس مین وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکھائی شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی مین نے لکھی تھی لیکن اُسوقت مین لکھی تھی جب مجھ سے اور انگریزون سے بکسر پر لڑائی ٹھنی ہوئی تھی حافظ رحمت خان نے تبدیل تاریخ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لیے اب بھیجی ہے۔

(د) مولوی سید ولی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ خط حافظ صاحب نے منیر الدولہ کے ذریعہ سے انگریزون کو پہونچا دیے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزون مین مخالفت پیدا ہو جائے انگریزون کو شجاع الدولہ کی طرف سے کدورت آگئی اور منیر الدولہ نے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑھا رہے ہین اور اُنکی قواعد و پریڈ

آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے سہو یا انتہا کی خیر خواہی کی وجہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کر کے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب سید فیض اللہ خان ابن نواب سید علی محمد خان نے عن عن حافظ رحمت خان کی نیت فاسد سے ایک سفیر معتمد کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر جنرل نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لیے دکھلایا تو اُنھون نے جواب دیا کہ بے شبہ یہ تحریر میری ہے مگر اُس زمانے کی ہے کہ مجھ سے اور سلطنت انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہے گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے مگر ثابت نہ کرسکے۔

(ج) اخبار حسن مین یون لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لیے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایک دن تخلیے مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مین نے تمام افسرانِ انگریزی کو گانٹھ لیا ہے مناسب وقت یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جان کر انگریزون کو گرفتار کرو حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہر مہم مین ہمارے شریک رہتے ہین اُنکے ساتھ یہ دغابازی فتوت کے خلاف ہے شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہے تو بظاہر اُن سے جنگ کرنی چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنی ممکن ہے۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ بن احمد شاہ دُرّانی کی خدمت مین لکھی۔ اور

سپرد کردیا تھا وہ اضلاع فروخت کیے گئے۔ سرکار کمپنی کا مدت سے ارادہ تھا کہ ان
اضلاع کو اپنی حفاظت مین نہ رکھے کیونکہ وہ اُسکی حکومت سے بہت دور تھے اور گورنمنٹ
کا خرچ بہت پڑتا تھا پانچ برس مین دو کروڑ روپیہ اُن مین خرچ ہو گیا تھا اور آمدنی اسقدر
نہ تھی اسلیے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھ مین اُن کا جانا تو اندیشہ اور
خوف سے خالی نہین بادشاہ مین خود یہ قابلیت نہین کہ اُنکو اپنے پاس رکھ سکین
اسلیے وزیر کو دینا مناسب ہے۔ منشی ذکاراللہ لکھتے ہین کہ اُسوقت اس بات پر خیال
نہین کیا کہ بادشاہ نہ اُسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تھا جب اُسکو یہ اضلاع
دیے گئے تھے اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دیے جاتے ہین
وہ نامرد کب اس قابل تھا کہ اُن اضلاع پر بغیر انگریزون کی دستگیری کے حکومت
کرسکتا کیونکہ گورنر خود لکھتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کرسکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا
وہ خاک کرتا مگر ہان ہم بھول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تھا اور گورنر کو یہ منظور
تھا کہ جو معاملہ ہو اُس سے روپیہ پیدا کیجیے اس لیے اُس نے ان اضلاع کو بھی اپنی
ٹکسال مین ڈھال کر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکھ روپے کو فروخت کیا
جسمین بیس لاکھ روپے نقد لیے گئے باقی دو برس کے وعدے پر۔ پندرہ لاکھ
روپیہ اُسوقت کہ یہ اضلاع اُسکے اضلاع مین بالکل شامل ہو جائین اس ملک کے
لینے سے وہ بڑا خوش تھا جسمین چند برس ہوے کہ سب دیکھ چکے تھے کہ اُسنے اپنے
عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغابازی و بے ایمانی کرکے مار ڈالا تھا اور گورنر نے
۲۶ لاکھ روپے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بھی

اور ہتھیارون کی درستی کر رہے ہین اس کدورت کو اور زیادہ کر دیا انگریز بنگالے سے بنارس مین اس امر کی تحقیقات کے لیے آئے شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت اُنکے دل صاف کر دیے اور ظاہر کیا کہ یہ خط بکسر کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے اور یہ جدید فوج سرکار کمپنی کے دشمنون کی سرکوبی کے لیے تیار کی گئی ہے۔

فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ جب گورنر ہیسٹنگز بنارس مین اس واقعہ کی تحقیقات کو آئے تو شجاع الدولہ اُن کے ارادے پر مطلع ہو کر اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ جریدہ وہان گئے اور تیس لاکھ روپے ساتھ لیتے گئے۔ وہ روپے گورنر کی تواضع کیے اور صفائی کر لی۔ بہرصورت اس خط کی تحقیقات کا واقعہ بنارس مین ستمبر ۱۷۷۳ء مین پیدا ہوا۔ کیونکہ اس زمانے مین ہیسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس مین ملاقات ہوئی تھی۔

افضل التواریخ مین رام سہاے نے جو لکھا ہے کہ نواب نے کسی جلسے مین گورنر جنرل سے یہ کہا کہ اگر آپ کو میری طرف سے اور سرداران افاغنہ سے اطمینان نہین ہے تو فوج انگریزی مقام فرخ آباد اور کانپور مین مقیم کر دیجیے اور اُسکی تنخواہ چھاؤنی ملک اودھ سے محسوب ہوگی اس بات کو گورنر جنرل نے پسند کیا اور فوج سرکار انگریزی کی چھاؤنی دونون مقامون مین ہوگئی بعد اسکے نواب فرخ آباد ہوتے ہوے اٹاوے مین آئے اس بات کا کسی اور کتاب سے ثبوت نہین ملتا۔

ایک بڑا معاہدہ اور اس ملاقات مین گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹون نے اپنے نام لکھا لیا تھا اور ناظم شاہی نے مرہٹون سے اُنھین بچانے کے لیے انگریزون کے

جبتک اُنکے کام مین رہے سارا خرچ اُسکا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتے ہین کہ اس
معاہدے سے ایک تہائی خرچ سپاہ کا جبتک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہیگی
کم ہوجائے گا اور چالیس لاکھ روپے سے خزانہ معمور ہوگا اور وزیر کو ہمسایۂ بد سے
نجات ہوگی اور اُنکا ملک محفوظ ہوجائیگا انگریزون کو روپے کا اور وزیر کو ملک کا
فائدہ تھا مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے
کے لیے جبتک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضی نہو بڑے حیف کی بات ہے
اور ایسے ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔

عدالت اور ضرورت جو اپنے عذرات اس حرکت کے لیے پیش کرتے ہین وہ عجیب
و غریب وضعیف و کمزور ہین عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون
نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ وحوالہ بتلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلیے
کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت اور مرہٹون کے نکالنے پر موعود تھا جبکہ مرہٹون کی
یورش کا برابر کھٹکا لگا ہوا تھا اور روہیلون کو اُنکی طرف سے اطمینان خاطر حاصل
نہوا تھا تو وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے اُس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو
نھین کو بھسم کرتی اپنے پیر مین آپ کیون کلھاڑی مارتے۔

پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اُنھون نے مرہٹون کی
امداد کی تھی محض غلط ہے وہ ساری اپنی سپاہ اُنسے لڑنے کے لیے آمادہ رکھتے تھے
مگر کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اُنھون نے سمجھا کہ اب ہم بالکل مرہٹون کے
ہاتھ سے غارت ہوے تو کچھ دے کر اُنکی آتش غضب کو دھیما کر دیا ہو حق پوچھیے تو
روہیلون کے مرہٹون کی مدد نہ کرنے پر ہی مرہٹے اُنکے ملک کو تاخت و تاراج

موقوف کردیے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اُنکی مدد کو آئے تو اُسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکھ دس ہزار روپیہ سکۂ رائج الوقت اودھ ہوگا اور ہر برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورون کی چھ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی - ایک کمپنی توپخانے کی اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اُس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اُنکی حد مین پہونچے گی اور اُس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اُسی طرح اُسکا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۱۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بھیجی کہ وزیر کو جو عناد دلی روہیلون سے تھی وہی میری ملاقات مین اُنھون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اُنکی امداد کرکے روہیلون کے مُلک پر قبضہ کرادین - گورنر نے بے تامّل اس کام کی ہامی بھری بلکہ شجاع الدولہ کو اور زیادہ اس کام پر آمادہ کیا - مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تھے اور انگریزون کے وہ حضرت پیر و مرشد تھے جو وہ کہتے تھے سو کرتے تھے کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تھا گو کبھی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا اور کوئی اُس سے بگاڑ کی بات نہین کی مگر حضرت برائے مصلحت سب کچھ جائز ہے - اُدھر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چھٹی پر چھٹی آئی کہ روپیہ بھیجو روپیہ بھیجو اور سپاہ کا خرچ کم کرو اِدھر یہان فوج کی تنخواہ کا تنخواہ پر چڑھنا فصلون کا نکما ہونا کاشتکارون کا بھاگنا آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کروڑ روپے کا قرض پھر اُسکا سود در سود چڑھنا کیا کیا آفتین تھین یہ وقت بہت نازک تھا اسلیے آپس مین معاہدہ ہوگیا کہ چالیس لاکھ روپیہ نواب وزیر نقد دین اور سپاہ

اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اس طرح بھی کوئی اندیشہ نہین ہے مگر وہ خالی از تکلف نہین بہتر یہ ہے کہ ریاستہاے غیر سے جو سول گورنمنٹ کا افسر ہو وہ خط و کتابت کیا کرے۔ اُنھون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجھ مین اور شجاع الدولہ مین باتفاق راے یہ امر قرار پایا ہے کہ خط و کتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے واسطے جن مین تحریرات سے جھمیلا پڑ جاتا ہے ایک اجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اُنکے ساتھ رہا کرے اور اُسکے مقرر کرنے کا فقط مجھے ہی اختیار دیا جائے اور مین ہی اُس سے خط و کتابت کیا کرون اور اُسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا مڈلٹن صاحب کو کچھ اُسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی اور خفیہ خط و کتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے کچھ عرصے کے بعد کونسل کے ممبرون مین سے فرین سس اس بات پر کہ تمام تحریرات معاملات اودھ کی ہسٹنگز صاحب نے اُسکو نہ دکھائین ازوختہ خاطر ہو کر ہسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا اور اُسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا اور مونسن اور کلیورنگ بھی اُسی کا دم بھرنے لگے اسلیے کونسل مین ان کا فریق غالب تھا اور صرف بارول جس نے ہند مین مدت تک کام کیا تھا ہسٹنگز کا طرفدار تھا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکھ کر بھیجا کہ تم ہمسے ساری خط و کتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اُسکو اودھ سے واپس بُلالین۔ اسپر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورنمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جائیگی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار ہے اُسکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک

کرتے تھے اگر یہ اُنسے مِل جاتے تو وزیر اور اُنکے ملک کی خیر نہ تھی مرہٹے اُن کے ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولھے مین آگ اور گھڑے مین پانی تک نہ چھوڑتے وزیر نے اگرچیزے بچیزے کچھ روہیلون کی مدد کی تو یہ عین اُن کے ملک کی حفاظت تھی۔

انگریزون کو روپے کی ضرورت اُن پر یہ فرض نہین کرتی تھی کہ وہ روہیلون کا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا تو عقلاً بھی نامناسب تھا گورنر خود لکھتے ہین کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی مُلک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا۔ اسلیے اُسکا مُلک بڑھنا سرکار کمپنی کی گردن پر مُلک کی حفاظت کا بوجھ رکھنا ہے۔

بنارس سے گورنر کلکتے کو گئے اور تمام معاملات کی کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی مگر روہیلون کے استیصال کی خبر مخفی رکھی اور شجاع الدولہ کو اپنی طرف سے اُسکے لیے اُکساتے رہے۔ ہسٹنگز جو ہندوستان کے گورنر جنرل تھے اور اپنی کونسل کے ساتھ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقون کے حاکمِ اعلیٰ تھے اُنکی کونسل مین پہلے یہ لوگ ممبر مقرر ہوے تھے فرین سِس جو بعد اسکے سر فلپ فرین سس ہوا۔ اور کرنیل مَون سَن اور کلیورنگ اور بارول۔ کلکتے مین آن کر ہسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جسکے بڑے عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوے۔ ابتک یہ دستور تھا کہ ہندوستانی رئیسون سے جو خط و کتابت ہوتی تھی وہ اُن افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اُس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تھا۔

اسی مقام مین سُنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کر کے جنگ کے لیے مستعد ہین نواب کے حکم سے مرتضی خان اور محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علی خان نے توپخانہ و فوج لیجا کر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھ توپین چڑھا کر مقابلہ شروع کیا مگر نواب کی فوج نے اسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹون کی توپ بیکار ہو گئی اور اُنکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹ رمضان کو اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر قلعہ مین حاکم تھا اُسنے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرا کے قلعہ خالی کر دیا۔ نواب نے یہین عید کی نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا۔ میر سید علی داروغہ پلٹن کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تھا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کر کے اُس پار مقیم ہو جاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج اُدھر سے عبور کر کے قلعہ کی طرف مدد کے لیے نہ آئے اور نہ اُدھر سے رسد پہونچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چارسو سوار اور بار برداری اور اونٹون کے ساتھ ادھر کو آتا ہوا نظر آیا۔ سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر باڑھون پر رکھ لیا بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کر کے ہتھیار ڈالدیے میر مذکور نے اُنکو رہا نہ کیا بلکہ اُسی حالت مین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اُنکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلوا کر چھوڑ دیا اور اُنکے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی۔ ۳۰ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوے اور یہان پر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا۔ جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہونچتا ہے

انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اسیلیے اُنکی راے کو غلبہ رہتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا۔ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اُنکے پاس پہونچتا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآبہ پر قبضہ کرنا۔اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراج گزار بنانا۔ اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اسوقت مین ایسی سخت بارش ہورہی تھی کہ پرندون کا اُڑنا دشوار تھا تھوڑی سی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پُل بندھوا کر اُس کو عبور کیا اور دوآبے کی طرف کوچ کیا۔اور محالات جیکلہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے۔انشاے فیض بخش مولفہ محمد فیض بن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۲۷ رمضان ۱۱۸۷ھ کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا۔نواب کا گزر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا نواب نے چارون کی گردن اُڑوادی کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستائے۔

ان دونون پرگنون مین شامل ہین بعد تھوڑے عرصے کے الماس علیخان خواجہ سرا جو اُس زمانے کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اُسکی حکومت کا یہ تھا کہ اُسنے اپنے ماتحتون کو یہ جرأت دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چھین لین راجہ تروا و ٹھٹھیا اور چودھری کشن گڑھ کو اس کارروائی سے کُل جاہ و منصب پیدا ہوا۔ کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اُس قسم کا اور اُس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا۔ ریاستون مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعتون کی حالتون مین پیدا ہوا اسمین شبہ نہین کہ اس دریا کے شمالی کنارے رہنے والون کی بہ نسبت دکھنی کنارے کے رہنے والون پر انتظام حکومت زیادہ تر خراب تھا۔

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودھ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ تمپر کیا مصیبت آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگئے اور پٹھانون کا نام ڈبو دیا کاش تمھاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر تم فرخ آباد سے نہ نکلتے اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تو شجاع الدولہ اپنے اُس لشکر اور خدم و حشم کے ساتھ تمھارا کچھ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمھاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے۔ خدا بخشے تمھارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جن کی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوے افسوس تم ہیر کہ اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہونچایا اور ہم

نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اُس کے متصل ٹھہر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جس کی عمر اُسوقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی تعزیت کے لیے فرخ آباد کو بھیجا اور اُس کو اپنا خراج گزار کرلیا۔

۱۱۸۵ھ مطابق ۱۷۷۳ء مین یہ نواب بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گزار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہم کو دریافت نہین ہوئی۔ اُسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد چندے ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کیمپ کی تنخواہ کے لیے مقرر کیا گیا جو کہ فتح گڈھ مین مقیم تھی[۱]

آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اٹاوہ فتح کرنے مین بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا۔ نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اُسکے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ اور نواب وزیر کے ہمراہ مظفر جنگ ضلع علی گڈھ مین کوڑیا گنج دہر دوگنج کو روانہ ہوا۔ اُس سال محرم کے رسومات اُسی ضلع کے قصبۂ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے انجام دیے گئے۔ ایک حکایت یہ ہے کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[۲] و تروا[۵] و ٹھٹھیا اور سکت[۳] پور اور کسی قدر حصۂ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کردیا۔ جو حصہ مُلک کا اس طرح سے اودھ مین حاصل کیا گیا تھا وہ کُل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگیا۔ ماسوائے چھبر[۴] آمئو و سکھراؤن[۶] کے اور شاید بہت سے حصّے سارخ کے

۵ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

کہ آگرہ بھی نجف خان ضرور فتح کرے گا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور چونکہ اُنکو ذوالفقارالدولہ کی طرف سے بیحد کدورت تھی اسلیے ایلچی خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جائے اور اُنکا قصور معاف ہوجائے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھ کی بڑی آرزو ہے بادشاہ نے اس موقع پر بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقارالدولہ سے مجدالدولہ بھی رنجیدہ تھا اُس نے نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے جمنا پار کے مُلک کو نواب ضابطہ خان کے سپرد کرادیا۔ ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقارالدولہ کی کساد بازاری کی فکر کرنے لگے جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا داؤن نہ چلا تو انتہاے ریاکاری سے دلی دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدل دیا۔ اور ذوالفقارالدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا اور اُس سے ملاقات کرکے بھولیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور لسنبت علی خان کو ہمراہ کرکے مقام اٹاوہ سے آگرے کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بھیجا اور اس وجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقارالدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے کیون اتفاق کیا[۱] مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ یہ مرزا نجف خان اصفہان کی پیدائش ہے شاہ ایران کے متوسلون مین ہونے کی وجہ سے نادرشاہ نے اسکو قید کردیا تھا جب نواب عزت الدولہ مرزا محسن برادر بزرگ نواب صفدر جنگ محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کی طرف سے ایلچی بن کر نادرشاہ کے پاس ایران کو گئے تو نجف خان کو چھڑا کر اُسکے کُنبے کے ساتھ ہندوستان مین لے آئے اور اُسکی بہن سے نکاح کرلیا مرزا کی عمر اسوقت ۱۸ سال کی تھی مرزا محسن کے مرنے کے بعد الہ آباد مین

[۱] مفتاح التواریخ فیض بخش ص ۲۲ و ۲۴ و عماد السعادت ص ۱۱۰

لوگون کو بے اعتبار کردیا۔ نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا
جو اُسے دیکھ کر بہت آزردہ ہوے۔

شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے
ساتھ لیکر ہلدوہ اور کوڑیا گنج کے نواح مین پہونچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب
ضابطہ خان کو نرم چرب باتین لکھ کر اپنے پاس بُلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم
وحشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے متبع ہوگئے۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو
کبھی خیال مین نہ لاتے تھے۔ ہمیشہ مقابلے پرآمادہ رہے اُنھون نے عزت وحمیت کو
خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون
مین داخل ہوگئے درجۂ امارت وحکومت کو ہاتھ سے کھودیا۔ اور قوم کی ننگ وعار کو
چھوڑدیا پھر تھوڑے ہی عرصے مین جو کچھ اسکا نتیجہ پایا وہ تمام عالم پر روشن ہے
حاجت تحریر نہین۔

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

ـــــــــــــہ مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بھرت پور
کے مُلک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اُسکو شکست دے کر مقابلے سے بھگادیا نول سنگھ
ڈیگ مین پناہ گزین ہوا۔ آگرے کے قلعہ پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست
کی طرف سے دان ساہ وہان پر نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا۔ نجف خان نے قلعہ کا
بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدّت کی اور قلعہ پر توپون سے گولہ باری
کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی ہزیمت کی خبر سُن کر یہ خیال کیا

قدم رکھین اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے کے لیے لڑائی مین انگریزی فوج
کو لگائین اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لیے کسی کا ملک فتح کرین اُنکو کونسل کا
صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے
لیے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اُس ملک کو محفوظ رکھین اور اگر کوئی انگریزون
کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزون کی شرکت کرین
کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے
ملک کا سد راہ اور فدیہ ہے جو کوئی اودھ کا قصد کریگا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاؤ
کے لیے اُس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کے شریک ہوگئے
نواب وزیر نے نواب سید سعد اللہ خان اور عنایت خان کے احسانات پر
خاک ڈالی کہ اب اُنکی ریاستین کمزور تھین۔ اُنکے دل مین شکست اور ماتحتی کا انگریزون
کی طرف سے بھی خار کھٹکتا تھا لیکن انکی طاقت کے سامنے سر نہین اُٹھا سکتے تھے
اسلیے حیدر علیخان والی سرنگ پٹن کو اپنے خط مین انگریزون کی بہت کچھ طرفداری
کے الفاظ لکھے اور اپنے آپ کو اُنکا نہایت خیر اندیش دکھایا۔

اپنے دوست انگریزون کی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑھائی حافظ رحمت خان کی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلون کو اُسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل
مرہٹون کی چڑھائی کے وقت پایا تھا تو اُن چالیس لاکھ روپون کے پورا کرنے
کے واسطے جو بوجہ عہدنامے کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت

اُنکے بیٹے محمد قلی خان کے ساتھ رہنے لگا جب شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو دغا سے قید کرلیا تو نجف خان چند رفقا کے ساتھ بھاگ کر قاسم علیخان ناظم بنگالہ کے پاس چلا گیا جب اُسکا بھی کام بگڑ گیا تو منیر الدولہ کی سفارش سے شاہ عالم کی ملازمت حاصل ہوئی اور اپنے کامون کے صلے مین ذوالفقار الدولہ نواب نجف خان بہادر غالب جنگ خطاب پایا پھر امیر الامرائی کے درجے پر ترقی کرگیا۔

شجاع الدولہ کی روہیلون کی بربادی کے لیے تدبیر

شجاع الدولہ مُلک میانۂ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوے گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے سیر المتاخرین کا مؤلف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اسلیے روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا اور جسقدر محبت و اخلاص نواب سید سعداللہ خان اور عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اُنکو تھا بالکل فراموش کردیا ۱۱۷۱ھ مین غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی کے ہاتھ سے نواب سید سعداللہ خان نے وزیر کی ریاست بچائی اور عنایت خان پانچہزار فوج کے ساتھ اُنکا شریک تھا جبکہ پٹنے پر انگریزون سے اُنکو جنگ پیش تھی یہ سب احسانات اُنھون نے بالاے طاق رکھدیے اور ہسٹنگز صاحب گورنر کو تین۳ لاکھ روپے رشوت مین دے کر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان سے جنگ کے لیے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرم ناسہ اور حدود صوبۂ اودھ و الہ آباد تھے آگے کو

توپون کے سوا سات سو توپین وہ تھین جو فیض آباد مین دریا کے کنارے بنائی گئی تھین

۸۔ نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلون کے استیصال کے واسطے جو وعدۂ امداد کیا گیا ہے اُسکا ایفا ہو۔ اس یکایک درخواست سے گورنر چکرا ے ابتک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی۔ غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹھہری کہ سپاہ کمک کے لیے بھیجی جائے اور شرائط سپاہ بھیجنے کے وہی رہین جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری تھین۔ اُسوقت گورنر اپنی فطرت کو دکھا گئے کہ اُنھون نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کرین کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق مین نہایت فائدہ مند ہین اور وزیر پر ایک بار گران ہین اسلیے ظن غالب ہے کہ وزیر اُنکو منظور نہ کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی مین نہ پھنسنا پڑے گا اسلیے اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اعلےٰ ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہوسکے احتراز کیا جائے۔ اگرچہ لندن مین کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلون کی لڑائی مین سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اُس عہدنامے کو جو بنارس مین ہوا تھا منظور کیا اور یہی وجہ ہے کہ ہسٹنگز گورنری ہندوستان سے مستعفی ہوکر چلے گئے اور ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلاے عام) مین ۴۔ اپریل ۱۷۸۶ء کو اُن پر اس وحشیانہ کام کے لیے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا تو ۲۔ جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یون ضعیف ہوا کہ اسکو کورٹ آف ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا تھا۔

اس مدد کے عوض مین شجاع الدولہ نے انگریزون کو چالیس لاکھ روپے

روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اُنکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی۔ روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرآت آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۷ھ مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے مُلک پر چڑھائی کرین تو یہ غلام کئی لاکھ روپے ایلچ خان کی معرفت نذر کریگا اور خالصے کے علاقے پٹھانون سے ہاتھ سے نکال لے گا۔ ذوالفقارالدولہ نجف خان کو بھی اس فوج کشی مین ساتھ لانا چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے مُلک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے مجھ سے کمک چاہی تھی اور اُسکے عوض روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اُس رقم کی ادائی مین کج معاملگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لے کر قلعہ سے روانہ ہوے دریاے جمنا کے دوسرے کنارے پر خیمے کھڑے کراے اور نجف خان کو حکم دیا کہ اُسکی فوج ہمارے لشکر کا ہراول رہے اُسی دن بادشاہ کو تپ آگئی اسلیے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دے کر ایلچ خان کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان ابناے دوندے خان سے بھی اس معاملے مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بدایون کا حصہ ان لوگون کے قبضے مین تھا۔

عمادالسعادت مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۸ھ مین شجاع الدولہ کے پاس ۱۱ہزار سوار اور ایک لاکھ تیس ہزار پیادے اور ۷ ہزار ہرکارے نوکر تھے اور ر پُرانی

تو تمھاری مرضی کے موافق تمھارے ساتھ سلوک کیا جائے گا شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اُسپر مہر کردین وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کرکے مہر کردی اسی طرح احمد خان بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا اور خود وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خان کی شرکت نہ کرونگا اسی طرح محتشم خان نے جو ایک نامی اور معزز رسالہ دار تھا حافظ صاحب اُسکو پندرہ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالے کی تنخواہ علیحدہ دیتے تھے اور چند گاؤن جاگیر مین دے رکھے تھے شجاع الدولہ سے خفیہ سازش کرکے پچاس ہزار روپے کی ہنڈی طلب کی جب شجاع الدولہ نے ہنڈی بھیجدی تو اُنکے پاس چلا گیا حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کرکے تعجب کرتے تھے اور کسی سے تعرض نہین کرتے تھے نقش سلیمانی مین لکھا ہے کہ ہنگام تیاری جنگ نواب بیگم صاحبہ یعنی والدہ نواب شجاع الدولہ نے از راہ شفقت مادری نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ مین نے حافظ الملک کو دیکھا ہے وہ شخص نہایت ابرار وجرار ومتقی وپرہیزگار معلوم ہوتا ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم حافظ رحمت خان سے ارادہ جنگ کا نہ کرو اوّل تو فتحیابی دشوار ہے احیاناً اگر تمھاری فتح بھی ہوئی تو نتیجہ اسکا اچھا نہوگا نواب شجاع الدولہ فمائش اپنی ماں کی کچھ خیال مین نہ لائے اور آمادۂ پیکار ہوے اور انجام اسکا نواب کے حق مین اچھا نہوا۔ چنانچہ آگے مذکور ہوگا۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سُنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا ہے۔ تو حافظ صاحب اپنا سامان درست کرکے ۱۱ محرم ۱۱۸۸ھ کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے اور آنولے مین پہونچکر لڑائی کا جھنڈا کھڑا کیا۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوے۔ کچھ راجپوت

دینے کا وعدہ کیا اور سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین بریگیڈ مین سے جو دوسرا بریگیڈ
الہ آباد مین رہتا تھا اُس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے - کرنیل چمپین
جو کمانڈر انچیف تھا اُسکو سارا لڑائی کا اہتمام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء مین
لشکر لیکر چلا ۲۴ فروری کو شجاع الدولہ کے ملک مین پہونچا - شجاع الدولہ شاہ آباد
ضلع ہردوئی مین جو اُنکی سرحد پر واقع تھا انگریزی فوج سے ملے - اُن کا ارادہ
روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کی طرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی
افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور
رام گھاٹ پر کشتیون کا پُل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی اور آخری مانگ روپے کی
بابت دھمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی - حافظ صاحب اس کارپردازی
سے آگاہ ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے - مگر اسوقت روہیلکھنڈ مین طوفان بے تمیزی
برپا تھا - محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان - احمد خان
و محمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خان اور احمد خان و اعظم خان وغیرہ ابناے فتح خان
خانسامان نے حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاؤ کر رکھا تھا اُنکو
خیال مین نہین لاتے تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا - ۱۱۸۷ھ
کے آخر سال مین شجاع الدولہ کی طرف اُن لوگون کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے
اور اُنکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک انکے دلون مین نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب
سے بدظن ہو گئے - اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ
سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا چنانچہ محب اللہ خان اور فتح اللہ خان نے
قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھ کر کہ مین روہیلکھنڈ کا مالک ہو گیا

اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ مئو۔ فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پٹھان نوکر بے نوکر ننگ قومی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہوگئی تو منافق بھی اپنے بیگانون کی طعن وتشنیع کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

جس وقت حافظ رحمت خان آنولے مین اپنے سامان جنگ کی درستی مین مصروف تھے اُسوقت شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گھاٹ پر گنگا کے پُل کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پُل تیار کرکے سیدھے اپنے ملک سے روہیلکھنڈ مین داخل ہوین اسلیے کہ رسد بھی اچھی طرح اپنے ملک سے پہونچ سکے گی اس بات پر رائے قائم ہوکر شجاع الدولہ نے گھاٹ نانا مئو پر پُل تیار کرایا اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنیل چمپین تھا روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوے۔

نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایکہزار سپاہ کے ساتھ شجاع الدولہ کے شریک تھے جیساکہ تاریخ فرخ آباد مؤلفہ ولی اللہ وسیر المتاخرین و فرح بخش مؤلفہ شیو پرشاد و اخبار حسن وتذکرۂ حکومتہ المسلمین وعماد السعادت وتاریخ اودھ مولفہ اگر سہاے وغیرہ مین مذکور ہے۔ شجاع الدولہ نے گوہ پہونچکر یہان کے رانا لوکیند رسنگھ کو جو حافظ الملک کا دوست تھا اُنسے منحرف کردیا یہ مقام قلعۂ گوالیار سے اٹھائیس میل شمال ومشرق مین واقع ہے اب یہان کے والیان مُلک دھولپور مین رہتے ہین اور قوم کے جاٹ ہین۔ شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہونچے تو اتمام حجت کے لیے ایک تحریر روہیلون کی طلبی مین[لہ] حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اُنھون نے اس تحریر کو دیکھکر اپنی فوج کے ساتھ

لہ دیکھو رسالہ [illegible] ۱۲

چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور میان دوآب یعنے فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوے۔
نواب سید فیض اللہ خان بہادر والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادون کے
ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے پاس چلے گئے اور اُنکے چھوٹے بھائی سید محمد یار خان
اور اُنکے بھتیجے سید نصر اللہ خان بھی دو دو ہزار آدمیون کی جمعیت سے پہونچ گئے۔ ہفتے
کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر فتح خان خانسامان بھی حافظ صاحب
کے لشکر مین شامل ہوگئے۔ مگر یہ دونون باطناً یہی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب مارے
جائین کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے بیدل
کر رکھا تھا اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے غرضکہ تھوڑے عرصے سے
روہیلکھنڈ مین فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پھیلگیا تھا اور ہر ایک دوسرے
کی بربادی کی طرف مصروف تھا اور دوسرے کی خرابی کے لیے غیرون کو کھڑا
کرتا تھا محب اللہ خان ابناے دوندے خان اس لڑائی مین اوّل سے شریک
نہوے کیونکہ انکو جسقدر حافظ صاحب کی مدد کرنے کا خیال تھا اُسیقدر شجاع الدولہ
کے معاہدے کا پاس تھا یہ دونون سردار نواب شجاع الدولہ کی چکنی چپڑی باتون
اور غلام محمد کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید لاکر عہد و پیمان کیا تھا حافظ صاحب
سے باطناً منحرف تھے اسکے علاوہ انکے پاس نہ سامان درست تھا نہ روپیہ تھا
سپاہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تھی اسلیے ان دونون بھائیون نے روپیہ
نہونے کا عذر کیا حافظ صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ اُنکے پاس بھیجدیا۔ اسیطرح
جس نے تنگدستی کا عذر پیش کر کے حاضری سے مجبوری ظاہر کی اُسے کچھ بھیجا اسپر
بھی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوے تھے سامانِ سفر کی تیاری کا بہانہ کر کے

اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا آخرکار انگریزی
فوج اور شجاع الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہ جہان پور کی جانب اس خیال سے بڑھی
کہ روہیلون کو جلدی لڑائی مین مشغول کرے اور موسلی کے قریب میدان مین ٹھہری
اس پیشقدمی نے روہیلون پر ظاہر کیا کہ مخالف کا ارادہ پیلی بھیت پر دھاوا
کرنے کا ہے جہان پر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود تھے اس واسطے
حافظ رحمت خان اس فوج کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑ کر
میدان مین نکل آئے۔ شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میران پور کٹرہ
ضلع شاہ جہان پور مین آ پہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر
امن کے قابل جگہ تھی تو کرنیل چمپین اپنی تجویز پر ناز کرنے لگا۔

لڑائی جس مقام پر ہوئی اُسکا نام اور ینہ بیان ہاے ذیل سے معلوم کرو
جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ مقام لاہی کھیڑہ مین دریاے
بھگل کے کنارے فرید پور کے متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تھی اور عماد السعادت
مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کما لزئی خان اور فرید پور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی
اور شیو پرشاد مؤلف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کھیڑے کے نشیب مین انگریزی
توپخانہ قائم کیا گیا تھا۔ کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہ جہان پور ممالک متحدہ مین
شاہ جہان پور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھ میل اور شاہ جہان پور سے اٹھارہ
میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے
اور روہیلکھنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے۔

حافظ صاحب کی فوج کی مذکورۂ بالا تعداد گزیٹیر کے حصۂ شاہ جہان پور کی

مخالف کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کیارا کے گھاٹ رام گنگا کو عبور کر کے فرید پور پہونچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے۔ شجاع الدولہ کی فوج روہیلکھنڈ مین داخل ہو کر شاہ جہان پور کے قریب پہونچی۔ عبداللہ خان نبیرۂ نواب بہادر خان رئیس شاہ جہان پور حافظ صاحب کی طرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب سے علاوہ دوستی رکھنے کے اُنکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اُسنے یہ حال سُنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہ جہان پور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔ شجاع الدولہ نے اُسکو مصلحۃً خلعت عنایت کیا اور ساتھ لے کر شاہ جہان پور سے دو تین کوس پر مقام کیا۔ سُنا جاتا ہے کہ شاہ جہان پور کے پٹھانون کی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تھا۔ یہ علاقہ اودھ اور روہیلکھنڈ کے خاص دُھرے پر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور مباحثے مین رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ کی دست بُرد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹھ یعنے شمالی اور مشرقی حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانون کے تصرف مین تھا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہ جہان پور پہونچنے کی خبر سُنکر چوبیس ہزار سوار اور چار ہزار بان انداز اور ساٹھ توپون کے ساتھ فرید پور سے روانہ ہوئے اور بھگل ندی کو عبور کر کے میران پور کٹرے کے مقام پر آئے یہان پر آبادی کے قریب آنبون کے باغون مین فوج کا حصار بنا کر قیام کیا۔ حافظ رحمت خان کی طرف سے جسقدر تاخیر ہوتی تھی وہ اُنکے واسطے مفید تھی کہ اُنکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی تھی

رحمت خان پر کیا اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدّت گزر چکی اور ابتک آپ نے
وہ روپے ادا نہ کیے اب مناسب یہ ہے کہ وہ روپے جلد پہونچائیے ورنہ لڑائی کے
لیے تیار ہونا چاہیے تو حافظ رحمت خان نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے
فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور نواب سید فیض اللہ خان اور دوسرے
سردارانِ روہیلہ کو جمع کر کے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اُنکی فوج
انگریزی طریقے پر تیار ہے اور انگریزی فوج بھی اُنکی مدد کو ساتھ ہے ہم سے لڑنے کا
ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہین کہ ہمارا ملک چھین لین اُنکی اور اُنکے مددگارون کی
جنگ سے عہدہ برآ ہونا نہایت مشکل ہے بہتر یہ ہے کہ اس بلا کو روپیہ دے کر
ٹالدین کیونکہ اس معاملے مین حق اُنھین کے ہاتھ مین ہے ورنہ لڑ کر مقابلے مین
کامیابی حاصل کرنی مشکل ہوگی چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے درپردہ
دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھے تمھارے مُلک سے کچھ غرض
نہین البتہ اگر حافظ رحمت خان کی اعانت کروگے تو تم سے بھی کینہ قائم ہوگا۔
اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے۔ اور ان احمقون نے اُن
روپون کے دینے مین جنکے ضامن اُنکے اور دوسرون کی طرف سے حافظ رحمت خان
ہوے تھے پہلوتہی کی ؎ اور لڑائی کرنے کے لیے صلاح دینے لگے اور دوسرے
نوجوان سردارون نے بھی اپنے غرور شجاعت کی ترنگ مین آکر اُن روپون کے
دینے مین تنگدستی کے عذر پیش کیے اور حافظ صاحب کو لڑائی کی ترغیب دینے
لگے اور اُنسے شرکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے بہت سا سمجھایا کہ فرنگیون
کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے میدانِ جنگ مین آبروے مردمی جاتی رہیگی

ھ تاریخ مظفری صفحہ ۱۱۲۴ تا ۱۱۲۶

جلد مین بیان کی ہے۔ اور گلِ رحمت مین اُنکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے اور اسمین نوکر بے نوکر سب شامل ہین اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے اور سیر المتاخرین۔ تاریخ مظفری۔ اور تنقیح الاخبار کے مؤلفون نے کہا ہے کہ اُنکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی۔ اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے بھی زیادہ پٹھان جمع تھے۔

شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ اس عرصے مین کئی یلاًنوسے اور ٹانڈے مین نواب سید فیض اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہیے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہین اُن سے صلح کر لینی چاہیے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہان ہے کہ دے کر صلح کرلون۔ نواب سید فیض اللہ خان نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے مَین دے سکتا ہون مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدو مین اُنسے بات چیت کر لونگا اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصۂ رسدی وصول کر لیا جائے گا حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا نواب سید فیض اللہ خان کا کہنا نہ مانا۔ میرے خیال مین حافظ رحمت خان کا روپے دے کر صلح نہ چاہنا اس وجہ سے ہوگا کہ وہ شجاع الدولہ اور اُنکے باپ صفدر جنگ کی فوج کو بے حقیقت سمجھتے تھے اور کئی بار اُنکو نیچا دکھا چکے تھے مگر انگریزی فوج کی لڑائی دیکھنے کا اتفاق نہوا تھا اسلیے اس دھوکے مین رہے کہ شجاع الدولہ کو پھر بھگا دینگے۔ لیکن اسکے خلاف سیر المتاخرین مین یون تحریر کیا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپون کا تقاضا حافظ

انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار لڑنے کے ارادے سے اُتارا تو پہاڑ سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر شجاع الدولہ کو دیدیجیے اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بیچ مین واسطہ کیجیے مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلّم ہے مین قرض نہین لیتا مجھے پھر ایسی عزت کی موت اپنے مُلک کی حفاظت کرنے مین کب ملے گی اسلیئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے لیے تیار ہوے یہ بات سچ نہین معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم کرلیا اور مصالحت کا خیال نہین کیا اسلیے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادیجیے مگر جب شجاع الدولہ سے اسکا ذکر کیا گیا تو اُن سے چالیس لاکھ روپون نے نچے دیدیے اور اُنھون نے دو کروڑ روپے مانگے۔

غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹۔ اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ھ کو لڑائی کے لیے سوار ہوے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ نہوا۔ ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے توپخانے کو بڑھا کر لاہی کھیڑے کے نشیب مین دریاے بہگل کے کنارے پر جمادیا۔ حافظ صاحب کے مخبرون نے اُنکو اُسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے کل کا دن مقرر کیا ہے[1] ۱۱ صفر ۱۱۸۸ھ مطابق ۲۳۔ اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اُنکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے بسنت علی خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کرکے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا اور محبوب علیخان

بھاگتے نظر آؤگے انگریزی فوج کی آتشباری تمکو خاک مین ملادے گی۔ چونکہ ان روہیلون کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر او ہر قسم کے بندگان خدا پر ہوے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہوچکا تھا اُسکا وقت آچکا تھا اُنکی عقلون پر بے وقوفی کے پردے پڑگئے تھے اسلیے اُن مستحقین غضب الٰہی مین سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت پر التفات نہ کیا اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔

اس بیان مین نواب سید فیض اللہ خان کا نام محض حافظ رحمت خان کی اولاد کے اغوا سے لکھا ہے ورنہ کوئی تاریخ کی کتاب یہ نہین کہتی کہ روہیلون کی برباد کرنے والی اس لڑائی مین نواب سید فیض اللہ خان اول سے آخر تک حافظ صاحب کے کبھی خلاف رہے ہون یا شجاع الدولہ سے کوئی سازش کی ہو اُنکے لائف مین حرف حرف دیکھا گیا کوئی بات عقل و اعتدال کے خلاف نہ پائی حافظ صاحب کے بیٹون نے مؤلف سیر المتاخرین سے اُن کا نام بھی لکھوادیا۔ اور حافظ صاحب کی طرفداری بھی اُسنے انھین لوگون کی خاطر سے کی ہے اور کچھ یہ وجہ بھی ہے کہ اُن کا جاہ و حشم خاک مین ملگیا تھا جو مؤلف سیر المتاخرین کی عین آرزو تھی پس جبکہ بنائے حسد کی جڑ ہی کٹ گئی تو بُرا کیون لکھتا اور نواب سید فیض اللہ خان کا جاہ و جلال یوماً فیوماً ترقی پر تھا۔ سیر المتاخرین مین یہ جو لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے کہا کہ اس معاملے مین حق شجاع الدولہ کے ہاتھ مین ہے۔ یقین نہین کہ ایسے لفظ حافظ صاحب کے مُنھ سے نکلے ہون۔ مؤلف سیر المتاخرین کے مذہب مین روہیلے غضب الٰہی کے آپ ہی مستحق ہونگے کہ یہ کٹر حنفی مسلمان اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔

مؤلف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے

اور عہدہ دارون کو تیاری کا حکم بھی عام طور پر نہ دیا گیا۔ سائیس گھوڑے لیکر اور
ساربان اونٹ کھول کر گھانس چارے کی فکر مین اور بیوپاری رسد کی تلاش مین
چلے گئے۔ آج بڑی غفلت روہیلون کے لشکر مین رہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے
اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے۔ پھر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان
بن شیخ کبیر سے غنیم کا مقابلہ بھی ہو گیا جو بقول مؤلف گیان پر کاش حافظ
رحمت خان کے لشکر کے ہراول مین تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے
وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین پہونچکر مستقیم خان
کے غول مین کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانون کے ساتھ دو تین دن
قبل لڑائی سے آیا تھا۔

سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب چپ سے انگریزی
فوج پر حملہ کیا اُنکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوے مگر بہت
سے سپاہی توپ کی زد سے نکل کر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہونچے اور کچھ
اُسکے صدمے سے ہلاک ہوے مگر پھر بھی کسی قدر دل چلے انگریزی لشکر مین گھس گئے
اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب مدد نہ پہونچی تو کامیاب نہوے۔ اسیطرح
نواب سید فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سیدھی طرف سے
اپنے مخالف پر حملہ آور ہوے اور اُسکے غول مین گھس گئے اور بڑی خونریزی کے
بعد مخالفون سے وہ گاؤن چھین لیا جسکی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے اور خود اُسکی آڑ
پکڑ کر بندوق وہان سے مارنے لگے۔ تنقیح الاخبار مین لکھا ہے کہ نواب سید فیض اللہ خان
اور مستقیم خان بسنت علیخان کی فوج کا مقابلہ کر رہے تھے اور حافظ صاحب انگریزی کی

خواجہ سرا کو نو ہزار پیادۂ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علی خان عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادۂ بندوقچی کے ساتھ جنکو نجیب کہتے تھے بھاری توپخانہ دے کر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بھیجا - اور میر احمد کو بائیس ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑے توپخانے کے ساتھ انگریزی فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلے پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹھہرے -

فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لیے تیار نہوا تھا - حافظ صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لیے سوار ہوے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا حریف ڈر گیا پس آج سوار ہونا کیا ضرور - حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین مصروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی - حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارے خبر لائے کہ انگریزون نے آپ کے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لیے کھڑے ہوے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوے اور نواب سید فیض اللہ خان کے خیمے مین آئے اور اُنسے مشورہ کیا - حافظ صاحب نے نواب موصوف سے کہدیا کہ مبادا اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نہ کیجیو بلکہ پہاڑ کی جانب چلے جائیو روہیلکھنڈ مین وہان سے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمھارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لیجائیو ابھی تک روہیلون کا لشکر پورے طور پر درست ہونے اور سنبھلنے بلکہ جمع بھی ہونے نہ پایا تھا کہ نقارہ بجانے کا

کچھ اور منٹ بندوقون کی گولیون کے اولے خوب پڑے سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچون کی طرح اُڑتے تھے - دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار میدان جنگ مین راہ عدم کے رہرو ہوے مستقیم خان کے فرار ہونے کے بعد حافظ صاحب جب اُنکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑے کو آگے بڑھا کر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزون نے دوربین سے سورج مکھی کو اُنکے سر پر پہچان کر ایا گولہ مارا کہ اُنکے سینے مین قلب کے محاذی[1] ٹکر کھا کر فاصلے پر گر پڑا - تنقیح الاخبار کا مؤلف کہتا ہے کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجھان رائے جو اُس جگہ موجود تھا کہتا تھا کہ گولہ حافظ صاحب کے پہلو کے برابر سے گزرا تھا جسکا ایک نیلگون داغ اُنکی جلد پر پڑ گیا تھا قیصر التواریخ مین لکھا ہے عجیب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اُسوقت حافظ صاحب جامۂ ہندوستانی پر متن قرآن شریف پہنے ہوے تھے - وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا چھاتی مین ایک سیاہ دھبہ گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا - جسکے صدمے سے حافظ صاحب گھوڑے سے گر پڑے پگڑی سر سے اُتر گئی خدمتگارون نے اُٹھا کر سر پر رکھی اور مُنھ مین پانی ڈالا ایک دو مرتبہ ہونٹ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہین بجے تھے کہ اُنکی جان نکلگئی - احمد خان پسر فتح خان اپنی فوج کو لیے ہوے علیحدہ کھڑا تھا یہ حال دیکھکر فرار ہو گیا حافظ صاحب کے بیٹے یعنی محبت خان - حافظ محمد یار خان - محمد دیدار خان - الہ یار خان - اور عظمت خان یہ خبر سُنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بھاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بھاگ نکلے اور پیلی بھیت کی طرف چلے گئے - نواب فیض اللہ خان اُسوقت اُس گاؤن کی

[1] سلطان تحفۃ الہند[illegible]

جنگ مین مشغول تھے۔ جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے سامنے نمودار ہوئی
تو اُسکے توپخانے نے بڑی تیزی کے ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ
یکایک احمد خان پسر سردار خان بخشی بغیر لڑے بھڑے شکست کا غلغلہ لشکر مین ڈالکر
بھاگ نکلا تاکہ روہیلون کے پاؤن میدان جنگ سے اُکھڑنے لگین۔ یہ خبر مشہور ہوتے
ہی پٹھان جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش کے بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحب کے
ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی۔ جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اُسنے تین طرف سے
زور دیا ایک طرف مستقیم خان پر دوسری جانب نواب سید فیض اللہ خان پر
تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولون کی خوب بارش ہونے لگی تو خاص
حافظ صاحب کی فوج بھی بھاگنے لگی۔ اس عرصے مین مستقیم خان نے کمک طلب
کی حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے جسقدر سپاہ ساتھ تھی اُسے لیکر اُدھر توجہ کی
کچھ دور چلے تھے کہ مستقیم خان کے قدم میدان سے اُکھڑ گئے حافظ صاحب دوبارہ
انگریزی فوج کے مقابلے کو لوٹے۔ سوارون کے کئی دھاوے انگریزی فوج کی
جانب سے ہوے مگر کوئی نتیجے کی بات پیدا نہوئی۔ عماد السعادت کا مؤلف
کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے اُنکی غیرت بزدلی کو قبول نہین کرتی تھی۔
اُنھون نے میدان جنگ مین یہ چاہا کہ انگریزی فوج مین گھس کر سب کو تہ تیغ کر کے
نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤن۔ اُنکو فتح پر اعتماد اور بہادری پر یہانتک گھمنڈ تھا
کہ فیض آباد کے محلے اپنے سردارون پر تقسیم کر دیے تھے اور کہدیا تھا کہ جو جس محلّے مین
داخل ہو وہان کا تمام مال و اسباب اور عورتین اُسکے لیے معاف ہین۔

غرض دو گھنٹے اور بیس منٹ تک آدمیون پر توپون سے خوب آگ برسی اور

اور نواب ظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ
سران دونون نوابون کے پاس شناخت کے لیے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو
بھی جو حافظ رحمت خان کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکھکر کہا کہ واقعی
یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے دوسرے کا نہین۔ اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ اسی
ریش وفش (طمطراق) پر جناب عالی کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوے تھے اور شاہ مدن
آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا ہان یہ اُسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے
شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا اور کہا کہ ان سے یہ توقع نہ تھی
دوسرون کا کام ہے۔ پھر کچھ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن کو قید کر دیا
اور اُنکی جاگیر بھی جو ایک لاکھ روپے کے قریب تھی ضبط کر لی اور نواب نے اپنے دستخط
سے شقہ جواہر علیخان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات و مصاحبین
کے قید کرکے اپنے پاس نگاہ رکھے۔ شجاع الدولہ نے پالکی خاصہ بھیجکر حافظ صاحب
کی لاش میدان سے منگا کر سر اُسکے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالدار کے ہمراہ
بریلی کو روانہ کی۔ یکشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی۔ علما۔ شرفا۔ سادات اور فقرا نے
جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی اور ظہر و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا
قبر مین اُتارنے کے وقت تک گردن سے خون جاری تھا اُنکی وفات کی تاریخ
یہ ہے فی جنتی داخل (۱۱۸۸) ایک صاحب نے حافظ صاحب کے مارے جانے
کی تاریخ لطافت تعمیہ کے ساتھ اس طرح پائی ہے۔

چو از لفظ ظفر تاریخ جستند ۔۔۔ پے باقی سر حافظ بریدند

لفظ ظفر کے اعداد یہ کہ گیارہ سو اسی ہین عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہے ملانے سے

آڑ پکڑے ہوے لڑ رہے تھے حافظ صاحب کی شہادت کا حال سُنکر دو تین رستمانہ حملے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے ڈیرون کی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہان پہونچکر فوج کو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹون کو تسلی دے کر پھر مقابلہ کرینگے ڈیرون مین پہونچے تو بالکل لوٹے کھسٹے پڑے تھے بازار لشکر کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کی طرف روانہ ہوگئے۔ محب اللہ خان جو عین معرکے مین پہونچا تھا دو ایک حملہ کرکے یہ بھی بھاگ نکلا اسی طرح دوسرے افسر جو ابتک لڑائی مین مصروف تھے یہ خبر سن سُنکر بھاگنے لگے انگریزون کی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا دور تک تعاقب کرکے بہت سے گولے مارے نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سے اُترکر سجدۂ شکر ادا کیا اور سوارون کو لوٹنے کے لیے حافظ صاحب کے کیمپ مین بھیجا۔ سلطان خان برادر مرتضی خان بڑھیچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت ہوا کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اُنھون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر اُٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تھا چاہا کہ اُنکی پیشانی کی خاک رومال سے صاف کردے۔ شجاع الدولہ نے منع کیا اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد للہ کہ آج اس قوم کی بے انتہا گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے ساتھ کی تھین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد حال ہے مین ایسا روز بد تمھارے لیے نہ چاہتا تھا[۱] اور سلطان خان بڑھیچ کو ایک ہاتھی اور دوشالہ اور زر نقد عطا کیا اور مرزا حبیب بانکے کو ایک لاکھ روپے دیے[۲]۔ نواب ضابطہ خان

[۱] دیکھو قیصر التواریخ ۱۲ [۲] دیکھو تاریخ اودھ مولفہ گرسہاے ۱۲

کرنیل چمپین کے قلم سے حافظ رحمت خان اور شجاع الدولہ کا حال

(۱) کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی ہے وہ سُننے کے قابل ہے وہ لکھتا ہے کہ حافظ رحمت خان کی کوئی چالیس ہزار سپاہ ہوگی وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہم سے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر مین گھُس آئے اور اپنے جھنڈے گاڑ دیے تاکہ اورون کو حوصلہ آگے بڑھنے کا ہو بار بار ہماری توپون کے چھیننے کا قصد کیا مگر ہماری توپون نے اُنکو بڑھنے نہ دیا جب پاس آئے اُنکو اُڑا دیا اُنکی بہادری کا بیان ناممکن ہے اُنھون نے سب طرح سے اپنا فن سپاہ گری دکھایا۔

(۲) اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہے وہ بھی سُنیے وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اُسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اُسکا حال بیان کرنا ضرور ہے تاکہ گورنمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہے کہ ذرا بھی اعتبار کے قابل نہین لڑائی سے ایک رات پہلے مین نے بعض خاص توپین اُسکی مانگین مجھے اُنکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی مگر اُسنے صاف انکار کر دیا اور میرے کام مین اُنکو نہ آنے دیا وعدہ کیا کہ کل مَیں سارا لشکر لے کر موجود رہون گا اور سب طرح کی مدد کرون گا اور سوارون کو لیے پاس کھڑا ہونگا مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان مین نے اُسکو لشکر لیے صبح کو دیکھا تھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اُسیوقت فوج لیکر میدان مین آکودا اور روہیلون کے کیمپ کو خوب دل کھولکر

سال مطلوب یعنی ۱۱۸۸ھ حاصل ہوتے ہین۔

دیگر

شہادت یافت نواب فلک قدر | بضرب گلۂ توپے علے الصدر
زبس در جنگ آن شیر نر ینہ | دلاور بُد سپر بنمود سینہ
خطابش حافظ الملک ست مشہور | باکناف جہان نزدیک و ہم دور
قلم سالش بطرز نور قم کُن | دو انگشت از چہار انگشت خم کُن

ساکن فلسفی مین مذکور ہے کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اُنھون نے وہان گنج آباد کرکے نام اُسکا فتح گنج رکھا۔

گور سہاے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہے اس فتح سے اُسکا ازالہ نہین ہو سکتا۔ یہ شخص ثابت خانیون کا رسالہ دار تھا کہ اٹاوے مین اُسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ خطاب ملا تھا اور تیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ قطع نظر اُسکے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اُسکے بیٹے کے لیے جو یکسالہ یا دو سالہ تھا مقرر ہوا تھا باوجود اسکے اُسنے خوف آمد آمد بالاو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کردیا اور سات سو سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گو سے کالپی کے شریک ہوگئے تھے نہ لایا اور حریف سے مُنھ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا۔ نواب چاہتے تھے کہ اُسکو توپ سے اُڑادین اور آپ بوندیلکھنڈ کو جائین۔ مگر پٹھانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور بسنت کو مع کمپو کے اُدھر بھیجا جسنے وہان جاکر عمدہ کام کیا

کوہستان نجیب آباد سے آٹھ کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لیے مورچے تیار کرائے۔ ہر روز اُنکے پاس روہیلون کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی چنانچہ احمد خان بخشی اور احمد خان خانسامان میدان جنگ سے ہمروزہ چل کر آنولے آئے اور رات بہزار خرابی کاٹکر صبح کو تمام سامان اور اسباب اور اہل و عیال کو لے کر لال ڈانگ کو چلے گئے اور مستقیم خان کہ نہایت مآل اندیش آدمی تھے معرکے سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لے کر لال ڈانگ پہونچ گئے۔

دوندے خان اور حافظ رحمت خان کی اولاد کا حال

محب اللہ خان اور فتح اللہ خان بسولی مین اطمینان کے ساتھ ٹھہر گئے کیونکہ اُنکے ساتھ نواب شجاع الدولہ کا مکرر عہد و پیمان ہو چکا تھا اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بھیت کو بھاگ گئے گلستانِ رحمت کے مؤلف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب اپنے بیٹے ذو الفقار خان کو بریلی کی حفاظت پر مامور کر گئے تھے اُسنے بریلی مین شہر کے رئیسون کو جمع کرکے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد رات ہی کو شجاع الدولہ کے سوارون نے بریلی پر قبضہ کر لیا اور حافظ صاحب کے بیٹے نافہمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے پیلی بھیت سے نہ نکلے۔ جنگل دامن کوہ کا اُنکے مقام سے نہایت قریب تھا سواری اور بار برداری افراط سے موجود تھی کاش اگر اُنکو سواری اور بار برداری نہ بھی ملتی تب بھی برہنہ پا نکلے ہوتے چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا محبّت خان شاہ ابو الفتح کی معیّت مین جن کا شمار اُسوقت کے نامی مشائخ مین تھا

لوٹا۔ اسپر سپاہ کمپنی نے جو قواعد کی پابند تھی ایک اپنے افسر سے کہا کہ فتح کی عزت ہم کو حاصل ہوئی مگر اُس کی منفعت ان لٹیرون کو ملی۔

لٹبرج صاحب کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

لٹبرج صاحب ایم اے کی تاریخ مین لکھا ہے کہ جبتک لڑائی ہوتی رہی تو شجاع الدولہ اور اُسکی فوج اِس انتظار مین رہی کہ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پانسا زبردست رہتا ہے اور جب انگریزون نے لڑائی فتح کرلی تو روہیلون کا مال لوٹنے مین شریک ہونے کو جھٹ کو دپڑی"۔ اِس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلون نے جو ملک روہیلکھنڈ مین فتح کیا تھا اُس سے اُنھون نے ہاتھ اُٹھایا اور وہ ملک شجاع الدولہ کے قبضے مین آیا۔

روہیلون کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ مین پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلون کی فوج کو پوری شکست ہونے کے بعد انگریزی فوج نے تین روز تک مقام کیا ہزیمت یافتون کے متعاقب کوچ نہین کیا اسلیے یہ تمام بھاگی ہوئی جماعت اپنے اپنے گھرون کو زندہ ہو چکی تھی نواب سید فیض اللہ خان کہ کثرت عقل ودانش اور خزانے کی وجہ سے دوسرے سردارون سے ممتاز تھے ہمروزہ چل کر رامپور آئے اور سامان واسباب واہل وعیال لے کر مرادآباد اور نجیب آباد ہوتے ہوے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام

پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خان کے روانہ ہوجانے کے بعد یہ کارروائی
کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ مین مقیم تھا یہ حکم
لکھا کہ محبت خان پیلی بھیت کو جاتا ہے اُسکو کسی حیلے سے رات کو اپنے پاس ٹھہرا کر
صبح کو ساتھ لیکر پیلی بھیت پہونچکر تمام شہر کا محاصرہ کرلے کسی کو نہ نکلنے دے۔
شیدی نے تعمیل کی اور ۲۴ ۔ صفر کو پیلی بھیت کا محاصرہ کرلیا جو رعایا اُس سے
قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ تو بچ گئی باقی سب گھر گئی ۔ محمد یار خان الہ یار خان
غلام مصطفیٰ خان ۔ محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان
صاحب عیال واطفال تھے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سُنکر خوشی کے
مارے جامے مین پھولے نہین سماتے تھے اور یہ سمجھے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اُنکے والد کی
تعزیت اور اُنپر بحالی ملک و دولت کے لیے آتے ہین ادبار و نکبت اُنکے سرون پر
سوار تھے وہ کیسے ایسے دشمن خاندان افاغنہ کے پھندے سے نکلنے دیتے ۔ دامن کوہ
کا جنگل یہان سے کیا دور تھا ۔ ارادت خان پسر حافظ رحمت خان اپنے باپ کی
شہادت کے بعد صاحبزادۂ سید محمد یار خان بن نواب سید علی محمد خان کے ساتھ میدان
جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے کے قریب ہے پہونچا اور وہان سے بسولی مین
فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا ۔ شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۲۶ ۔ صفر کو پیلی بھیت کے متصل پہونچ گئے اور قلعہ دیوہا کے قریب جہان حافظ
رحمت خان کے عیال واطفال محصور تھے خیمہ زن ہوے اور ڈھنڈورا پٹوا دیا
کہ تمام شہر کے باشندے گھوڑے اور ہتھیار مقتولون کو دے کر شہر سے نکل جائین
اور اپنا مال واسباب نہ چھپائین ۔ شیدی بشیر کے آدمیون نے شہر کے لوگون سے

یکشنبے کی نصف شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور ذوالفقار خان بھی جو بریلی مین تھا اسی شب کو دیوان پہاڑ سنگھ کے مشورے سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے پر روانہ ہوا جبکہ ذوالفقار خان شجاع الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکارون نے اُس سے دریافت کیا کہ کہان کا قصد ہے بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس جاتا ہون اُنھون نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اُنھون نے خواجہ لطافت کو ذوالفقار خان کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خان کو ڈیرۂ ملازمت مین لیجائے اُس دن تو ملاقات نہوئی۔ دوسرے دن شام کے قریب محبّت خان بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین پہونچ گیا شجاع الدولہ نے محبّت خان کے پاس مرتضیٰ خان کو بھیجا کہ وہ اُسکو ڈیرۂ ملازمت مین پہونچائے۔

۲۳ صفر دوشنبے کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خان اور محبّت خان کی ملاقات ہوئی جب یہ دونون بھائی نذرین دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف قلب کے لیے فرمایا کہ خوب ہوا تم یہان آ گئے پھر مرزا حبیب بیگ بانکے سے کہا کہ ہم مین اور حافظ جیو مین بڑی محبت تھی یہ دن جو سامنے آیا اسکا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہین ہوا جو کچھ کیا بہار الدولہ عبید اللہ خان کشمیری اور خان محمد خان حافظ جیو کے بھانجے نے کیا پھر ایک ایک خلعت دونون بھائیون کے لیے طلب کیا۔ محبّت خان نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بھیت پہونچے گا وہان خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر سب متوسلون کے دل مطمئن ہو جائین شجاع الدولہ نے منظور کر لیا اور اُسی وقت محبّت خان کو پیلی بھیت کو بھیجدیا اور ذوالفقار خان کو اپنے پاس رکھ کر

حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لے کر خود بریلی کو مع فوج انگریزی کے آئے۔ حافظ صاحب کا بھانجا خان محمد خان مع بھائیون کے بریلی مین موجود تھا اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گھڑیان گِن رہا تھا کہ کب نواب موصوف آئین اور مجھپر مہربانی و تفضلات مبذول کرین شجاع الدولہ نے اُسکو بھی مع عیال و اطفال کے گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لیا۔ محب اللہ خان وغیرہ دوندے خان کی اولاد نے اور نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندے خان کی بیٹی تھی یہ واقعات سُنے اور پھر بھی بسولی اور آنولے روانہ نہ ہوے۔

نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلّی آمیز شُقّے بھیج کر تغافل مین ڈال دینا

نواب سید سعد اللہ خان بن نواب سید علی محمد خان کی بیگم کو حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اُس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بھیجی کہ اس بیوہ کے باب مین کیا حکم ہے۔ اگر میری ضبطی اور تاراجی مدّ نظر ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بار کرا کے آپ کے لشکر مین بھیجدون۔ اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جائے تو مین نئی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون۔ میرا بھی آپ پر حق ہے اسلیے کہ مین آپ کے بھائی نواب سید سعد اللہ خان کی ناموس ہون جس نے آپ کے بڑے بڑے کام کیے ہین۔ اس درخواست پر نواب شجاع الدولہ نے کئی شُقّے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکھ کر بھیجے اور شاہ صدق علی کو

ہتھیار و اسباب چھین کر بہت سے نکالدیے اور کچھ قید کر لیے۔ اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبّت خان کو حکم بھیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبّت خان نے جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہونچتی اسکے بعد نواب نے یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کے لیے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لے کر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب محلسرا ہی مین چھوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین اس حکم کے بموجب ۱۸ صفر کو محبّت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بھائیون سے در روز زیور اور اسباب لے کر شیدی بشیر کے سپرد کردیا اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چھوڑ دیے اور خود گھوڑے پر سوار ہوکر اور ایک قمچی ہاتھ مین لے کر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے کیمپ مین چلا گیا اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال و اطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتھ نکال کر رتھ اور چھکڑون مین سوار کرا کر اُس خیمے مین اُتارا جو اُنکے لیے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کھڑا کیا گیا تھا اور بسنت علیخان نے تلنگون کی تین کمپنیان لاکر اُس خیمے کے آس پاس مقرر کردین اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبّت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا یہ پیغام پہونچایا کہ مین آج چاہتا تھا کہ تم کو طلب کرکے سرفرازی کا خلعت دون لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو شب گزشتہ سے پیدا ہوا ہے طبیعت بیچین ہے اگر ایک دو روز مین آرام ہوگیا تو وعدہ وفا کرونگا۔ حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لیے بہت سی زمین کھود ڈالنے پر بھی کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی۔ شجاع الدولہ شیدی بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لیے چھوڑ کر اور

شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کر دیا کہ وہ اُسکی خبرگیری کرتا رہے۔

محب اللہ خان بن دوندے خان کی ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصۂ مُلک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہونچنے والا ہے تو اُسکو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کی آرزو مین نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ لیے ہوئے ایلچ خان سفیر شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلون کے استیصال مین شریک ہونے کو دلّی سے آرہا تھا اور اُسکے پہونچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اُنکا کام تمام کر دیا تھا۔ مرزا کا لشکر انوپ شہر کے گھاٹون کو عبور کرکے اہرات کے علاقے مین پہونچا کہ محب اللہ خان اُس لشکر مین داخل ہوا اور گرمجوشی و اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریاے گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچ کر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلین تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب کہین نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اُنھون نے بلا تلاش اور بے جنگ محاصرۂ دامِ بلا مین گرفتار پایا تو بہت خوش ہوے اور شکر خدا بجالائے۔ ورنہ رستے مین متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا بسولی کا محاصرہ دشوار ہے کیونکہ اُسمین ہزارون پٹھان نواب دوندے خان کے

میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو انکی طرف سے دین وایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے۔ اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کوشش کے ساتھ آنولے کے شور وشر کے دفع کرنے مین ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو۔ تمھارے مصارف کے لیے جو تین لاکھ روپے مقرر مین ہم اُس سے زیادہ مقرر کرین گے۔ بیگم ان پیغامون کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان بن دوندے خان کا شجاع الدولہ کے لشکر مین حاضر ہونا

فتح اللہ خان اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ مُلک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر مین داخل ہوا اور سالار جنگ کی معرفت اُنسے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا جو بسولی مین مقیم تھا۔ اور جس نے اپنے بھائیون کی گرفتاری کا حال سُنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جائے مگر فتح اللہ خان نے اُسکو روک لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ جسقدر کارندے اور دولت خواہ تھے سب نے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہے تو چمپین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو سالار جنگ سے کچھ حاصل نہ ہوگا جس معاملے مین انگریزون کا قدم درمیان مین ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جائیگا خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم وتکریم کی یعنی صیادی کے داؤن گھات پورے طور پر ادا کیے۔ شکار نیا تھا اُسکو دلیر کرکے نشانے کے برابر لائے۔ رخصت کے وقت

ہنوز رام نہین ہوے ہین اُنکو لازم ہے کہ اب وہ زیادہ سرکشی نہ کرین اور خموشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بے خوف و بے خطر رہین اور نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرہ کھڑا کردیا اور آنولے کا محاصرہ کرکے اہلِ شہر پر آنا جانا بند کردیا اور رات کو منونہ کے میدان مین ٹھہرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف روانہ ہوئین۔

صاحبزادہ سید محمد یار خان بن نواب سید علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب سید فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ منونے مین مقیم تھے محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیغہ اور سرپیچ لے کر شجاع الدولہ کے لشکر مین پہونچے۔ مرزا آغا اور مرزا رمضانی کو جن کی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی یہ روپے اور چیزین دین اور اُنکی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ اُن سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین اور کسی طرح کا دل مین اندیشہ نہ رکھین۔ آپ کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرونگا اور رضاجوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے لشکر کا انکی حویلی سے تعرض نہ کرے لیکن بعد اسکے جتنی مدت لشکر مین رہے پھر کبھی اُنکا حال نہ پوچھا ایک دن محمد ایلچ خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے لشکر کے ساتھ آئے ہین۔ اور کسی طرح کا سلوک شجاع الدولہ نے

وقت کے معرکے دیکھے ہوے موجود ہین اسلیے یہ دونون ڈرتے ہوے بسولی کی سمت آرہے تھے اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے اس خیال مین کہ شاید محب اللہ خان سبقت کر کے لڑائی کے لیے آجائے تو عہدہ برآ ہونا دشوار ہے۔ جبکہ اُنکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بہت فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلیے بھیجے کہ اُسکے مافی الضمیر سے مطلع کرین کہ کس ارادے سے آرہا ہے ہرکارون نے محب اللہ خان کی سواری دیکھ کر اپنے آقاؤن کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شادان اور فرحان آرہا ہے اُسکا ارادہ جنگ کا نہین اگرچہ ہرکارون کی اس تقریر سے کسی قدر تشویش دفع ہوئی۔ لیکن اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اس طرح آتا ہو اور لوٹ لے جب محب اللہ خان پاس پہونچ گیا تو اُنکی روح کا صدمہ دفع ہوا اور ظاہرداری و تالیف کر کے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کر کے اُسکو لٹوا دیا اور جس حویلی مین محب اللہ خان اور دوندے خان کے اہل و عیال تھے اُسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہو کر حویلی مین گیا اور وہان کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا اور اپنی مان سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے الطاف کے حالات بیان کیے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ پہرے اور تلنگے میرے ہی ہین۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع الدولہ کچھ روز دن بریلی مین ٹھہرے اور یہان کا بندوبست کر کے آنولے کو روانہ ہوے اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کیے کہ جو لوگ روہیلون مین

سختی اور بیرحمی کے ساتھ حویلی سے نکال کر رتھ اور چھکڑون مین بٹھا کر قیدیون کے خیمون مین اُتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندے خان کی حویلی مین جاتے اور اُسے کُھدواتے اس خیال سے کہ خزائن اور دفائن نکلین گے مگر خاک نہ نکلا کنوون مین جو حویلی مین تھے غوطہ خور گھسائے اُن مین سے چند صندوقچے اور چلّیون کے دو تین پاٹ برآمد ہوے اس سے سب کو حیرت ہوئی۔

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تھا بھیجے اُن روپون کی دو ہنڈیان کرکے پچیس لاکھ روپے کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپے کی ہنڈی راجہ چیت سنگھ زمیندار بنارس پر لکھی اور اُنکے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایکماہ کے اندر روپیہ دیدین کو بری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپے دونون مقامون سے وصول کرکے کشتیون مین بار کرکے کلکتے کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہونچائے۔

روہیلکھنڈ کے قیدیون کی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رتھ اور چھکڑون مین بٹھا کر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور سردارون اور عالمون۔ فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی

اُنکے ساتھ نہ کیا۔ اتنا احسان ضرور کیا کہ اُنکی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔ شیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لیے بھیجا تھا تو اسکو حکم دیدیا تھا کہ ہم نے محمد یار خان کا مال و اسباب معاف کر دیا ہے۔ کسی طرح اُنکے سامان کے ساتھ مزاحمت نہ ہو۔ جس وقت شیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اُن کی حویلی مین پناہ گیر ہوے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہونچ کر دوندے خان کی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے منونے سے کوچ کرکے دریاے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرائے اور انگریز بسولی کے قریب ٹھہرے اور خواجہ بسنت کا کیمپ دوندے خان کے مقبرے کے قریب اُترا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لیے حکم دیا جسقدر تباہی نجف خان کی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہ گئی اُسکو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے دوندے خان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرون کے ساتھ اپنے یہان سے بھی پہرے کھڑے کر دیے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہو گیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم اپنی مان کے پاس جاکر ہمارا نذرانہ طلب کرو اُس ذی ہوش نے مان کے پاس پہونچ کر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی اور آپ بھی پہرون مین گھر گیا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہو کر دوندے خان کی حویلی مین پہونچے۔ خواجہ سراؤن کو حویلی مین بھیج کر مستورات کا جھاڑا لینا اور مکانات کو جھڑوانا شروع کیا۔ دوندے خان کے عیال و اطفال اور تمام بچون کو نہایت

جب نواب ننگے ہوے تو اُس عورت نے نواب روسیاہ حرام کار کے عضو تناسل پر
مارا۔ ہٹ کر اُس ناپاک کے کُنج ران مین لگا لیکن نواب گنہ گار نے اُسپر مطلق التفات
نہ کیا اور خدا سے نہ ڈرا۔ مباشرت مین مشغول ہو گیا جب اس کام سے فرصت پائی تو اُس
زخم مین بیحد سوزش معلوم ہوئی اسلیے اُس عورت کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اُسی خیمے
مین دفن کرا دیا زہر آلودگی کا سبب تھا کہ کوئی مرہم کارگر نہین ہوتا تھا اور کسی طرح
زخم اصلاح پر نہین آتا تھا۔ یہ تمام الفاظ تاریخ تیموریہ کے ہین مین نے صرف لفظی
ترجمہ کر دیا ہے تاکہ نواب کے اخلاق حسنہ کا حق ادا ہو جائے اسکے بعد اس کتاب
مین لکھا ہے کہ ہرچند این سخن مطلق اصل نہ داشت اما بمرتبۂ شہرت یافتہ کہ تا حال
بر زبان خلائق ست واکثر مردمان سبب مرگ نواب وزیر الممالک میدانند۔ چنانچہ کسی
بھاٹ نے دوہرے مین کہا ہے کہ ؎ ہند کا وزیر مارو روہیلکھنڈ کی روہیلی نے ؎
اور بعض کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے خواب مین دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری
ران مین نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران مین درد پایا جسکے صدمے سے بیقرار تھے ۱۔
نقش سلیمان مین ذکر کیا ہے کہ اصل اسکی یون ہے کہ فیض النسا معروف بہ وردانخانم
کہ وہ ایک لڑکی قوم شریف سے حافظ رحمت خان کی بڑی بیٹی نے بطور بیٹیون کے
پالی تھی اُسکو نواب شجاع الدولہ بہ نیت فاسدے آئے تھے چنانچہ وہ عورت بعد انتقال
نواب شجاع الدولہ بزمان نواب آصف الدولہ دیوانی ہو کر محل سے نکل آئی تھی اور
اسی عالم مین مر گئی۔ لیکن بظاہر یہ بات دور از قیاس ہے کہ وہ عورت ایسی حرکت
کی مرتکب ہو اور اتنے بڑے حاکم ذیشان کو ہلاک کر کے زندہ بچ سکتی اگر بعید از قیاس
اُسنے یہ امر کیا تو اُسکی غیرت پر آفرین ہے بلکہ شیر زن کہنا چاہیے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ

معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجدیا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور اُنکا علاقہ تمام وکمال ضبط کرلیا محبّت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجدیا گیا سو روپے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی عیال واطفال کے مصارف کے لیے اس تفصیل سے مقرر کیے گئے کہ پچاس روپیہ روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندے خان کے لیے اور چالیس روپے روز محبّت خان اور عظمت خان اور منگل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفےٰ خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لیے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال واطفال کے لیے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی خان خلف نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے۔

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہو جانا

شجاع الدولہ کو روہیلون پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو اُنکے باپ قبر مین اپنے ساتھ لیگئے مبارک نہوئی ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی مین اُنکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بدُ کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسی قدر پہلی ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اُس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ حافظ رحمت خان کی ایک بیٹی کو جو حُسن صورت مین بے نظیر تھی نواب شجاع الدولہ نے اپنی صحبت کے لیے پسند کرکے قیدیون مین سے رکھ لیا تھا ایک دن شب کے وقت اُسکو اپنے پلنگ پر بُلایا وہ عورت فرط غیرت وشدت حمیت سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنی چوٹی کے بالون مین چھپا کر ساتھ لے گئی اور اُسوقت اپنے ہاتھ مین چھپا رکھا تھا

ہ دختر حافظ رحمت ۱۲

ہوا کہ ڈاکٹر نے اُنکی ہلاکت کے لیے مرہم زہر آلود لگا دیا تھا اور ایسا ہو تو کیا عجب ہے کیونکہ انگریز بھی آخر انسان تھے شجاع الدولہ کے ہاتھ سے روہیلکھنڈ پر جو مظالم ہو رہے تھے کون ایسا سنگدل ہوگا جسکے دل پر اُنکا اثر نہ ہوا ہوگا۔

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لیے بھیجا اور اُسکو سمجھا دیا کہ سید محمد یار خان ابن نواب سید علی محمد خان۔ اور نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیون سے مزاحمت نہ کرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تھا اور پٹھانون سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ اس بیرحم نے پہونچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا۔ کوئی تحقیقات نہ کی۔ اپنی آتش غضب مین تر و خشک سب کو جلا دیا۔ رادھا کشن نام ایک عطار تھا اُسکے دونون کان کاٹ لیے۔ اُسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے مین تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تھا اُسنے بے طلب لاکر حاضر کر دیا ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکھا۔ یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تھا۔

مولوی غلام جیلانی خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات اور اُنکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالہ دار تھے اور اُنکی

بدٔ تھی جس کا مادّہ محتشم خانی کے مصنف نے آتشک سے بتایا ہے تاریخ تیموریہ
مین بھی یہی کہا ہے کہ نواب بسبب عورتون کی مباشرت کے امراض مزمنہ مین گرفتار
ہوگئے تھے چنانچہ بسولی مین اُنکی ران کی جڑ مین بدٔ نکل آئی چونکہ اس مرض سے
ہلاکت کا اندیشہ کم ہے اُنھون نے بسبب طاقت کے پروانہ کی اس حالت مین
بھی اکثر عورتون سے مباشرت کرلیتے تھے اور گھوڑے پر سوار ہوکر شکار کو بھی جاتے
تھے اس وجہ سے مرض بڑھنے لگا جراح اور ڈاکٹر جو اپنے فن مین کامل تھے علاج
مین بڑی کوشش کرتے تھے کبھی نشتر سے چیر کر مادّہ خارج کرتے تھے کبھی دوا لگاتے
تھے لیکن بالکل اثر نہین ہوتا تھا بلکہ ورم بڑھتا تھا اور تھوڑا سا صدمہ پہونچنے
سے پھٹ جاتا تھا اس عرصے مین لال ڈانگ کا سفر پیش آیا۔ نواب نے ہاتھی
کے عوضے مین مربع نشینی کے ساتھ سفر کیا اسلیے مرض نے زیادہ شدت پکڑی
اسپر محنت مین کمی نہ کی محاصرے کے وقت برابر فوج اور مقامات کی دیکھ بھال کے
لیے سوار ہوتے تھے۔ مادہ یہانتک تیز ہوگیا کہ اُسکی تکلیف اور سوزش سے
دو تین دن تک کھانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے غش پر غش طاری ہوتا
یہانتک مواد کو ترقی ہوئی کہ سُرین کی طرف دوسرا مُنھ کر لیا پیپ اور لہو براز
کے شامل آنے لگا ڈاکٹرون اور ہندوستانی جراحون نے اُسکے معالجے مین
نہایت کوشش کی مگر کسی صورت سے صحت نہوئی روز بہ روز ترقی ہوتی تھی
جرّاح یہانتک دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شگاف دے کر مرہم لگایا جائے
تو ہمین یقین ہے کہ وہ بھی بھر جائے خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہین ہوسکتا
محتشم خانی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اُولوالعزم تھے اسلیے لوگون کو ایسا گمان

اور تمام شہرون پر جھاڑو پھیر دی۔ کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکھا تو گورنر
کو لکھا مگر وہ اسوقت مجبور تھے کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین
نہ ٹھہرا تھا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے غرض کرنیل مجبور تھا نواب کو سمجھاتا تھا کہ
یہ ظلم مت کرو۔ ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ وزیر اودھ نے انگریزون
کی کمک سے روہیلون کو کمال بیرحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی ملکون کی لڑائی
مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ تاریخ ہندوستان جیمس گرنیڈ مین لکھا ہے کہ بہادر حافظ
رحمت خان کی موت نے اُسکے مُلک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تھا جو بغیر رحم سے
لوٹا جاتا ہے اور اُسکے بدقسمت باشندے ہر ایک طرح کے مظالم کا شکار تھے۔
کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا برگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک شاہد تھا
اور ایسا منظر دیکھا جو ذکر کے قابل نہین۔ مؤلف تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ چمپین صاحب
کے اس فقرے سے۔ لارڈ مکالے کے اُس کلام کی کنجی ہم کو مل گئی جو اُنھون نے
اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تھا (وہو ہذا) اُسکے بعد خوفناک ہندوستان کی
لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکھنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی۔ وہ تمام مُلک
شعلۂ جوّالہ تھا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گھر چھوڑ کر چلے گئے
اور یہ سمجھے کہ بھوک اور بیماری سے مرنا اور شیر و نہنگ کے مُنھ مین پڑنا اُس ظالم کے
پھندے مین پھنسنے سے اچھا ہے جسکے ہاتھ عیسائی گورنمنٹ نے اُنکی جان و مال
اور عزت و آبرو جورو بچّے سب بیچ ڈالے ہین۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے
تاریخ ہندوستان مین لکھا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر اور افسر جو
اپنی بہادری اور شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے گانوُن کو

اولاد اب بھی رامپور کے دو محلے مین ہے اور اعزاز رکھتی ہے۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اُنھون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اُنھین کے اصرار سے نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ بلاسرا ے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنی خرگاہ تک ہمراہ لیگئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے بشیر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اُسنے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھادیا دانہ پانی سب قرق کرلیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کردیا۔ مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے۔ عبد الرحمٰن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندھاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے مین لائے اور اس صورت سے اُنکی حویلی واگذاشت ہوئی۔ ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ چھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین اُنکے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالہ دارون کی وجہ سے محفوظ رہا۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بیرحمی اور بیمروتی کے ساتھ
پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور
کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا۔ اور ہندوستان کی تاریخ
مین جو کوئی ہمدرد بنی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے وہ
ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہے

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا۔ اور سارے مُلک مین ہلچل ڈالدی

ظالم نامرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون -
میجر سکوٹ جو اس بدکرداری کے لیے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہے
کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن اس مُلک کے نہ تھے یون ہی لُٹیرے غارت گر گھس آئے
تھے اُن کا مُلک سے نکالدینا عین عدالت تھی - صاحب شاید اس وقت اپنے تئین
بھول گئے - اُنکے نزدیک اگر کلکتہ اور مدراس سے کوئی انگریزون کو نکالتا تو بھی
انصاف ہوتا - اس وقت ایسے غاصب ہندوستان مین سو مین نوّے تھے -
اودھ کی سلطنت غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی - غرض جو اس فعل کی
زشت کرداری کو ڈھانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کھولتے ہین -

روہیلون سے علاوہ عام رعایا سے روہیلکھنڈ بھی مدتون برباد رہی

بلاسرائے بن دیوان مان رائے نے شجاع الدولہ سے دو کروڑ روپے مین اجارہ
روہیلکھنڈ کی ضبطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا - اُسنے عبدالستار خان
کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف کو کہ آنولے مین رہ گئے تھے قید کردیا دولت رام
اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا - غربا - مساکین - علما - فضلا اور گوشہ نشینون پر
طرفہ حشر برپا کیا - دیوان کاشمل اور راؤ پہاڑ سنگھ نے کہ روہیلون کی دولت سے
پرورش یافتہ تھے اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے روہیلکھنڈ کی
المضاعف تحصیل پر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی
تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا جبکہ انکی تحریر کے موافق روپیہ وصول نہوا

آگ مین جلتے اور بچّون کو ماؤن کی چھاتیون پر قتل ہوتے ہوے۔ صاحب عصمت عورتون کو بے عصمت ہوتے ہوے دیکھا کرین اور اُنکی حمایت نہ کرین اور ظالمون کو ظلم کرنے سے نہ روکین غرض ان بہادرون نے آدمیون کو شیرون کے ہمسلے مین بھیجا اور شیرون کی جگہ خنزیرون کو بٹھایا۔ نتیجہ لڑائی کا یہ تھا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اُنکی ننگ وناموس اور جان ومال کو خاک مین ملادیا۔ شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تھا کہ اُسنے گورنر سے پہلے ہی کہا تھا کہ مین اُنکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اُسنے کردکھایا کوئی قطعہ زرخیز اس مُلک کا ایسا نہ تھا کہ جسکو اُسنے ویرانہ بنایا ہو۔

جبکہ روہیلون کی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اُسنے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز ناملائم عبارت مین لکھ بھیجا اور خاص اس بات پر کہ وہ روپے کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی۔

اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے۔ گلیج صاحب لکھتے ہین کہ ملکی ضرورتون کے اعتبار سے دیکھیے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجیے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے ایسا نہین کیا ہے کہ اُسکی پیشانی پر بدنامی کا ملغرا بنایا جائے مولوی ذکاءاللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ بُرا کام اُجرت پہ بُرا ہے لڑائی بھی ناحق کرنی جبتک کوئی ہم کو نہ چھیڑے بُرا کام ہے اسلیے روہیلون سے لڑنا بُرا تھا اور روہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گسار قوم سے لے کر ایک

سید علی محمد خان کے عہد مین دار الاسلام تھا اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی مین ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدین تعمیر کرائی تھین آنولے کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد مین کہ جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین اور علانیہ اُن مین بیٹھکر کسب کرائین بدفعلی مین مشغول رہتین اُنسے کوئی یہ تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودھ کی روہیلکھنڈ مین حکومت کا اثر ہوا اب روہیلون کی حکومت کی برکات کا حال سُنیے۔ جام جہان نما اور تکملۂ ذکر ملوک مین لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہ نہونگی۔ نماز۔ روزہ۔ تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہین۔

حافظ رحمت خان جو اپنے مربی سید علی محمد خان کے دامنِ دولت کے سائے مین ترقی پاکر اس رتبے کو پہونچے تھے اُن مین خود بہت سے فضائل موجود تھے حافظ قرآن تھے۔ علمِ دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقویٰ اور دیانت سے متصف تھے۔

تذکرۂ حکومۃ المسلمین مین اُنکے اوصاف مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان مرد خدا ترس۔ رحمدل منصف۔ سخی۔ دانا و جوانمرد تھے۔ اگر وہ اپنے ولی نعمت کے مرنے کے بعد اُسی طرح جادۂ صداقت پر قائم رہتے اور صاحبزادون کے حقوق کو تلف نہ کرتے تو حق یہ ہے کہ اُنکی لائف بالکل بے داغ ہوتی۔

توساہوکارون - نقالون شرفا اور غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کردیا - نتیجہ اسکا خود بھی شیدی بشیر کے ہاتھ سے بہت بُرا پایا - طرفہ یہ کہ دیوان کانمل کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان رائے اور بنسی دھر اور نانک چند اور نجبت مل بھی سزایاب ہوے انپر بھی مطالبے مین خوب مار پڑی اور بے حرمت کیے گئے - پہاڑ سنگھ پر اتنی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا - جے گوپال پسر پہاڑ سنگھ نے کندن لال گماشتۂ پہاڑ سنگھ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اُٹھائی کہ محالات کے اجارے سے دست بردار ہوگیا - کندن لال نے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے مُلک کا ٹھیکہ لیا اور بریلی مین کچھ دنون عیش وعشرت سے بسر کی جب چالیس لاکھ روپے فراہم نہ ہوسکے تو نقالون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے برسون مین آباد کیا تھا اُسنے اُن لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کردیا - کندن لال کو اسکا بدلہ منتقم حقیقی کی طرف سے ملا کہ راجہ صورت سنگھ نے اسکے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا -

اسلامی مقدس چیزون کی اہانت

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا فرح بخش کا مؤلف شیو پرشاد کہتا ہے کہ مسجدون - مدرسون - خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر سے چوکا لگاتے اور کھانا پکاتے ہین آنولہ نواب

مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالکِ مُلک کو یاد فرما کر ملک دینا اور سرفراز فرمانا چاہیے۔ غلام سرکار کا غلام ہے پھر شجاع الدولہ نے شقہ بھیجا کہ تم جس کا نام بتاؤ ہم اُسکو سرفرازی دین اُسوقت مستقیم خان نے نواب سید فیض اللہ خان پسر نواب سید علی محمد خان بہادر کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کے پاس بھی شقے بھیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمھارے لیے جاگیرین مقرر کردین گے مگر کسی نے منظور نہ کیا۔

نواب سید فیض اللہ خان صاحب نے دیندار پنجابی کی معرفت چمپین صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئین تو عبدالرحیم خان داروغۂ شترخانہ کو سفیر بنا کر کرنیل چمپین صاحب کے پاس بھیج کر دوستی کو مضبوط کیا اس سفارت کا اصلی منشا یہ تھا کہ نواب سید علی محمد خان بہادر کے باقی ماندہ بیٹون مین سے اب بڑے بیٹے نواب سید فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب سید فیض اللہ خان کے سپرد کیا جائے تو نواب ممدوح نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا اخراج دیتے رہین گے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم ہرجۂ جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اس سفارت کا مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا اسواسطے لارڈ مذکور نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنی نہ چاہیے شجاع الدولہ کو اختیار ہے اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردارخان فتح خان خانساماں اوردوندے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر اُنکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تھا تواکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون نے کمرین کھولدین تھین بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے کوئی تجارت کرنے لگا تھا کوئی کھیتی کرتا تھا۔جب روہیلکھنڈ کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ اپنے بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اورجوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اس وجہ سے ایک بھاری جمیعت نواب سید فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی مگر تمام پٹھان نہایت بینوائی کی حالت مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔آنولہ۔بسولی۔اوجھیانی۔سنبھل۔ امروہہ اورپیلی بھیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ بیک بینی ودوگوش تھے بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔سامان جنگ درکنار لٹیرے تلگنون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تھا نواب سید فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی وپریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا مُنھ کھولدیا اورتمام لوگون کو دیا۔خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپ کے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب نے مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک زبردست فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لیے نجیب آباد کی طرف بھیجا۔گیان پرکاش مولفۂ رام چرن داس عرف مٹھولال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اورہماری نوکری قبول کرو اورہم تم کو ملک دین گے۔

پہونچ کر نجیب آباد اور قلعۂ پتھر گڈھ پر قبضہ کیا یہ دونون مقام اُن کے رفیق نواب ضابطہ خان پسر نواب نجیب الدولہ کے تھے۔ اور یہان کئی مقام کرکے موہن پور کی جانب فوج کو بڑھایا یہ گاؤن بھنبیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہے اور لال ڈانگ کے کنارے جا پہونچے اور خیمے کھڑے کرائے اور مورچے تیار کرائے۔ شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کیمپ یہان سے سولھا کوس پر ہے اور راہ مین کئی بن حائل ہین اور کانس اتنی بڑی ہے کہ اُسمین ہاتھی نہین معلوم پڑتے اور ڈھاک کا بن بھی بیحد گنجان ہے اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون نواب شجاع الدولہ بیحد متحیر تھے مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہم نے ادھر آنے مین اتنی جلدی کی پھر معطل بیٹھنا جوانمردی کے خلاف ہے۔ ایسا کام کرنا چاہیے جس سے روہیلون پر ہراس غالب ہو اور وہ گھبرا جائین اسلیے جنگل کو صاف کرنا چاہیے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اُسکا جھاڑ جھنکاڑ کاٹنے سے قابو مین نہین آسکے گا اگر آپ کی مرضی ہو تو کانس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ نکل آئے اور روہیلون پر رعب غالب ہو شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا چنانچہ بیلدارون اور مزدورون کے گروہ نے کانس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا۔ اہلکارون نے شجاع الدولہ سے کہا اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون کے پڑاؤ تک کئی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہے

گزر گئے۔ گرمی کا موسم ختم ہو گیا۔ اتنے دنون تک نواب سید فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے نبدوبست سے غافل نہ رہے اور جابجا منادی کرا کر روہیلون کو اپنے پاس بلاتے رہے۔ یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہو گئے۔ اسکے علاوہ ناکہ نبدی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کرلیا۔

فرح بخش مؤلفہ شیو پرشاد سے مستفاد ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزون کی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا اور سب کو کھانا کھلا کر اُنکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا اور اُنکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اُنکے پاس بھیجنے شروع کیے۔ پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہان سے لال ڈانگ کی طرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہے اس صورت مین باربرداری اور توپخانے کا روانہ ہونا دشوار ہے یہ جواب سُنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے پنجوبہ مع صابری قنانون کے انگریزی لشکر مین بھیجدیے اور آخر جمادی الاولےٰ ۱۱۸۸ھ مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاؤنی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت مین کوچ کیا دریاے سوت کو عبور کرکے خیمہ زن ہوے اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سازو سامان کی درستی مین کیا۔ اور ایلچ خان کو تحریک کے لیے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا۔ انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھین۔ شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین

۱۲ جولائی ۱۷۷۴ء

تجویز کے موافق ہر دوار کے گھاٹ کی نگرانی کرے اور غلے کا ایک دانہ پٹھانون کے پاس نہ پہونچنے دے۔ اُس نے ناکہ بندی کرنی شروع کی تاکہ کوئی چیز روہیلون کے لشکر مین گنگا پار سے نہ پہونچ سکے اس واسطے اب پھر محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی۔ اور بھوک اور بیمار نے اُنکی جماعت کو روز بہ روز گھٹانا شروع کیا۔ مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ دشت مین طاق تھے پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑون پر جانے لگے اور غلے کی گٹھریان سرون پر اُٹھا کر لانے لگے خود بھی کھاتے اور فروخت بھی کرتے البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا گھوڑے خچر اور بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گھاس کے عادی تھے ہزارون تلف ہوے اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے مورچے کے لوگ کہتے تھے کہ یہان کی گھاس چوپایون کے موافق نہین البتہ پہاڑی گھوڑون کو جنھین گونٹ کہتے ہین موافق ہے تزک جہانگیری سے معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی گھوڑا جو گونٹ کہلاتا ہے چھوٹا ہوتا ہے شاید گونٹ لفظ ٹانگن کا مترادف ہے۔ البتہ عہدہ دارون کے گھوڑے معمولی راتب پانے کی وجہ سے فربہ تھے۔

صلح کی تکمیل اور عہد نامہ

محمد عباس علی خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینے تک ہوتی رہی۔ روہیلون کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب و ہوا کے نقصان کے باعث بہت جلد محاصرہ

نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری ترکیب یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند کرنی چاہیے اور اس راے کو سب نے پسند کیا پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہونچتی تھی وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہوسکے شجاع الدولہ نے تمام حکام ضلع اور تحصیلدارون کو پروانے بھیجدیے کہ پٹھانون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہ پہونچنے دین۔ تنقیح الاخبار کا مؤلف کہتا ہے کہ الموڑے کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تھا اس حکم کی بڑی سختی سے پابندی ہوئی اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گزرنے لگی تمام سپاہی اور دوکاندار مجبور ہو گئے غلہ گران ہوگیا۔ محمد عباس علیخان سواتی عباس تخلص بن محمد یارت خان سولھا برس کی عمر مین اپنے بھائی اخوزادے محمد ارادت خان کے ساتھ نواب سید فیض اللہ خان کے لشکر مین موجود تھا۔ اُسنے اپنی سوانحعمری مین بیان کیا ہے کہ اسوقت مین ایک روپیہ کا سیر بھر غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان مجبور بندون کی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ ہردوار کے گھاٹ سے گنگا کو عبور کر کے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے اور اب پھر غلہ ارزان ہوگیا ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلے کی نایابی سے سختی ہوگئی تھی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا اور محصورین فارغ البال ہوگئے اور اُنکا یہ ارادہ ہے کہ آپ کے لشکر پر شبخون ماریں۔ شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گھاٹون کی حفاظت کے لیے متعین کردین اُسنے اپنے چیلے افراسیاب کو بہت سی فوج کے ساتھ بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی

ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھ سے ایکبار نواب سید فیض اللہ خان کی ملاقات کرا دیجیے اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھی دیا۔ اور اُسے رخصت کرکے آپ بھی کرنیل صاحب کے ڈیرے پر آئے اور اُنکو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب سید فیض اللہ خان کے پاس جاکر اُنھین سمجھا کر میرے پاس یا اپنے لشکر مین لے آئیے اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدیجیے۔ نواب شجاع الدولہ یہ باتین کرکے کرنیل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئے اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اُسکو یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے پاس واپس بھیجا کہ مین پندرہ[۱۵] لاکھ روپے کا ملک نواب فیض اللہ خان کو دیتا ہون[۱]۔ پس سلطان الحکایات مین جو لکھا ہے کہ ملک رامپور کہ جمعش زیادہ از یازدہ لک روپیہ دران زمان نہ بود بہ (نواب سید) فیض اللہ خان ارزانی داشتہ تحقیق سے عاری ہے۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب سید فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلا کر خلعت سرفرازی عطا کرینگے پھر اُن کے باپ کے رسالہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب سید فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لیے ایک شقہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہان بھیجدو[۲]۔ کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے تورک صاحب اور باری صاحب کو نواب سید فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کے لیے بھیجا۔ سوال و جواب منقح ہوگئے تو کرنیل چمپین خود نواب سید فیض اللہ خان کے پاس گیا اور اُن سے ملاقات کی اور مشورہ کیا اور اُنکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ مین لے آیا۔ کرنیل صاحب نے ایک خاص خیمہ نواب موصوف کے ٹھہرنے کے لیے

اُٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریوں کی کثرت اور روہیلوں کے بے تعداد حملوں کے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا۔ اس وجہ سے روہیلوں کے اکثر سرداروں کی رائے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی آخرکار نواب سید فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملہ مین ڈال کر صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب سید فیض اللہ خان کے خیالات بہت وسیع تھے اور اُنکی طلب بہت زیادہ تھی۔ مُلک میان دوآب مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اُنکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اُنکے صلاح کار احمد خان خانساماں نے اُنکو اس عطیے پر راضی نہونے دیا اس تقریر مین بھی ایک مہینے کا عرصہ صرف ہوگیا اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا ناچار شجاع الدولہ کی اور انگریزی فوج نے موہن پور سے آگے بڑھکر دو میل تک روہیلوں کے کئی مورچے توڑ کر خراب کر دیے اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلوں کو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کر کے پہاڑی پر قبضہ نہ کرلے۔ دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ روز فتح سے خلا و ملا مین یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کر لیا ہے اب پٹھانوں کا تخم یہان سے مٹا دون گا اور بالشت بھر زمین اُنکو نہ دونگا۔ اُنکی انانیت کا خمیازہ خدا کی طرف سے اُنکو ملا کہ ہسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ کرنیل چمپین نے چٹھی کے پہونچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ سے کہلا بھیجا کہ مین اب یہان نہین ٹھہر سکتا۔ کلکتے کو جاؤن گا جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سُنا تو بہت متحیر ہوے اور نہایت منت پذیری کے

اور ہمیشہ وزیر کے دوست رہین گے اور نواب وزیر کی مرضی کے موافق کام کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت اُنکے شریک لا جنب رہین گے - مولوی
قدرت اللہ نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ اس ریاست کے عوض مین نواب
سید فیض اللہ خان سے چالیس لاکھ روپے پیش کش کے طور پر شجاع الدولہ نے
لیے تھے - لیکن تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکھ
روپے نواب سید فیض اللہ خان نے نواب وزیر کو دیے تھے اور فرح بخش مین
ذکر کیا ہے کہ نواب سید فیض اللہ خان نے پچاس لاکھ روپے کے قریب
نواب شجاع الدولہ - صاحبانِ انگریز اور کالی چرن وغیرہ کے تواضع کیے - نواب
سید فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوے
اور اُنھون نے دم رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائیون مین سے دو بھائی
باقی رہ گئے ہین - محمد یار خان جو ایک مدت سے آپ کے لشکر مین ہین اور علیل ہین
اُنکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجیے شجاع الدولہ نے قبول کر کے اجازت دیدی نواب
سید فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اُنکے
رخصت کر دینے کے باب مین شجاع الدولہ کے پاس بھیجی اور اُسپر تحریری اجازت
لے لی - نواب شجاع الدولہ نے اپنے چوبدار کی زبانی بھی صاحبزادے سید محمد یار خان
کو کہلا بھیجا کہ ہم نے آپ کو رخصت کیا نواب سید فیض اللہ خان کے ہمراہ چلے جائیے
اُنھون نے چوبدار کی بات کا اعتبار نہ کیا بلکہ شیو پرشاد مؤلف فرح بخش کو چوبدار کے
ہمراہ بھیج کر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جائداد کے مین آپ کے لشکر سے
نہین جاؤنگا - شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کو

سید یعنی تشبیہ شد ۱۲

استادہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لے گیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی اسکے بعد پھر نواب شجاع الدولہ نواب فیض اللہ خان کی فرودگاہ پر بازدید کے لیے آئے۔ شجاع الدولہ نے دنبل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا اور اُنکی اصلی ریاست پر کہ سرساوان اور شاہ آباد اور چومحلہ پر مشتمل تھی چھ پرگنے یعنی اُجاؤن۔ کابر۔ بلاسپور۔ ریٹھا کردوارہ اور سرکڑہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھ پچھتر ہزار روپے کی آمدنی کے اُنکی ریاست مین مقرر کیے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر مین مذکور ہے کہ اس معاہدے کے وقت روہیلون نے حافظ رحمت خان کے اہل وعیال کی رہائی کے بارے مین بہت زور ڈالا اس واسطے شجاع الدولہ نے اُنکی رہائی کی بابت حکم دے کر نواب محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلا لیا۔ لیکن صلح کی کارروائی اُسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی۔ عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷۔ اکتوبر ۱۷۷۴ع مطابق رجب ۱۱۸۸ھ کو تحریر ہوا۔ اس عہدنامے مین یہ بھی تھا کہ نواب سید فیض اللہ خان اپنی فوج مین پانچہزار آدمیون سے زیادہ نوکر نہ رکھ سکین گے اور اس فوج مین سے ہنگام ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار سپاہ دینا پڑا کرے گی اور اگر وزیر خود فوج کے ہمراہ جائینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اُنکے ہمراہ رہین گے اور وزیر اُنکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلون کو اپنے ملک سے گنگا پار نکال دینگے اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے اور انگریزی عہدہ دارون کے سوا اور کسی سے تحریر کی رسم جاری نہ رکھین گے اور وزیر کے دوستون کو اپنا دوست اور اُنکے دشمنون کو اپنا دشمن تصور کرین گے

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ مین ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اُس کا انتظام

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ مرزا نجف خان اُس زمانے مین ایک ادنی مرتبے سے اعلے مرتبے کو پہونچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا شجاع الدولہ اُسکے دشمن تھے مگر بمقتضاے وقت دوست بن کر ظاہرداری مین مصروف تھے یہان تک کہ اپنی بیٹی اُسکے ساتھ منسوب کر دی تھی اور ہمیشہ اُسکی دلجوئی کرتے رہتے تھے مرزا نجف خان نہایت جوانمردی اور فتوت کا آدمی تھا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو دلی بات سمجھتا تھا اور پُرانی رسم کے بموجب اُنکے روبرو آداب بجالاتا تھا۔ اس وقت مین کہ روہیلون کی قسمت نے پلٹا کھایا اور اُنکا ملک چھن گیا اُنکے ملک مین سے جسقدر ملک ۱۱۸۵ھ مین مرہٹون کی مدد سے نواب ضابطہ خان سے نکل کر نواب نجف خان کے قبضے مین آیا تھا اُس مین سے بعض حصہ جیسے چاندپور۔ نگینہ اور پتھر گدھ وغیرہ گنگا کے اس پار شمار رو یہ فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابناے دوندے خان کے ملک سے ملحق تھا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اُس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تھا اور جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندے خان و پسران بخشی سردار خان و ابناے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اُسمین سے نصف حصہ تو گنگا کے شرقی و شمالی سمت صوبۂ اودھ سے ملحق تھا جیسے شاہجہانپور بریلی۔ آنولہ۔ تلہر۔ اور بدایون وغیرہ اور نصف ملک دوآبے کی طرف تھا جیسے

خدمت مین پیش کی اُسپر اُنھون نے اپنے قلم سے یہ لکھا المحال درمیانِ ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمار ابخواہش وآرزوے تمامی مے برند البتہ یک چیزے جائداد مقرر خواہند نمود الابعد چندے در فیض آباد نزد این جانب بیایند از فضل الٰہی جائداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ معاہدے کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور خلعت پایا۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب سید فیض اللہ خان نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلون کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اُنکے عیال واطفال کے اس مُلک سے نکال کر میان دوآب مین پہونچا دیا۔ اور فرح بخش مین شیو پرشاد بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ وسوار کہ اُن مین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی روشناس اور ملاقاتی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ مین گنگا پار اُتار دیے گئے۔ ان لوگون مین احمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خان بھی تھے۔ تاریخ جمیس گرینڈ مین مذکور ہے کہ ۱۸۴۱ء مین جو ایک بیان لندن مین شائع ہوا تھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہین جنکے ہاتھون مین ہتھیار تھے ان روہیلون کو اس مُلک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بدایون کے ضلع مین رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اُنھون نے فاتحون کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے کے وقت ہوا کرتا ہے۔

نجف خان نے خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان
کو ہمراہ لے کر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا اور شجاع الدولہ روہیلون کے ملک کے
انتظام مین مصروف ہوے اور اُنھون نے پچاس ہزار کے قریب پیادہ و سوار ملک
روہیلکھنڈ اور علاقۂ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لیے
مقرر کیے۔ شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام
کے لیے قلعۂ پتھر گڈھ مین رکھا اور اپنے بیٹے سعادت علی خان کو بریلی مین چھوڑا اُنکے
ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور گوپال راؤ مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ
متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے مین مقرر کیا۔ ہمت بہادر اور رام اوگر کو اٹاوے
مین رکھا۔ اور بسنت علی خان کے کمپو کو رامپور کے ساحت مین تعینات کیا۔[۱]

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد غرۂ شعبان ۱۱۸۸ھ کو لال ڈانگ
سے روانہ ہوے اور اُنکے کوچ سے پانچوین دن روہیلے لال ڈانگ سے اُترے نواب
شجاع الدولہ بسولی آئے وہان اُنکے متعلقین اور بال بچے ٹھہرے ہوے تھے اُن سب کو
ہمراہ لے کر لکھنؤ کو روانہ ہوے جب سنبھل مین پہونچے تو محبت خان[۲] ۲۶ رجب ۱۱۸۸ھ
کو یہان اُنسے ملا شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لیگئے اور وعدہ کیا کہ فیض آباد
پہونچ کر جو تمھارے حق مین تجویز کیا ہے عمل مین لاؤن گا اور آئینہ دار پالکی مین سوار
ہوکر پانچوین رمضان کو لکھنؤ پہونچے تمام ماہ رمضان یہین بسر کیا جب اُنکو یقین ہوگیا کہ
میرا مرض اصلاح پذیر نہین ہے تو وہان سے آٹھ شوال کو کوچ کیا اور ۱۲ شوال کو فیض آباد مین

سنبھل۔ مراد آباد۔ اور امروہہ وغیرہ اور کچھ ملک جیسے کاسگنج اور دریا گنج و
ہلدیا گنج وغیرہ وہ تھا کہ احمد خان بنگش سے نکال کر صفدر جنگ کے عہد مین مرہٹون
کو دیا گیا تھا اور دوسرے ملک مقبوضہ مرہٹون کے جو پانی پت پر احمد شاہ دُرّانی
کے ہاتھ سے اُنکو شکست عظیم حاصل ہونے کے بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان
اور احمد خان بنگش اور دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لیے تھے۔
غرضکہ ان تمام علاقون کی تقسیم کے لیے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو
بادشاہی سپاہ لے کر آیا تھا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت مین سے بادشاہی
حصہ مانگا وزیر نے عہدنامے سے انکار نہین کیا۔ اُسکی نقل شاہ عالم بادشاہ
نے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدی تھی۔ لیکن شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے پاس
جو مثنّےٰ عہدنامے کا ہے اُسمین یہ شرط ٹھہری ہے کہ بادشاہ بذات خاص
لشکر لے کر کمک کو آئین اور چونکہ وہ خود نہین آئے اسلیے عہدنامے کی تمام
شرائط باطل ہوگئین۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس جو اُسکا مثنّےٰ موجود تھا اُسمین
کہین اس بات کا ذکر نہ تھا جب اسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اُس نے اپنے
سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلون کا ملک فتح کر دینا تھا اگر شجاع الدولہ
نے اپنا عہد بادشاہ سے توڑدیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اُنسے لڑین تو
تم کسی کی طرف نہ بولنا مگر لڑائی تک نوبت نہ پہونچی۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک
ذوالفقار الدولہ کو سمجھا دیا اور نجیب الدولہ کے ملک مین سے جو حصہ گنگا کے اس پار تھا
جیسے چاندپور۔ نگینہ اور پتھرگڈھ وہ شجاع الدولہ کو ملا اور تھوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا
کچھ ملک حافظ رحمت خان اور اولاد دوندے خان کا جو صوبۂ آگرہ اور دلی سے ملحق تھا

احمد خان نے اُنسے رام گھاٹ پر ملاقات کرکے عہد و پیمان باہم کرلیا تھا اور جب کہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خان نے پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوڑیا گنج مین شجاع الدولہ کے پاس بھیج کر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کرلیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا۔ اس سے نواب شجاع الدولہ اُسپر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ خدا کا شکر ہے اُس نے مجھکو روہیلکھنڈ کے آدمیون کے خون مین مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا مگر مین احمد خان کو ضرور قتل کراؤن گا اور اپنے افسرون کو حکم دیدیا تھا کہ احمد خان کو جہان پائین مار ڈالین مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکل کر لال ڈانگ مین پہونچ گیا۔ اور برابر مورچون کی تیاری اور نواب سید فیض اللہ خان کی خدمت گزاری مین مصروف رہا جب نواب سید فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ مین معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات مین نواب سید فیض اللہ خان سے کہا کہ ہم کو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے مگر جبکہ وہ آپ کی رفاقت مین ہے تو ہم نے اُس خیال سے درگزر کی اب آپ اُسکو اپنے پاس سے علیحدہ کردین نواب فیض اللہ خان نے قبول فرمایا اور احمد خان اور اُسکے بھائیون کو اپنے لشکر سے رخصت کردیا شہامت خان بن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تھا اور ہر ایک طرح سے اُنکے ساتھ اخلاص رکھتا تھا خلا اور ملا مین اُنکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ ہمیشہ عمدہ عمدہ گھوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کرکے اور اچھے اچھے شال دوشالے اُنکے پاس تحفۃً بھیجا کرتا تھا اور اپنے آپ کو

داخل ہو گئے اور محبت خان سے ایفاے وعدہ مین شدت مرض کا عذر کیا اور ہزار روپے ماہوار خرچ کے لیے مقرر کر دیے۔

نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بدسلوکی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کی طرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان کو جو نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب مین رہتا تھا اور منو دائی کو جو شجاع الدولہ کے لشکر مین بیگم کی طرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کو آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائین مرزا اور منو آنولے مین آئے جب یہ حکم سُنایا تو محل مین ایک عجیب شور ماتم مچ گیا آنولے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتین ہاے ہاے کرتی تھین۔ اور جسقدر خطوط شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلّی اور دلاسے کے لیے بھیجے تھے اور اُن مین خدا و رسول اور دین و ایمان اور حضرات پنجتن کی قسمین لکھی تھین اُنکو دکھتی تھین اور آہ آہ کرتی تھین جو کوئی اُنکا شور و شین سُنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا کہتے ہین کہ اُس دن اور رات آنولے مین حشر برپا رہا کھانا پانی سب پر بند تھا غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لے گئے۔

بخشی سردار خان کے بیٹون کا حال

احمد خان پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی کیونکہ

بھیج کردو کان سے وہ سارا مال طلب کر کے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہو کر کہنے لگے کہ تمام روہیلکھنڈ مین یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلون کی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے ممبرون مین سے تین ممبر مونسن۔ کلیورنگ اور فرینسس روہیلون کی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے اور اب تک اُنکو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہو گئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے اُنھون نے کرنیل چمپین کے نام مراسلے مین لکھوایا کہ ہماری چھٹی کے پہونچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلون کے استیصال کے واسطے ٹھہرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اُس روپے کو ادا نہین کر سکتے ہین تو جسقدر روپیہ وصول ہو سکے وصول کر لو اور باقی روپے کی ضمانت لے لو اور اُسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے مین اپنی ساری سپاہ کو روہیلون کے مُلک سے نکال کر اودھ کی سرحد قدیمی مین لے آئے اور اگر نواب اسپر راضی نہون تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اُنکی خدمات سے جدا کر کے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ نواب سید فیض اللہ خان سے صلح ہو گئی اور اُن کے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپے سرکار کمپنی کو وصول ہو گئے اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت مین اسلیے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ مین آگئی ہے جو سرحد اودھ کے قریب واقع ہے۔

شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجھتا تھا ہمیشہ اُسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و مُلک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو بہت خوش ہوا۔ ہردم اللہ کا شکرادا کرتا تھا۔ اور دلجمعی سے آنولے مین بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار مین تھا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدین گے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے بیے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسی طرح نا عاقبت اندیش مصاحبون کے اغوا سے آنولے مین بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کی طرف سے نواب سید سعداللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لیے آنولے مین آیا ہوا تھا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزارون روپیہ اُس سید عیار کی تواضع کردیا تھا۔ صدق علی نے جو دیکھا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اُسکا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکھ لیا۔ شہامت خان اپنی اس حرکت سے از بس مسرور تھا۔ کہا کرتا تھا کہ میرا خازن شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے میرا مال بڑی حفاظت سے رہے گا۔ صدق علی اللہ کی جناب مین ہزارون شکر کرتا تھا کہ ایک مسلمان کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اسکے یہ چالاکی کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیان۔ شیدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی چھاونی مین جمع کردین۔ بشیر کو پٹھانون سے دلی عداوت تھی۔ اُس نے شجاع الدولہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے شہامت خان کا سارا مال جمع کرا کے فلان دوکان پر رکھوا دیا ہے اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہے لے لیا جائے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتے تھے اُنھین دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو

موافق وظیفے مقرر کردو (۳) فیض آباد کے دروازون پر جو تم نے آدمی مقرر کرکے شہر والون کا شہر سے نکلنا بند کردیا ہے اس سے مخلوق الٰہی مصیبت مین گرفتار ہے اپنا یہ حکم منسوخ کردو تاکہ لوگ خوشی کے ساتھ آمدورفت رکھین۔

نواب نے یہ باتین سُن کر دل پُردرد سے آہ سرد کھینچی اور جواب دیا کہ قبائل افاغنہ کے قید رکھنے مین بڑی مصلحت ہے اس سے فساد عظیم رُکا ہوا ہے اگر یہ لوگ چھوڑ دیے جائین تو فتنہ فساد برپا ہو جائے۔ معافی اور جاگیرین اور وظیفے اطمینان سے عبادت کرنے کے لیے مقرر کیے گئے تھے لوگون نے آمدنی سے عیش و عشرت اور نفس پرستی شروع کردی اور بجائے اسکے کہ اطمینان کے ساتھ خدا کی یاد مین مصروف رہتے عیاشی مین پڑ گئے اُنکی سزا اور سرزنش کے لیے وظیفے ضبط کرلیے ہین۔ فیض آباد کی آبادی عارضی ہے اس وجہ سے محافظ مقرر کیے ہین کہ آبادی مین خلل نہ پڑے اور لوگ یہان سے ترک وطن نہ کرجائین۔ اگر مین نکلنے کی پروانگی دیدون اور ممانعت اُٹھا لون تو شہر خالی ہو جائے۔

مجھکو اپنے مرنے کا کوئی غم نہین اگر مین اس وقت مین پٹھانون کو چھوڑ دون اور مشائخون و برہمنون کے روزینے اور زمینین کھولدون اور شہر کے دروازون سے محافظون کو ہٹالون تو لوگ کہین گے کہ یہ شخص موت سے ڈر کر عاجزی کرنے لگا اور یہ کام شجاعت و حمیّت سے بعید جانتا ہون۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے مرنے کا بہانہ یہی مرض ہے اسلیے کہ کل رات مین نے یہ خواب مین دیکھا تھا کہ ایک صحرائے لق ودق مین میرا پاؤن کیچڑ مین پھنس گیا ہے مین نے بہت زور لگایا اور کوشش کی کہ نکل جاؤن لیکن نہ نکل سکا اور نہ اُسوقت کوئی مددگار رہا یا۔

اسپر گورنر جنرل نے کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے مت کرو مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتے وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی اور اُنکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی اُنکے کہنے پر کچھ خیال نہین کیا کہ کون بکتا ہے مراسلے مین فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل چمپین دار السلطنت اودھ مین آجائے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اُسکو لکھے گئے ہین۔

مرض الموت مین شجاع الدولہ کو اُنکی مان کا نصیحت کرنا کہ سنگدلی اور قساوت کے کام چھوڑدین اور اُن کا قبول نہ کرنا

تاریخ تیموریہ مین لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ کے مرض نے بہت شدت کی اور زندگی سے مایوسی ہونے لگی تو اُنکی مادر مہربان گریہ وزاری کرتی اُنکے سرہانے آئی اور فرمایا کہ اے لخت جگر اسوقت میرے دل مین یہ بات آئی ہے کہ تم اپنی صحت کی نیت سے یہ تین کام کرو (۱) پٹھانون کے خاندانون کو چھوڑدو اور اُنکی مدد معاش کے لیے وظیفے اور کفاف مقرر کردو تاکہ بیوہ عورتین اور چھوٹے بچے جو رات دن آہ ونالہ کرتے ہین شام وسحر تمھارے حق مین ربّ العزّت سے سامنے بددعا کرتے ہین یہ سلسلہ موقوف ہوجائے (۲) اپنے ممالک محروسہ سے وظیفہ خوارون کے جو تم نے روزینے یک لخت بند کرکے اُنکو نان شبینہ کا محتاج کردیا ہے اور خلق کثیر فاقہ کشی کی بلا مین مبتلا ہے اُنکی نوبت گداگری پر پہونچ گئی ہے وہ بھی رات دن تمھارے حق مین بددعا کرتے ہین ان لوگون کے بھی شان وتخصیص سے کے

جب یہ ناشکیبائی اور یاس و ناامیدی کی باتین نواب کے مُنھ سے سُنین تو پاس والے بے صبری و رنج سے رونے لگے نواب نے استقلال کو کام فرماکر ہر ایک کو تسلی دی اور رونے دھونے سے منع کیا اُس وقت ایلچ خان کو بلاکر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسوقت کئی باتین اُس سے کین جو بات مشہور ہوئی وہ یہ ہے کہ جو برتاؤ مین انگریزون سے کرتا تھا وہی میرے بعد کیا جائے فوج کی کثرت پر مغرور ہوکر اُنسے مخالفت نہ کی جائے لیکن اُن کو اپنے ملک و مال مین دخل بھی نہ دیا جائے کہ ان کا قدم جم جانے کے بعد اُکھڑنا سخت دشوار ہے۔ میرے بعد آصف الدولہ کو مسند نشین کر کے ملک و دولت کا کام نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے کرنا چاہیئے دولتخواہی اور خیر اندیشی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا چاہیئے سب کو چاہیئے کہ آپس مین مل کر اور اتفاق سے کام کرین کیونکہ بغیر اسکے دور و نزدیک کے آدمی آرام نہ پاسکین گے اور میری کئی سال کی کوشش بیکار جائے گی اور جب انتظام اور اتفاق بنا رہے گا تو کوئی مخالفت کی جسارت نہ کر سکے گا بعد اس کے تمام امیرون اور بڑے بڑے افسرون کو طلب کر کے وصیت کی کہ میرے بعد میرے بیٹے اور ماں کے حکم سے سرِمو انحراف نہ کرین اور اسپر اُنسے قول و قسم لی۔ ایلچ خان یہ باتین سُن کر پریشان اور مضطرب ہوا اور رونے لگا اُسی حالت مین خاک پر مُنھ رکھکر نہایت دردناک آواز سے کہا کہ ہم سب کی جان بندگان عالی پر فدا ہے ہم سب کی عمرین خداوند پاک حضرت کی ایک دن کی زندگی کے بدلے مین قبول کرلے تو ہماری بڑی خوش نصیبی ہے اگرچہ بغیر وجود شریف کے

درگاہ الٰہی مین رجوع کی ناگاہ ایک سوار میرے پاس آیا اور اُسنے میرا ہاتھ پکڑ کر بہت زور سے کھینچ کر نکال لیا اس واقعہ کے خوف وہول سے میری آنکھ کھُل گئی اس خواب کی تعبیر میرے دل مین یہ آئی ہے کہ دنیا صحرائے لق ودق کی طرح ہے مین اسمین پابند تھا اور رات دن گناہ اور معاصی مین مبتلا رہتا تھا حلال مشکلات نے میرا ہاتھ پکڑ کر اس دنیائے دون سے نکال کر ساحل نجات پر پہونچا دیا۔ اب میرا اس جہانِ فانی سے سفر ہے۔

مرتے وقت نواب شجاع الدولہ کی حسرت ویاس

اور وصیت اور وفات

مان کے سوال وجواب کے بعد نواب نے افسوس سے کہا کہ اس بات کی حسرت قبر مین ساتھ لے جاؤنگا کہ کروڑون روپے فوج کی تیّاری اور سامان حرب کی درستی مین مین نے خرچ کیے اور کچھ تماشا انکی جانفشانی کا نہ دیکھا بعضے حریفون کو ہندوستان سے نکالنے کا ارادہ میرے دل مین تھا اُن کو نکالنے کی نوبت نہ آئی۔ ایک معتمد بیان کرتا تھا کہ اُس مایوسی کی حالت مین نواب کے متعلقین آہ وواویلا مین مصروف تھے نواب نے اُسوقت ایک آہ سرد کھینچ کر یہ اشعار پڑھے۔

مرادست قدرت بر ایام بود — چنینم ز گردون سر انجام بود
پدر چون ہمی کرد ازین در گزر — مرا گفت اے نور چشم پدر
ترا مردنِ من نصیحت بس ست — جہان یادگار ہزاران کس ست

گیارہ سو اٹھاسی ہجری ہو جائین -

دیگر از مؤلف مفتاح التواریخ

چون شجاع الدولہ بشتافت از جہان — عالمے در ماتمش مغموم گشت
رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز — وقت شب زین عالم فانی گزشت
بود سال فوتِ آن والا نژاد — یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

دیگر

ابن منصور شجاع الدولہ — چون تہِ خاک مکین شد ہیہات
آسمان از سر افسوس بگفت — مہر نہان بہ زمین شد ہیہات

دیگر

جانشین جناب صفدر جنگ — خود شجاع و بدولتِ دنیا
کس ندانند زمانہ اش بودہ — مثل و ند و مماثل و ہمتا
بست و چارم زماہ ذیقعدہ — کرد رحلت چو سوے مُلکِ بقا
خود ز روے جہان ندا آمد — باد داخل بہ جنت الماوا

شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اُنکی پشت پا مین دنبل نکلا تھا چونکہ اُنکے باپ اور نانا نے مادۂ سرطانی سے وفات پائی تھی اُسکے نکلتے ہی مادۂ سرطانی کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا بعد غسل صحت کے ایفاے نذر موعود فرمایا۔ شجاع الدولہ نے ۴۴ - ۴۵ برس کی عمر پائی ۱۱۴۴ھ مین پیدا ہوے تھے اور ۱۱۶۷ھ مین ۲۳ - ۲۴ برس کی عمر مین مسند نشین ہوے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی -

سب کی زندگی بے مزہ ہے لیکن جبتک بدن مین جان باقی ہے صاحبزادۂ بلند اقبال کی خدمت گزاری اور اطاعت شعاری سے قدم باہر نہ رکھون گا جو کوئی ولی نعمت کی راے کے خلاف سوچے گا دنیا و آخرت مین سوائے زیان کے کچھ نہ پائے گا اسکے بعد ایلچ خان باہر آیا نواب نے تکیے پر سر رکھا اور راہی شبستانِ عدم ہوے یہ واقعہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ روز پنجشنبہ کو چار گھڑی رات باقی رہے کا ہے جیسا کہ فرح بخش مین محمد فیض بخش نے لکھا ہے مفتاح التواریخ مین ۲۴ ذیقعدہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء روز پنجشنبہ تاریخ وفات لکھی ہے اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری مین ۲۲ ذیقعدہ اور تکملۂ ذکر ملوک مین ۲۵ ذیقعدہ تاریخ وفات بتائی ہے اور شیو پرشاد نے فرح بخش مین اُنکے انتقال کا دن جمعہ تحریر کیا ہے ان سب مین محمد فیض بخش کا قول قوی ہے کہ وہ وہان موجود تھا یون ہی خزانۂ عامرہ مین بھی آیا ہے۔ مادہ تاریخ رحلت یہ ہے **شجاع الدولہ وفات یافت**۔ مولوی غلام علی آزاد نے اُنکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے۔

کرد از عالم فانی رحلہ — سرور غالب صاحب صولہ

گشت تاریخ چو آن یکتا مرد — رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر منصور برہان جلال — رفت سوے مُلک باقی زین سراے پُر گزند

شد شجاعت بے سروپا و سخاوت عزم ہم — تاج خود را بر زمین از گریہ و زاری فگند

اگر لفظ شجاعت کے سروپا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کر کے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کر کے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین تو

اُسی کے ساتھ بدعہدی کرکے دغا بازی کرے اور لوٹ مار کرکے ایسے امیر باتوقیر کو ننگ دھڑنگ نکال دے۔

(۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خوارون کے حق مین ایسے بدگمان ہوے کہ اُس جماعت کو جو لاکھون سے زیادہ تھی یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کردیا اُنکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا جسکے نتیجے مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گھرون کے دروازے بند کرکے شرم سے مُنھ نہ دکھایا اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ لے کر دربدر بھیک مانگنی شروع کی۔ ممکن ہے کہ دس بیس نے کوئی خطا کی ہوگی پس مناسب یہ تھا کہ اُنھین کو سزا دی جاتی بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ اُن سے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالیٰ کسی نیک و بد کی روزی کبھی بند نہین فرماتا۔

(۳) عموماً اپنے خاص آدمیون اور ماتحتون کی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے اور نہ اُنکی عرض و معروض پر توجہ کرتے تھے۔

(۴) اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کے محل اور جھونپڑے کی پروا نہین کرتے تھے اکثر لوگون کے مکانات مع مال و اسباب بیلدارون کے ہاتھ سے کھدوائے اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائین اس ظلم و بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سُنتا تھا۔

تنبیہ مؤلف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چھوڑ دیا تعصب کی پٹی اُسکی آنکھون پر چڑھی ہوئی تھی اسلیے وہ اُسے نہین دیکھ سکا۔ اور وہ سبب قریبی روہیلون کا نہایت قساوت اور بیرحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزارون اُمرا۔ علما۔ فضلا۔

شجاع الدولہ کے نامراد اور پُرحسرت وارمان دنیا سے سفر کرنے پر مؤلف سیرالمتاخرین کی طرف سے تبصرہ

ہاے کیا کیا اولوالعزمیان دکھائین کیسی کیسی خونریزیان کین انجام یہ کہ خاک بموجب آیۂ کریمہ لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کے موت سے تاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالےٰ نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کیے ہین جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر مین جلوہ گر ہوجاتے ہین خصوصاً وفات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مؤلف سیرالمتاخرین کے دل مین پیدا ہوے وہ اُسنے اس طرح لکھے ہین۔

شجاع الدولہ نوجوان آرزومند دنیا سے گزرے اور جسقدر اُنھون نے اقتدار پایا تھا اُس سے بخوبی ارمان نہ نکلا اور حسرت ویاس لے کر دنیا سے چلے گئے۔ اگرچہ صفاتِ حمیدہ بھی اُنکی ذات مین تھے۔ لیکن بعض باتین ایسی بھی اُنسے سرزد ہوئین کہ جن کی پاداش مین حق تعالیٰ نے عین جوانی مین اُسکے حاصلات دولت سے لذت اُٹھانے کی مُہلت نہ دی اور ہزار افسوس کے ساتھ رہگراے ملکِ عدم ہوے۔

(۱) میر قاسم عالی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی گو خان مذکور اسکا سزاوار تھا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم نہ تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئے اور اُسکے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور ائمۂ طاہرین کی قسمون کا واسطہ کر کے عہد وپیمان کیا جائے

نواب سید محمد حامد علی خان صاحب بہادر مستعد جنگ۔ جی۔ سی۔ آئی
جی۔ سی۔ وی او خلف نواب سید محمد مشتاق علی خان صاحب بہادر
عرش آشیان بن نواب سید محمد کلب علی خان صاحب بہادر
خلد آشیان بن نواب سید یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان
بن نواب سید محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرام گاہ بن نواب
سید غلام محمد خان صاحب بہادر بن نواب سید فیض اللہ خان صاحب
بہادر متمکن ہین۔

انگریزون کا نواب کے کارخانون پر اپنی طرف سے فوجی انتظام قائم کرنا لیکن اہلِ ریاست کی برافروختگی کی وجہ سے اپنی سپاہ کو ہٹا دینا

جب نواب کی وفات کی خبر مشتہر ہوئی تو کرنیل کلیس نے ایک پلٹن تلنگون
کی اپنے مترجم کپتان کانوی کی ماتحتی مین دے کر نواب کے خاص دروازے پر
اور کارخانون پر نگہبانی کے لیے مقرر کر دی جب یہ خبر نواب آنجہانی کی مان
کو پہونچی تو اُنھون نے باوجود غم والم کے اپنے آپ کو سنبھال کر محمد ایلچ خان کو
درِ دولت پر بُلایا اور اُس سے دریافت کیا کہ انگریزی فوج یہان کیون آئی
ہے اور اُسکو دلاسا دے کر حکم دیا کہ ابھی تمام سرداران لشکر سے کہدے کہ اپنی
اپنی سپاہ کو تیار کرلین اور آپ کرنیل کے پاس جا کر سپاہ انگریزی کے
بھیجنے کا سبب دریافت کرے اگر اُسکا خیال مخالفانہ پائے تو ابھی آصف الدولہ کو

ناسنخ

مشائخ اور گوشہ نشینون کی جاگیرین اور ملکین محض تعصبِ مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کرکے نان شبینہ کو محتاج کردیا اور اُن مین سے ہزارون کو نہایت مصائب کے ساتھ قید کیا۔ اُنکی عبادت گاہون کو خراب و برباد کرایا۔ اُنکی عورتون کی ننگ وناموس کو خاک مین ملایا۔ اُنکے گاؤن کو آگ مین جلوایا۔ بچون کو ماؤن کی چھاتیون پر قتل کرایا۔ لاکھون آدمیون کو گھر سے بے گھر کردیا۔ اور اُنکو قتل کراکے اُنکی لاشین چیل کوون کو کھلوائین۔ اُنکے ساتھ اللہ اور رسول کی قسمین کھائین پنجتن اور قرآن کا درمیان مین واسطہ کیا۔ اور پھر دھوکا دیا اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرضکہ روہیلون کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بیرحمی کی کہ اُن بیکسون کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش مین آکر شجاع الدولہ سے انتقام لینے پر آمادہ ہوگئی اور اُن کو ملیا میٹ کردیا۔ اور جن لوگون نے اُن کے خون سے ہاتھ رنگے تھے اُن کے گھرون مین سے یک لخت حکومت وثروت مستاصل ہوگئی اور منتظم حقیقی نے مکافات مین ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلون کی بیکس عورتون پر زرومال کے لیے تشدد کیا تھا اُس سے زیادہ تشدد اُن کی بیوی اور مان وغیرہ پر پانچ چھ برس کے ہی عرصے مین ظہور مین آگیا باوجودیکہ اُن کی ریاست نئی ہوئی تھی۔

شجاع الدولہ روہیلون کا استیصال چاہتے تھے اُن کا استیصال تو نہوا خود شجاع الدولہ کی نسل کا استیصال اُنکے دوستون کے ذریعہ سے ہوگیا اور اُنکے مظلوم وشریف وباحمیت مخالفون کی کارگاہ باقی ہے جس پر آجکل حضور پُرنور عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ۔ ناصر الملک امیر الامرا

ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں سے آنسو نہ گرے ہوں جس طرح ایّام محرم میں بعض
مجالس میں شور رقّت ہوتا ہے یہی حال اُنکے واقعۂ جانکاہ میں گزرا تھا۔
ارکانِ سلطنت بڑی فجر تک تابوت تیار کرتے رہے۔ صبح کو علما۔ فضلا۔ سادات
اور مصاحبانِ خاص شہر سے لاش لے کر دریا پر گئے اور غسل دے کر تجہیز و تکفین
کی ایک صندوق میں جس پر سبز مخمل منڈھا ہوا تھا لاش کو رکھا اور کمال
تجمل و شکوہ کے ساتھ جنازہ اُٹھایا اوّل ہاتھیوں پر نشان تھے بعد اسکے
ماہی مراتب تھا بعد اسکے وہ ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور چاندی
کی عماریاں تھیں بعد اسکے کوتل گھوڑے تھے جن پر طلائی و نقرئی زیور و
ساز و سامان پڑا ہوا تھا ان کے بعد نوبت اور روشن چوکی اور فوج کے باجے
تھے بعد اسکے خدمتگاروں اور چوبداروں کے غول تھے اسکے بعد چھتیس[۳۶] فرقوں
کے آدمی تھے کہ ہر ایک گروہ میں ہزار سے زیادہ آدمی ہونگے اسکے بعد خواجہ سرا
اور خواص و مصاحب تھے انکے سر برہنہ تھے تابوت کے ساتھ نواب کے تمام
رشتہ دار اور بیٹے سوائے آصف الدولہ کے تھے انکے سر و پا برہنہ تھے اور
چھوٹے چھوٹے بچّے خواجہ سراؤں کی گودوں میں تھے جو سینوں پر ہاتھ مارتے
جاتے تھے۔ تابوت کے پیچھے پیچھے چھوٹے بڑے یوروپین تھے یہ لوگ ماتمی
کپڑے پہنے تھے اور ٹوپیاں سب کی بغلوں میں تھیں جدھر نظر پڑتی تھی
سر و پا برہنہ آدمی نظر آتے تھے[۱]

مرزا علی خان اور سالار جنگ ابنائے محمد اسحٰق خان جو شجاع الدولہ کے
سالے تھے مع عمائد کے تابوت کے ہمراہ تھے۔ ابھی مدفن تک نہ پہونچے تھے

مسند نشین کرکے انگریزون سے لڑائی شروع کردے القصہ ایلچ خان کرنیل کلیس کے پاس گیا اور فوج انگریزی کو کارخانون کی حراست کے لیے بھیجنے کا سبب دریافت کیا اور بیگم کے حکم سے بیان کیا کہ نواب وزیر الممالک اور انگریزون مین جو دوستی و اخلاص کا عہد و پیمان تھا کیا وہ ایسا کمزور ہے جو اتنی جلدی ٹوٹ جائے ہم تو اُسکو ایسا مضبوط خیال کرتے ہین کہ قیامت تک پائدار رہے گا اگر یہ جرأت کلکتے کے انگریزون کے حُکم سے خام طمعی کے طور پر کی ہے تو کیا مضائقہ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ وزیر الممالک مرے ہین اُنکی فوج اور بیٹے زندہ ہین کرنیل اس پیغام سے خوف زدہ ہوا اور دل مین خیال کیا کہ اگر فوج کو نہ اُٹھائے گا تو فساد پیدا ہو جائے گا اور کلکتے سے کوئی حکم ایسے کام کا تھا نہین۔ معذرت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اِس وقت نواب وزیر کی وفات سے آشوب قیامت برپا تھا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ عوام یا لشکری بلوا نہ کر بیٹھین اسلیے حفاظت کی غرض سے فوج بھیجی تھی وہان وہ فرمانبردارانہ رہتی نہ مخالفانہ۔ محمد ایلچ خان نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو فوراً پلٹن کو ہٹا لو ورنہ تھوڑی دیر مین ریاست کی سپاہ تیار ہو کر پہونچنے والی ہے۔ اُس وقت تک پلٹن نہ ہٹی تو لڑائی ہو جائے گی کرنیل نے اُسی وقت آدمی بھیج کر پلٹن اُٹھوالی اور ایلچ خان نے واپس ہو کر ریاست کی چند پلٹنین تیار کرا کے حفاظت کو مقرر کردین۔

ماتم اور ماتمی جلوس

شجاع الدولہ کی وفات کے دن فیض آباد مین شور قیامت برپا تھا کوئی شخص

کام کے اہتمام کے لیے اپنی طرف سے مقرر کیا چونکہ باغ چھوٹا تھا گرد و پیش کے مکان خرید کر کے عظیم الشان گنبد بنوایا بعد اسکے اور بھی کئی دفعہ آصف الدولہ کی سرکار سے روپیہ آیا یہانتک کہ سات لاکھ روپے پر نوبت پہونچ گئی دو سال کے بعد کسی نے حسن رضا خان سے ہیمراج کی چغلی کھادی کہ اس نے بہت سا روپیہ مقبرے کے مصارف مین سے مار لیا ہے اُنھون نے اپنے چیلے حسن علی کو اس کام کا مہتمم کر کے بھیجا یہ حسن علی وہ نہین ہے جو پلٹن کا افسر تھا خلاصہ یہ ہے کہ تین برس اور کئی ماہ مین یہ مقبرہ تمام و کمال مکمل ہو گیا۔ بڑی بیگم کے انتقال کے بعد اسکے مصارف کے اہتمام کو حسن رضا خان نے اپنے ہاتھ مین لے لیا اور اپنے رفیق میر کلو کو یہان کا داروغہ بنا کر بھیجا اُسنے اپنی خوش سلیقگی سے آرائش و رونق دوبالا کر دی سپاہی محافظت کو نوکر رکھے گھڑیال لٹکایا۔ آصف الدولہ کی سرکار سے تین ہزار روپے سال شجاع الدولہ اور اُنکی مان کے عرسون کے لیے آتے رہے بعد اُنکے اُنکے جانشین اس رقم مین کمی کرنے لگے اور حسن رضا خان کے مرنے کے بعد دوسرے داروغہ آنے لگے۔

یہ حسن رضا خان ہر وقت نواب شجاع الدولہ کے پاس حاضر رہنے کی وجہ سے اُن سے دلی محبت رکھتے تھے اُن کی وفات کے بعد ترک لباس کر کے اُن کے مزار پر بیٹھ گئے۔ نواب آصف الدولہ نے زبردستی اُٹھایا تاہم جب تک زندہ رہے لباس درویشی ترک نہ کیا اُسے جامۂ امیری کے تلے رکھا۔

کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بہ آصف الدولہ جانشینی کی
تمنّا مین بہت مضطرب ہوے اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے
بھائی کو مسند نشین کردین پس مروت وحیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلون کو
حکم دیا کہ جلد ہمارے ماموؤن کو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لائین

مدفن کا حال

شجاع الدولہ کے انتقال کے بعد یہ تجویز ہوئی کہ گلاب باڑی مین باپ
کی قبر کے نشان پہ چند روز تک دفن رکھ کر پھر یہان سے لاش دہلی کو لیجائین
اور باپ کے مقبرے مین دفن کردین چنانچہ مرزا علی خان نے خاک سے
ایک سال سے دو سال تک کا وعدہ کرکے قبر مین رکھا۔ قرآن خوانون۔ فاتحہ
روشنی اور فرش کا اہتمام اُنکی بیوی کی سرکار سے جواہر علی خان خواجہ سرا کے اہتمام مین
سرانجام پانے لگا اسی طرح سات برس گزر گئے اور لاش دلّی نہ پہونچائی گئی
جب جواہر علی خان ۱۱۹۶ھ مین قید ہوا اور بیگم کی جاگیر بیٹے نے ضبط کرلی
تو بیگم کی سرکار سے مرقد کے خرچ کا اہتمام موقوف ہوگیا۔ اب شجاع الدولہ کی
مان کی سرکار سے یہ خرچ چلنے لگا۔ اُن کا خواجہ سرا مطبوع علی خان حسن رضا خان
سے جو آصف الدولہ کے نائب تھے قدیم سے بہت دوستی رکھتا تھا اُس نے
اس قبر کے مصارف کے لیے حسن رضا خان کو خط لکھا اُنھون نے نواب
آصف الدولہ کو ۱۲۰۴ھ مین ترغیب دے کر پہلی مرتبہ سات ہزار اشرفیان
مقبرے کی تیّاری کے لیے بھجوائین مطبوع علی خان نے ہیرا راج برہمن کو اس

ازواج واولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزارون کو پہونچ گئی تھی۔ لیکن ان مین سے صاحب اولاد کم ہوئین نواب شجاع الدولہ کی شادی امۃ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحق خان بن غلام علی بن مرزا احسن شوستری سے ہوئی تھی۔ ان بیگم کا جناب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد بہت تھی ان مین سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوے باقی اور بطنون سے ہین۔

صاحبزادون کی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علی خان عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے۔

(۳) عضد الدولہ مبارز الملک مرزا شہامت علی خان ظفر جنگ عرف مرزا جنگلی۔

(۴) امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو آمیر تخلص (یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علی خان مین لکھنؤ سے بخصومت نکالے گئے عظیم آباد مین مرگئے)

(۵) نصیر الدین حیدر عرف مرزا ہاپڑ۔

(۶) محمد علی خان یہ مرزا ہاپڑ کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) رستم علی خان۔

وسعتِ مُلک وآمدنی مُلک

تاریخ شاہیہ مین ہے کہ شجاع الدولہ کے تصرف مین منبع گنگا سے کہ ہر دوار کہلاتا ہے اور میان دوآب کے مُلک الہ آباد سے جہانگیر نگر تک کہ ہاپڑ کے قریب تین منزل ادھر دلی سے ہے اور شاہ جہان پور سے بنارس تک اور اُس کے اطراف تھے سوا بنارس کے مزروع و غیر مزروع اور بلند وپست تمام زمین ۱۴ کروڑ بیگہ پختہ مساحت کے حساب سے تھی۔

آمدنی تمام مُلک کی نادر العصر سے یون معلوم ہوتی ہے کہ جب سے فرخ آباد شریک ہو گیا تھا دو کروڑ ستر لاکھ روپے کی تھی اس مین سے تراسی لاکھ روپے بابت چھاؤنی کے سرکار انگریزی مین جاتے تھے چھاؤنی کا ذکر افضل التواریخ مین بھی آیا ہے۔فرح بخش مین محمد فیض بخش نے چھاؤنی کی جگہ پانچ آنے لکھے ہین جو انگریزون کو محاصل ملکی سے فی روپیہ دیے جاتے تھے اور دونون کمپوون کی تنخواہ اسکے سوا پہونچائی جاتی تھی۔ہت پرشاد نے بھی یہی لکھا ہے کہ اس صوبے کی آمدنی شجاع الدولہ کے عہد مین ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپے ہوتی تھی جب فرخ آباد بھی اس سرکار مین شامل ہو گیا تو دو کروڑ ستر لاکھ ہونے لگی جس مین سے تراسی لاکھ روپیہ فوج کی تنخواہ کی بابت انگریزی سرکار مین دیا جاتا تھا۔

(۱۹) مرزا بہادر علی خان بڑے۔
(۲۰) مرزا بہادر علی خان چھوٹے عرف مرزا بہادر بعض کا قول ہے کہ یہ شخص لے پالک تھا
(۲۱) غضنفر علی خان۔
(۲۲) نجابت علی خان۔
(۲۳) سراج الدین حیدر خان۔
(۲۴) مرزا حسین علی خان۔
(۲۵) مرزا شجاعت علی خان۔
ان مین سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحبزادے کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اُن کے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتین کین۔

صاحبزادیون کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدا ہوئی اور بے اولاد رہی۔
(۲) مسیتی بیگم یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے سوتیلے بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی اس کے چار بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوے
(۳) جمنی بیگم یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جُھجُو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد مین جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک

(۸) معین الدولہ مرزا عنایت علی خان۔
(۹) شمس الدین حیدر خان (یہ مرزا عنایت علی خان کے حقیقی بھائی تھے)
(۱۰) مرزا اسیف علی خان۔
(۱۱) مرزا حیدر علی خان۔
(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خان۔
(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خان۔
(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علی خان کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اُترے ہر روز دربار مین چا، نوشی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علی خان کی فرمائش کے بموجب بہت تحفہ عطر لیگئے انھون نے ناپسند کیا۔ اِنھون نے بوتل کو اُن کے سامنے توڑ ڈالا اور بیباکانہ چند کلمے کہہ کر چلے آئے اور حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلاے معلیٰ کو چلے گئے زیارت کرکے بصرے مین آئے اور کانسل کے مہمان ہوے کچھ بیمار رہوے انتقال کیا۔ تابوت روانۂ نجف اشرف ہوا۔
(۱۵) مرزا صفدر علی خان بڑے۔
(۱۶) مرزا صفدر علی خان چھوٹے۔
(۱۷) مرزا بندہ علی خان۔
(۱۸) مرزا صادق علی خان۔

بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علی شاہ کے عہد مین کہ ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء تھے
روانہ عتبات عالیات ہوئی بادشاہ خود مع شاہزادون اور امرا کے کربلاے خدابخش
مین پہونچانے آئے بمبئی سے اپنی جزرسی کے سبب کسی لغلۂ عرب پر سوار ہوکر
روانہ ہوئی جہاز کے صدمون کی سن پیری کے سبب سے کہ ۹۶ برس کی
ہوچکی تھی متحمل نہین ہوئی۔ انتقال کیا جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع زر
کے لے گیا۔ شاید نجف اشرف مین دفن ہوئی۔

(۱۷) لطف النسا منسوب بہ اسد الدولہ رستم الملک مرزا محمد تقی خان بہادر
فیل جنگ اسکے فرزند دلیر الدولہ دلاور الملک محمد علی خان بہادر فیروز جنگ تھے۔

(۱۸) عزت النسا بیگم۔

(۱۹) گوہر آرا بیگم۔

(۲۰) چمپا بیگم

(۲۱) ہینگا بیگم۔

(۲۲) کمو بیگم

(۲۳) ولایتی بیگم کلان

(۲۴) ولایتی بیگم خُرد

(۲۵) جہان آرا بیگم۔

ان صاحبزادیون کے بارے مین نواب سعادت علی خان کو یہ منظور تھا
کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہون اُن سے شادی کر دی جائے مگر
سواے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے

بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ مین نواب سعادت علی خان کے عہد حکومت مین مرزا جَجو کے ساتھ ہوئی اور بے اولاد رہی اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے۔

(۵) حسینی بیگم۔

(۶) زیب النسا بیگم

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم یہ دوبارہ اپنی بہن کے انتقال کے بعد صمصام الدولہ مرزا جَجو سے بیاہی گئی جیسا کہ افضل التواریخ مین ہے۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم۔

(۱۳) آمنہ بیگم منسوب بہ نجف خان ذوالفقار الدولہ جیسا کہ افضل التواریخ مین ہے۔

(۱۴) بدھو بیگم۔

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ مشہور ہے کہ اس صاحبزادی کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھہری تھی اس عرصے مین نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہوگیا اور ۱۱۹۶ھ مین نجف خان

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان مین نہایت اتحاد کی علامت ہے ایسے شخص باہم بھائی سمجھے جاتے ہین۔ کتب تواریخ مین تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے چھ شخصون سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ بھگیلہ والی ریوان مکند پور کے دو بھائی [۱]

(۲) نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان [۲]

(۳) نجیب الدولہ والی نجیب آباد [۳]

(۴) مہاجی سیندھیا جو ریاست گوالیار کا بانی ہے [۴]

(۵) غازی الدین خان عمادالملک وزیر عالمگیر ثانی [۵]





ﻟﻪ دیکھو گیان پرکاش ۱۲ ﻟﻪ دیکھو فرح بخش مولفۂ شیو پرشاد وگل رحمت ۱۲ ﻟﻪ دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفۂ آرون ۱۲ ﻟﻪ دیکھو عماد السعادت ۱۲ ﻟﻪ دیکھو عماد السعادت ۱۲

شوہر کی تابعداری نہو سکے گی۔ نیک نیتی کے ساتھ مردانہ وار رہین۔ اُنکی تنخواہ فی صاحبزادی ستر روپے سکۂ رکابی فیض آباد مین تھے حسب الطلب نواب سعادت علی خان کے گیارہ صاحبزادیان لکھنؤ مین آئین بیچ محلہ رہنے کو ملا جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علی خان نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی سو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ محمد تحسین علی خان ناظر رہا۔ ایک وقت قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑین۔ شیخن دروازہ اور حسن باغ کے دروازے بند کر دیے بیچ محلے مین سرکاری کوٹھی تھی بیباکانہ اپنے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پان پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ اُنھون نے کچھ اسباب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا اور نواب سعادت علی خان کو اکثر کہتی تھین کہ جو تم ہو وہی ہم ہین۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہین۔ نواب صلۂ رحمی کے خیال سے درگزر کرتے تھے۔ نواب سعادت علی خان کے انتقال کے بعد۔ انجم النسا اور زیب النسا اور جینا بیگم نواب غازی الدین حیدر پر استغاثے کے لیے لارڈ ماٹرا کے پاس بنارس تک گیئن اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپ نے کیون اتنی تکلیف اُٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ جاتے ہین جیسا مناسب ہو گا کیا جائے گا ناکام پھر آئین۔ غازی الدین حیدر نے سب کے ساٹ ساٹ سو روپے مقرر کر دیے۔

